(291)

رسالہ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر پنجم بابت جمادی الاولی ۱۲۹۶ سنہ مطابق مئی ۱۸۷۹ سنہ ء جلد دوم

جسمیں بعض اصول جواب والہ کاملہ حضرت مولوی محمد قاسم صاحب کا ثبوت ہے۔ اور بطفیل جناب ممدوح اہل اصول مذہب حنفیہ سے بھی تعرض

منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

اشتہار شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

(۱) یہ رسالہ مذہبی مسائل میں ہے۔ ملکی یا قومی یا تو ہر کسی سے اسمیں تعرض نہیں (۲) مہینہ میں ایکبار چھپتا ہے اور ہر مہینہ کی اخیر میں تقسیم ہوتا ہی (۳) جسقدر روپیہ اسکی عوض میں وصول ہوتا ہے کسی خاص شخص کا مالک نہیں ہوتا۔ اسی رسالہ کے مصارف [illegible] اجرا میں ہوتا ہی (۴) جو چندہ اسکے عوض میں دیا جاتا ہے وہ بطور قیمت یا اجرت اخبار کے نہیں ہوتا بلکہ بطور معاونت دین و غرض اشاعت سنت سید المرسلین کے ہی جسکو بعضی صاحب اس کے عوض میں تین روپیہ ماہوار دیتے ہیں بعضے دو روپیہ [illegible] اور عام خریدار آٹھ آنہ ماہوار دیتے ہیں [illegible] (۵) جو لوگ اگر [illegible] [illegible]

رکھتی اور اسکی اشاعت اور ترویج سے معاونت کرتی ہیں اور پڑھنے اور سمجھنے کی لیاقت بھی رکھتی ہیں (۷) اس رسالہ کے جملہ امور تصنیف۔ تحریر۔ طبع۔ تقسیم۔ حساب کتاب کا اہتمام راقم [illegible] کے ذمہ ہی اور بعضی امور میں جیسے مطالبہ زر و اجرا خطوط [illegible] چندہ میں منشی عبد العزیز صاحب ساکن [illegible] بھی معاونت و نیابت کرتی ہیں پس ایسا باتیں جنمیں خط و کتابت یا ارسال زر کسیکو منظور ہو وہ راقم سے کریں یا منشی عبد العزیز صاحب کو مخاطب فرماویں (۸) جو صاحب چندہ ارسال کریں اگر وہ کسی شہر میں اکیلے ہوں تو وہ اپنا چندہ ششماہی یا سالیانہ یکمشت روانہ کریں جہاں کئی صاحب موجود ہوں وہ سب ملکر ماہ بماہ بھیجیں مگر ماہوار یا ششماہی پیشگی ادا فرماویں بذریعہ منی آرڈر یا ہنڈوی یا کرنسی نوٹ یا ٹکٹ آدھ آنہ والے ہوں [illegible] (۹) [illegible] سنہ [illegible] کے پرچے کمیاب ہیں [illegible] اگر کسیکو بھیجے جاتے ہیں تو لوگوں سے خریدکر اور مشکل سے بہم پہنچا کر اسلئے انکی قیمت ہر مہینہ کی پرچہ جو ان کے عوض میں [illegible] روپیہ ماہوار سے کم نہیں لیجاتی بس جو سات ماہ سنہ [illegible] کے پورے

درمطبع مصطفائی لاہور طبع شد

جو مقتضای نیچر انسان کے برخلاف ہے
نماز کی شرائط سے غسل مین کہیگا کہ خروج
منی سے (جو نیچر انسان کا اصل اصول ہے
اور اسکے ناپاک ہونیسے پہر کسی انسان کا پاک
ہونا متصور نہین) تمام بدن کا غسل واجب
ہونا اور خروج بول و براز سے جو بحکم نیچر
فضلات و نجاسات سے ہے فقط موضع خروج
کے غسل کا واجب ہونا خلاف نیچر ہے -
اور وضو مین کہیگا کہ نجاست (بول و براز) [illegible]
توکہین سے نکلے اور اسکے بدلے منہہ مین
پانی ڈالکر کلیان کرین اور ناک مین پانی
چڑہادین یہ کب نیچر کے موافق ہے
حج مین اس سے بھی بڑھکر کہے گا اور اسکے
ارکان و آداب کو جیسے احرام باندھکر (گرمی
و جاڑون مین) ننگے سر رہنا - کورتہ عمامہ
پاجامہ اتار دینا - کعبہ کے گرداگرد اور
صفا و مروہ کے بیچ مین دوڑتے پھرنا
صدہا اونٹ بکریان بلا ضرورت گوشت ذبح
کرڈالنا کنکریون کے ڈھیر پر کنکریان
پہینکنا - خوشبو - سنگارہ - جماع کو اپنے اوپر
حرام کرلینا - یہ سب نیچر انسان کے خلاف
ہین -
وعلی ہذا القیاس صدہا تعلیمات نبویہ کو
خلاف نیچر بتاوینگے - جب نیچر آپ کو عہدہ
حکومت و متنفی پر مامور پاوینگے
یہ باتین ہمنے فرضی نہین کہین بلکہ
آجکل کے نیچریون سے (جنکو آپنے باعث
تہذیب الاخلاق متنفی کا سارٹیفکٹ
دیدیا ہے [illegible] تقلید [illegible]
ہے) بالواسطہ یا بلاواسطہ سنی ہوی نقل
کے ہین -
ضلع لاہور کے حضرات نیچریہ مسلمان
کہلاکر اس قسم کی باتین برملا کہتے ہین اور انکے
ذریعہ سے مسائل اسلام کی ہنسی کر رہے ہین
ایک شخص کا قول ہے کہ حج بڑی تعذیب ہے
دوسرے کا قول ہو کہ خدا تعالے (معاذ اللہ)
کیا بیوقوف ہی؟ جسنے ٹخنے کے نیچے ازار کو
منع کیا ہے (یعنے ٹخنونکا ڈھانکنا اور پاؤن کا
گرم رکھنا تو عین موافق عقل و داخل نیچر انسان
ہے - پہر خدا ایسی بات کیونکر کہہ سکتا ہے

جس نے اس سے منع کیا ہے وہ جھوٹا معلوم ہوتا ہے) تیسرے کا قول ہے کہ پیغمبر نے جو تعدد ازدواج کی تجویز کی ہے (معاذ اللہ) یہ پیغمبر کی غلطی ہے

یہان **شاید** آپ یا آپکے احباب یہ **عذر** پیش کرین کہ ہمنے عقل انسانی کو ممتحن ٹھیرایا ہے - نہ ہر ایک انسان کی عقل کو - پس اگر کوئی نادان اپنی عقل کی نارسائی پر خودرائی کرے اور تعلیمات نبویہ کا ممتحن ہوکر جسکو اپنی سمجھہ مین خلاف [illegible] اسکو [illegible] عقل انسانی خلاف عقل قرار دے تو یہ اسکی جہالت ہی نہ ہماری اصول کی اجازت - **تو جواب** اسکا یہ ہے کہ بیشک جناب نے اپنے اصول مین لفظ عقل انسانی کا استعمال کیا ہے ولیکن اسکو مشرح نہین فرمایا - کہ اس سے مراد کونسے انسان ہین یا کس قسم کے یا کتنے اسلئے ہر ایک انسان بدست آویز اپنے انسان ہونیکے آپکے اصول سے لپٹ سکتا ہی اور اپنی عقل کو جو عقل انسان کے افراد سے ہے ممتحن شریعت بنا سکتا ہی

اور **ظاہر** ہے کہ عقل انسانی اپنی اطلاق وکلیت کے مرتبہ مین تو ممتحن ہو نہیں سکتی - اسلئے کہ کلی کا وجود بجز افراد خارج مین متحقق نہین - چنانچہ علم منطق مین محقق ہے پس عقل انسانی کو ممتحن کہنا افراد عقل انسانی کو ممتحن کہنا ہوا - اور جب آپنے اُن افراد کی تحدید نہین کی تو ہر ایک فرد کے مراد ہونیکی گنجائش ہوئی **علاوہ** بران اس اصل کے ثبوت پر آپنے دلیل ایسی قائم کی ہے جو ہر فرد انسان [illegible] بسبب انسان [illegible] کے مکلف ہونے کو اپنے اصول پر دلیل ٹھیرایا ہے - جسکا مطلب مفاد (چنانچہ نمبر سابق مین بصفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴ گذر چکا) یہ ہے کہ جس فرد انسان مین مکلف ہونا پایا جاوے اسمین عقل (بمعنے ادراک جزئیات احکام) کا وجود ضروری ہے - اس سے ہر فرد مکلف کا احکام جزئیہ کو ادراک کر لینا اور ممتحن ہونیکی لائق ہونا صاف ثابت ہوتا ہے **قطع نظر** ان دلائل سے آپ اور آپکے اتباع و احباب کا عمل شبانروزی اس تعمیم کا مثبت ہی - اور ہر کسیکو عہدہ ممتحنی پر مامور

کر رہا ہے۔

جس حکم شرعی کے آپنے ترمیم کی ہے۔ اسمین
عقل انسانی (یعنے سب لوگونکی عقل) سے
صلاح نہین پوچھی بلکہ جو بات آپکے یا آپکے
چند سکرٹریون کے خیال مین آئی وہی تجویز
عقل انسانی سمجھی گئی۔ اور اسیکی بہر دسی
پر بیسیون احکام شرعیہ کی آپنے ترمیم کردی
آپ تو آپ ہین آپکے آدنے اتباع
(جو نہ عربی جانتے ہین نہ فارسی۔ نہ منطقی
[illegible] اردو اخبارات [illegible]
کچھ لیاقت نہین رکھتے اور تہذیب الاخلاق
کے سوا کوی کتاب دینی یا علمی پڑہ نہین
سکتے) فقط اپنی عقل کو عقل انسانی سمجھ رہے
ہین۔ اور محض اپنی رائے سے بلا استفسار
عقلاء و فضلاء روزگار ترمیم احکام کر رہے
ہین۔ میری اسبات کو آپ غلط سمجھین
تو کوی ایک آدہ بات ایسی بتلاوین جسمین
آپنے یا آپکے اتباع نے روی زمین کے
عقلاء سے مشورہ لیا ہو۔ محض اپنے خیال
سے اسمین فیصلہ نکیا ہو
اور سا تہہ اسکے یہ بھی فرماوین کہ عقل
انسانی (یعنے جملہ افراد انسان کی عقل) کی
تجویز پر اطلاع کیونکر متصور ہے۔ اور آپ
کے یا کسی اور نئے مہذب کے پاس ایسا کونسا
آلہ ہے جسکے ذریعہ سے روے زمین کے
عقلاء کی رائے معلوم کرلینا ممکن ہے
یہ نہو سکے تو جو کچھہ آپکے قول و فعل سے
ثابت ہوتا ہے اسکو مان جاوین اور اسبات
کو تسلیم کرلین کہ اُس قول و فعل کے مقابلہ
مین لفظ عقل انسانی سے تعرض کرنا کان
ممکن ہے [illegible] قول فعل جناب و اتباع
جناب سے ہر ایک کے لئے جو مکلف ہو نیکی
لایق ہے ممتحن بننے کی اجازت نکلتی ہے
اور اس ممتحن ہونے پر جیسا کہ اسلام
مین داخل ہونا ممکن ہے وہ بخوبی معلوم
ہو چکا ہے۔
اس امکان کو ہم تب مانتے جب کسی ہندو یا برہمو
یا نیچرلسٹ یا عیسائی یا لا مذہب کا اس
امتحان کے ذریعہ سے اسلام مین داخل ہونا
مشاہدہ کرتے۔ یا آئندہ توقع رکھتے۔
ہم غیر مذہب والونکے مسلمان ہونے اور
اس طریق سے مطلب کو پہنچ جانیکی کیا امید

لگتین - جب ہم ملتے ملانے داخل ہو ہو کے لوگونکو اس طریق کے اختیار کرنے سے جماعت اسلام سے خارج ہوتے دیکھ رہے ہین - اس اصول جناب کے استعمال کرنے والونکو پابندی اصول شعار اسلام سے آزاد و خودمختار پاتے ہین -

جسنے ایکدفعہ تہذیب الاخلاق کو اعتقاداً و ایماناً ہاتھہ مین لیا یا اُسکے مشتغل کے پاس بیٹھا وہ حشر و نشر و عذاب و ثواب جسمانی سے بیڈرہ ہوا [illegible] ولباس مین سیرت محمدیہ کا مخالف ہوا اور صورت وزیتی و عادات مخالفین اسلام کو پسند کرنے لگا اور اس قسم کی باتون کو جو اوپر منقول ہوئین وردزبان کیا -

رہا انکا مسلمان کہلانا اور نبوت آنحضرت سے انکار نکرنا سو یہ وجہ رکھتا ہے کہ ایسا مسلمان کہلانا جسمین ہینگ لگے نہ پہٹکری اور نبوت محمدیہ کا ایسا اقراری ہونا جسمین آنحضرتؐ کی تقلید نکرنی پڑے اور اُنکی تعلیمات سے اپنی سمجہہ کے موافق بات کے لے لینے اور جو سمجہہ مین نہ آوے اُسکے چھوڑ دینے کا اختیار

بانی ہر تحریر کچھہ مشکل نہین اور اسے انکار کرنے مین بجز بدنامی و نکو بنی کے کچھ فائدہ نہین

کیا مزہ ہی کہ نماز نہ پڑہین - روزہ نرکہین زکوۃ ندین - حج نکرین - ڈاڑہی منڈا دین یا کترا دین - دہوتی یا پتلون و جاکٹ پہنے رہین رادہاکشن و رام چند نام رکہا دین - بااینہمہ بلاشبہہ[†] مسلمان اور پوری موحد کہلا دین

اسکی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ لوگ مسلمانون کے گھر پیدا ہوئے - اور ابتدا سے اعتقاد حقائق اسلام سے معتقد رہے ہین - اب اس عادت کا خلاف نہین کر سکتے - اور دین اسلام اور اُسکے بانی کے عام صریح طور پر تکذیب کرنا پسند نہین کرتے - لہذا جب اُسکی کوئی بات بزعم خود خلاف عقل یا نیچر پاتے ہین تو بعضی اسمین اپنی ہوا یا عقل کے موافق تاویل کرکے تکذیب صریح سے بچ جاتے ہین - اور بعضے

[†] اپنے مضمون کانشنس کے اخیر مین اُس شخص کو جو وحدت ذات و صفات و عبادت خدا کا قائل ہے گو بظاہر اپنے تئین مسلمان نہین کہتا بلاشبہہ مسلمان اور پورا موحد کہا ہی - اور یہی فتوی ایک شخص کلہ جو دل سے معتقد اسلام ہے پر بظاہر ہندو) دیا ہے جسکے دست آویز سے وہ اُبتک ہندو بنی اسلام ظاہر نہین کرتا اور نہ شعار اسلام نماز روزہ وغیرہ کا پابند ہوتا ہی

اس خاص امر مین تکذیب کو جائز سمجھکر کے یہ
کہدیتے ہین کہ پیغمبر نے اس امر مین غلطی کی ہے
اور کہتے ہین اس غلطی خاص سے اُنکی نبوت
عموماً باطل نہین ہوئی -
اتنی رعایت بھی وہ جب ہی کرتے ہین کہ مسلمانون
کے گھر پیدا ہوئے ہین اور ایک مدت سے
ادعاء حقانیت کے عادی رہے - اگر یہ مسلمانون
کے گھر پیدا ہوتے اور اس امتحان کے ذریعہ
سے اسلام مین داخل ہونا چاہتے تو ہرگز
داخل ہوتے [illegible] نہین [illegible] ہاتین اپنی عقل [illegible]
اسرار احکام شرعیہ سے قاصر و عاجز پاتے
وہین تکذیب و انکار صریح کو زبان پر لاتے -
کچھ تفصیل و تائید اسمضمونکی تمثیلات شق دوم سے
ہوگی انشاء اللہ تعالے

شق دوم یعنی ممتحنی کے اختیارات ملجانے پر
باوجود اقراری ہونیکے اطاعت سے خارج
رہنا شق اول سے بڑھکر ظاہر و عیان ہے -
اور مستغنی از اثبات و بیان - شق اول مین
تو مقتضیات و لوازم سے اثبات مدعا کرنا
پڑا تھا - اس شق کا مضمون آنکھ سے دکھائی
دے رہا ہے و واقعی نظر آتا ہے -

جو لوگ اپنی عقل (ناقص) کو پیغمبر (ہادی کامل)
کا ممتحن بنائے ہوئے ہین اور اسیکو معیار و میزان
صداقت جملہ تعلیمات نبویہ سمجھے ہوئے ہین -
اور اطاعت پیغمبر کو خاص اسی امر مین واجب
مانتے ہین جسکو اپنی عقل کے موافق جانتے
ہین - وہ اطاعت صدہا احکام شرعیہ نبویہ
سے مسلمان ہوکر باغی ہین اور اسکی مخالفت
مین بلا مبالاۃ ساعی -
پھر بعضی انمین سے صاف تکذیب و تغلیط پیغمبر
[illegible]
کرتے ہین - اور [illegible] مین [illegible]
اور رسم جہالت کی پابندی کے مدعی ہین
اور بعضی تاویل و تحریف کے ساتھہ اُن باتون
کی تسلیم و اعتقاد سے منحرف ہین -
یہان چند **تمثیلات** بطور مشتی نمونہ خروار
و یکے از ہزار نقل کرتا ہون جو انکی تحریرات
یا تقریرات مین دیکھ یا سُن چکا ہون

استرقاق (لونڈی غلام بنانے) مین
یہ کہتے ہین - آزادی نیچر انسان مین داخل
ہے - اور یہ حکم اسکے مخالف ہی - اسلئے
اسکا ابطال واجب ہی - بناء علیہ اسکو رسوم
جاہلیت و عادات کفار سے ٹھیراتے ہین

اور آنحضرت کے قول وفعل وصحابہ کے عام تعامل کو کچھ خیال مین نہین لاتے **سود** کے باب مین وہ بات کہتے ہین جو کفار مکہ پہلے کہہ چکے ہین انما البیع مثل الربو یعنی سود لینا دینا ایسا ہے جیسے بیع شرا کرنا۔ اور کہتے ہین تہوڑا سود لینے یا دینے مین کوئی ضرر متصور نہین۔ اور ایک کا دوسرے کو نفع پہنچانا متیقن ہے پس اس سے عموماً و مطلقاً یعنی ہر صورت سے روکنا خلاف نیچر و نامقبول ہے۔ لابد ممانعت سود اسی حالت پر محمول ہے جسمین ضرر ظاہر ہو اور ایک دوسرے [illegible] کو لوٹنا متصور۔ یعنے ایک روپیہ کے بدلے دس لے لینا چنانچہ لا تاکلوا الربو اضعافا مضعفۃ مصداق ہے اور اطلاق وعموم آیات کو جو قلیل وکثیر کو حرام کرتے ہین جیسے احل اللہ البیع وحرم الربوا۔ الذین یاکلون الربوا وغیرہا کو خیال مین نہین لاتے ایساہی **قمار** جوئے مین کہتے ہین اور بنا برعلیہ لاٹری وغیرہ جسمین ضرر کم ہے اور نفع زیادہ جائز بتلاتے ہین اور عمل مین لاتے ہین۔ اور عموم واطلاق آیت والمیسر من عمل الشیطان کیطرف توجہ نہین فرماتے۔

شراب مین کہتے ہین کہ یہ دراصل بحکم نیچر عمدہ چیز ہے خون صالح پیدا کرتی ہے جسکے پیدا ہونیسے صدہا نیچری فواید کی توقع ہے۔ پہر جو اسمین حرمت کا حکم وارد ہے وہ بلحاظ ضرر ہے جو زیادتی و بے اعتدالی سے پیدا ہونیکا احتمال رکہتا ہے۔ بنا برعلیہ عموماً و مطلقاً شراب کو حرام کرنا خلاف نیچر و نامقبول ہے۔ اسلئے [illegible] عموماً [illegible] کوئی بہ نیت لہو (یعنے کہیل تماشا) اسکو نوش کرے یا مقدار مفید سے بڑھکر اسقدر پیے کہ جسمین اپنی عقل کو جو راس المال انسان ہے کہو بیٹھے اور جو بہ نیت تقویت وکمال صحت اسکو استعمال مین لاوے یا کسی دوا مین اسکو برت لے اور حد اعتدال سے خارج نہو۔ اسکے لئے وہ حرام نہین ہوسکتی ہے

اور یہ نہین سوچتے کہ حکیم روحانی طبیب ربانی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[۱] یعنے سود کئی دو گنے مت کہاؤ [۲] خدا نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام ۱۲ [۳] جو لوگ سود کہاتے ہین وہ قبرون سے ایسے اٹہینگے جیسے بہوت کا چہوا بیہوش اٹہتا ہے ۱۲

قلیل و کثیر شراب کو حرام فرمایا ہے اور دوا مین استعمال کرنیسے بھی منع کر دیا

اسی قسم کی **صدہا باتین** یہ حضرات کرتے ہین ان سب کا شمار ہین ضروری نہین سمجہتا اور تصدیق دعوی کیواسطے ایک مثال کو کافی خیال کرتا ہون یہ باتین انکی عوام کی نسبت نہین ہین بلکہ اخص خواص کے قول و فعل سے ثابت ہین

استرقاق - سود - قمار کی نسبت جو یہان بیان ہوا ہے وہ آجکل کے خواص کی تحریرون یا تقریرون مین دیکھا گیا ہے

شراب کی نسبت جو ذکر ہوا - یہ انکے ائمہ و اکابر حکماء سے مروی و ماثور پایا ہے شیخ الصناعۃ و امام الفلاسفہ **ابو علی بن سینا** وغیرہ حکماء شراب مین بہی خیال رکہتے ہین - اور بلا تردد نوش جان فرماتے -

قال الامام الغزالی فی کتاب المنقذ من الضلال

ثم راینا فتور الاعتقادات فی اصل النبوۃ ثم فی حقیقۃ النبوۃ ثم فی العمل بما شرحتہ النبوۃ وتحققنا شیوع ذلک بین الخلق فنظرت الی اسباب فتور الخلق وضعف ایمانہم بہا فاذا ھی اربعۃ

سبب من الخائضین فی علم الفلسفۃ

وسبب من الخائضین فی علم التصوف

وسبب من المنتسبین الی

چنانچہ امام غزالی جو آپ کے معتمد علیہ ہین کتاب منقذ من الضلال مین فرماتے ہین پہلے مینے لوگون کا فتور اعتقاد اصل نبوت مین دیکہا - پہر اسکی حقیقت کے سمجہنے مین پہر ان باتون پر عمل کرنے مین جو نبوت نے کہولے ہین

پہر تحقیق کیا کہ یہ باتین لوگون مین کیون پہیل گئین تو لوگون کے فتور اور نبوت پر ایمان لانیمین سستی کے چار سبب پائے

(۱) سبب اول انکی طرف سے جو علم فلسفہ مین غور کرتے ہین

(۲) انکی طرف سے جو علم تصوف مین ڈوبے ہوئے ہین

(۳) انکی طرف سے جو دعوی تعلم کیطرف منسوب ہین

دعوی التعلم

وسبب من معاملة المومنين من العلماء فيما بين الناس فقائل يقول لو وجبت المحافظة على ما نقول كان العلماء احدر بذلك و فلان من العلماء المشاهير بين الفضلاء لا يصلي

وقائل ثان يدعي علم التصوف و يزعم انه بلغ مبلغا ارتقى عن الحاجة الى العبادة

وقائل ثالث يتعلل بشبهة اخرى من شبها اهل الاباحة وهم الذين ضلوا عن طريق

وقائل رابع لقى اهل التعليم فيقول الحق مشكل والطريق اليه منسد

وقائل خامس يقول لست افعل هذا تقليدا ولكني قرءت علم الفلسفة وادركت حقيقة النبوة

وان حاصلها يرجع الى الحكمة والمصلحة وان المقصود من وعيدها ضبط عوام

یعنی بزعم خود چھپے ہوے امام مہدی سے علم سیکھنے کا دعوی رکھتے ہین

(۴) اُنکی طرف سے جو عالم ہوکر لوگون مین جاہلون کے سے کام کرتے ہین پس کوئی تو کہتا ہے کہ اگر تعلیمات نبویہ پر محافظت ضروری ہوتی تو فلانے فلانے علماء اس محافظت کے زیادہ لائق تھے اور اُنکا یہ حال ہے کہ نماز نہین پڑھتے شراب پیتے ہین

دوسرا علم تصوف کا مدعی ہے اور یہ دعوی کرتا ہے کہ مجھے اس رتبہ تک وصول ہوگیا ہے کہ اب نماز و عبادت کی ضرورت نہین رہی

تیسرا فرقہ اباحیہ کے شبہات کا بہانہ کرتا ہے اور یہ وہ لوگ ہین جو طریق تصوف مین پڑکر رستہ بہول گئے ہین

چوتھا کسی تعلیمی کو (جو امام مہدی سے تعلیم پانے کے مدعی ہین) ملا تو اُس نے یہ کہدیا کہ حق کا دریافت کرنا مشکل ہے۔ اور اُسکے طرف رستہ اب بند ہے (کیونکہ امام مہدی چھپے ہوئے ہین)

پانچوان کہتا ہے مین یہ کام (تعلیم نبوی کی محافظت مین سستی) کسی کی تقلید سے نہین کرتا۔ بلکہ علم فلسفہ پڑھا ہوا ہون اور حقیقت نبوت کو خوب پہچان چکا ہون اسکا خلاصہ یہی حکمت و مصلحت ہے (یعنی جو ہم لوگونکو معلوم ہے) اور نبوت کے وعید (ڈر

الخلق وتقييدهم عن التقاتل والتنازع
والاسترسال فى الشهوات فما انا من
العوام الجهلاء حتى ادخل فى حجر التكليف
وانما انا من الحكماء اتبع الحكمة وانا بصير
فيها مستغن بها عن التقليد

هذا منتهى ايمان من قرء فلسفة الالهيين
منهم وتعلم ذلك من كتب ابن
سينا وابى نصر الفارابى وهؤلاء هم
المتجملون منهم بالاسلام وربما ترى
الواحد منهم يقرء القران ويحضر الجماعات
والصلوات ويعظم الشريعة بلسانه و
لكنه مع ذلك لا يترك شرب الخمر
وانواعا من الفسق والفجور واذا قيل
له ان كانت النبوة غير صحيحة فلم
تصلى فربما يقول لرياضة الجسد
وعادة اهل البلد وحفظ المال والولد
وربما قال الشريعة صحيحة والنبوة
حق فيقال له لم تشرب الخمر فيقول انما نهى
عن الخمر لانها يورث العداوة والبغضاء
وانا لحكمتى محترز عن ذلك

کی خبرین اور عذاب کے وعدی) سے مقصود خلائق کا ضبط
رکھنا اور انکو لڑنے اور جھگڑنے اور شہوات نفسانی
مین چھٹے رہنے سے روکنا ہی اور مین عوام سے نہین
ہون کہ اس تکلیف کے بل مین گھس بیٹھون مین تو حکیم
ہون اور اسمین خوب نظر رکھتا ہون اور اسکے سبب
تقلید پیغمبر سے بے پرواہ ہون

یہ **ایمان فلاسفہ** کا اخیر درجہ ہی جو کتب ابو علی بن
سینا اور ابو نصر فارابی سے جو از انجملہ بلباس اسلام
زینت ظاہر کرتے ہین معلوم ہوتا ہے بعضے انمین سے
قرآن پڑھتے ہین اور جماعت اور نمازون مین حاضر
ہوتے اور زبان سے شریعت کی تعظیم ظاہر کرتے
ہین ۔ ولیکن مع ذلک شراب بھی پی لیتے ہین اور
کئی قسم کے فسق وفجور کو نہین چھوڑتے
اگر کوئی انکو کہتا ہی کہ اگر تمہارے خیال مین نبوت صحیح
نہین تو تم نماز کیون پڑھتے ہو تو کہتے ہین بدن کی
اسمین ریاضت اور عادت شہر والونکی موافقت ہے ۔
اور تعرض مسلمانون سے جان و مال کی حفاظت ۔
اور کبھی یہ بھی کہتے ہین کہ نبوت صحیح ہے اور شریعت
حق ہی ۔ پھر جو انکو شراب پینے کی وجہ پوچھی جاتی ہے
تو کہتے ہین شراب اسواسطے منع ہے کہ وہ آپسمین عداوت
وبغض پیدا کرتی ہی ۔ اور مین اپنی حکمت کے سبب اس سے

وہی بات ہے جو ہمنے ۱۲۵ صفحہ مین کہی ہے اور انکے بظاہر مسلمان ہونے اور کہلانے کی وجہ بتائی ہے

وبها قصد به تشحيذ خاطري حتى
ان ابن سينا ذكر في وصيته اكتب فيها
انه عاهد الله على كذا وكذا وانه يعظم
الاوضاع الشرعية ولا يقصر في العبادات
البدنية ولا يشرب الخمر تلهيا

فكان منتهى حالته في صفاء الايمان
والتزام العبادات ان استثنى شرب [illegible]
الخمر لغرض التشفي

فهذا ايمان من يدعي الايمان منهم و
قد انخدع بهم جماعة وزادهم انخداعا
ضعف اعتراض المعترضين عليهم اذا اعترضوا
عليهم بمجاحدة علم الهندسة والمنطق وغير ذلك

بچا رہا ہوں بشرطیکہ اتنی نہیں پیتا جسمیں عقل جاتی رہے
اور کسی سے لڑائی کی نوبت پہنچے

اور میرا مقصود شراب پینے سے تیزی طبع ہے (نہ محض لہو)
یہانتک کہ بوعلی سینا نے اپنی وصیت میں لکھا ہے
کہ میں اللہ تعالی سے فلانے فلانے کام کرنیکا عہد
کرتا ہوں اور یہ کہ شریعت کی اوضاع کی تعظیم کیا کرونگا
اور عبادات نماز وغیرہ میں قصور نکرونگا اور نیت
لہو (کھیل) کے شراب نہ پیونگا

یہ اسکی صفائی ایمان والتزام وعبادات کی حالت کا اخیر
[illegible] شراب خوری کی بابت شفا استثنا
کرتا ہے۔

ایسا ہی اکثر سب مدعیان ایمان کا حال ہے ان لوگوں کے
سبب بہت لوگ دہوکا کہا گئے ہیں۔ اور انکے
دہوکہ کو معترضین کے ضعیف اعتراضوں نے جو انکار
علم ہندسہ ومنطق میں وہ کئے ہیں اور زیادہ کردیا ہے۔

ایسی ہی باتیں **ابونصر فارابی** سے منقول ہیں جنکی نقل وتفصیل سے کہ حاجت سے زاید و
فضول ہے۔ اور ان باتونکا بغاوت ہونا ظاہر ہے اور ایسی خود مختاری طاعت بغاوت سے
بدتر۔ **یہی وجہ ہے** کہ علماء اسلام ایسے طور پر نبوت کی تسلیم کو انکار سمجھتے ہیں اور اس طرح
سے ماننے والونکو منکر وخارج از ملت خیال کرتے ہیں۔ میں اسکی شہادت میں کسی فقیہ
یا محدث کا قول پیش کروں تو آپ اسکی طرف التفات نکرینگے۔ اور وہی اپنی قدیم بات کہ "میں
انکے کالی کالی کفر کی فتووں سے نہیں ڈرتا" پیش کردیں گے۔ لہذا اسباب میں نقل و

+ اور مجمل حال اسکے اعتقاد کا بضمن عبارت فتوی ابن تیمیہ ایک حاشیہ میں آویگا ۱۲

عرض قول امام غزالی پر اکتفا کرتا ہون جنکو آپ اور آپکے احباب جامع معقول و منقول جانتے ہین اور تطبیق معقول منقول مین امام مانتے ہین اور انکو اپنا ہم خیال سمجھتے ہین اور انکی کلام پر تہذیب الاخلاق مین جا بجا اعتماد و استشہاد کرتے ہین اب اگر آپنے انکو بھی نمانا تو آپکا اختیار ہے - معتقد امام غزالی تو اسکو مانیگا اور جو آپکو ہمخیال امام غزالی سمجھ رہا ہے وہ تو اپنی غلطی خیال پر متنبہ ہوگا ÷

قال الغزالی فی المنقذ من الضلال بعد ذکر ما نقل من اقوال هولاء اهل الضلال ونعود الآن الی ما ذکرته من اسباب ضعف الایمان ونذکر طریق ارشادهم وانقاذهم من [illegible] اما الذین ادعوا الحیرة بما سمعوه من اهل [illegible] ولا نطول بذکره هذه الرسالة۔ واما ما توهمه اهل الاباحة فقد حصرنا شبههم فی سبعة انواع وکشفناها فی کتاب کیمیاء السعادة۔ واما من افسد ایمانه بطریق الفلسفة حتی انکر اصل النبوة فقد ذکرنا حقیقة النبوة ووجودها بالضرورة بدلیل وجود علم خواص الادویة وغیرها وانما قدمنا هذه المقدمة لاجل ذلک وانما اوردنا الدلیل من خواص الطب والنجوم لانه من نفس علمهم ونحن نبین لکل عالم بفن من العلوم

امام غزالی نے رسالہ منقذ من الضلال

مین اُن گمراہون کے اقوال نقل کرنیکے بعد لکھا ہے اب ہم اُن اسباب ضعف کا پھر ذکر کرتے ہین اور اُن لوگونکی ہدائت اور خلاصی کا راہ بتلاتے ہین پس جنہون نے اہل تعلیم کی سنی سنائی باتونکے سبب [illegible] قسطاس مستقیم مین ذکر کر چکے ہین - اس رسالہ کو اُسکے ذکر سے طول نہین کرتے اور جو اہل اباحت شبہ و اوہام پیش کرتے ہین - اُنکا سات قسم مین حصر و حل ہمنے کیمیا سعادت مین کر دیا ہے اور جو اپنا ایمان فلسفہ کے طریق پر بگاڑ چکے ہین حتے کہ اصل نبوۃ کے منکر ہو بیٹھے ہین اُنکے لئے ہم حقیقت نبوت کو ذکر کر چکے ہین اور وجود نبوت بدلیل وجود خواص ادویہ و نجوم وغیرہ بتا چکے ہین - ہمنے اس مقدمہ کو اسیواسطے پہلے ذکر کر دیا ہے ہم دلیل وجود نبوت خواص طب و نجوم سے اسلئے ذکر کئے ہین کہ یہ خود انکے علوم ہین - اور ہم ہر فن کے

كالنجوم والطب والطبيعة والسحر والطلسمات مثلاً من نص عليه برهان النبوة

واما من اثبت النبوة بلسانه وسوى اوضاع الشرع على الحكمة فهو على التحقيق كافر بل الايمان بالنبوة ان يومن باثبات طور وراء طور العقل ينفتح فيه عين يدرك بها مدركات خاصة والعقل معزول عنها كعزل العين عن ادراك الاصوات وجميع الحواس عن ادراك المعقولات

[illegible]

امكانه بل على وجوده - وان جوز هذا فقد ثبت ان ههنا امورا تسمى خواصا لا يدور العقل حواليها اصلا بل يكاد العقل يكذب بها ويقضي باستحالتها

فان وزن دانق من الافيون سم قاتل لانه يجمد الدم في العروق بفرط برودته

والذي يدعي علم الطبيعة يزعم ان ما يبرد من المركبات بعنصري الماء

عالم کو نجوم کا ہو خواہ طب کا علم طبعی کا ہو سحر و طلسمات کا اُسی کے علم سے برہان نبوت بتایا کرتے ہین

اب رہے وہ لوگ جو زبان سے نبوت کے اقراری ہین پر شریعت کو حکمت کے موافق کرتے ہین سو در حقیقت نبوت سے منکر اور کافر ہین نبوت کا ماننا تو یہی ہے کہ عقل کے سوائے اور طور کی ثبوت پر ایمان لاوین جسمین وہ آنکھہ کھل جاتی ہے جو خاص باتونکا ادراک کرتی ہے اور عقل وہان سے کنارہ رہتی ہے جیسے آواز سننے سے آنکھہ معزول رہتی ہے اور سبھی حواس امور عقلی کے

[illegible]

امکان بلکہ وجود پر دلیل قائم کرچکے ہین اور اگر اسکو جائز رکھتا ہے تو اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہان ایسی بھی کئی چیزین ہین جنکو خواص کہا جاتا ہے جسکے آس پاس عقل پھٹک نہین سکتی - بلکہ جھٹلانے اور محال سمجھنے لگ جاتی ہے -

(مثلاً) ایک دانگ افیون زہر قاتل ہے اسلئے کہ وہ افراط برودت سے خون کو عروق مین منجمد کر دیتی ہے

اور جو علم طبعی کا مدعی ہوگا وہ یہ سمجھیگا کہ مرکبات سے جو سرد (سردی پیدا کرنیوالی) چیزین ہین وہ عنصر

† اسطرح پر کہ حکمت کو اصل ٹہراتی ہین اور شریعت کو اُسکے تابع کرتے ہین اور اگر اسکا عکس کرتی تو منکر نبوت نہ کہلاتے ۱۲

والتراب فهما العنصران الباردان ومعلوم
ان افراطا من الماء والتراب لا يبلغ
تبريدها في الباطن الى هذا الحد
فلو اخبر طبعي بهذا ولم يجربه يقال
هذا محال – والدليل على استحالته
ان فيه اجزاء نارية وهوائية والاجزاء
النارية والهوائية لا تزيد ه برودة

پانی و مٹی کے سبب سے مبرد ہین – کیونکہ یہی دو نو عنصر
مبرد ہین اور یہ خود معلوم ہے کہ سیر دو پانی اور
مٹی کی تبرید کسی خبر مین اس حد تک نہین ہوتی –
پہر اگر کوئی کسی عالم طبعی کو افیون کا زہر قاتل ہونا
بتلا دے اور وہ اُسکے تجربہ مین نہ آئی ہو تو وہ اسکو
محال کہیگا اور اُسکے محال ہونے پر یہ دلیل قائم کریگا
کہ اس افیون مین ناری ہوائی اجزا بھی ہوتی ہین
اور اجزائے ناری ہوائی پانی و مٹی کی برودت کو
زیادہ نہین کر دیتی

هذا [illegible]
هذا الافراط في التبريد واذا ضم
اليه حارا ن فبان لا يوجب اولى

اور [illegible] حالت مین افیون [illegible] پانی مٹی
فرض کر لینے سے اسکی ایسی مفرط تبرید ثابت نہین
ہوتی تو اُسکی ساتھ اجزاء حارہ ہوا و آگ ملجانے سے
اس حد تک تبرید کیونکر ثابت ہو سکتی ہے
اسکو وہ یقینی دلیل سمجھے گا اور افیون کا زہر ہونا
نمانیگا – اور فلسفیون کے اکثر دلائل طبعیات و الٰہیات
مین اسی قسم سے ہوتے ہین – وہ اشیاء کی وہی حقیقت
سمجھتے ہین جو عقل یا وجود مین پاتے ہین – اور
جسکو سمجھہ نہین سکتے یا اسکو موجود نہین دیکھتے اسکو
محال ٹہیرا لیتے ہین

ويقدر هذا برهانا – واكثر براهين
الفلاسفة في الطبعيات والالٰهيات
مبنى على هذا الجنس فانهم تصوروا
الامور على قدر ما عقلوه ووجدوه
وما لم يعقلوه اولم يجدوه قدروا
استحالة
فلو لم تكن الرؤيا الصادقة مالوفة و
ادعى مدع انه عند ركود الحواس

اور اگر سچی خوابین لوگون مین مالوف و معتاد نہوتین
اور پہر کوئی دعوی کرتا کہ مین بوقت تعطل و سکون

يعلم العجب لا يكره المتصور لي بمثل هذه العجب

ان قيل للواحد هل يجوز ان يكون في الدنيا شيئ

هي مقدار حبة لو توضع على بلدة تاكل تلك

البلدة بجملتها ثم تاكل نفسها ولا يبقى في نفسه

لقال هذا محال ومن جملة الخرافات

وهذه حالة النار ينكرها من لم ير النار

اذا سمعها واكثر انكار عجائب الاخرة هو

من هذا القبيل فنقول للفلسفي قد اضطررت

الى ان تقول [illegible] والناس

ليس على قياس العقول ـ فلم لا يجوز ان

يكون في الاوضاع الشرعية من الخواص في

مداواة القلوب وتصفيتها ما لا تدرك

بالحكمة العقلية بل لا يبصر ذلك الا بعين

النبوة

وقال في مفتتح الرسالة بعد ما ذكر اشتغاله

بالفلسفة وتبحره فيها

القول في اصنافهم وشمول سمة الكفر

والالحاد لكافتهم اعلم انهم على كثرة

فرقهم واختلاف مذاهبهم ينقسمون

(ثلثة اقسام الدهريون والطبيعيون والالهيون)

جو من غیب جان لیتا ہون تو اسکو ایسے عقل بر تنے والے

ہرگز نمانتے اور اگر کسیکو یہ کہا جاوے کہ کیا ایسے

چیز دنیا مین ہو سکتی ہے کہ وہ خود تو ایک دانہ کے

برابر ہو پہر اسکو ایک شہر پر رکھدین تو وہ اسکو

کہا جاوے پہر وہ خود بھی فنا ہو جاوے اور

کچھ باقی نرہے تو کہیگا کہ یہ محال ہے اور منجملہ خرافات

حالانکہ یہ اگ کی حالت ہے ـ جس نے آگ کو نہ دیکھا ہوگا

وہ اسبات کو ہرگز نمانیگا ـ اور اکثر عجائبات اخروی کے

کا انکار اسی قسم سے ہے ـ پس ہم اس فلسفی کو (جو

[illegible] ہے) اجب تو لاچار

ہو کر افیون مین برخلاف عقل وجود خاصہ کا قائل

ہو گیا ہے تو یہ کیون جائز نہین کہ اوضاع شرعیہ

مین ایسے خواص معالجات و تصفیہ قلوب ہون جو حکمت

عقلیہ سے دریافت نہون اور بجز انکھہ نبوت وہ نظر

نہ اوین ـ

اور **امام غزالی** نے شروع رسالہ مین بعد بیان

اس امر کے کہ انکو علم فلسفہ مین بہت اشتغال رہا اور

اسمین خوب تبحر پیدا کیا کہا ہے ـ

(فلسفیون کے اقسام اور سب کو علامت کفر و الحاد کے

شمول کا بیان) تو جان لے فلسفی باوجود کثرت

فرقون اور اختلاف کے تین قسم ہین ـ دہریہ[۱] ـ طبیعیہ[۲] ـ الہیہ[۳]

الصنف الاول الدهریون وهم طائفة من
الاقدمین جحدوا الصانع المدبر العالم القادر
وزعموا ان العالم لم یزل موجودا کذلک بنفسه
بلا صانع ولم یزل الحیوان من نطفة والنطفة من
حیوان کذلک کان وکذلک یکون ابدا وهؤلاء
هم الزنادقة

الصنف الثانی الطبیعیون وهم قوم اکثر بحثهم
عن عالم الطبیعة وعن عجائب الحیوان والنبات
واکثروا الخوض فی علم تشریح اعضاء الحیوانات
فرأوا فیها من عجائب صنع الله عز وجل وبدائع
حکمته ما اضطروا معه الی الاعتراف بفاطر حکیم
مطلع علی غایات الامور ومقاصدها
ولا یطالع علم التشریح وعجائب منافع الاعضاء
مطالع الا ویحصل له هذا العلم الضروری
بکمال تدبیر البانی لبنیة الحیوان لا سیما بنیة الانسان
الا ان هؤلاء لکثرة بحثهم عن الطبیعة
ظهر عندهم لاعتدال المزاج تاثیر عظیم
فی قوام قوی الحیوان به فظنوا ان القوة
العاقلة من الانسان تابعة لمزاجه ایضا
وانها تبطل ببطلان مزاجه فتنعدم
ثم اذا

قسم اول دہریہ متقدمین سے ایک جماعت
ہے - جنہون نے خالق - مدبر - عالم - قادر کا انکار
کیا - اور یہ سمجھ لیا کہ عالم خود بخود بلا خالق چلا آتا ہے
ہمیشہ سے حیوان نطفہ سے پیدا ہوا اور نطفہ حیوان سے
اور ایسا ہی آئندہ ہمیشہ رہیگا

یہ لوگ مرتد ہین

قسم دوم طبعی ہین جنہون نے عالم طبیعت و عجائبات
حیوانات و نباتات سے بہت بحث کی - اور علم تشریح
اعضاء حیوانات کو بہت ٹٹولا -
پس انہین عجائبات مصنوعات الٰہی کو جو دیکھا تو لاچار
ایسے خالق کے قائل ہو گئے جو باحکمت ہو - اور
انجام و اغراض اشیاء کا علم رکھے
اس علم تشریح اور اغراض (و فوائد) اعضاء مین
جو کوئی غور کریگا - اسکو ضرور وجود خالق کا یقین
ہوگا -
ولیکن ان لوگون کو طبیعت مین بہت بحث کرنیسے یہ بات
خیال مین آگئی ہے کہ اعتدال مزاج انسان و حیوان کو انکی
قوتون کے قوام (و بقاء) مین بڑی تاثیر ہے -
اور یہ سمجھ لئے کہ قوة ادراکیہ انسان بھی اُسکی مزاج
کے تابع ہے - اور وہ بطلان مزاج سے باطل و فانی
ہو جاتی ہے - جب مزاج انسان کا عدم ہوگا تو اسکی

انعدام فلا یعقل اعادۃ المعدوم کما زعموا

فذھبوا الی ان النفس تموت ولا تعود فجحدوا الآخرۃ وانکروا الجنۃ والنار والقیامۃ والحساب فلم یبق عندھم للطاعۃ ثواب ولا للمعصیۃ عقاب فانخلع عنھم اللجام وانھمکوا فی الشھوات انھماک الانعام وھؤلاء ایضا زنادقۃ لان الاصل [illegible] بالله تعالی والیوم الآخر وھؤلاء جحدوا الیوم الآخر

الصنف الثالث الالھیون وھم المتأخرون منھم سقراط وھو استاذ افلاطون و افلاطون استاذ ارسطاطالیس وارسطاطالیس ھو الذی رتب لھم المنطق وھذب العلوم وخمّر لھم ما لم یکن مخمرا من قبل وانضج ما کان فجا ۔ واوضح ما کان ابھم من علومھم ۔ وھم بجملتھم ردوا الصنفین الاولین من الدھریۃ والطبعیۃ واوردوا فی الکشف عن فضائحھم ما اغنوا بہ غیرھم

ساتھ اس قوت کا بھی انعدام ہوگا ۔ اور جب اسکا انعدام ہوا تو پھر اسکا دوبارہ ہونا (چنانچہ انکا خیال ہے) ناممکن و غیر متصور ہوا ۔

پس وہ قائل ہوگئے کہ نفس مرجائیگا تو پھر اُسکا اعادہ نہوگا اور وجود قیامت و بہشت و دوزخ و حساب و کتاب کے منکر ہوگئے ۔ اُنکے نزدیک طاعت کا کچھ ثواب نہین اور معصیت پر کچھ عذاب نہین ۔

پس ان (کے منہ) سے تکلیف کی لگام نکل گئی ۔ اور شہوات نفس مین جانورون کیطرح یہ منہمک [illegible] قیامت پر ایمان اصل ایمان ہے اور یہ اسکے منکر ہین

قسم سوم الٰہیات مین بحث کرنیوالے ہین ۔ وہ ان سے پچھلے ہین از انجملہ سقراط ہے جو افلاطون کا استاد ہے اور افلاطون ارسطو کا استاد ہے ارسطو وہ شخص ہے جسنے منطق کو مرتب کیا ۔ اور علوم کو مہذب ۔ اور جن علوم کا پہلے خمیر نہوا تھا اسکا خمیر کر دیا اور جو کچے تھے انکو پختہ بنادیا اور جو مبہم تھے انکو واضح کر دیا ان سبھون نے پہلے دونو اقسام کے لوگون دہریہ اور طبعیہ کو رد کر دیا اور انکی فضیحتون کے بیان مین وہ کچھ لائے ہین جس سے اورونکو بیان سے مستغنی کر گئے

وكفى الله المؤمنين القتال بتقاتلهم

ثم رد ارسطاطاليس على افلاطون
سقراط ومن كان قبلهم من الالٰهيين ردا
لم يقصر فيه حتى تبرأ عن جميعهم الا انه
استبقى ايضا من رذائل كفرهم وبدعتهم
بقايا لم يوفق للنزوع عنها -
فوجب تكفيرهم وتكفير متبعيهم من متفلسفة
الاسلاميين كابن سينا والفارابي وغيرهما
[illegible]
[illegible]
والطبيعيات والالٰهيات وغيرها -
وذكر ما يشغل منها من الآفات وقبل
ما يقبل منها ورد ما يرد

وقال في بيان الالٰهيات واما الالٰهيات
ففيها اكثر اغاليطهم لانهم ما قدروا
على الوفاء فيها بالبرهان على ما شرطوا
في المنطق ولذلك كثر الاختلاف بينهم
فيها - ولقد قرب ارسطاطاليس
مذهبه فيها من مذاهب الاسلاميين

انکی آپس کی لڑائی کے سبب اللہ تعالےٰ نے مومنونکو
انکے مقابلہ سے بچالیا
ارسطو نے افلاطون اور سقراط کو اور جو اس سے پہلے
تھے ایسا رد کردیا جسمین اپنے زعم مین کچھ قصور نہین کیا
اور ان سب سے بیزار ہوگیا مگر انکے بعض رذائل کفر
وبدعات کے رد کو باقی بھی چھوڑ گیا جس سے نکلنے کی
توفیق نہین پائی پس انکے اور انکے اتباع کے جو
مسلمانون سے فلسفی بن گئے ہین جیسے بوعلی سینا اور
فارابی سب کی تکفیر واجب ہے -
[illegible]
[illegible]
ریاضی منطق - علم طبعی - علم الٰہی وغیرہ ... اور
ان علوم سے آفتین پیدا ہوتی ہین انکو بتلایا
اور جو ان علوم سے قبول کرنیکے لائق تھے جیسے
علوم ریاضی یا طبعی انکو تسلیم کیا اور جو رد کے
لائق ہین جیسے انکی مغالطات قیاسات اور عدم
ایفاء شروط منطقیات رد کردیا ہے اور بیان الٰہیات
مین فرمایا ہے - اسباب مین انکو مغالطے بہت پڑے
ہین جس بات کو انہون نے منطق مین شرط ٹھیرایا
تھا - اسباب مین اسکا وفا نہین کیا - اسیواسطے
انمین ان مباحث مین بہت اختلاف ہوگیا ہے -
ارسطو نے مذہب فلاسفہ کو مذاہب مسلمانون سے

كلهم [illegible] ابن سينا ولكن
مجموع ما غلطوا فيه يرجع الى عشرين
اصلا يجب تكفيرهم في ثلثة منها و
تبديعهم في سبعة عشر ولابطال مذهبهم
في هذه المسائل العشرين صنفنا كتاب
التهافة

اما المسائل الثلثة فقد خالفوا فيها
كافة الاسلاميين وذلك في قولهم
ان الاجساد لا تحشر وانما المثاب
والمعاقب هي الارواح المجردة والمثوبات والعقوبات
روحانية لا جسمانية
ولقد صدقوا في اثبات العقوبات الروحانية
فانها كائنة ايضا ولكن كذبوا في انكار
الجسمانية وكفروا بالشريعة فيما نطقوا به
ومن ذلك قولهم ان الله تعالى يعلم الكليات
دون الجزئيات وهو ايضا كفر صريح
ومن ذلك قولهم بقدم العالم وازليته
فلم يذهب احد من المسلمين الى شيء
من هذه المسائل
وقال في خاتمة الاقتصاد في الاعتقاد
الباب الرابع في بيان من يجب تكفيره

ختم کردیا ہے۔ چنانچہ فارابی و ابن سینا نے بیان کیا ہے
ولیکن ان مسائل میں انہوں نے غلطی کی ہے وہ بیس مسائل
بنتے ہیں ازانجملہ تین مسائل میں انکو کافر کہنا واجب ہے
اور سترہ میں منسوب ببدعت کہنا۔ ان مسائل میں انکے
مذاہب کے ابطال میں میری کتاب تہافت الفلاسفہ تصنیف
کی ہے

اور وہ مسائل ثلثہ جنمیں انکی تکفیر واجب ہے انمین
وہ سب مسلمانوں کے مخالف ہیں۔ ازانجملہ انکا یہ قول
ہے کہ قیامت کو حشر اجسام نہ ہوگا اور کل ثواب
و عذاب [illegible] روحانی
ہونگے نہ جسمانی

یہ تو انہوں نے سچ کہا ہے کہ عقوبتیں روحانیات
ہونگی اور یہ تعذیب کے واسطے کافی ہیں۔ ولیکن یہ
جھوٹ کہا ہے کہ عقوبات جسمانی سے انکار کیا اور
جسپر شریعت ناطق ہے اس سے کفر کیا اور ازانجملہ انکا یہ
قول ہے کہ اللہ تعالی کلیات کو جانتا ہے جزئیات کو
نہیں جانتا۔ یہ بھی صریح کفر ہے۔ وازانجملہ انکا
اس جہان کو ازلی و قدیم کہنا۔ ان مسائل کا کوئی
مسلمان قائل نہیں ہوا

اور امام غزالی نے اپنے رسالہ اقتصاد
فی الاعتقاد کے خاتمہ میں کہا ہے چوتھا باب ان

من الفرق والاصل المقطوع بہ ان کل
من کذب محمدا صلی اللہ علیہ وسلم
فھو کافر - الا ان التکذیب علی مراتب
ثم ذکر فی المرتبۃ الاولی الیھود و
النصاری وفی الثانیۃ البراھمۃ المنکرین
لاصل النبوۃ والدھریۃ المنکرین
لوجود الصانع ثم قال المرتبۃ الثالثۃ
الذین یصدقون بالصانع والنبوۃ و یصدقون
النبی ولکن یعتقدون امورا یخالف
نصوص الشرع ویکرھون ان [illegible]
ما قصد بما ذکرہ الا اصلاح الخلق و
لکن لم یقدر علی التصریح بالحق لکلال
فھم الخلق عن درکہ وھولاء ھم الفلاسفۃ
ویجب القطع بتکفیرھم فی ثلث
مسائل
وھی انکارھم الحشر للاجساد والتعذیب
بالنار والتنعیم فی الجنۃ بالحور العین والماکول
والمشروب والملبوس
والاخری قولھم ان اللہ تعالی لا یعلم
الجزئیات وتفصیل الحوادث وانما یعلم
الکلیات وانما الجزئیات یعلمھا الملائکۃ السماویۃ

فرقون کے بیان مین جنکی تکفیر واجب ہی -
اسمین **قطعی قاعدہ** یہ ہی کہ جسنے آنحضرت (صلی اللہ
علیہ وسلم) کی تکذیب کی وہ کافر ہے - ولیکن یہ
تکذیب کئی مراتب رکہتی ہی پہر پہلی مرتبہ مین یہود و نصاریٰ
کو ذکر کیا - دوسرے مین براہمہ کو جو اصل نبوت کے
منکر ہین اور دہریہ کو جو وجود باری سے منکر ہین
پہر کہا - تیسری مرتبہ مین وہ لوگ ہین جو خالق اور
نبوت کو مانتی ہین اور نبی کو سچا کہتے - پر یہ کئی
ایسے امور کے معتقد ہین جو نصوص شرع کے
مخالف ہین ولیکن صریح تکذیب نبی سے بچنے کے
لئے یہ کہتے ہین کہ نبی ہی تو حق کہنے والا - اور
جو کہتا ہی اسمین بجز اصلاح خلائق کچھ مراد نہین رکھتا
ولیکن اصل بات کو وہ صاف صاف نہین کہہ سکا کیونکہ
لوگ اس حق کے سمجھنے سے عاجز تھی - یہ لوگ فلاسفہ ہین
جنکا کافر کہنا تین مسائل مین قطعاً واجب ہے
(۱) انکا حشر اجساد اور عذاب دوزخ اور نعیم جنت
(موٹی موٹی آنکھون والی عورتون اور کہانے پینے
پہننے کی چیزون سے) انکار کرنا -
(۲) انکا یہ قول کہ اللہ تعالی جزئیات کو نہین جانتا
فقط کلیات ہی کو جانتا ہی - جزئیات کو فرشتے ہی
جانتے ہین

والثالثة قولهم ان العالم قديم وان الله تعالى متقدم على العالم بالرتبة بمثل تقدم العلة على المعلول الا فلم يزالا في الوجود متساويين

(۳) انکا یہ قول کہ عالم قدیم ہے - اور اللہ تعالےٰ کو عالم پر ایسا تقدم ہو جیسے علت کو معلول پر ہوا کرتا ہے یعنی تقدم ذاتی یا رتبی نہ زمانی ورنہ دونوں ہستی میں برابر ہیں

وهولاء اذا اوردنا عليهم ايات القرآن زعموا ان اللذات العقلية تقصر الافهام عن دركها فمثل لهم ذلك باللذات الحسية وهذا كفر صريح والقول به ابطال لفائدة الشرائع وسد لباب الاهتداء بنور القرآن واستفادة الرشد من قول الرسول

ان لوگوں پر جب آیات قرآن کو (جو عذاب ثواب حسی کے مثبت ہیں) پیش کیا جاتا ہو تو (مسلمان ہو کر انکی جواب ہیں) یہ کہتی ہیں کہ لوگونکی عقول و افہام ادراک لذات عقلیہ سے (جو واقعی قیامت کے دن ہونگی) قاصر تھی سلیئے انکو لذات حسی سے [illegible] صریح کفر ہے اور اسمیں فائدہ شریعت کا ابطال ہے اور نور قرآن سے ہدایت لینے اور قول رسول سے فائدہ اُٹھانے کا دروازہ بند کرنا ہے

فانه اذا اجاز عليهم الكذب لاجل المصالح بطلت الثقة باقوالهم فما من قول يصدر منهم الا ويتصور ان يكون كذبا وانما قالوا للمصلحة

جب رسولوں کا بنظر مصلحت جھوٹ بولنا جائز ہوا تو انکی باتوں پر اعتماد کیا رہا - جو بات انہوں نے کہی ہو وہ اس احتمال کی محتمل ہو سکتی ہو کہ واقع میں یہ جھوٹ ہو - اور بنظر مصلحت انہوں نے کہی ہو -

فان قيل فلم قلتم مع ذلك بانهم كفرة قلنا لانه عرف قطعا من الشرع ان من كذب رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو كافر

اگر کوئی سوال کرے کہ باوجود انکی اس عذر کے پھر انکو کافر کیوں کہا ہو - تو ہم کہینگے کہ کافر اسلیئے کہا ہو کہ شریعت سے یہ بات یقیناً معلوم ہو چکی ہے

[illegible] یکذبون لم یعلمون الکاذب [illegible]
فاسد منہ وذلک لا یخرج الکلام
عن کونہ کذبا دون نقل مثل ھذا الکلام
بعینہ الامام من الاحیاء ۔ وکتاب
الفیصل التفرقۃ بین الاسلام
والزندقۃ لہ فی الصحیفۃ السابقۃ

کو جسنے آنحضرت کو جھٹلایا ۔ وہ کافر ہوا
اور یہ لوگ آنحضرت کو جھوٹا بتلاتے ہین پھر اس جھوٹ
کے لئے بہانہ بناتے ہین ۔ جسسے انکا کلام جھوٹ ہونے
سے نہین نکلتا ۔
ایسا ہی امام غزالی کا کلام احیاء اور کتاب فیصل التفرقہ
بین الاسلام والزندقہ سے نمبر سابق مین صفحہ ۵۹
وغیرہ منقول ہوا

جو کچھ امام غزالی معتمد علیہ مخاطبین نے کہا ہے ایسا ہی شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے
ف[illegible]

[illegible]
امام غزالی کے سوا ہی اور کسی محدث و فقیہ کا قائل و معتقد نہین پایا ۔ یہان مزید تامید
و تتمیم افادہ اہل توحید کی نظر سے حاشیہ مین انکے کلام کو بھی نقل کیا جاتا ہے ۔ اور کفر بو علی
و فارابی پر انکی شہادت کو پیش کیا جاتا ہے ۔ قال رحمہ اللہ فی بعض فتاواہ ان
متاخری الصابئین لم تؤمن بان للہ کلاما او یتکلم او یقول او انہ ینزل من عندہ
کلاما او ذکرا علی احد من البشر او انہ یکلم احدا من البشر بل عندھم لا یوصف اللہ
بصفۃ ثبوتیۃ لا یقولون ان لہ علما ولا محبۃ ولا رحمۃ وینکرون ان یکون اتخذ
ابراھیم خلیلا او کلم موسی تکلیما وانما یوصف عندھم بالسلب والنفی مثل قولھم
لیس بجسم ولا جوھر ولا عرض ولا داخل العالم ولا خارجہ او باضافۃ کونہ مبدأ العالم
او العلۃ او بصفۃ مرکبۃ من السلب والاضافۃ مثل کونہ عاقلا ومعقولا وعقلا
وعندھم ان اللہ لا یخص موسی بالتکلیم دون غیرہ ولا یخص محمدا بالارسال
دون غیرہ فانھم لا یثبتون لہ علما مفصلا للمعلومات فضلا عن ارادۃ تفصیلیۃ
بل یثبتون اذا اثبتوا لہ علما کلیا وغایۃ جملیۃ کلیۃ ومن اثبت النبوۃ منھم قال انھا

فيض يفيض على نفس النبي من جنس ما يفيض على سائر النفوس لكن استعداد النبي
صلعم اكمل بحيث يعلم ما لا يعلمه غيره ويسمع ما لا يسمعه غيره ويبصر ما لا يبصره
غيره ويقدر بنفسه على ما لا تقدر عليه نفس غيره – والكلام الذي تقوله الانبياء
هو كلامهم وقولهم وهؤلاء الذين يقولون عن القرآن ان هذا الا قول البشر فان الوحيد
الذي هو وليد بن المغيرة كان من جنسهم كان من المشركين الذين هم صابئون ايضا
فان الصابئين كاهل الكتاب تارة يجعلهم الله قسما من المشركين وتارة يجعلهم الله
قسيما لهم – وكان الوحيد من ذوي الراي والقياس والتدبير من العرب وهو معدود
من حكمائهم وفلاسفتهم ولهذا اخبر الله تعالى عنه بمثل حال المتفلسفة في قوله
انه فكر وقدر فقتل كيف قدر ثم قتل كيف قدر ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبر
واستكبر فقال ان هذا الا سحر يؤثر ان هذا الا قول البشر ثم ان هؤلاء فيما اتت به
الانبياء حيارى متهوكون فانهم لم يظهر لهم نور النبوة ولم تقع على احوالهم الفاسدة
فصاروا على انحاء منهم من لا يؤمن بكثير مما تقوله الانبياء والمرسلون بل يعرض
عنه او يشك فيه او يكذب به ومنهم يقول يجوز الكذب للمصلحة الراجحة ومنهم من يقول
يجوز هذا للصالح العامة دون الخاصة وامثلهم من يقول بل هذه تخييلات و
امثلة مضروبة لتقريب الحقائق الى قلوب العامة وهذه طريق الفارابي وابن سينا
لكن ابن سينا اقرب الى الايمان من بعض الوجوه وان لم يكن مؤمنا فمن ادرك رسالة محمد
وبصيرته براهينها وانوارها ورأى ما فيها من اصناف العلوم النافعة والاعمال الصالحة
حتى قال ابن سينا اتفق فلاسفة العالم على انه لم يطرق العالم افضل من هذا الناموس
فلا بد ان يتاول نصوص الكتاب والسنة على عادة اخوانه في تحريف الكلم عن
مواضعه فيحرفون ما اخبر به الرسل عن كلام الله تحريفا يصيرون به كفارا
ببعض تاويل الكتاب وفي بعض صفات تنزيله فلما رأوا ان الرسل سمت هذا الكلام

کلام اللہ ولخبرت انہ نزلت بہ ملائکۃ اللہ مثل روح الامین جبرئیل طلقت ابناین
ھذہ العبارت فی الظاھر و کفرت بمعناھا فی الباطن وردوھا الی اصلھم اصل الصابئین
وصاروا منافقین فی المسلمین وغیرھم من اھل الملل فیقولون ھذا القرآن کلام اللہ و
ھذا الذی جاءت بہ الرسل کلام اللہ ولکن المعنی انہ فاض علی نفس النبی صلی اللہ
علیہ وسلم من العقل الفعال وربما قالوا ان العقل ھو جبرئیل الذی لیس علی الغیب
بضنین ای بخیل لانہ فیاض ویقولون ان اللہ کلم موسی من عقلہ وان اھل الریاضۃ و
الصفا یصلون الی ما سمعہ موسی کما سمعہ موسی ۱۲

حاشیہ

کلام امام حجۃ الاسلام ہمارے مدعا کی
شہادت ہین صریح البیان اور جس سے شرطی
[illegible] اطاعت کا بغاوت ہونا اور قلع
و نیچریہ کا جو اسی قسم کی اطاعت انبیا کرتے ہین
منکر رسالت ہونا ثابت ہوتا ہے وہ عیان ہے،
ولیکن مع ذلک ہم **انراٸبل سید احمد**
خانصاحب اور انکے خواص اتباع کو جو
ہمدردی و حمیت اسلام ظاہر کر رہی ہین اور
جو کرتے ہین بزعم خود نصرت اسلام کے لئے
کرتے ہین اس حکم تکفیر مین شامل نہین کرتا۔
اور ان لوگونکو بجز چند کسان جہلاء پنجاب
کے جو برملا انبیاء علیہم السلام کی توہین
کرتے ہین اور انکو غلطی پر بتلاتے ہین۔
اور احکام شرعیہ کی پابندی چھوڑ بیٹھی
ہین اور گناہ و مخالفت شرع کی پروا نہین رکھتی
کا فر کہنا پسند نہین کرتا اس امر سے ہمکو سید احمد
خانصاحب اور انکے خواص اتباع کے لکھنے کی
کارروائیان جنسے اسلام کو فی الجملہ ضرر پہنچتی ہے
مانع ہین جنکی تفصیل ہم بعد اختتام مبحث
مقصود کے اپنی اس ریویو[*] مین جو سید احمد خانصاحب
اور انکی تصانیف کی نسبت ہم ظاہر کرنا چاہتے
ہین قلم مین لاوینگے
اور باوجود کفر جاننے اس کارروائی کے
جو رد و تحریف نصوص قطعیہ مین انسی ہو رہی ہے
انکو کافر کہنے کی وجہ معقول بیان کرینگے
بناء علیہ معتقدین جناب موصوف ہماری کلام
کو انکی حق مین کلام دوستانہ و ناصحانہ سمجھکر
اسمین غور و انصاف کو کام مین لادین۔

[*] جسکو انگریزی محاورہ مستعملہ اہل اخبار مین ریویو کہتے ہین ۱۲

کلام مخالفانہ علماء ہندوستان (جنہون نے اُنپر کفر کے فتوے لگائے ہین) کیطرح اسکو خیال کرکے اسکیطرف توجہ کرنے سے اعراض و اغماض نفرماوین۔

مین جناب ممدوح کا دوست و خیرخواہ ہون نہ دشمن و بدخواہ اس تقریر کے اتمام سے ثبوت شق دوم کا اختتام ہوا اور اُسکے ختم ہونے سے دلیل دوم کا اتمام ہوا۔ اور کچھ تتمہ اسکا بیان دلیل سوم مین بھی ہوگا۔ انشاءاللہ تعالےٰ

دلیل سوم جس سے کلام جناب کا خصوصیت نبوت محمدیہ کو مبطل ہونا ثابت ہوتا ہے یہ ہے کہ آپ نے خاتمہ اس مضمون کا نشننس مین ایک ایسی بات کہدی۔ جو اس خصوصیت کو باطل کر رہی ہے۔ اور ہزارون اشخاص کو عہدہ نبوت عطا کرتے ہے آپ نے اس کلام کے جو نمبر سلیوم مین منقول ہوا فرمایا ہے

"کیا ایسی حالت مین ختم رسالت ہوسکتی ہے ہان بلاشبہ مگر مشکل یہ ہے کہ الفاظ کے عام مشہور معنی آدمی کے دل کو شبہ مین ڈالدیتے ہین۔ اسکو خیال نہین رہتا کہ وہ عام لفظ اس خاص مقام پر کس مراد سے مستعمل ہوا ہے فرض کرو کہ ایک صندوقچہ تھا اور اسمین گلاب کا نہایت خوشبودار ایک پھول رکھا تھا۔ اسکی خوشبو سے اور اور نشانیون سے سمجھانے تھے۔ بہت لوگ مانتے تھے۔ بہت نہ مانتے تھے۔ ایک شخص آیا اور اُسنے وہ صندوقچہ کھولکر سب کو وہ پھول دکھادیا سب بول اُٹھے کہ ابتو حد ہوگئی۔ یعنی یہ بات ختم ہوگئی۔ اب اسکے کیا معنی ہین کیا یہ معنی ہین کہ کوئی دوسرا شخص اس صندوقچہ کو نہین کھولیگا۔ اور وہ پھول کسی کو نہین دکھانیگا۔ یہ مطلب سمجھنا تو محض بیوقوفی کی بات ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس امر کا ثابت کرنا کہ اس صندوقچہ مین پھول ہی ختم ہوگیا یا انتہا کو پہنچ گیا اب اس سے زیادہ کوئی نہین کرسکتا۔ پس یہی معنے ختم رسالت کے ہین۔

روحانی ترقی یا تہذیب کے باب مین جو کچھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماگئے وہ حد یا انتہا اُسکی ہے۔ اور یہی

لئے وہ خاتم ہین - اب اگر ہزارون لوگ
ایسے پیدا ہون جن مین ملکہ نبوت ہو -
مگر اس سے زیادہ کچھ نہین کہہ سکتے -
رسول خدا صلعم نے ختم نبوت فرمایا ہے
ملکہ نبوت کا ختم اور فیضان الہی کا خاتمہ
نہین فرمایا بلکہ اولیاء امتی کانبیاء بنی
اسرائیل کے لفظ سے اس ملکہ نبوت
کا تاقیامت جاری رہنا پایا جاتا ہے - مگر
نبوت کا خاتمہ ہوگیا جیسے کہ اس پھول کے
دکھا دیئے [illegible] اس پھول کے [illegible] کا خاتمہ
ہوگیا تھا -
اس کلام مین صاف تصریح ہی کہ آپ اسبات
کے قائل نہین کہ جو کام آنحضرت نے کیا ہے
وہ اور کوئی نہین کریگا - اور جو ملکہ نبوت
آنحضرت مین تھا وہ اور کوئی شخص نہین
رکھتا - بلکہ اسبات کے مدعی اور اسکلام مین
مظہر کہ جو کام آنحضرت نے کئے ہین وہ ہزارون
لوگ کر سکتے ہین اور جو باتین آنحضرت نے
بتائی ہین وہ لوگ اپنی ملکہ نبوت سے بتا سکتے
ہین گو آپ پر زیادتی نکرین - جسقدر آپ نے
بتایا ہے اسیقدر بتاوین - اس سے خصوصیت

فرائض نبوت (جسکو منطقی اصطلاح مین خواص
ولوازم مساویہ کہا جا سکتا ہی) کا ابطال ہوتا ہے
اور اُن لوگونکو جو وہ فرائض ادا کر سکتے ہین
دعوی نبوت پہنچتا ہی - اسلئے کہ بوقت وجود
لوازم وجود ملزوم ضروری ہی اور تحقق لوازم
مساویہ بدون تحقق ملزوم محال ہی
اور یہ بات خصوصیت نبوت محمدیہ کی اس
امت کے لئے مبطل ہی یہ تقریر یہ لایق فہم
واقفان منطق ہے - تقریر لایق فہم عوام
ایسے [illegible] کہ اپنے اس کلام مین [illegible] ان
اشخاص سے ان کامون کا وقوع (جو
آنحضرت صلعم سے واقع ہوئی) تجویز
کیا تو گویا ان لوگونکو منصب نبوت دیدیا
اور خصوصیت اس منصب کو آنحضرت سے
مٹا دیا - اسلئے کہ اُن ہی کامونپر نبوت
کا مدار ہی اور جب ان لوگونمین انکا تحقق
مانا گیا ہی تو پھر انکے نبی ہونے مین کیا کسر
باقی رہے
اور جو آپ نے حدیث اولیای امتی کانبیائ
بنی اسرائیل نقل کی ہے - جس سے یہ بات
جتلائی ہین کہ وہ بات (یعنی ملکہ نبوت کا

باقی رہنا اور اُسکے ذریعہ سے اُن لوگونکا
جنمین وہ ملکہ ہی فرائض نبوت کوادائی کرنا
جسکو تمنے مبطل خصوصیت ٹہیرایا ہے) ہمنے از خود
نہین کہی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
فرمائی ہوئی ہے - پہراس سے ابطال خصوصیت
نبوت کیونکر متصور ہے

تو جواب اسکا اولا یہ ہے کہ وہ بات
آنحضرت نے ہرگز نہین کہی اور یہ حدیث باین
الفاظ کسی کتاب حدیث مین دیکہی نہین گئی
اور جن الفاظ سے عوام مین مشہور ہے یعنی
علمار امتی کانبیار بنی اسرائیل ان الفاظ سے بھی
صحت کو نہین پہنچی اور علمار حدیث کے نزدیک
اسکی کچھ اصل ثابت نہین ہوئی **امام زرکشی**
وحافظ **ابن حجر** عسقلانی **وکمال الدین**
دمیری وغیرہ محدثین نے اسکو بے اصل کہا ہے
چنانچہ اُنکے اقوال کو امام **شوکانی وعلی**
قاری وغیرہ متاخرین نے اپنے رسائل
موضوعات مین نقل کیا ہے
ثانیا یہ کہ اگر بطور فرض محال اسکا حدیث ہونا
مان لین اور کسی نہ کسی لفظ سے اسکو صحیح تسلیم
کرلین تو اُسکے معنے وہ نہین جو آپ سمجھے ہین یا

یا آپ کے مدعا کی تائید کرتے ہین - کہ اولیار
یا علمار نبوت کا ایسا ملکہ رکہتے ہین -
جسکے ذریعہ سے وہ احکام شرعیہ وتعلیمات
نبویہ بن بتائے اور بن سکہائے جان
لیتے ہین اور بتا سکتے ہین **اس کے**
معنی تو یہ ہین کہ علمار امت محمدیہ
تبلیغ احکام نبویہ وسیاست وہدایت
امت محمدیہ مین انبیار بنی سرائیل کی مانند
ہین **بنی سرائیل** مین غالبا ایک نبی
دوسرے کی جگہ آتا تو اُسکی تعلیم وشریعت
کی تائید واشاعت کرتا اس امت
مین آنحضرت کے بعد سلسلہ نبوت کا تو انقطاع
ہوا مگر کام وہی جاری رہا جو انبیار بنی
اسرائیل اور اُنکے نائب نبیون مین جاری
تھا -
اب اگر آپ یا آپکے احباب یہ فرمادین
کہ یہ حدیث نہ سہی اور احادیث واقوال علمار
ہماری بات کے موید ہین جو کشف والہام
اولیار کرام کے مثبت ہین - جنسے ثابت ہوتا ہی
جو کام نبی کرتے ہین وہ اولیا کرسکتی ہین اور جہان سے
وہ علم لیتی ہین وہ لے سکتے ہین

فروی البخاری وغیرہ عن ابی ھریرۃ
عن النبی صلعم لقد کان فیما قبلکم محدثون
فان یک فی امتی احد فانہ عمر زاد زکریا عن سعد عن
ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلعم قد کان فیما قبلکم
فی بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء
فان یک فی امتی منہم احد فعمر ۔ وھذا نص علی ان عمر فیہ

[illegible]

ترجمہ بخاری وغیرہ نے بروایت ابوہریرہ آنحضرت
روایت کیا ہی کہ تمسے پہلے ایسے لوگ ہوئے ہین جو
نبی نہوتے اور اُنسے خداتعالے یا فرشتے باتین
کرجاتے ۔ سو اگر اس امت مین کوئی ہوا تو عمر ہوگا
اور یہ حدیث صاف ناطق ہی کہ عمر کو یہ ملکہ ہی کہ انکو
الہام ہو یا اُن سے خدا یا فرشتے باتین کرین ۔

وقال ابن العربی فی الفتوحات وقع لی اولا
ان اجعل فی ھذا الکتاب فصلا فی العقائد
المؤیدۃ بالدلائل القاطعۃ والبراھین الساطعۃ
[illegible]
للمرید المتعرض لنفحات الجود فانہ اذا لزم الخلوۃ
والذکر وفرغ المحل من الفکر وقعد فقیرا
بباب اللہ منحہ اللہ واعطاہ من العلم
والاسرار الالھیۃ والمعارف الربانیۃ
التی اثنی بھا اللہ تعالی علی عبدہ
خضر فقال آتیناہ رحمۃ من عندنا
وعلمناہ من لدنا علما وقال ان تتقوا
اللہ یجعل لکم فرقانا ویجعل لکم
نورا تمشون بہ

ابن عربی رح نے **فتوحات** مین کہا ہے میرے
خیال مین پہلے یہ آیا تھا کہ اس کتاب (فتوحات)
مین ایک فصل عقائد مقرر کرون جو قطعی دلائل
[illegible]
سمجھا کہ طالب کے لئے جو تیار و مستعد اور فیضان الٰہی
متعرض ہو پراگندگی کا موجب ہی
وہ خلوت اور ذکر الٰہی کو لازم کریگا ۔ اور اپنے دل کو
سوچ و غور سے خالی کرکے اللہ تعالے دروازہ
پر فقیر ہوکر بیٹھ جاویگا تو اسپر فیضان الٰہی ہوگا ۔
اور اللہ تعالی اسکو وہ علم و اسرار و معارف عطا
فرمائیگا جو اپنے بندہ خضر علیہ السلام کی صفت مین
بیان کیا ہی ۔ چنانچہ کہا ہی ہمنے اسکو اپنے پاس سے
رحمت بخشی اور اپنے لدنی (پاس والی علم) سے علم دیا
اور فرمایا کہ (لوگو) اگر تم اللہ سے ڈروگے تو تمکو
اللہ تعالے ایسا علم دیگا ۔ جو حق و باطل مین فرق کرے

اور ایک نور عطا کریگا جس سے تم اُسکے راہ چلو

قیل للجنید بما نلت ما نلت قال بجلوسی تحت تلك الدرجة ثلثین سنة

کسی نے **جنید** رح (بغدادی ولی مشہور) سے پوچھا کہ آپنے جو کچھ پایا کسطرح پایا وہ بولے اس درجہ (خلوت وذکر) مین تیس برس بیٹھنے سے

وقال ابو یزید اخذتم علمکم میتا عن میت واخذنا عن الحی الذی لا یموت

ابو یزید رح (بسطامی ولی مشہور) نے فرمایا تمنے مردون سے علم سیکھا ہی جو اپنے پہلے مردون سے سیکھے تھے۔ اور ہمنے اس خداوند سے سیکھا ہی جو زندہ ہی اور کبھی نہیں مریگا۔

فیحصل لصاحب هذه الخلوة مع الله تعالی من العلوم والمعارف ما لا یحصل لارباب الانظار العقول لانه

ایسی خلوت والے کو وہ علوم و معارف حاصل ہوتے ہین جو ارباب فکر و اصحاب عقل کو حاصل نہین ہوتے اسلئے کہ وہ علم عقلی نظر سے پرے ہین

وقال ایضا فی الفتوحات علم الاسرار هو فوق طور العقل۔ وهو علم نفث روح القدس فی الروع یختص به النبی والولی

اور یہ بھی شیخ نے فتوحات مین کہا کہ علم اسرار عقلی طور سے اوپر ہے۔ اور وہ روح القدس کے دل مین پہونکنا دینیسی علم ہوتا ہی جس سے نبی اور ولی مخصوص ہوتے ہین

وقال الغزالی فی المجلد الثالث من الاحیاء بیان الفرق بین الالهام والتعلم والفرق بین طریق الصوفیة فی استکشاف الحق وطریق النظار

امام غزالی رح نے احیاء العلوم کی تیسری جلد مین کہا ہی الہام اور اکتساب کے فرق۔ اور طریق صوفیہ اور اہل نظر و فکر کے فرق کا بیان۔

اعلم ان العلوم التی لیست ضروریة وانما تحصل فی القلب فی بعض الاحوال تختلف الحال فی حصولها فتارة تهجم علی القلب

تو جان لے جو علوم ہر ایک کے لئے ضروری نہین وہ بعضے دلون مین بعض حالات مین پائے جاتے ہین اور انکے حصول کے حالات مختلف ہین کبھی تو ان

کانہ القی فیہ من حیث لا یدری
وتارة یکتسب بطریق الاستدلال
والتعلم فالذی یحصل لا بطریق الاکتساب
وحیلة الدلیل یسمی الهاما والذی
یحصل بالاستدلال یسمی اعتبارا و
استبصارا ثم الواقع فی القلب بغیر
حیلة وتعلم واجتهاد من العبد ینقسم
الی ما لا یدری العبد انہ کیف حصل
لہ ومن این حصل والی ما یطلع معہ علی
السبب الذی منه استفاد ذلک العلم
وهو مشاهدة الملک الملقی فی القلب
والاول یسمی الهاما ونفثا فی الروع
والثانی یسمی وحیا وتختص بہ الانبیاء
والاول تختص بہ الاولیاء والاصفیاء
والذی قبلہ وهو المکتسب بطریق
الاستدلال یختص بہ العلماء

علوم کا دلوں پر ایسا ہجوم ہوتا ہی کہ گویا اسمین وہان
سے ڈالے جاتے ہین جہان سے خبر نہین ہوتی
اور کبھی بطور استدلال وتعلیم پانے کے انکا اکتساب
ہوتا ہی - پس جو اکتساب و دلیل کے حیلہ سے نہو سکے
اسکو الہام کہتے ہین اور جو استدلال کے ذریعہ سے
ہے اسکو اعتبار و استبصار یعنی سوچنا دیکھنا کہتی ہین پہر
جو دل مین حیلہ سیکھنی و اجتہاد کے سوای حاصل ہو وہ
دو قسم ہی - اول وہ جسکو انسان نہین جانتا کہ
وہ کہان سے آیا اور کیونکر حاصل ہوا دوم وہ جسکے
سبب پر جس سے وہ علم آیا ہے اطلاع ہو وہ فرشتہ
کا دیکھنا ہی جو دل مین بات کا القا کرتا ہی -
قسم اول کو الہام اور جیمین بات ڈالنا کہتے ہین
قسم دوم کو وحی بولتی ہین جس سی نبی مخصوص ہوتے
ہین اور قسم اول سے ولی مخصوص ہوتے - اور
جو ان دونو سے پہلے ہے یعنے جو استدلال سے
حاصل ہو اس سے علماء ظاہری مخصوص ہین -

تو جواب اسکا یہ ہی کہ آپ تو ان باتون کے قائل نہین نہ وجود ملائکہ کو مانین - نہ سوای عقل اور
طور سے الہام ہونے یا وحی پہنچنے کو برحق جانین - ان باتونکو آپ انبیاء کے لیئے تجویز نہین
کرتے اور نبوت کی حقیقت اسکے سوائے کچھ نہین سمجھتے کہ وہ فکر اور سوچ کا نتیجہ ہے اور قانون
قدرت مین غور و تامل کا ثمرہ تو پہر اولیاء یا علماء کے لئے کب تجویز کر سکتے ہین اور ان احادیث
و آثار و اقوال سے جو ان باتون کے متضمن ہین کب استدلال و احتجاج کر سکتے ہین - اور

(169)

اگر ان عبارات کو الزاماً پیش کرین اور ہمکو ان باتوں کے معتقد سمجھکر معرض احتجاج مین لادین تو

جواب اسکا یہ ہے کہ کشف و الہام جوان احادیث و آثار مین وارد ہی بیشک تسلیم کیا جاتا ہے

ولیکن کسی حدیث یا اثر یا قول معتمد سی یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ کشف یا الہام غیر نبی کا الہام نبی کا کام دیتا ہی اور اسکو ملکہ نبوت (جسمین خطا سی عصمت و تلبیس ابلیس سی امن و محافظت کا ہونا لازم ہے) کہا جا سکتا ہی اور اُسکے ذریعہ سے احکام شرعیہ پر یقینیا اطلاع ممکن ہے اور جسمین وہ ہو وہ (اُن اشخاص کے مانند (جو صندوقچہ کھولکر وہ پھول دکھا سکتے ہین). [illegible] کا شرعاً کچھ اعتبار رہی - بلکہ احادیث و آثار و اقوال علماء اخیار سے برخلاف ان سب امور کے یہ ثابت ہی کہ کشف و الہام نبی کا کام نہین دیتا اور جسمین وہ ہو وہ اسکے ذریعہ سے احکام شرعیہ دریافت نہین کر سکتا - اور اگر اسکو کچھ دریافت بھی ہو تو وہ جب تک قرآن و حدیث پر اسکو پیش نکرہی اور اُسکی تائید و شہادت اسمین نپاوے اسکا اعتبار نہین کر سکتا اور اسبات کو خدا کیطرف سے سمجھ نہین سکتا گو اسمین اس الہام کا پایا جانا یقینا ثابت ہو - نص شارع سی معلوم ہو یا تجربہ و مشاہدہ سی محقق ہو

حضرت عمر کے الہام کو (جسکو سوال مین منصوص مانا گیا ہی) خیال کرو آنحضرت کے زمانہ مین قائم مقام الہام نبوی نہین ہوا - اور بدون توافق کتاب و سنت معتبر نہین سمجھا گیا - اسواسطی اُنکی بعض باتونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود رد کر دیا ہی اور بہتیری باتونکو اُنکے چھوٹے چھوٹے اتباع [illegible] انھون نے خود رجوع کیا ہی - چنانچہ تفصیل اسکی بضمن عبارت فرقان عنقریب آتی ہی - پھر اور کسی کے الہام کی کیا وقعت و حقیقت ہی

حضرت عمر تو فقط ولی تھے اور شہادت پیغمبر سے ملہم و محدّث ہی کہلائے - آنحضرت کی نبوت کے بعد اگر موسی جیسے نبی (جنکے ملکہ نبوت اور نبی ہونے پر اللہ تعالے کی شہادت موجود ہے) موجود ہوتے تو وہ اپنے الہام کو ہمسر الہام پیغمبر آخر زمان نہ سمجھتے اور بدون استشہاد الہام آنحضرت کے

اسکو ادراک احکام شرعیہ مین کافی نہ جانتے چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے لوکان موسیٰ حیا ما وسعہ الا اتباعی - رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان - ترجمہ اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو وہ بھی میرے متابعت کے سوائے کچھہ گنجائش نپاتے - اور امام غزالی جو بڑے کشفی والہامی مشہور ہین جنکی عبارت مشتبہ الہام تا مدسوال مین مسطور ہے اسی عبارت کے متصل صفحہ (۱۶۱) جلد ۳ مین احیاء کے فرماتے ہین +

بیان تسلط الشیطان علی القلب بالوسواس ومعنی الوسوسة وسبب غلبتها

ثم ضرب للقلب مثلا مفاده تصویر دخول الوساوس الیہ ثم ذکر مداخل الوساوس الیہ من الحواس الخمسة الظاهرة [illegible] والقوی الباطنة من الشهوة والغضب وغیرها وفسر الوسوسة والالهام والملك والشیطان والتوفیق والخذلان - ثم قال ولما كان لا یخلو قلب عن شهوة وغضب وحرص وطمع وطول امل الی غیر ذلك من الصفات البشریة المنشعبة عن الهوی لاجرم لم یخل قلب عن ان یكون للشیطان فیه جولان بالوسوسة -

ولذلك قال صلی الله علیه وسلم ما منكم من احد الا وله شیطان - قالوا وانت یا رسول الله قال وانا الا ان الله اعانني علیه فاسلم فلا یامر الا بخیر

دوسرے شیطان کی سلطنت اور معنی وسوسہ اور اسکے غلبہ کے سبب کا بیان -

پہر امام غزالی نے دل کی ایک ایسی مثال جسمین وسوسے آنیکی صورت کا بیان ہی بتلائی - پہر وسوسہ کے رستونکو لکہا جو ظاہری حواس ہیں اور باطنی قوتیں [illegible] جیسی شہوت و غضب وغیرہ اور ہی وسوسہ و الہام و فرشتہ و شیطان اور توفیق و خذلان کو بیان کیا پہر کہا -

جب کوئی دل شہوت و غضب و حرص و طمع اور لمبی امید وغیرہ صفات بشریہ سے جو ہوائے نفسانی کی شاخین ہین خالی نہوا تو ضرور ہوا کہ کوئی دل اسبات سے خالی نہو کہ شیطان کو اسمین وسوسہ کے ساتہہ جولانی ہو - اسیواسطے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے تم مین سے کوئی ایسا نہین جسکے ساتہہ شیطان نہو صحابہ نے کہا آپ بھی ایسے ہین - فرمایا ہان مین بھی ایسا ہی تھا ولیکن اللہ تعالے نے مجھے شیطان پر غلبہ دیدیا ہے

باقی آیندہ

(226)

اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ

نمبر نہم — جلد دوم

بابت ماہ رمضان ۹۶ — مطابق ستمبر ۷۹

جسکے

حصہ اول مین بعض مقدمات اثبات نبوت بحث ہی اور حصہ دوم مین مضمون مذہب و معاشرت تہذیب الاخلاق کا جواب

منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

اظہار نتیجہ استیشارہ

اشتہار مندرجہ نمبر ہشتم کے باب مین مراد آباد۔ دہلی۔ ناگپور۔ ڈہاکہ شاہپور۔ لاہور۔ کپور تہلہ وغیرہ سے جسقدر تحریرات [illegible] انکا خلاصہ یہ ہے کہ [illegible] مقدم ہے

دلیل انکی (جو ایک بڑی محدث و امام و مسند الوقت نے تحریر کی ہے) یہ ہے کہ اگرچہ نیچری مذہب کا ضرر فی نفسہ ضرر تقلید سے بڑھکر ہے۔ ولیکن تاثیر و اشخاص متاثرین کی نظر سے وہ ضرر تقلید سے کمتر ہے۔ تقلید کا اثر علما و صلحاء و اتقیاء زمانہ پر محیط ہے جو انکی لئے سد راہ اتباع سنت ہو رہا ہے۔ اور نیچری خیالات کا اثر بجز ان لوگونکے جو پہلی ہی سے اطاعت شریعت سے خارج اور ہوای نفس کے متبع تہے کسی متقی یا عالم دیندار پر نہین ہوا ہے عالم ایک ہی مقلد ہو گا تو ہزار آدمی کو تقلید کی دعوت کریگا۔ اور اسکی دعوت کا اثر عامہ صلحاء پر ظاہر ہو گا۔ اور انسے عمل بالحدیث چھوٹیگا نیچری تو بھی ہونگے تو انکی بات بجز ان لوگونکے جنکو کوٹ پتلون پہننے کا شوق اور ازادی کا ذوق ہو کوئی نہ سنیگا۔

انکی اس دلیل نے مجھے اس تجویز پر آمادہ کردیا ہے کہ دو جزو رسالہ سے ایک جزو مقلدین کی بحث مین لگاؤن۔ دوسرا حضرات نیچریہ کی نذر کرون۔ بعد اختتام بحث مذہب و معاشرت جو غالباً ماہ آئندہ مین ہو گا اس تجویز پر عمل درآمد ہو گا۔ اس اثنا مین اگر کسی ممبر یا ناظر رسالہ کو اس رائے سے مخالفت منظور ہو تو وہ اپنے خلاف کی دلیل پیش کرے۔ ورنہ من بعد بجز تسلیم و رضا چارہ نہو گا +

اعلام

مبحث اثبات نبوت اول سے آخر تک نیچریہ کے رد مین ہی۔ یہ لوگ اگرچہ لفظ نبی و نبوت کو مانتے ہین۔ مگر حقیقت معنی و نبوت سے (جو انبیاء بیان کرتے ہین) یہ لوگ انکاری ہین۔ یہ بات بتوضیح و تشریح بعد اختتام مقدمات معلوم ہو جاویگی ناظرین اس مبحث کو خطاب نیچریہ سے اجنبی نہ سمجھین۔ بلکہ سر سبز نہین کا جواب خیال کرین۔

امام غزالی

آنر ایبل سید احمد خانصاحب بہادر نے تہذیب ماہ جمادی الثانیہ ۹۶ھ مین ایک بیدلیل دعوی (جسکو بیدلیل ہونیکی نظر سے ایک جزئیلی حکم کہا جا سکتا ہی) کیا ہی کہ امام غزالی کے دیگر رسالون سے ثابت ہوتا ہی کہ انکا یہ اعتقاد نہین رہا تھا جو انہون نے منقذ من الضلال مین لکھا ہے۔ مین کہتا ہون کہ آپکا جزئیلی حکم بلا دلیل ہ مانی جو آپکا تقلد [illegible]

موجود دیکھتے ہین اسی رسالہ منقذ من الضلال کے شروع سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ رسالہ اپنی اخیر مین بعد کمال و تجربہ فلسفہ اور اسکے مفاسد و غوائل پر مطلع ہو جانیکے تصنیف کیا ہی۔ آپ فرماتے ہین ثم انی ابتدءت بعد الفراغ من علم الکلام بعلم الفلسفة فشمرت عن ساق الجد فی تحصیل ذلک العلم من الکتب فاطلعنی اللہ تعالی بمجرد المطالعة علی منتھی علومھم فی اقل من سنتین۔ ثم لم ازل اواظب علی التفکر فیہ بعد فھمہ قریبا من سنة اعاودہ واردد ہ وارددہ واتفقد غوائلہ واغوارہ حتی اطلعت علی ما فیہ من خداع وتلبیس وتحقیق وتخییل اطلاعا لم اشک فیہ فاستمع الآن ان اذکرلک حاصل علومھم فانی رأیت الی اخر ما لخصناہ فی الصحیفة الخامسة پہر حصول کمال کے بعد کیا زوال ہو گیا تھا جسمین انہون نے رجوع کیا اور فلاسفہ کی باتونکو (جنکو بوقت کمال تلبیس و تحقیق و خداع و تخییل کہہ چکے ہین حق سمجھ لیا؟

اس رسالہ منقذ من الضلال کی سوا انکی تصنیفات امام غزالی۔ جواب سوالات زنادقہ قسطاس مستقیم الجام العوام رسالہ قدسیہ۔ اقتصاد فی الاعتقاد مضنون بہ علی اہلہ مضنون بہ علی غیر اہلہ۔ کتاب الفیصل التفرقہ بین الاسلام والزندقہ

مقصد الاسنی فی شرح الاسماء الحسنی احیاء العلوم وغیرہا جو سب کے سب عنایت الٰہی سے راقم کے پاس موجود ہین ۔
سبہی مضمون منقذ من الضلال کی تائید و تصدیق کرتے ہین ۔ پہر وہ رجوع آپکا کس کتاب مین ہے ۔
علاوہ بران تاریخی واقعات بہی اسی مضمون کی تصدیق کرتے ہین کہ وہ اخیر عمر مین محدثانہ خیالات پر ہوگئے
تہی قال علی القاری مات الغزالی والبخاری علی صدرہ پہر انکا رجوع کیا بعد موت ہوا تہا معلوم ہوتا ہے
کہ جناب مخاطب نے مسلمانونکو یہ بات (کہ غزالی ہمارا ہمخیال ہے) جتانے کے لئے یہ بات اپنی باطنی نیچر سے نکالی ہے
کسی ظاہری کتاب مین نہین دیکہی شاید ہماری نظر کا قصور ہو ۔ ہم بہت خوش ہونگے ۔ اگر آپ ہمکو اس
کتاب سے نشان دہی کرینگے مگر وہ کتاب کسی نیچری یا فلسفی کی تصنیف نہو ۔ قدیمی مسلمانون سے کسی محقق کی تالیف ہو

شرح حدیث

من قال لا الٰہ الا اللّٰہ دخل الجنة وان زنی وان سرق

جناب ممدوح نے اسی پرچہ جمادی الثانیہ ۹۶ھ کے خاتمہ مین تمسک حدیث مذکور بصدر فرمایا جسنے دل سے لا الٰہ الا اللّٰہ
کہا چور ہو خواہ زانی وہ بہشت مین داخل ہوگا

جس سے مراد آپکی یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللّٰہ کہنیوالا خواہ کیسا ہی گناہگار ہو وہ بلا مس عذاب بہشت مین جاویگا ۔
اس مراد پر دلیل یہ ہے کہ ہماری آپکی اسمین نزاع ہے ہم اسکے منکر ہین ۔ اور آپ مثبت ۔ عذاب بہگتنے کے بعد
گنہگار مسلمانونکا بہشت مین داخل ہوجانا تو ہماری نزاع کا محل نہین ہے ۔ اور اس مراد سے آپکا یہ قول ایک نیچری حکم ہے
کوئی دلیل اسپر نہ آپنے قائم کی ہے نہ کتاب و سنت مین پائی جاتی ہے ۔ اور حدیث مذکور بصدر کی وہ مراد نہین ہے
جو آپنے سمجہی ہے اسکی مراد جو بر طبق تصنیف را مصنف نیکو کند بیان ۔ خدا و رسول نے کئی آیات و احادیث کے
ضمن مین ظاہر کی) یہ ہے کہ جسنے لا الٰہ الا اللّٰہ کہا چور ہو خواہ زانی وہ ضرور بہشت مین داخل ہو رہیگا ۔ خواہ
پہلی ہی داخل ہو جائے اور اسکے سب گناہ بدون سزا دہی خدا تعالٰی معاف کردے خواہ گناہونکی سزا بہگت کر بہشت
مین داخل ہو ۔ وہ آیات و احادیث جنسے یہ مراد اس حدیث کی ثابت ہوتی ہے ۔ کئی ہین لیکن اسمقام مین ایک آیت اور
دو حدیثونکے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے **قال اللّٰہ تعالٰی** ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر
ما دون ذلک لمن یشاء یعنی خدا شرک کو تو ہرگز نہین بخشتا ۔ پر اس سے نیچے کے گناہ جسکو چاہے بخشدے

ابوسعید محمد حسین بٹالوی

اسکا مفہوم صاف دال ہی کہ جسکو نہ چاہی وہ گناہ نہین بخشتا - اور اسِ بخشش کا نہ چاہنا بھی اسکی قدرت مین
داخل ہی - سید احمد خانصاحب کا خاتمہ مضمون مذہب و معاشرت مندرج پرچہ رجب ۱۲۹۶ مین اسپر یہ اعتراض کہ اس صورت
مین وعدہ مغفرت مشتبہ ہوجاتا ہی اس تقریر سی مندفع ہوسکتا ہی کہ اس آیت مین فاسق مسلمانونکی لئی وعدہ مغفرت
کا یقینی و قطعی ہونا آپ کو کس نے بتایا ہی - اور اس اشتباہ کا خلاف کس آیت یا حدیث سی معلوم ہوا ہی -
جہانتک کتاب و سنت و آثار اخیار امت کو دیکھا جاتا ہی یہی معلوم ہوتا ہی کہ قطعی وعدہ مغفرت تو متقیون ہی کے
واسطی اگو متقی ہونا ہر سیکا بجز ان لوگون کے جنکو خدا و رسول نے بشارت دیہے - پھر محل اشتباہ ہی) مخصوص ہے
فاسق مسلمانون کے لئی تو اشتباہ ہی اشتباہ ہی کہ دیکھئی بچ جاتے ہین یا گناہونکی سزا بھگت کر چھٹی پاتے ہین قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ وکان فی قلبہ وزن شعیرۃ
من خیر و یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ وفی قلبہ وزن برۃ من خیر و یخرج من النار قال لا الہ الا اللہ
وفی قلبہ وزن ذرۃ من خیر بخاری صفحہ ۱۱ و مسلم صفحہ ۹ یعنی دوزخ سی نکالا جاویگا جسنی لا الہ الا اللہ کہا اور اسکے
دل مین ایک جو برابر یا گیہون برابر یا ذرہ برابر ایمان ہوگا [illegible]
[illegible] جب نکالا جاکا اس نکالنی اور دوزخ مین عذاب بھگتنی کی تفصیل بہت سی احادیث بخاری و مسلم مین
موجود ہی - اور مجمل بیان عذاب مسلمان گناہگارونکا ہمارے مضمون مذہب و معاشرت مندرج نمبر ہذا و نمبر سابق مین بذیل
احادیث و آیات احکام نیز موجود صحیح بخاری مین بصفحہ ۔ حدیث ہی کہ آنحضرت نے اپنی اصحاب کو فرمایا کہ
جو کوئی تم سی چوری یا قتل نفس یا بہتان کا مرتکب ہوگا اگر اسکا حال دنیا مین نہ کہلا اور اسپر
حد جاری نہوئی تو وہ خدا کی سپرد ہی - وہ چاہیگا تو اسکو بلا سزا دہی چھوڑ دیگا - اور اگر عذاب
کرنا چاہیگا تو عذاب کریگا - گناہگار مسلمانون کے لئی عذاب کا خوف ہونا - اس حدیث مین
قطعی طور پر پایا جاتا ہے بالجملہ جو مراد حدیث مذکور کی اپنی سمجھی ہی کسی آیت یا حدیث سی ثابت نہین
ہوئی ورنہ آجتک سوای فرقہ ضالہ مرجیہ کے کسی مسلمان کے خیال مین آئی ہی جناب ممدوح نی مسلمانونکو قید شریعت سی آزاد
کرنیکی لئی یہ خوشخبری سنائی ہے اور اپنی مضمون مذہب و معاشرت او مضمون مذہب ان کا امر طبعی ہی اور جس سے احکام شرعیہ
کا مٹانا مرکوز خاطر جناب ہی ہم کے ثابت کرنیکو یہ پڑہی جاتی ہی مسلمان انکی خلاف واقع بشارتون سی مطمئن

بقیہ مقدمات مبحث اثبات نبوت

فان قیل فاذا لم یجب النظر والمعرفۃ الا بالشرع والشرع لا یستقر ما لم ینظر المکلف فیہ فاذا قال المکلف للنبی ان العقل لیس یوجب علی النظر

والشرع لا یثبت عندی الا بالنظر ولست اقدم علی النظر ادی ذلک الی افحام الرسول صلی اللہ علیہ وسلم قلنا ھذا یضاھی قول القائل للواقف فی موضع من المواضع ان وراءک ضاریا فان لم تنزعج عن المکان قتلک وان التفت وراءک ونظرت عرفت صدقی فیقول الواقف لا یثبت صدقک ما لم التفت وراءی ولا التفت وراءی ولا انظر ما لم یثبت صدقک فیدل ھذا علی حماقۃ ھذا القائل ویھدفہ للھلاک ولا ضرر فیہ علی الھادی المرشد فکذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان وراءکم

اگر کوئی کہے کہ جب وجوب فکر و معرفت الٰہی شرع ہی سے ثابت ہوتا ہے اور شرع بدون دلائل سوچنے اور فکر کرنے مکلف کے قرار نہیں پاتی تو مکلف نبی سے کہے گا کہ عقل تمہاری بات میں غور کرنے کو واجب نہیں کرتی۔

رہی شرع سو میرے غور و تامل کے سواے ثابت نہیں ہوتی پس نہ میں غور کرتا ہوں نہ تمہاری بات کو مانتا ہوں اس سے نبی ساکت ہو جاویگا۔ تو ہم اسکے جواب میں کہیں گے کہ اس مکلف منکر کا یہ کہنا ایسا ہے جیسے کوئی کسی شخص کو جو ایک جگہ کھڑا ہو کہے کہ تیرے پیچھے ایک درندہ ہے تو یہاں سے نہ ٹلے گا تو وہ تجھے مار ڈالیگا۔ اور اگر تو پیچھے پھر کے دیکھے گا تو میری بات کو سچ جان لیگا۔ اسکو وہ شخص یہ کہے کہ تیری بات کا سچ ہونا تب ہی معلوم ہوگا جب میں پیچھے پھر کر دیکھونگا۔ اور میں پیچھے پھر کر کبھی نہ دیکھونگا جب تک تیری بات کا سچ نہ جان لوں۔ یہ بات اس شخص کی حماقت کی دلیل ہے۔ اور اسکو ہلاکت کے لئے نشانہ بناتے ہیں۔ اسمیں اس ہادی کا کچھ ضرر و نقصان نہیں ہے۔ اسیطرح نبی صلعم ارشاد کرتا ہے کہ تمہارے

الموت ودونه السباع الضاریة والنیران المحرقة ان لم تاخذ وامنها حذرکم اهلکتکم فمن تعرفون صدقی بالالتفات الی معجزتی التفت عرف واحترز ونجا ومن لم یلتفت واصر هلك وتردی انتهی کلام الغزالی

پیچھے موت ہے اور اسکے بعد درندے اور جلانے والے آگ ہے اگر تم اس سے نہ بچوگے تو ہلاک ہو جاؤگے اور میری بات کا صدق تم میری بات مین غور کرنے سے پہچان سکتے ہو - پس جس نے اُسمین غور کی وہ بچ گیا اور جو ملتفت نہوا وہ ہلاک ہوا

ان شواہد و نقول علماء فحول سے ہماری تقریر کی پوری تائید ہوئی اور اسکی مثال دو ن - شکر تریاق کفر و زہر کی نسبت جو بات ہمنے کہی تھی اسکی تصدیق ہوئی - اور یہ بات بخوبی ثابت ہوئی کہ شکر و تریاق کا نیچر اسبات پر دلیل و علامت نہین ہو سکتا کہ خدا اسکے عمل مین لانے سے خوش ہوتا ہے - اور اسکے عوض مین ثواب دیتا ہے - اور کفر و زہر کا نیچر اسبات پر دلیل یا علامت نہین ہو سکتا ہے کہ خدا اسکے استعمال سے ناخوش ہوتا ہے اور اسکے عوض مین عذاب دیتا ہے - [illegible] اسباب [illegible] ایسے چیزین خدا کی ارادات و مرضیات کی دلائل و علامات نہو سکین تو دنیا کی اور کون چیز ارادہ الہی پر دلیل ہو سکتی ہے اور ہماری مثال سوم مین نیچریون کی نزاع کب صحیح ہو سکتی ہے -

اس بیان سے مضمون مثال سوم کی صحت و صداقت کا اتمام ہوا اور اسکے ضمن مین اصل اصول مذہب نیچریہ کا بھی ابطال ہو گیا اور اسباب مین ہم ایک مستقل بحث بھی کرنا چاہتے ہین اسمین ہم بال کی کہال نکالینگے اور نیچر کو (جسکو یہ لوگ بمنزلہ کتاب سمجھکر ہاتھ مین لئے پھرتے ہین) کان لم یکن کر ڈالینگے (گویا وہ کچھ تھا ہی نہین) - ہم پہلے بھی کہ چکے ہین اور اب بھی کہتے ہین کہ خدا کا نیچر اور ہے جسکے وجود سے ہمکو انکار نہین - ان لوگو نکا نیچر اور ہے جسکا بجز بیوچ خیالات ان حضرات کے کہین وجود نہین - اسبات کا فی الجملہ ثبوت ہم رسالہ نمبر ششم مین دے چکے ہین اس سے بڑھکر اثبات اسکا آئندہ کرنا چاہتے ہین - وباللہ التوفیق

مقدمہ سادسہ انسان اپنی ملکی طاقت سے ایسے علوم کے لیاقت بھی رکھتا ہے

جو حواس خمسہ وعقل کے ذریعہ سے حاصل نہون اور ان چیزونکو جان سکتا ہے جو اُسکے دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے چھونے سمجھنے سوچنے فکر کرنے مین نہ آوین بیٹھے بیٹھے یا سوتے سوتے بتقریب غیب سے اُسکے دل مین وہ آپڑین گو اُسکی عقل و حواس اُسکی طرف متوجہ نہون - اسکی تمثیل جو بمنزلہ دلیل ہے رویا صالحہ(۱) یعنے سچی خواب ہین اور واقعات غیبی(۲) (جو نہ حواس سے معلوم ہوسکتی ہین نہ عقل یا کسی اور اختیاری آلہ سے دریافت ہوتی ممکن ہین) کی نسبت بعض لوگون کی سچی خبرین - سچی خوابونکا سبب علم والہ ادراک ہونا اکثر اشخاص جانتے ہین اور اس امر کی صداقت وہ اپنے وجدان سے پہچان سکتے ہین - انسانون مین جنکی ملکیت بہیمیت کے زور سے بالکل مضمحل و ملیامیل نہین ہوگئی کوئی شاذ و نادر شخص ہوگا جسکو کبھی نہ کبھی کوئی سچی بات خواب مین منکشف نہوگئی ہو اور اسکا کوئی خواب بنفس الامر اور واقع کے مطابق نہوا ہو -

ہر چند اکثر اشخاص بہائم سیرت کی اکثر خواب از قسم خیالات روزمرہ ہوتی ہین ولیکن بعض اشخاص (منجملہ ملکی صفت والون کے) بعضے خواب ایسی بہی ہوا کرتی ہین جو مداخلت و مزاحمت وہم و خیال و عادت و طبیعت سے محفوظ و مبرا ہوتے ہین - و مع ذالک نفس الامر اور واقع کے مطابق -

یہ ایک وجدانی اور بدیہی بات ہے جسپر دلیل قائم کرنے کی کچھ حاجت نہین ہے - بلکہ اسکا جتا دینا اور لوگونکو اسپر متنبہ کر دینا کافی ہے - جو اسمین دلیل کا مطالبہ کرے وہ اپنی ہی لوح دل و دماغ کا مطالعہ کرے - اور اپنے مدۃ العمر کے واقعات منامی کو غور سے دیکھے اگر انمین کوئی سچی و نفس الامری بات جسمین وہم و خیال کا دخل نہو نپاوے تو پھر دس بیس سو پچاس اور ہمجنس لوگونکی خوابونکا تفحص کرے - ضرور کوئی نکوئی سچا خواب پائیگا اور ہمارے اثبات پر ایمان لائیگا - تفصیل اس اجمال کی (چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۲۷۸ مین افادہ فرمایا ہے) یہہ ہے کہ

خواب پانچ قسم ہین - اول الہی خواب یعنے بشارات وتعلیمات الہیہ (جنکے اثبات کے ہم درپے ہین)

قسم دوم اخلاقی خواب جنہین نیک وبداخلاق کی مثالی صورتین انسان اپنی ملکی طاقت سے دیکھ سکتا ہے

قسم سوم شیطانی خواب یعنے شیطانی وسوسے اور ڈراوے (جیسے کسی کا سر کٹا جاوے یا کوئی بندر کتا ڈراوے)

قسم چہارم خیالی خواب یعنے اُن امور کے خیالات جو انسان کی عادات روزمرہ مین داخل ہین اور اُسکی قوت متخیلہ مین جمع رہتے ہین اور بوقت خواب اسکی [illegible] فوجون کی خواب آتی ہین سپاہی کو لڑایون کی - اڈیٹر اخبار کو اخبار کے مضمون سوجتے ہین منطقی کو منطقی مضامین خواب مین آتے ہین - اسی جگہہ سے مثل مشہور ہوگئی ہے - بلی کو چھیچڑون کی خواب -

قسم پنجم طبعی و اخلاطی خواب یعنے وہ خیالات جو بدن انسان مین اخلاط (مثلاً بلغم - صفرا) کے غالب ہوجانے اور نفس انسانی کے اس سے تکلیف پانے کے سبب خواب مین بصورت مناسب اخلاط نمایان ہوتے ہین (جیسے صفراوی انسان خواب مین آگ دیکھتا ہے اور اُسکی گرمی سے تکلیف پاتا ہے اور بلغمی پانی دیکھتا ہے اور جسکے بدن مین فضلات (بول براز - منی وغیرہ) جمع

واما الرؤیا فہی علی خمسۃ اقسام

بشری من اللہ

وتمثل نورانی للمحامد والرذائل المندرجۃ فی النفس علی وجہ ملکی

وتخویف من الشیطان

وحدیث نفس من قبل العادۃ التی اعتادہا النفس فی الیقظۃ یحفظہا المتخیلۃ - ویظہر فی النفس المتشبث [illegible] فیہا

وخیالات طبیعیۃ لغلبۃ الاخلاط وتنبہ النفس باذاہا فی البدن

ہون وہ خواب مین بیت الخلا اور عورتون کے اردگرد پہرتا ہے وعلی ہذا القیاس

قسم اول کی حقیقت یہ ہی کہ نفس انسانی جب حجابات بدن سے بوقت خواب کچھ فرصت پاتا ہے تو وہ فیضان الہی کے لئے مستعد ہو جاتا ہے۔ یہ خواب تعلیم الہی ہین۔ جیسے خواب کا معراج جسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالے کو اچھی صورت مین دیکھا۔ اور خدا تعالے نے آنحضرت کو کفارات ودرجات کے کام سکھائے یا وہ خواب [illegible] آنحضرت [illegible] مردون کا احوال منکشف ہوا

قسم ثانی کی حقیقت یہ ہے کہ انسان مین اچھے اور برُے اخلاق وملکات ہوتے ہین ولیکن اپنے ان ملکات کو وہ جان سکتا ہے جب بہیمیت چھوڑ کر ملکیت سے موصوف ہو جاتا ہے۔ پس جسکو بہیمیت سے تجرد ہو جاتا ہے وہ اپنی بھلائیون اور برائیون کو بصورت مثالی محسوس دیکھتا ہے

ایسا شخص خدا تعالے کو خواب مین دیکھتا ہے جسکی حقیقت یہ ہے کہ وہ خدا کا مطیع ہے اور رسول کو خواب مین دیکھتا ہے جو اطاعت رسول کی صورت مثال ہے

اما البشری من اللہ فحقیقتہا ان النفس الناطقۃ اذا انتہزت فرصۃ عن غواشی البدن باسباب خفیۃ لا یکاد یتفطن بہا الا بعد تامل ولغا استعدت لان یفیض علیہا من منبع الخیر والجود کمال علمی فافیض علیہ شئ علی حسب استعدادہ ومادتہ العلوم المخزونۃ عندہ وھذہ [illegible] رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہ ربہ فی احسن صورۃ فعلمہ الکفارات والدرجات وکالمعراج المنامی الذی انکشف فیہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم احوال الموتی بعد انفکاکہم عن الحیوۃ الدنیا۔

واما الرؤیا الملکی فحقیقتہا ان فی الانسان ملکات حسنۃ وملکات قبیحۃ ولکن فصاحب ھذا یری اللہ تعالے ومثالہ انقیاد للبارے۔ ویری الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ومثالہ الانقیاد للرسول المرکوز فی صدرہ

[illegible]

ویری الانوار واصلها الطاعات
المکتسبة فی صدره وجوارحه
تظهر فی صورة الانوار والطیبات کالعسل
فمن رای الله والرسول والملائکة
فی صورة قبیحة او فی صورة الغضب
فلیعرف ان فی اعتقاده خللاً وضعفاً
وان نفسه لم تتکمل
وکذلک الانوار التی حصلت بسبب الطهارة
یظهر فی صورة الشمس والقمر
واما التخویف من الشیطان فوحشة وخوف
[illegible]
والکلاب السودان من الناس فاذا رای
ذلک فلیتعوذ بالله ولیتفل ثلثا عن یساره
ولیتحول عن جنبه الذی کان علیه۔ ا ھ

اور نور دیکھتا ہے جو در اصل طاعات ہین جو نور اور
ستھری چیزون (جیسے شہد۔ گھی۔ دودہ) کی
صورت مین ظاہر ہوتے ہین
اور جو شخص خدا تعالے یا رسول یا فرشتونکو بُری
یا غصے کی صورت مین دیکھے وہ یہ جان لے کہ ان
صورتون کی برائی اسکے اعتقاد کی برائی ہے
اور اسکا نفس ہنوز کمال کو نہین پہنچا
اسیطرح جو نور ہیت اسکو پاکیزگی کی سبب حاصل ہوتے
ہے وہ چاند اور سورج کی صورت مین نمایان ہے
قسم ثالث (کی حقیقت کی ہم پہلے تشریح کر چکے
ہین [illegible] بندر ہاتھی سے
اور کالے کالے آدمیون سے ڈراوا ہوتا ہے
جو کوئی ایسی چیزین دیکھے وہ بائین طرف تہوک
دے اور اپنے کروٹ کو بدل ڈالے۔

صحیح مسلم کی حدیث مین آیا ہے جو ایسے مکروہ خواب دیکھے وہ شیطان کی بُرائی سے خدا
کی پناہ مانگے اور اپنی بائین جانب تہوکدے۔ اور جس کروٹ وہ خواب دیکھے اسکو
بدل ڈالے۔ اسکو اس خواب کا ضرر نہ پہنچیگا۔ **حاشیہ**

اسیطرح قسم رابع وخامس کی حقیقت بذیل بیان ان اقسام کے ہم بیان کر چکے ہین منجملہ ان اقسام
خمسہ کے ہمارا مقصود ومحل بحث **قسم اول** ہے اور ہمارا یہ دعوے ہے کہ اقسام چہارگانہ
سے علاوہ اس قسم کا وجود بھی ایک واقعی اور وجدانی امر ہے اور اسکے موجود ہونے اور
اسکے اقسام چہارگانہ سے جدا ہونے مین کسیکو مجال شک ونزاع نہین گو اسکے بیان حقیقت

وتشریح انیت مین گنجائش نزاع ہے -

ہم کسی ہندو یا قدیمی مسلمان یا عیسائی یا یہودی کو اسکے وجود مین متردد نہین دیکھتے - اور اسبات کا منکر نہین پاتے کہ بعض اوقات مین بعض اشخاص کو خواب مین ایسا امر منکشف ہوجاتا ہے جو پہلے سے اسکے وہم وخیال مین نہین آتا - اور نہ اسکے اخلاق یا طبیعت کو اس سے تناسب ہوتا ہے ومع ذلک وہ امر واقع اور نفس الامر کے مطابق نکلتا ہی - مگر آج کل کے نئے مسلمان (جو نیچری کہلاتے ہین) اس وجدانی وبدیہی امر سے منکر ہین - اور بلا تفصیل خوابونکو بے اعتبار بناتے ہین - اور تعبیر خوابونکی نسبت برملا کہتے ہین کہ یہ بہی منجملہ ان برائیون کے ہے جنکے عذاب مین قدیم وجدید مذاہب اعلےٰ سے ادنےٰ تک (جنمین اسلام بہی داخل ہے) پہنس رہے ہین ولیکن انکا یہ انکار باوجود مسلمان ہونیکے محل تعجب ہے [illegible] اسلام (خدا اور اسکا رسول) سچی خوابونکا وجود ثابت کر رہے ہین اور تعبیر خواب کو معتبر ٹہیرا ئے ہین تو پہر یہ حضرات سچی خواب یا تعبیر خواب کا اعتبار کیون نہین کرتے اور اسباب مین خدا اور رسول کی بات کیون نہین مانتے - ہرچند اس امر کے اثبات مین قبل اثبات نبوت منکرین نبوت کے سامنے اللہ اور رسول کی کلام سے استدلال واحتجاج مناسب نہین ہے ولیکن ان حضرات (قائلین نبوت وبظاہر مصدق کلام خدا وکلام حضرت رسالت) کے

† یہ بات آنرایبل سید احمد خانصاحب بہادر کے ایک ہم مذہبنے کہی ہے - اور آپنے تہذیب الاخلاق ماہ جمادی الثانیہ ۱۲۹۶ھ کے صفحہ ۳۸ مین وہ درج فرمائی ہے - جسکے اصل عبارت یہ ہے " ہم بہی اسبات کو تسلیم کرتے ہین کہ زمانہ [illegible] مین بہی اور زمانہ حال مین سب ملکون مین مذہب خواہ اعلےٰ درجہ کا ہے خواہ ادنے درجہ کا ا[illegible]بون مین پہنس جاتا ہے کہ وہ علم نجوم اور کیمیا سے بہی بدتر ہوجاتا ہے خیال پرستی - توہمات باطلہ - سحر جادو - خوابونکی تعبیر - فال گوئی - شگون - پیشین گویان - عمل الغیبی - غرض ایسی ہی ہزارون برایان اسمین پہیل جاتی ہین " یہ عبارت صاف

ناطق ہے کہ یہ حضرات خواب یا تعبیر خواب کو عموماً ایسا جانتے ہین جیسا خیال پرستی یا فال گوئی یا اور برُے کام جو فریبیون اور بے دینون سے سرزد ہوتے ہین

حاشیہ

——— مقابلہ مین اللہ اور رسول کی کلام سے استدلال جائز ہی لہذا اسکے ثبوت وشہادت مین چند آیات واحادیث کو پیش کیا جاتا ہے - اللہ تعالےٰ نے سورہ یوسف کے پہلے رکوع مین فرمایا ہی

اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰاَبَتِ اِنِّىْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِىْ سٰجِدِيْنَ قَالَ يٰبُنَىَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا - اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ - وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ

یوسف ع نے اپنے باپ سے کہا مینے گیارہ ستارے اور سورج چاند اپنی طرف سجدہ کرتے ہوئے دیکھے ہین (انکے باپ یعقوب ع نے) کہا کہ یہ خواب اپنی بھائیون کو نہ سنائیو وہ تیرے خلاف مین تدبیرین کرینگے - شیطان (ایسے تدبیرین سکھانیوالا) انسان کا دشمن [illegible] برگزیدہ (اپنے نبی) کریگا اور تجھے خوابون کی تعبیر سکھاوے گا - پھر اسکے پانچوین رکوع مین فرمایا ہے - یوسف کے ساتھہ قیدخانہ

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ - قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّىْٓ اَرٰىنِىْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا - وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّىْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِىْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ - نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ

مین دو جوان اور گئے - ایک بولا مین خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ انگور کا پانی نچوڑ رہا ہون دوسرا بولا مین خواب مین اپنی سر پر روٹی اٹھا رہا ہون - ہمکو ان خوابون کی تعبیر بتاؤ - تم ہمین نیک بخت معلوم ہوتے ہو - یوسف علیہ السلام نے جواب دیا کہ تم مین سے ایک (جسنے اپنے تئین انگور کا پانی نچوڑتا دیکھا ہی

اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِىْ رَبَّهٗ خَمْرًا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ

تو اپنے میان کو (بدستور سابق) انگور کا نچوڑا پلاویگا - دوسرا سولی چڑھایا جاوے گا جسکا سر کوئی جانور کھا جائیگا - پھر پانچوین رکوع مین فرمایا ہی

اِنِّی اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاکُلُھُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ

کہ بادشاہ نے کہا مین خواب مین دیکھتا ہون کہ سات موٹے بیل ہین جنکو سات دبلے بیل کہائے جاتے ہین اور سات سبز بالین ہین اور سات سوکھی (اسکی تعبیر مین یوسف علیہ السلام نے) کہا سات برس لگے تار تم کہیتی

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْہُ فِیْ سُنْبُلِہٖٓ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْکُلُوْنَ۔ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْکُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَھُنَّ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ عَامٌ فِیْہِ یُغَاثُ النَّاسُ وَفِیْہِ یَعْصِرُوْنَ

کروگے پہر جو کچھ کاٹو اسکو بالون مین رہنے دو بجز اسقدر کے جو کہانے مین لاؤ۔ پہر سات برس خشک سالی کے ایسے آوینگے جو تمہارا پہلے کا جمع کیا ہوا غلہ سب کہا جاوینگے مگر تھوڑا سا بچیگا جو تم سنبہال رکھوگے۔ اسکے [illegible] ایسا سال آئیگا [illegible] برسائے جاینگے اور لوگ انگورون سے نچوڑ لینگے۔ اور سورہ فتح مین فرمایا ہے اللہ تعالے

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَکُمْ وَمُقَصِّرِیْنَ

نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا کہ تم خدا کے ارادہ سے مکہ مین بامن داخل ہوگے (حج کا احرام کھولنے کو) اپنے سرون کو منڈواتے یا بال کٹواتے۔ اور سورہ صافات مین فرمایا ہے

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَہُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ وَنَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰھِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا کَذٰلِکَ

جب اسمعیل عم ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چلنے پہرنے لگا تو ابراہیم بولا اے میرے چہوٹے بیٹے مین خواب دیکھتا ہون کہ مین تجھے ذبح کر رہا ہون تو اسمین غور کر تیری سمجھ مین کیا آتا ہے۔ وہ بولا جو کچھ خدا نے تجھے (اس خواب مین) حکم دیا ہے وہی کر۔ مجھے تو اسبر

نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ - اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ

صابر دیکھیگا - جب ان دونون نے اس حکم کو مان لیا اور ابراہیم نے اسمعیل کو کنپٹی یا ماتھے کے بل ذبح کرنیکو لٹا دیا تو ہمنے پکار کر کہا اے ابراہیم تونے خواب کو سچا کر دکھایا ایسا ہی ہم نیکو کاروں کو اسکا عوض دینگے - یہ حکم ہمنے تمہارے (ظاہری) امتحان کرنے کو دیا تھا - اور ہمنے اسکے بدلے ایک بڑا ذبیحہ قربانی کرنیکو دیدیا -

یہ سچی خواب اور انکی تعبیرات تو کلام الٰہی مین موجود ہین اور جو کلام نبوی مین موجود ہین اور شہادت پیغمبر سے ثابت ہین وہ ہمارے احاطہ نظر سے باہر ہین - ازانجملہ چند منامات وتعبیرات بطور مشتی نمونہ خروار ذکر کئے جاتے ہین -

نمبر	مضمون خواب	یا وہ الفاظ حدیث	نمبر صفحہ کتاب [illegible]
۱	ابتدای وحی آنحضرت ہی سچی خواب تھے	اول مابدء بہ رسول اللہ الرؤیا الصالحۃ	۱
۲	نبوت تو ختم ہوگی پر اسکا چھیالیسوان حصہ سچی خواب مومنون کے لئے باقی ہے	رؤیا المومنین جزء من ستۃ و اربعین جزءا من النبوۃ	۱۰۳۵
۳	اچھی خواب خدا کیطرف سے ہین بری خواب شیطان کا ڈراوا جو کوئی اچھا خواب دیکھے وہ دوست کو سناوے برا دیکھے تو وہ کسیکو نہ سناوے اسکا ضرر اسکو نہ پہنچیگا -	الرؤیا الصالحۃ من اللہ والحلم من الشیطان	۱۰۳۴ و ۱۰۳۵
۴	آنحضرت نے خواب مین مسیح علیہ السلام اور دجال کو دیکھا	ارانی اللیلۃ عند الکعبۃ الخ	۱۰۳۶
۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب مین اپنی امت کا ایک لشکر	کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	

نمبر	مضمون	الفاظ حدیث	[illegible]
	جہاز پر سوار ہوا دیکھا اور خوشی سے اسبابت کا اظہار کیا		
	ایک عورت بنت ملحان نے انہین شامل ہونیکی دعا کی درخواست کی - حضرت نے اسکو شامل ہونیکی بشارت دی وہ بشارت امیر معاویہ کے عہد مین سچی ہوئے	یدخل علی بنت ملحان وکانت تحت عبادة بن الصامت فدخل علیها یوما فاطعمته وجعلت تفلی راسه فنام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم استیقظ وھو یضحك الخ	۱۰۳۶
۶	ام العلاء صحابیہ نے عثمان بن مظعون کے لئے ایک چشمہ جاری دیکھا - انحضرت نے اسکو عمل خیر سے تعبیر کیا	فرایت لعثمان عینا تجری فاخبرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ذلك الخ	۱۰۳۷
[illegible]	انحضرت [illegible] عمر کو دیا - پہر اسکو علم سے تعبیر کیا	بینا انا نائم [illegible] فشربت منہ حتی انی لاری الخ	
۸	انحضرت صلعم نے خواب مین کئی اشخاص کو کورتہ پہنے ہوئے دیکھا جنمین حضرت عمر کا کورتہ دراز تہا - پہر اسکو دین سے تعبیر کیا	بینا انا نائم رایت الناس یعرضون علی وعلیهم قمص منها الخ	۱۰۳۷
۹	عبداللہ بن سلام نے خواب مین ایک باغ دیکھا جسمین ایک ستون تہا اور ستون کے سرے پر ایک رسی - عبداللہ رسی کی مدد سے اسپر چڑہ گیا - اور رسی کو پکڑ لیا - آنحضرت نے اسکی تعبیر یہ فرمایا کہ وہ باغ اسلام ہے - اور ستون اسلام کے ستون (یعنی نماز وغیرہ اعمال) اور رسی اسلام کی مضبوط رسی - اور مژدہ دیا کہ تو اسکو تا دم مرگ تہامے رہیگا -	رایت کانی فی روضة وسط الروضة عمود فی اعلی العمود عروة فقیل لی ارقه قلت لا استطیع فاتانی وصیف فرفع ثیابی فرقیت فاستمسکت بالعروة فانتبهت وانا متمسك بها فقصصتها الخ	۱۰۳۸
۱۰	انحضرت نے حضرت عائشہ کو نکاح مین لانے سے پہلے انکو دو دفعہ خواب مین ریشمی کپڑے مین دیکہا اور یہ مژدہ سنا کہ یہ تمہاری زوجہ	اریتك قبل ان اتزوجك مرتین رایت الملك یحملك فی سرقة من حریر	۱۰۳۸

نمبر	مضمون	پارہ الفاظ حدیث	[illegible]
	ہے۔ اسکی تعبیر یہ ہوئی کہ وہ آپکی نکاح مین آئین	فقلت اکشف الخ	
۱۱	آنحضرت صلعم نے خواب مین ایک کنوئین سے ڈول کہینچا۔ آپکے بعد حضرت ابوبکر نے۔ پر اُنکے کہینچنے مین کچھ ضعف پایا گیا۔ پہر حضرت عمر نے کہینچا۔ انکے ہاتھ مین وہ بڑا بہاری ہوگیا اور انہون نے ایسا پانی کہینچا کہ لوگونکو پانی کی حاجت سے فارغ کر کے بٹھادیا۔ اسکی تعبیر یہ خلافت باترتیب ہوئے	بینا انا علی بئر انزع منها اذ جاءنی ابوبکر وعمر فاخذ ابوبکر الدلو فنزع ذنوبا او ذنوبین الخ	۱۰۳۹
۱۲	آنحضرت نے اپنے ہاتھون مین سونے کے کنگن دیکھے۔ جنسے آپ گھبرائے پہر انکو پھونک مار کر اوڑا دیا۔ اور اسکو مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی (جو آنحضرت کے دشمن مخالف تھے) کی ہلاکت سے تعبیر کیا	بینا انا نائم رایت انه وضع فی یدی سوارین من ذهب الخ	۱۰[illegible]
۱۳	ایکدفعہ آنحضرت نے خواب مین تلوار کو جہٹکا دیا تو اسکی دہار ٹوٹ گئی۔ دوبارہ جہٹکا دیا تو ویسی ہی سالم ہوگئی۔ پہر اسکی تعبیر یہ ہوئی کہ پہلی کئی مسلمان احد کی لڑائی مین ہار گئے پہر مسلمان فتحیاب ہوئے	رایت فی رؤیای انی هززت سیفا فانقطع صدره الخ	۱۰۴۲
۱۴	آنحضرت نے خواب مین ایک حبشی عورت بکہری سر مدینہ سے نکلتی دیکہی۔ اور اسکے (مدینہ سے وبا نکل جانے سے) تعبیر کی۔	رایت امرأة سوداء ثائرة الراس الخ	۱۰۴۲
۱۵	ایک طویل خواب مین آنحضرت نے جبرئیل و میکائیل کے ذریعہ سے دوزخ و بہشت کی سیر کی۔ اور زانی۔ سود خوار۔ کذاب۔ قران سے غافل کو سزا ملتی دیکہی۔ یہ حدیث عجیب عبرت انگیز ہے اور ترغیب و ترہیب کے لئے بڑی کار آمد۔ ناظرین مشکوٰۃ مین بصفحہ (۳۸۷) اسکو ملاحظہ فرماوین۔	اتانی اللیلة آتیان وانهما ابتعثانی وانهما قالا لی انطلق وانی انطلقت معهما وانا اتینا علی رجل الخ	۱۰۴۳

یہہ رسالہ اکتوبر مین چھپا

باقی آئندہ

بقیہ مضمون مذہب و معاشرت

نمبر احکام	مضمون احکام	صفحہ
۲۲	(بلا عذر) کھڑے ہوکر پیشاب نکرو- (ترمذی)	۳۵
۲۳	پاخانہ جاؤ تو قبلہ کیطرف مونہ کرکے نہ بیٹھو (بخاری ومسلم)	۳۴
۲۴	بوقت بول واستنجا شرمگاہ کو دہنا ہاتھ نہ لگاؤ (مسلم)	؍
۲۵	پاخانہ مین داخل ہوتے اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث کہو (بخاری ومسلم) ترمذی کی روایت مین اسکے پہلے (بسم اللہ) کہنا اور باہر نکلنے کے وقت (غفرانک) کہنا بھی آیا ہے-	۳۴
۲۶	[illegible] (ابو داود وغیرہ)	۳۵
۲۷	استنجا پانی سے کیا کرو- اللہ تعالے اپنی کتاب مین اس بات کی تعریف کرتا ہے (ابن ماجہ)	۳۶
۲۸	ہڈی- گوبر سے استنجا نکیا کرو- جسنے ایسا کیا محمد (رسول اللہ) اس سے بری الذمہ ہین	۳۵

حکایت لطیفہ

امام احمد بن حنبل نے نقل کیا ہے کہ بعض مشرکون نے (کوئی نیچری ہوگا) حضرت سلمان فارسی (صحابی) سے ہنسی کے طور پر (جیسے آجکل کے نیچری ٹخنے سے اونچے ازار پر ہنستی ہین- اور اسکو بیوقوفی بتاتے ہین) کہا مین خیال کرتا ہون تمہارا پیغمبر تمکو ہگنا بھی سکھاتا ہے حضرت سلمان نے کہا ہان بیشک آپنے ہمکو اسکا عمدہ طریق سکھایا اور ارشاد فرمایا ہے کہ اُس حالت مین قبلہ کیطرف مونہ نکرین- دہنے ہاتھ سے استنجا نکرین- استنجا کے لئے تین ڈہیلی سے کم نہ لین- یہ نقل صحیح مسلم مین بھی موجود ہے- اور اس جواب سلمان کا حاصل یہ ہے کہ جسکو تم عیب سمجھکر اسپر ہنسی کر رہے ہو ہم اسکو دین جانتے ہین ع معشوق منست آنکہ بہ نزدیک تو زشت است

نمبر احکام	مضمون احکام	صفحہ
۲۹	عورت سے بحالت حیض مجامعت نکرو (مسلم) جو ایسا کریگا وہ دین محمدی کا منکر ہوگا (ترمذی)	۴۸

نمبر	مضمون	صفحہ
۳۰	باہمی ملاقات کے وقت ایک دوسرے کے آگے جھک نہ جاوے بلکہ مصافحہ کرے (ترمذی)	۳۹۳
۳۱	ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہو جیسے عجمی آپسمین کرتے ہین (ابوداؤد)	۳۹۵
	جسکو اپنے لئے لوگونکا کھڑا رہنا پسند ہو وہ آگ مین ٹھکانا ڈھونڈلے (ابوداؤد)	۳۹۵
۳۲	مومن کو گالی ندو یہ فسق ہے (بخاری و مسلم)	۴۰۳
۳۳	دو فریق مین مختلف باتین ادہر آؤر ادہر آؤ نکیا کرو - ایسا شخص قیامت کے دن	
	بہت بڑا ہوگا - (بخاری مسلم)	〃
۳۴	سخن چینی نکرو - ایسا شخص بہشت مین نجاویگا (بخاری مسلم)	〃
۳۵	جھوٹ نہ بولو - مومن جھوٹا نہین ہوتا - (مالک)	۴۰۶
۳۶	عہد پورا کرو - جسکا عہد نہین اسکا دین نہین (بیہقی)	۷
۳۷	امانت مین خیانت نکرو - جو امین نہین وہ مومن نہین	〃
۳۸	قطع رحمی نکرو - جو ایسا کریگا بہشت مین نہ جاویگا (بخاری و مسلم)	[illegible]
۳۹	باپ کو خوش رکھو - اسمین خدا کی خوشی ہے (ترمذی)	۴۱۱
۴۰	لوگون پر رحم کرو - جو نکریگا اسپر خدا رحم نکریگا (بخاری و مسلم)	۴۱۳
۴۱	بڑون کی توقیر اور چھوٹون پر رحم کرو جو ایسا نکریگا وہ ہم مین سے نہین ہے (ترمذی)	۴۱۵
۴۲	ہمسایہ کو تکلیف ندو جو ایسا کریگا خدا کی قسم ہے وہ مومن نہین ہے (بخاری مسلم)	۴۱۴
۴۳	حسد و بغض (بے محل) نرکھو یہ دین کو دور کرتے ہین - اور نیکیون کو کھا جاتی	
	ہین (ترمذی و ابوداؤد)	۴۲۰
۴۴	سنجیدگی اور متانت اختیار کرو جس کام مین ایک دفعہ نقصان کا تجربہ ہوا ہمین	
	دوبارہ قدم رکھنا مومن کا کام نہین -	۴۳۱
۴۵	حیا اختیار کرو - حیا ایمان کا جزو ہے (بخاری و مسلم)	۴۲۳
۴۶	لوگون کے ساتھ نرمی و خوش خلقی سے پیش آؤ - جو اس سے محروم رہا وہ کل	۴۲۳

نیکیون سے محروم رہا - شرح السنہ -

۴۷	بیجل غصہ نکرو - غصہ ایمان کو بگاڑتا ہی (بیہقی)	۴۲۶
۴۸	تکبر نکرو - جسکے دل مین ذرہ تکبر ہو وہ بہشت مین نجاویگا (مسلم)	۴۲۵
۴۹	حلال کما کر کہاؤ - یہ بھی منجملہ فرائض ایک فرض ہے (بیہقی) خدا تعالے نے پیغمبرون اور عامہ خلایق کے لئے بھی یہی حکم دیا ہے (مسلم)	۲۳۳
۵۰	شراب کی قیمت نہ کھاؤ - اسکا مول کھانے والے پر لعنت ہی - ایسا ہی اون لوگونپر جو اسکے متعلق ہین مثلاً بنانے والا - اٹھانیوالا وغیرہ (ترمذی)	۲۳۴
۵۱	سود - زنا کی کمائی - کتّے - بلّی کی قیمت - مردہ - خنزیر - بتون کے دام کام مین نہ لاو - (بخاری و مسلم)	۲۳۳

دیوانی و فوجداری

بیع و [illegible]

۵۲	جب تک بایع و مشتری عقد بیع کے بعد ایک جگہ ہون یعنی جدا نہون انکو فسخ بیع کا اختیار ہی جسکو خیار مجلس کہتے ہین (بخاری مسلم)	۲۳۶
۵۳	سونے کی سونے سے بیع ہو تو اسمین کمی بیشی نہو اور جانبین سے دست بدست معاملہ ہو (مسلم) یہی چاندی نمک گیہون جو کھجور کا حکم ہے	۲۳۶
۵۴	چاندی کی سونے سے بیع ہو تو اسمین کمی بیشی جائز ہے ولیکن دست بدست ہونا وہان بھی شرط ہی (مسلم)	۲۳۶
۵۵	کچی پھل جو کچے ہونیکے سبب سے ضائع ہونیکا احتمال رکھتے ہین فروخت نکرو (خ م) جسنے ایسا کیا اور وہ پھل ضائع ہوا تو اسکو اسکا مول لینا حلال نہوگا (مسلم)	۲۳۸ ۲۳۹
۵۶	دہوکے سے کوئی چیز نہ بیچو جس بیع مین دہوکہ ظاہر ہوگا اسکو فسخ کیا جاوے جاویگا (خ م)	=

نمبر	مضمون	صفحہ
۵۷	کوئی کسی چیز کو خریدتا ہو تو اسکے مقابلہ مین تم خریدار نہ بن جاؤ یعنے مول پر مول نہ چکاؤ (مسلم)	۲۳۹
۵۸	ہان اگر نیلام کی صورت ہو اور بائع خود ہر کسی سے خود دام بڑہانیکے درخواست کرے تو اسکا مضائقہ نہین (ترمذی)	۲۴۱
۵۹	جو چیز تمہاری قدرت مین نہو اسکی بیع نہ کرو (ترمذی)	۲۴۰
۶۰	غلام کو بیچنے سے اُسکا مال بیع مین نہین آتا وہ بایع کا مال رہتا ہی (مسلم)	۲۴۱
۶۱	اسیطرح درخت کی بیع سے اسکا پہل بیع مین نہین آتا (بخاری)	″
۶۲	بوقت حاجت و قحط سالی کے غلہ بند نرکھو - جو ایسا کریگا وہ خطاکار ہی (مسلم) ...... اور اللہ اس سے بیزار ہے	۲۴۲ ۲۴۳

قرض و رہن

نمبر	مضمون	صفحہ
۶۳	قرض مین کچھ رہن رکھنا جائز ہے (بخاری و مسلم)	۲۴[illegible]
۶۴	رہن کے میعاد گذر جانے سے مرہون چیز مرتہن کے ملک نہین ہوجاتی ہے - جب راہن قرض ادا کریگا اپنی چیز کا مستحق ہوگا (شافعی)	۲۴۲
۶۵	قرض کو قبل وصولی دوسری چیز سے بیچ ڈالنا جائز نہین ہے (ابو داود)	۲۴۲
۶۶	قرض پر سود لینا جائز نہین - لینے والے دینے والے - وثیقہ لکھنے والے اسپر شہادت کرنے والے سب پر خدا کی لعنت ہی (مسلم)	۲۳۶
۶۷	ہان اگر کوئی (بلا شرط و بدون اس امر کے کہ وہان زیادہ دینے کی عرف و رسم ہو) کچھ زیادہ دیدے تو اسکا لینا جائز ہے (مسلم)	۲۴۳
۶۸	مالدار ہو کر ادا ے قرض مین توقف کرنا ظلم ہے (بخاری و مسلم) ایسے شخص کی آبروریزی اور سزا دہی حلال ہے (ابو داود و نسائی)	۲۴۳ ۲۴۵
۶۹	جو اپنے ذمہ قرض رکھ کر مرجائیگا وہ تا وقتیکہ اسکا قرض ادا ے نہو - بہشت مین	

236

نہ جاوےگا - شرح السنہ وغیرہ　۲۴۴

(تبصرہ)

مسند احمد و شرح سنہ مین مروی ہے کہ ایکدن آنحضرت نے آسمان کیطرف نگاہ فرماکر سر مبارک کو نیچے کرلیا اور فرمایا کہ قرض کے باب مین سخت حکم اُترا ہے کہ اگر کوئی کئی دفعہ فی سبیل اللہ شہید ہو اور اسپر کچھ قرض ہو تو وہ بھی قرض ادا ہونے سے پہلے بہشت مین نجاویگا -　۲۴۵

مفلسی اور دوالہ

۷۰　جو مفلس ہوکر دوالہ نکال بیٹھے اسکے پاس کوئی حق دار اپنی چیز بعینہ موجود پاوے تو اسکو تصرف مین لاوے (بخاری و مسلم و شافعی)　۲۴۳ و ۲۴۴

۷۱　بعینہ کسیکی چیز اسکے پاس نہ نکلے تو حاکم وقت اسکا کل مال فروخت کرکے حق دار [illegible] (سنن سعید بن منصور)　۲۴۴

۷۲　جسکے پاس کچھ بھی نہو اُسکا قرض مسلمانون کی کمیٹی چندہ ڈالکر (جسقدر بہم پہونچے) ادا کرے (مسلم)　۲۴۳

۷۳　اہل وسعت اپنے مفلس مقروضون کو معافی دین - یا مہلت سے قرض لین - جو ایسا کریگا قیامت کی سختیون سے نجات پائیگا (مسلم)　۲۴۳

حوالہ
(یعنی [illegible])

۷۴　جو کسی کا قرض اپنے ذمہ لے قرضخواہ اُسکے پیچھے لگے (بخاری و مسلم)　۲۴۳

کفالہ
(یعنی حاضر ضامنی)

۷۵　جو کسی شخص کے حاضر کردینے یا کسی کام کے پورے کردینے کا ذمہ وار ہو وہ اسکو پورا کرے (ترمذی)　۲۴۸

شراکت

۷۶ جو کسی شخص کا نوکری یا تجارت یا کسی اور کام میں شریک ٹھیری وہ حصہ مقرر کا مستحق ہوگا (بخاری وغیرہ) دونو شریک جبتک امانت سے کام کرینگے خدا اُنکے ساتھہ رہیگا ۲۴۶

وکالت

۷۷ جو کسی کام میں کسیکو وکیل کرے اگر وہ اسکے موافق کام کرے گا تو موکل کو ماننا پڑیگا- (بخاری ترمذی وغیرہ)

عاریت

۷۸ کسی سے مستعار چیز لیکر استعمال جائز ہے - پہر اگر وہ چیز تلف ہو جاوے تو لینے والے پر ویسی چیز یا اسکی قیمت کا ادا کرنا لازم ہے (ترمذی وغیرہ) ۲۴۸

ظلم و تعدی

۷۹ ظلم حرام ہے ظلم کے سبب قیامت کو کئی اندہیرے پیش آئینگے - اور ظالم کے حسنات مظلوم لیجائینگے (بخاری ومسلم) ۲۴۶ و ۲۴۴

۸۰ جو کسی کی چیز تلف کریگا اُسکا عوض دنیا مین لیا جاویگا (بخاری) ۲۴۷

تعزیرات وعقوبات

۸۱ متاہل (یعنے جورو والہ) ہوکر کوئی مرد زنا کرے یا خاوند والی عورت زنا کرے
۸۲ تو حاکم وقت اُسکو پتھروںکے ساتھ جان سے مار ڈالے - اگر کوئی مجرد مرد یا عورت زنا کرے تو اسکو حاکم وقت سو کوڑے مارے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کرے (بخاری وغیرہ) ۳۰۱

چوری کی سزا

۸۳ جو بقدر ربع دینار یا تین درم کے کسیکی چیز چرا وے حاکم وقت اسکا ہاتہہ کاٹ ڈالے (بخاری ومسلم) ۳۰۵

تہمت کی سزا

۸۴ جو کسی کو زنا کی تہمت لگاوے حاکم وقت اُسکو اتنے کوڑے لگاوے جسکی تعداد قرآن مین ہے (ابوداؤد)

قتل و ضرب کی سزا

۸۵ جو کسیکو عمداً جان سے مار ڈالے حاکم وقت اسکو جان سے مار ڈالے (خ) ۲۹۱

۸۶ جسکے ہاتھ سے بلا ارادہ کوئی مارا جاوے - اس سے سو اونٹ خونبہا لئے جاوین (ابوداؤد) ۲۹۵

۸۷ کسی کی ایک انگل چھوٹی ہو خواہ بڑی کوئی کاٹ ڈالے تو اُسکے عوض دس اونٹ لئے جاوین - اسیطرح ناک کان دانت وغیرہ اعضا مین دیت مقرر ہے - [illegible]

کلکٹری مقدمات و پولیٹیکل معاملات

۸۸ بارانی زمین سے دسوان حصہ پیداوار تحصیل کرو - چاہی سے بیسوان حصہ (خ) ۱۵۱

۸۹ جس زمین کی پیداواری پانچ وسق[۱] سے کم ہو اُس سے کچھ نہ لو (خ م) ۱۵۰

۹۰ جسکے پاس پانچ اونٹ ہون جو جنگل مین کھلے چرتے ہون کسی کام کاج مین نہ لگاے جاتے ہون اس سے ایک بکری لو پچیس اونٹ ہوجاوین تو ایک سالہ بوتا مادہ (بخاری) اسیطرح گای بکری کی تفصیل فرمائی ہے

۹۱ تحصیلدار رعایا پر ظلم نکرین اُنکا اچھا اچھا مال نہ چھین لین (بخاری و مسلم) ۱۴۷

۹۲ اہل حاجات سے چھپ کر نہ بیٹھین (بیہقی) ۳۱۴

۹۳ فصل خصومات کے وقت مدعی سے گواہ لین اور مدعا علیہ کو قسم دین (ترمذی وغیرہ) ۳۱۶

[۱] وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے صاع پانچ رطل و ثلث رطل کا - رطل تقریباً آدھ سیر انگریزی کا -

۹۴ خلافت وریاست اسلام دنیاوی منصب نہین ہی کہ اسمین باپ کا قائم مقام اسکا بیٹا یا بہائی ہو۔ بلکہ یہ دینی منصب ہی جسمین اہلیت ولیاقت خلیفہ وجانشین مدنظر ہی

(احادیث چند بخاری ومسلم)

مولف کہتا ہی اس حکم کو آپنے اسطور پر بیان کیا ہے کہ کسی اپنے قرابتی (چچا بہائی۔ نواسہ بیٹی۔ زوجہ وغیرہ وارثان) کو اپنا ولیعہد نکیا بلکہ بلفظ نحن معشر الانبیاء لا نورث جو بخاری ومسلم مین مروی ہے اسباب مین قرابتی استحقاق وخصوصیت کو اٹھادیا۔ اور امر خلافت کو مسلمانون کی کمیٹی کے مشورہ پر چہوڑا۔ اگر آپ قرابتی استحقاق کو قانون تقرر خلافت ٹہیراتے تو اگرچہ آپکے پسماندگان قرابتی اسکے اہل تھے اور اس منصب کو اچھی طرح سنبھال لیتے چنانچہ اسبات کا ذکر نمبر ششم مین بھی گذرا ہے۔ ولیکن اس قانون کے دست آویز سے نااہل قرابتی رؤسا مسلمانون کے بھی اس خلافت کے مستحق ہو جاتے اور رعایا پر تعدی کا ہاتھ پہیلاتے۔ بنا علیہ صحابہ رسول اللہ [illegible] نے باہمی مشورہ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا۔ پہر حضرت ابوبکر نے اپنے بیٹے کو چھوڑ کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنا ولیعہد بنایا۔ پہر حضرت علی مرتضی وغیرہ رضی اللہ عنہم نے باہمی مشورہ سے حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا۔ یہانتک کہ امیر **معاویہ** صاحب تشریف لائے اور اس قانون نبوی کے مخالف ہو کر اپنی نالائق وظالم بیٹے یزید کو اپنا خلیفہ کر گئے۔ پہر رفتہ رفتہ اس قانون نبوی کا سلسلہ بالکل مسلمانون کے ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور زور اسلام دن بدن گہٹنا شروع ہوا۔

یہ بربادی و آفت جو ریاست روم وبخارا وخراسان وغیرہ بلاد مین نظر آتی ہے اسی مخالفت اصول نبویہ کا نتیجہ ہی۔ نہ یہ کہ مذہب کو معاشرت مین دخل دینے کا یہ ثمرہ ہے۔ جیسا کہ آنرایبل سید احمد خانصاحب بہادر کا خیال ہے۔ ہمارے اس خیال کی تائید حاشیہ آئندہ مین بھی ہو گی ان شاء اللہ تعالے۔ **حاشیہ**

۹۵ اس منصب کے لائق وہی شخص ہی جو اس سے بہاگے یہانتک کہ وہ جبرا اسمین جا پڑے (زخم) ۳۱۲

238

نمبر	مضمون	صفحہ
۹۶	امیر و نکو رعیت پر شفقت کرنا لازم ہی جو امیر ہو کر رعیت کے حق مین ظلم و تعدی کرے وہ بہشت مین نجاویگا (بخاری و مسلم)	۳۱۳
۹۷	رعیت کو چاہیے کہ جب کسی کو امیر مقرر کرین تو پہر اسکی اطاعت سے (بجز اس حالت کے کہ وہ دین بدل ڈالے) خارج نہون اور اسکی سختیون پر صبر کرین (ج) جسنے اطاعت امیر سے خروج کیا وہ کفار کی موت مرا (مسلم و بخاری)	۳۱۱
۹۸	جب ایک شخص کو امیر یا خلیفہ مان لیا تو پہر اسکے مقابلہ مین دوسرے شخص کا دعوی امارت قبول نکرو بلکہ اسکو باغی سمجھکر واجب القتل سمجھو - (مسلم)	۳۱۲
۹۹	امیرون کے لئے نیک وزیرون اور مشیر نکا ہونا ضرور ہی (بخاری نسائی وغیرہ)	۳۱۳
۱۰۰	ہر قوم کے لئے نمبردارون کا ہونا بہی لازم ہے (ابو داود)	۳۱۳
۱۰۱	اپنی عہد و امان کو ملحوظ رکھو - اپنی عہدی کے (گو وہ تمہارے مذہب کا مخالف ہو) [illegible] مارو اور ان کافرون کو مدد دو (بخاری ص ۴۲۹)	
۱۰۲	تمہاری مخالفون کیطرف سے کوئی پیغام لیکر آوے تو اسکو نہ قید کرو اور نہ مار ڈالو (ابو داود)	۳۳۹
۱۰۳	بلکہ خلعت دیکر رخصت کرو (بخاری ص ۴۲۹)	

مولف کہتاہی اسوقت کے بعض رؤسا مسلمانون کے حال پر تعجب و افسوس آتا ہے کہ وہ لوگ بارہا اپنے مخالفون سے عہد و پیمان کرتے ہین پہر اسکو توڑ ڈالتے ہین اور اگر کوئی مخالفون کی طرف سے وکیل ہوکر اُنکے پاس پہنچے تو اُسکو مار ڈالتے ہین یا قید کر لیتے ہین یا ذلیل کرکے نکال ڈالتے ہین - یہ سب بدخصلتین ٹہیٹ اسلام و قرآنی احکام کے خلاف ہین - پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کفار مکہ کیطرف سے ابو رافع قاصد بنکر آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر مسلمان ہوگیا تو بولا کہ اب مین

کافرون کی طرف واپس نہین جاتا آنحضرت نے فرمایا مین قاصدونکو بند نہین کرتا اور مین
عہد شکنی و غدر نہین کرونگا - اب تم چلے جاؤ تمہارے دل مین اسلام ہے تو وہان جاکر پھر
بطور خود چلے آنا دیکھو سنن ابو داؤد صہ ۲۳ جلد ۲

ایک دفعہ آنحضرتؐ کے پاس مسیلمہ کذاب کے (جو آنحضرت کے مقابلہ مین پیغمبری کا دعوے
کرتا تھا اور آنحضرت کا سخت دشمن تھا) وکیل آئے اور آنحضرت کے سامنے کلمات گستاخی
و انکار اسلام زبان پر لائے - آنحضرت نے یہی جواب دیا کہ قاصدونکو مارنا ہمارا طریق نہین
ورنہ تم بچ کر نہ جاتے آخر وہ صحیح سالم چلے گئے - دیکھو سنن ابو داؤد صہ ۲۴ جلد ۲

اور آنحضرت نے بوقت رحلت اپنی تاکیدی وصیتون مین فرمایا ہے واجیزوا الوفد بنحو
ما کنت اجیزہم یعنی قاصدونکو خلعت و انعام دیتے رہنا جیسے مین دیتا رہا ہون - دیکھو
بخاری مطبوع مطبع احمدی صہ ۴۲۹ ...... اور آنحضرت کے دوم خلیفہ عمر فاروق رضی اللہ
عنہ نے اپنی وصیتون مین فرمایا عہد لوگونکا عہد پورا کرو اور [illegible] سے
لڑو - دیکھو بخاری صفحہ [illegible]

ان احکام و قوانین بانی اسلام سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ جو لوگ اپنے مخالفین مذہب سے
عہد کرکے غدر کرتے ہین اور اُنکے قاصدونکو ایذا پہنچاتے ہین وہ دین اسلام کے
مخالف ہین - یہی وجہ ہے کہ دن بدن انکی ریاستون مین تنزل ہوتا جاتا ہے اور ضعف
و ادبار انپر طاری ہو گیا ہے -

آنریبل سید احمد خانصاحب - بہادر نے انکے ضعف و ادبار کی یہ وجہ سمجھی ہی کہ انہون
نے معاشرت کو مذہب سے ملا دیا ہے - ولیکن ہمارے نزدیک یہ **ڈبل غلطی** ہے - اور
درحقیقت معاشرت کو مذہب سے جدا سمجھنے کے سبب سے یہ ادبار و ضعف پیدا ہوا ہے - اگر وہ
معاشرت و ریاست کو قرآن و حدیث کے تابع کرتے اور مذہب مین داخل سمجھکر مذہب
کے موافق اسمین کاروائی کرتے تو کبھی ذلیل و خوار نہوتے آن لوگون سے میری مراد

اسوقت کے رؤسا افغانستان ہین کہ بارہا گورنمنٹ برطانیہ سے اُنہون نے عہد کیا اور توڑا اور انکے سفیرون قاصدونکو ضرر پہنچایا - بیشک وہ اس فعل شنیع مین قرآن کے مخالف ہین اور ایسے موقع پر اُنکی اعانت ومدد گناہ وغدر مین داخل ہے اس بات کی اظہار سے مینے اپنا فرض مذہبی ادا کیا ہے کسیکی خوشامد یا کسی سے عداوت کا اسمین حصہ نہین - اور اسمین میرا یہ بھی مقصود ہے کہ گورنمنٹ انکی اس فعل کو اسلام یا تمام مسلمانون کے ذمہ نہ لگائی بلکہ اُنکی ذاتی خصلت وجہالت پر حمل کرے - اسکی زیادہ تفصیل مین ایک مستقل رسالہ مین شائع کرنا چاہتا ہون ولیکن اسمین پوری توجہ ناظرین منصفین کا منتظر ہون چنانچہ پہلی بھی ضمیمہ اشاعۃ نمبر ششم مین اسباب کا ذکر کرچکا ہون -

حاشیہ

۱۰۴ اگر کسی سے تمہارا زبانی یا تحریری عہد وپیمان کچھ نہو فقط ایک جگہ باہم رہنے کا [illegible] [illegible] امن کے خیال مین ہو تو یہ صورت بھی عہد کے حکم مین داخل ہے - اور ایسے عہد والے کی جان ومال سے بھی تعرض کرنا غدر وحرام ہے - صحیح بخاری صـ ۴۷۹ سنن ابوداود صـ ۲۵ جلد ۲

مولف کہتا ہے صحیح بخاری مین مسور وغیرہ سے مروی ہی کہ عروہ بن مسعود (مشرکین مکہ کے وکیل) نے مغیرہ بن شعبہ صحابی کو آنحضرت کے سامنے کہا - اے غادر - کیا مینے تیرے غدر وفساد کی اصلاح مین کوشش نہین کی - اسکے اس کہنے کی وجہ یہ تھی کہ مغیرہ بن شعبہ اسلام سے پہلے ایک قوم کے ساتھ ہوکر چلا - رستہ مین انکو قتل کیا اور مال لوٹ لیا پھر آنحضرت کے پاس آکر مسلمان ہوگیا - آنحضرت نے فرمایا کہ تیرا اسلام تو ہمنے منظور کیا ولیکن اس مال سے ہمکو کچھ تعلق نہین ہے - ابوداوٗد کی حدیث مین ہے یہ اسلئے کہ یہ مال غدر ہے قسطلانی نے شرح بخاری مین اسکی تفصیل وغدر ہونیکی وجہ بیان کی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ بنی مالک مین سے تیرہ آدمیون کے ساتھ مصر مین مقوقس (بادشاہ

یا امیر مصر کا نام ہے) کے پاس گیا۔ مقوقس نے ان لوگون کی خاطر کی اور مغیرہ کی کمی۔ مغیرہ کو اس سے حسد پیدا ہوا۔ اسنے راستہ مین سبکو شراب پلا کر بیہوش ہونیکے بعد قتل کر دیا اور انکا مال لیکر آنحضرت کے پاس آکر اسلام قبول کیا۔ جب بنی مالک کو اسکی خبر پہنچی تو وہ لڑائی کو مستعد ہوئے۔ تب عروہ بن مسعود مذکور نے تیرہ آدمی کا خونبہا دیکر لڑائی تھامی۔ اور آنحضرت نے مغیرہ کو یہ بات فرمائی کہ یہ مال غدر ہے۔ مین اسکو لے نہین سکتا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی کسیکے ساتھ ہو کر چلتا ہے تو گویا ایک دوسرے کو امن دیتا ہے پھر ایک کو دوسرے کے جان و مال سے تعرض کرنا غدر ہے۔ اور غدر (کافر کے ساتھ کیون نہو) حرام ہے انتہی۔ یہ حدیث ہماری رسالہ **الاقتصاد فی مسائل الجہاد** جسکا ذکر ہم اشاعۃ السنہ نمبر ششم کے ضمیمہ مین کرچکے ہین) کی رکن رکین ہے۔

اس حدیث کے فتوی سے ہم گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت و بغاوت کو (ان لوگون کے حق مین [illegible] ہین اور انکی طرف سے [illegible] مذہبی کے ادا کرنے مین خود مختار و آزاد) حرام جانتے ہین اور اس گورنمنٹ کے مخالفون کو مدد دینا ناجائز سمجھتے ہین۔ مین پہلے بھی کہہ چکا ہون اور اب دوبارہ کہتا ہون کہ اسبات کا اظہار مین اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہون اس سے کوئی غرض دنیاوی مدنظر نہین رکھتا۔

میرے احباب و آشنا سب جانتے ہین کہ مجھے اس گورنمنٹ سے عام مسلمانان رعایا سے علاوہ کچھ خاص تعلق نہین ہے نہ مین گورنمنٹ کا ملازم ہون نہ پنشن خوار نہ جاگیردار نہ کسی کمیٹی کا ممبر نہ کسی مجلس کا رکن و مشیر نہ کسی حاکم وقت کا ملاقاتی نہ کسیکا صحبتی۔ آجتک کسی سے کسی نوع کی منفعت ذاتی نہین اٹھائی۔ اور آیندہ تحصیل منفعت و تقرب حکام وقت کی نیت نہین رکھی۔ باینہمہ ان باتونکو مین ظاہر کرتا ہون تو اس سے بجز ادائے اپنے فرض مذہبی کے و خیرخواہی و برادرت مسلمان بھایون کے اور کچھ مقصود نہین رکھتا آگے معاملہ خدا سے ہے۔ لوگ جو چاہین سمجھین۔ اور میری ان باتونکو جس غرض پر چاہین

محمول کرین - حاشیہ

۱۰۵	جن مخالفون سے تمکو لڑنے کی اجازت ہے (جنکی تشریح قرآن مین آچکی ہے - اور ہمارے رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد مین بھی موجود ہے - یعنی وہ جو تمکو ستاوین اور تمہارے دین سے مزاحمت کرین) انکی عورتون اور بچون کو نہ مارو (خ م	۳۴۳

خانہ داری

۱۰۶	نکاح کرو یہ آنکھہ کو بچاتا ہی شرمگاہ کو حرام سے محفوظ رکھتا ہے (خ م)	۲۵۹
۱۰۷	جس عورت سے نکاح کرو اسکو پہلے آنکھہ سے دیکھہ لو (مسلم ابوداود)	۲۶۰
۱۰۸	زوجہ و اولاد و لونڈی غلامونکے خرچ کی خبرگیری کرو (مسلم)	۲۸۳
۱۰۹	بصورت تفرقہ زوجین چھوٹے بچے کو پرورش کرنے اور پاس رکھنے کی مان مستحق ہے (ابوداود)	[illegible]
۱۱۰	مان نہو تو خالہ مستحق ہے - (بخاری و مسلم)	۲۸۵
۱۱۱	لڑکا سن تمیز کو پہنچ جاوے تو وہ خود مختار ہے جسکے پاس چاہے رہے - (ابوداود)	

اسی قسم کے ہزارہا احکام متعلق امور معاشرت آنحضرت نے فرمائی ہین - اور دفاتر احادیث مین موجود ہین ان سب کا استقصاء و استیفاء ہمتقام ہاین ضروری نہین - اتنی تفصیل بھی اس نظر سے ہوئی کہ شائد ہمارے مخاطب دوچار مثالونکو کسی تاویل و بہانہ سے اڑادین یا انکو قلت و ندرت پر حمل کرین - پس ہمنے کسیقدر تفصیل سے یہ بات ناظرین کو جتادی ہے کہ امور معاشرت دین مین بکثرت موجود ہین جنہین کسیکی تاویل و تصرف کی گنجائش نہین ہے - اور ایک غرض ہماری اس تفصیل سے یہ بھی ہے کہ ناظرین ان احکام کے لوازم (رضاء و عتاب و ثواب و عذاب) بتصریحات شارع جان لیں اور اس سے ان احکام کا داخل دین ہونا سمجھہ جائین اسبات کو ہم عنقریب بتشریح

بیان کرینگے - اور ان لوازم سے انکا دین مین داخل ہونا ثابت کر دکھائینگے - **ثبوت**
اس امر کا کہ امور معاشرت مذکورہ دین مین اور احکام الٰہی کہلاتے ہین اظہر من الشمس ہے
کسی مسلمان کو زمانہ نبوت سے آجتک شک نہین ہوا کہ جو کچھ قرآن و حدیث مین احکام وارد ہین وہ
سب دین اسلام مین داخل ہین اور دین اسلام ان مجموعہ احکام کا نام ہے - ولیکن آجکل کے
نئی فیشن کے مسلمان جو نیچری کہلاتے ہین اسمین شک رکھتے ہین انکے افہام کی نظر سے اسپر دو دلیلین
قائم کیجاتی ہین -

دلیل اول جو لائق فہم خواص ہے یہ ہے کہ دینی حکم سے ہماری مراد وہ خطاب یا ارشاد خداوندی
ہے جو افعال مکلفین کے متعلق ہو - اور اسمین کسی امر کے کرنے یا نکرنے کا مطالبہ ہو یا دونو امر
کا اختیار دیا گیا ہو - اور یہ تعریف ان سب امور معاشرت پر جنکی تفصیل گذر چکی ہے صادق آتی
ہے جو امور منصوصہ قرآن [illegible]
مذکور صاف پایا جاتا ہے یہی وہ امور معاشرت جو حدیث مین آئے ہین سو وہ بھی اسمین داخل ہین
اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے یہ نبی اپنی خواہش نفس سے کوئی حکم نہین دیتا - جو حکم دیتا ہے

ماینطق عن الھویٰ ھو الا وحی یوحی نجم ع ۱

وہ ہمارے وحی ہے - اور اسمضمون کی آیات
شروع مضمون ہذا مین بھی گذر چکی ہین -

دلیل دوم جو عام فہم ہے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان احکام کو ان عبارات سے کہ تمکو اللہ
تعالےٰ اس امر کا ارشاد کرتا ہے یا وصیت فرماتا ہے یا حکم دیتا ہے اپنی طرف نسبت کیا ہے
اور انکے مخالفت پر وعید شدید و نارضامندی کا اظہار کیا اور اسپر دوزخ وغیرہ عقوبت

+ الحکم الشرعی قال اصحابنا رح انہ الخطاب المتعلق بافعال المکلفین بالاقتضاء او التخییر - اما الاقتضاء
فیتناول اقتضاء الوجود و اقتضاء العدم اما مع الجزم او مع جواز الترک فیتناول الواجب والمحظور
والمندوب المکروہ واما التخییر فھو الاباحۃ **حاشیہ**

اخروی کا ڈر سنایا - اسیطرح اسکے رسول مقبول نے ان احکام کو خدا کیطرف نسبت کیا اور انکو دین فرمایا اور انکی مخالفت کرنیوالے کو دین سے خارج کیا اور اسپر وعید شدید کا اظہار فرمایا یہ باتین ان احکام کے ذیل مین درج ہین اور انہین باتونکے اظہار کے لئے وہ تفصیل لکھی گئے ہین - دیکھو منجملہ احکام الہی نمبر (۵) مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ادائے امانت کا تمکو خدا حکم دیتا ہے اور نمبر (۴۲) مین فرمایا ہی کہ اس کی خدا تعالےٰ نے تمکو وصیت کرتا ہی نمبر (۱) و (۳) مین فرمایا ہی ان لوگونکا مال کھاؤگے تو آگ مین جاؤگے نمبر (۳۷) سے (۴۸) تک کی ذیل مین فرمایا ہے یہ اللہ کی حدین ہین ان سے تجاوز کروگے تو ظالم ہوگے اسیطرح اور احکام کے ذیل مین تشدیدات وعقوبات موجود ہین - ناظرین حسب نشا مذہبی اس رسالہ کے قرآن مین آیات کا ملاحظہ کرین -

ومنجملہ احکام نبوی نمبر (۱۰) و (۱۱) و (۱۹) و (۲۰) کی مخالفت پر لعنت فرمائی ہے - نمبر (۱) و [illegible] مین خدا کی خوشی ظاہر کی ہے نمبر (۱۹) و (۲۳) و (۳۸) مین عذاب دوزخ کی خبر دی ہے (نمبر (۱۴) وغیرہ مین اخروی محرومی کا ڈر سنایا ہے - نمبر ۱۵ - ۲۰ - ۳۶ - ۳۷ - ۴۱ - ۴۲ کے مرتکب کو اسلام ایمان (کامل) سے خارج کیا - اسیطرح اور احکام کے ذیل مین تشدیدات وعقوبات موجود ہین جو مراجعت مضمون سابق سے بآسانی معلوم ہوسکتے ہین

ثبوت اس امر کا کہ یہ احکام معاشرت روحانی اصلاح و ترقی کے منافی نہین ہی سو بہی ظاہر ہے - غور کرو - چوری یا قتل یا ایذا رسانی یا جھوٹ بولنا یا کسی کی بدگوئی کرنا شراب یا نجاسات سے نہ بچنا - لوگون کے حقوق دبا لینا - حکام وقت کی اطاعت نکرنا - ملک مین فساد و بغاوت برپا رکھنا وہ لباس جسمین تکبر و مفاخرت و اسراف پایا جاوے پہننا گیا اخلاق کو بگاڑتا ہے اور انسانیت و روحانیت سلیمہ کو خبث و نابود کرتا ہے - پھر ان مفسدات سے پرہیز کرنیکا امر روحانی اصلاح و ترقی کا موجب کیونکر نہوگا اس بحث و تفصیل سے ثابت ہوا

کہ معاشرت مذہب کا جزو ہے۔ اور انبیا جیسے اعتقادات و عبادات سکہانیکو آئے ہین ویسے معاملات
و معاشرت بتانیکو آئے ہین اور ان امور مین دست اندازی روحانی تربیت کی جو بعثت انبیا سے
مقصود ہے منافی نہین ہے بلکہ موید ہے۔ **ولیکن افسوس ہے**
کہ یہ مضمون باوجود کمال وضوح کے آنرایبل سید احمد خانصاحب بہادر سی ایس آئی پر مخفی ہے
اور انکے خیال مین معاشرت کو مذہب سے کمال درجہ سے مغائرت و منافرت ہی چنانچہ پرچہ
تہذیب الاخلاق ماہ جمادی الثانیہ ۹۶ سنہ مین ایک مضمون بعنوان مذہب و معاشرت آپ نے
اسباب مین شایع کیا ہے اور اسمین بزعم خود بڑے زور و شور سے احکام معاشرت و معاملات
کا دین سے خارج ہونا ثابت کیا ہے اور کل مذاہب منزلہ و کتب سماویہ کا خلاف اختیار
کیا ہے اس خفا و مخالفت کا سبب و منشا یہ ہے کہ یوروپ کی وضع و طرز مذہب و معاشرت
آپکو نہایت پسند ہے چنانچہ کس و ناکس جسنے آپکو دیکھا یا آپکا حال سنا ہے اس بات
کو یقیناً جانتا ہے [illegible] مذہب و معاشرت کی نسبت یہی ہے کہ
معاشرت کو مذہب سے کچھ علاقہ نہین ہے اُنکے نزدیک مذہب فقط مختصر اعتقاد و عبادات
کا نام ہے مثلاً خدا کو ثالث ثلاثہ (یعنے تین مین سے ایک) جان لینا اور مسیح کو خدا کا بیٹا اور
مخلوقات کے گناہونکا فدیہ و کفارہ مان لینا اور اگر جی چاہا تو اٹھوین دن گرجا مین چلے
جانا اسکے سوا اور امور کو (کہانا پینا وغیرہ اخلاق و عادات ہون خواہ باہمی معاشرت
و معاملات) مذہب سے کچھ تعلق نہین جو کچھ کوئی چاہے خنزیر شراب مردہ (یعنی غیر
مذبوح) نوش جان کرے اور جسطرح چاہے باہم حقوق و معاملات مین فیصلہ کرے
یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ امور معاشرت و معاملات مین توراۃ و انجیل کا نام نہین لیتے
اور جو جی مین آوے اسی پر عمل کرتے ہین۔

ان باتون کی تفصیل کا کوئی شائق ہو تو وہ کتب مصنفہ مولوی سید ابو المنصور صاحب امام فن مناظرہ
اہل کتاب خصوصاً نوید جاوید کلیسیا پنجیم سکرمنٹ دوم کا ملاحظہ کرے۔

باقی نمبر آیندہ

هٰذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْن

نمبر اوّل — جلد دویم

رسالہ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

جس میں [illegible] کا جواب ہے جس کو مولوی

محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند نے بجواب استشہار المسائل

عشرہ مشتہرہ انیس ۱۹ مئی سنہ ۱۸۷۸ء تالیف

کیا اور خلاف واقع اپنے شاگرد

محمود حسن صاحب

کے نام سے شایع کرایا۔

منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری مدظلہ

۲۸ محرم سنہ ۱۲۹۶ ہجری مطابق ۲۱ جنوری سنہ ۱۸۷۹ء

مطبوعہ سفیر ہند پریس امرتسر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی رسولنا واماھنا محمد خیر الوریٰ واھل بیتہ ائمۃ الھدیٰ واصحابہ اھل التقیٰ۔

تمہید

دفعہ اول ۔ ہمارے اشتہار [illegible] مجریہ ۱۹ مئی ۱۸۸۹ء کا جواب بیاسے نام ایک رسالہ **ادلہ کاملہ** ہی تہا جسکے جواب کی نوبت ہنہے بوجہ قلت فرصت وکثرت مخاطبین برطبق مثل مشہور یک انار وصد بیمار یایون کہیئے کہ یک جان صد آزار اختتام جواب ظفر احمد کے بعد ٹہیرا رکہی تہی اور اسکی تشہیر اعلان یکم و پانزدہم دسمبر ۱۸۸۷ء وضمیمہ اشاعۃ السنہ مطبوعہ ذیقعد ۱۳۰۵ھ میں کردی اب جواب ظفر احمد کے ختم ہوجانیسے اس رسالہ کے جواب کا آغاز ہوا اور اس وعدہ کے ایفار کا وقت آپہنچا۔

حواریین حضرت مولوی محمد قاسم صاحب مدظلہ ناحق بغلین بجاتے تہے اور متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین کا [illegible] دم مارتے تہے کہ اس رسالہ کا جواب قیامت تک کسی سے ادا نہو سکیگا۔ یہہ انکی کمال بے ضبطی وناصبری تہی اور بڑے درجہ کی کوتہ اندیشی۔ **اب اس جواب کو دیکہہ دیکہہ کر اپنے اس استعجال پر افسوس کہایئن** اور بمقابلہ متی ھذا الوعد کے ھذا الذی کنتم بہٖ تستعجلون کا مژدہ سن لین اور لولا اخرتنا الی اجل قریب ورد زبان کرین۔

دفعہ دویم۔ یہہ امر کہ رسالہ ادلہ کاملہ مولوی محمد قاسم صاحب کی تالیف ہے ہرچند محتاج ثبوت ولایق بحث نہین ہے۔ پنجاب وہندوستان بلکہ عربستان کے بہت لوگ ابیات کو جانتے ہین اور

صدہا اتباع و اشیاع قاسمیہ بڑے فخر و عجب سے
یہہ دعوی کرتے ہین کہ مولانا محمد قاسم صاحب نے جواب اشتہار
ایسا لکھا ہے جسکا جواب آجتک فریق ثانی سے ادا نہین ہوا
- اور مولانا محمد قاسم صاحب خود بہی اپنے مولف ہونیکے
مقر ہین اور یہہ اقرار کئی جگہہ کہ از انجملہ حرم مکہ ہے (زادہا
اللہ شرفا) برملا کر چکے ہین -

ولیکن چونکہ بعض حق پوش صدق فراموش نے
مواخذہ اُخروی کا ڈر اُٹھا کر تہدید وعید کذب سے
بیخوف ہو کر اس امر مستفیض کا انکار کیا ہے یا اس
انکار کی جڑ کو جاننا چاہیئے کہ اُس رسالہ کو محمد حسین صاحب
کے نام سے چھپوایا اور انہین کا مولف ہونا خلاف
واقعہ مشتہر کیا - اسلئے مجھے بیان **شان نزول**
اس رسالہ کا (جسکو مقلدین مولوی محمد قاسم صاحب کا لوحی
من السماء سمجھتے ہین) **مناسب معلوم ہوا**
اور مولویصاحب کے مُولف ہونیکا ثبوت ضروری نظر
آیا **پس** سامع توجہ سُننا چاہیئے کہ بسند بعض ثقات
مدرسہ دیوبند کے (جو مولد او منشا اس رسالہ کا
ہے) مجھے نقل پہنچی ہے کہ جب اشتہار سائل عشرہ
مدرسہ دیوبند مین پہنچا تو **حاجی عابد حسین صاحب**
نے (جو مدرسہ دیوبند کے معاون و ممبر ہین) سب
مدرسون سے اسکے جواب لکھنے کی درخواست کی
جب کسی نے استطاعت نہ پائی اور سب نے
اپنی عاجزی ظاہر کی تو وہ اشتہار حاجی صاحب موصوف
اور **مولوی رفیع الدین** صاحب نے (جو مدرسہ کے
مہتمم ہین) مولوی محمد قاسم صاحب کی خدمت مین بمقام
نانوتہ روانہ کیا اور تاکیدی خط متضمن درخواست
جواب تحریر فرمایا - مولوی محمد قاسم صاحب نے ایک ہفتہ
کے بعد جواب لکھکر مولوی **محمد منیر** صاحب (جو
اُنکے رشتہ کے بھائی ہین اور دہلی مین ملازم)
کے ہاتھ دیوبند مین بھیجدیا - مولوی محمد منیر صاحب
نے وہ جواب بوقت شام دیوبند مین پہنچایا اور وہ
نقل کرنیکے لئے مولوی **کوثر علی** صاحب خوشنویس
کے سپرد ہوا - ناقل کہتے ہین مینے اپنی آنکھہ سے وہ جواب
دیکھا اور مولوی محمد قاسم صاحب کا دستخطی پایا - جب وہ جواب نقل ہوچکا
تو اسمین کمیٹی شروع ہوئی کہ کس کے نام سے اسکی تشہیر ہو آخر اس
تجویز پر اتفاق رائے ہوا کہ مولوی محمد قاسم نامی آدمی ہین اگر انکے نام سے
اُسکی تشہیر ہوئی تو جو کوئی اسکا جواب لکھیگا وہ بہی مولویصاحب کیطرف
عاید ہوگا اور اسمین مولویصاحب کی توہین و بدنامی متصور ہے لہذا تشہیر
اسکی مولوی فخر الحسن صاحب کے نام رہونی چاہیئے یا مولوی محمد حسن کے نام سے

حاشیہ راقم کہتا ہے یہ تب ہی ان حضرات کو سوجھی جبکہ انکو خود ہی اس رسالہ پر طمانیت حاصل نہوئی

اور اُسکو مجموعہ اوہام و خیالات جان لیا اور اسکے رد ہونیکا یقین کر لیا اگر اُسکو جواب صحیح با دلیل جانتے

اور لاجواب خیال کرتے تو یہہ آڑین کیون ڈھونڈتے **یہی وجہ ہے** کہ اس سے پہلے

ہی دو تین جواب اشتہار اسی طرح اَوْرون کے بجاؤ مین نکلے اور مؤلفین جوابات خود پردہ مین رہے

اوّل جواب ایک طالب العلم ہوشیار پوری کا جو ظفر احمد کے نام سے شایع ہوا جسکا جواب

ضمیمہ اخبار سفیر ہند مین دیا گیا - **دویم جواب** بعض علماء لکھنو و بنارس کا جو ایک شخص خلیل الدین

کے نام سے شایع ہوا اور اُسکا جواب رسالہ اشاعۃ السنہ مین نمبر ایک سے آٹھ تک ادا ہوا -

سیوم جواب امام اہل خصام جناب محمد شاہ صاحب کا جو میان یوسف کے نام سے شایع

ہوا - جسکا جواب نمبر آٹھ سے دس تک اشاعۃ السنہ مین دیا گیا - اب یہہ رسالہ **چہارم جواب**

[illegible] طرز قدیم سے جاری [illegible] غرض [illegible]

اس آڑ لینے سے یہی ہے کہ اگر کسی نے اِسکی رد و مدافعت نہ کی تو فتح ہمارے نام رہی اور

اُن لوگون مین جو ہمارا مولف ہونا جانتے ہین ہماری نیک نامی ہوی اور اگر کسی نے اُسکی خبر لی

اور بیخ کنی کردی تو عامہ خلایق مین بدنامی اُسکی ہوئی جسکے نام سے اُسکی شہرت کی گئی -

ولیکن اِن سب مین یہہ کسی نے نہ سوچا کہ یہہ ہمارا راز چھپا کیونکر رہیگا اور جو باتین ہم اعاظم مشایخ

و عامہ مجالس مین فخراً اظہار کرتے ہین اور اُنمین کمیٹیان ہوتی ہین کیونکر باہر نہ نکلین گی **اِنکی**

اس خام کاری پر یہہ شعر خوب صادق آتا ہے - جو انکی اس مصیبت افشار راز پر گویا

ایک مرثیہ ہے **شعر** ہمہ کارم ز ناکامی بہ بدنامی کشید آخر ٭ نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا!!

یہان ایک اور ثقہ صاحب علم جو اُندنون

مدرسہ دیوبند مین موجود تھے یہہ ہی ظاہر کرتے

ہین کہ جناب مولوی **احمد علی** صاحب سہارنپوری

اور جناب مولوی **رشید احمد** صاحب

گنگوہی اس مشورہ تبدیل نام مؤلف کے شریک ہین

اور اس **کمیٹی** کے وہ ہی **ممبر** ہین اُنکے پاس

رسالہ بھیجکر یہہ مشورہ پوچھا گیا تو اُنہون نے ہی محمود حسن

صاحب کے نام سے شایع ہونے رسالہ کو پسند کیا

جب یہہ تبدیل نام مجمع علیہ آراء ارباب کمیٹی ہوگئی

اور محمود حسن صاحب کے نام سے تشہیر رسالہ کی قرار

پائی - تو حاجی عابد حسین صاحب نے اُسکو بذریعہ اپنے
مُرید **محمد انور** نامی کے (جو جالندہر مین ملازم ہین)
پنجاب مین چہپوانے کو بہیجا اور وہ اُنکے اہتمام سے
بنام نہاد **اظہار الحق** چہپا -
ادہر مولوی محمد منیر صاحب نے چہپنے کے لیے کانپور
بہیجدیا - وہان مطبع نظامی مین بنام ادلہ کاملہ موسوم
ہوکر چہپگیا -
یہی وجہ ہے کہ رسالہ ایک مضمون ایک بنام دو
اگر ان دونون مین فرق ہے تو اتنا ہے کہ ادلہ کاملہ
مین عنوان جوابات دفعہ اوّل و دفعہ دویم الخ ہے -
اور اظہار الحق مین عنوان یہہ ہے - جواب سوال اوّل
جواب سوال دویم الخ
اسی بناوٹ کی وجہ سے اظہار الحق چہپواتے ہی ایسا
چہپا یا گیا کہ پہر کہین اُسکا اثر نظر نہین آیا -

یہہ تو مشاہدہ کی شہود کا بیان ہے

اب اقرار کے شہود کا بیان سُننا چاہیئے - حضرت
مولوی محمد قاسم صاحب نے اپنی زبان گوہر فشان سے
حرم مکّہ مین (حرسہا اللہ تعالی) اسبات کا
اقرار کیا ہے - اور بڑے فخر سے ظاہر کیا کہ ہمنے
اشتہار غیر مقلدین کے جواب مین رسالہ ادلہ کاملہ لکہدیا ہے
- اس اقرار جناب کو مولوی صاحب کے بڑے معتقد

حاجی ظفر اللہ صاحب نے (جو اصلی متوطن میرٹہ
ہین اور بالفعل مقیم مکّہ - اور بتقریب تجارت ہندوستان
مین آتے جاتے ہین اور ۱۲۹۵ہجری مین ہندوستان
آئے ہین) دہلی مین بیان کیا - اور اسکو بجواب ہمارے
دوستون کے اس اعتراض کے کہ مولوی محمد قاسم صاحب
اس اشتہار کا جواب کیون نہین لکہتے اور آپ (حاجی
صاحب) اُنسے مطالبہ جواب کیون نہین کرتے -
بڑے زور و شور سے پیش کیا -

اسکے بعد ہمارے ایک دوست **شیخ**
محمد [illegible] الدین نامی کو بتقریب ادای فریضہ حج اتفاق
[illegible] بیت [illegible] قیام ہوا تو وہان اُنہون نے مولوی
محمد قاسم صاحب کے مولف ہونیکا اقرار حضرت حاجی
امداد اللہ صاحب پیر و مرشد مولوی محمد قاسم صاحب
و مولوی رشید احمد صاحب کی زبان مبارک سے سُنا
- یہہ اقرار حاجی امداد اللہ صاحب کا مولوی محمد قاسم
کے اقرار سے بڑہکر لایق سند ہے - اسلئے کہ پیر و مرشد
کا رتبہ صدق و دیانت مین مرید سے بالاتر ہے -
علاوہ اقرار اس موقع کے کئے مواضع مین مولوی
محمد قاسم صاحب نے اقرار کیا ہے اور قبل طبع
رسالہ اسکی خبرین مواضع مختلفہ مین مشتہر ہوگئین -
لودہانہ - سادہورہ - پٹیالہ - بریلی وغیرہ بلکہ رسالہ

قلمی اُنکے نام سے جا بجا منتشر ہوا - اور قبل انطباع اسکا ایک نسخہ ہمکو لدہیانہ سے ملا جو اُنکے ایک شاگرد (جو مجھسے بھی واسطہ استنا درکہتا ہے اور مولویصاحب کا بڑا معتقد) کے پاس موجود تہا اور اُسکی زبان سے لدہیانہ مین مولویصاحب کا مؤلف ہونا مشہور ہوا -

ان سب اخبار کی تفصیل موجب تطویل ہے جس سے ایک کتاب مستقل تیار ہوتی نظر آتی ہے -

ان سب سے بڑہکر بڑی وجہ ثبوت

[illegible]

زاید عرصہ ہولیا ہے) مولوی محمد قاسم صاحب کے مؤلف ہونیکا اعلان جاری کیا اور مولویصاحب نے اُسپر سکوت فرمایا اور اُسکا خلاف مشتہر نکیا اور نہ خاص میری طرف اِس باب مین کچھ لکہا باوجودیکہ میری اُنکی سابق سے خط وکتابت ہے اور باہم مُلاقات بہی حاصل -

اس سے بڑہکر وجہ ثبوت یہہ ہے کہ ضمیمہ اشاعۃ السنۃ مطبوعہ ذیقعدہ ۱۲۹۵ ہجری مین بجواب محمود حسن صاحب (جنھون سنے مولوی صاحب کے مصنّف رسالہ ہونیکا انکار کیا ہے اور اپنے مؤلف ہونیکا اظہار) مینے صاف لکہدیا ہے کہ مولوی محمد قاسم مؤلف ہونے سے انکار کرین تو وہ انکار کسی اخبار مین درج کرائین - یا بذریعہ خط خاص مجھے اِس سے اطلاع دین تو مین اپنے دعوی سے دست بردار ہوجاؤنگا -

اسپر بہی مولویصاحب کچھہ نہین بولے اور انکار سے لب نہین کہولے - بلکہ آجتک ساکت ہین گویا میرے بیان کے مصدق و مسلّم -

شاید ان وجوہات کی جواب مین جاینین

حضرت مولوی محمد قاسم صاحب یہہ ارشاد کرین کہ جو شان نزول اس قصہ کا کسی نے تہاری طرف لکہا ہے یہہ دروغ ہے اور بیان حاجی ظفر اللہ صاحب و [illegible]

اِسکی جواب مین اگر ان شہود کی توثیق و تعدیل کرون یا اور دلایل و شہادات سے اس دعوی کو ثابت کرون تو ایک بحث طویل ہوتی ہے - جو میرے مقصود سے اجنبی ہے اور ہمرنگ کوہ کندن و گیاہ برآوردن معلوم ہوتی ہے - **لہذا** مین اسکے جواب مین اسیقدر پر اکتفا کرتا ہون کہ اگر وہ بیان شان نزول و اقرار جناب بشہادۃ ثقات عدول غلط ہے اور ناقل کا افترا - تو آپ لوگ اصل حقیقت اسکی مولوی محمد قاسم صاحب سے لکہوادین اور اُنکی قلم کا لکہا ہوا میرے پاس بہیجدین - یا کسی اخبار مین اُنکی طرف سے مشتہر کرادین کہ یہہ رسالہ ہماری تصنیف نہین ہے اور ہمنے کہین اُسکے مؤلف ہونیکا اقرار و اظہار نہین کیا - بس مین اُنہین کی تہذ

مان جاؤنگا اور اپنا یہہ دعویٰ چھوڑ دونگا۔

اُس دن کے بعد جو نمبر رسالہ **جواب ادلّہ کا ملّیہ** شایع کرونگا اُسکے ٹائٹل پیج (یعنی سرورق) مین اُنکا نام نہ لکھونگا اس سے اُوڑ کیا تنزل و انصاف کوئی چاہے کہ خصم کی بات کو مان لیا اور مدعا علیہ کے مجرّد انکار سے اپنا دعویٰ چھوڑ دیا۔

اسمین اگر کوئی **عذر** کرے کہ وہ صوفی اور زاہد آدمی ہین اور ان بکھیڑون کو فضول سمجھتے ہین تو **دفعیہ** اُسکا یہہ ہے کہ امر حق کا اظہار تو عین لوازم زہد وتدیّن سے [illegible] وقطع فضول [illegible] جس حالت مین اُنکے مجرّد انکار پر اس فضول بحث کا قطع ہوتا ہے تو اسپر اقدام کرنے سے اُنکو کیا عذر۔

باینہمہ وہ انکار نکرین اور ساکت ہین ناظرین یقین کرلین کہ مولف رسالہ وہی ہین اور تشہیر رسالہ بنام محمود حسن صاحب محض کذب ہے۔ مرتکب اُسکا خواہ کوئی ہو اور کیسا ہی بڑا مخدوم خلایق ملک صفت مشہور ہو اسصورت مین ناظرین با انصاف و منصفین بے اعتساف میرا اُنکو مخاطب کرنا بیجا نہ سمجھین۔ اور اُسکو ناحق اوچھا خیال نکرین۔

دفعہ سیوم۔ اس رسالہ کے دیباجہ وخاتمہ مین چند فقرات ایسے ہین جو اصلی مطلب سے خارج ہین اُنکی جواب دہی مین اتنا وجواب مقاصد مین پسند نہین کرتا۔ اسلئے قبل شروع جواب مقاصد اُنسے جھگڑ لیتا ہون۔ پس اُنکو نمبروار نقل کرکے جواب پیشکش کرتا ہون۔

اوّل آپکا یہہ فقرہ بصفحہ (۲) "ابتک تو ہم بوجہ بے تعصبی خاموش رہے۔ آپنے میدان سنسان پاکر ہاتھہ پاؤن ہلانے شروع کئے"

الجواب بے تعصّبی جناب کی تو اسی رسالہ سے عیان ہو رہی ہے کہ جس بات کے آپ قایل تھے ہمارے مقابلہ مین اُسکے [illegible] ہو بیٹھے ہین۔ اور جس امر کو آپ بُرا سمجھتے ہے ہماری بدگمنی کے لئے اُسکے مرتکب ہوئے۔

تمثیلات

(۱) وجوب اتباع قرآن کے لئے آپ ہمیشہ سے حدیث نبوی کو کافی سمجھتے ہونگے۔ اور وجوب اتباع نبوی کے لئے قرآن کو حجت وافی خیال کرتے ہونگے پر ہمارے مقابلہ مین بصفحہ (۶) اُن دونون کے آپسمین مثبت ہونیکے منکر ہوگئے اور منطقیون کی تقلید سے بخیال لزوم دور یا تسلسل دونون کے وجوب اتباع کے لئے دلیل ثالث کے طالب ہوے۔

(۲) - بقاء وقت ظہر دو مثل تک آپکا مذہب نہین
اور نہ آپکے ائمہ مذاہب کا پر ہمارے مقابلہ
مین اُسیکے اثبات کے درپے ہوئے اور
اپنی بے تعصبی کے ان الفاظ سے مظہر ہوے
”وقت ظہر صاحبین کا تو وہی مذہب ہے
جو اوڑ اما مونکا (یعنی ایک مثل) اور امام
اعظم سے بہی ایک روایت ہے اور اسی
حرمین مین عمل - ہمکو بوجہ بے تعصّبی کسی
بات پر اڑ نہین - مگر جب آپ بوجہ اڑنے
تو اپنی تعصب جواب [illegible] نہین [illegible]

(۳) مسئلہ دہ دردہ دراصل آپ کا مذہب نہین
اور نہ آپکے ائمہ کا یہہ مذہب ہے - ولیکن
ہماری ضد مین آپ اُسی کے اثبات کے
درپے ہوگئے اور اُسکی خاطر حدیث نبوی
الماء طہور سے پیشاب کا پاک ہونا تجویز
کرنے لگے چنانچہ آپکے یہہ الفاظ ہین -
”حسب رائے ظاہر پرستان لازم تہا کہ پیشاب
بہی پاک ہوتا کیونکہ وہ بہی اصل مین پانی
ہے -“

ان تینون شواہد مین اجمال ہو اسلئے کہ
یہان مجرد تمثیل مدّ نظر ہے - تفصیل و دلیل ان امور

کے مبنی بر تعصّب ہونیکی اُن مقامات سے معلوم
ہوگی جہان اُنسے بتفصیل بحث کیجائیگی -
اور کچہہ شواہد اس بے تعصّبی کے جواب فقرہ چہارم
مین زیر دفعہ ہذا و بیان دفعہ چہارم مین آوینگے -
اور اگر ہم اُس بے تعصّبی کو جو آپ لوگون سے عملاً
و قولاً عاملین بالحدیث کی بنسبت سرزد ہوتی ہے
کہ مدرسہ دیوبند مین عامل بالحدیث کو دخل نہونے
دینا اور جسکا عامل بالحدیث ہونا معلوم ہو اُسکو خارج
از مدرسہ کرنا اور نواح دیوبند [illegible] مین عمل
بالحدیث جاری ہونے مین دل جان سے کوشش
کرتے رہنا - بیان کرین - تو آپکے معتقدین سے
کون مانے گا **مولانا** بے تعصّبی اسی کا نام ہے
تو انصاف کا کام تمام ہے ؎
گر ہمین مکتب ست و این ملّا ٭ کار طفلان تمام خواہد شد

رہا جواب نشان پانی میدان کا -
سو یہہ ہے - کہ یہہ تخویف و تہدید آپکو اُسوقت زیبا ہوگی
جب آپ کچہہ کام کر دکہائینگے - اور ہمارے اشتہار کا
جواب مطابق شرط ادا کرینگے -

ادلہ کاملہ کو منصف مقلدین او بعض آپکے معتقدین
بہی جواب اشتہار نہین جانتے - بلکہ سوال بر سوال یا
خیالی مقال نام رکہتے ہین -

ایساہی اور کسی صاحب سے بہی اسکا جواب نہین پاتے - **اسوجہ سے** ابتک تو پنجاب وہندوستان وخراسان وغیرہ **سنسان** نظر آتا ہے - اور اہلحدیث کا مقاومت کرنیوالا کوئی دکہائی نہین دیتا - جب کوئی جیتا جاگتا نظر آیگا تو اسوقت ہکو کا موقع مونہہ دکہائیگا - ابہی تو چند روز فصبر جمیل پر عمل کے سوائے کچہہ مناسب نہین

دویم آپکا یہہ فقرہ بصفحہ (۲۱) و (۲۷)

”آپ اورون سے ہر دعوی پر جب نص صریح متفق علیہ کے طالب ہین اور اپنے دعوے کے لئے اگر ایسے دلائل سے بڑہکر نہین تو ایسے تو بالضرور ہی آپنے لگا رکہے ہونگے - اسلئے بروے انصاف وقواعد مناظرہ اوّل آپکو لازم تہا کہ اپنے مطالب کو بطور مشار الیہ ثابت فرماتے - پہر کہین کسی سے الجہنے کو تیار ہوتے - بہلا جس بات کے آپ اورون سے طالب ہین - اور آپ سے طالب کیون ہونگے“

الجواب - اولاً مین سوالات اشتہار مین یا قبل اشتہار کسی امر کا مدعی نہین ہوا کہ مجہپر اقامت دلیل دعوی واجب ہو -

ثانیاً فرض کیا کہ مجہے بذہن خود کوئی دعوے ہے - یا میرے سوال کے مفہوم سے مترشح ہوتا ہے (چنانچہ مقلدین بلیہ وآل کے خیال مین آیا ہے اور اُنہون نے اُسکو ضمنی دعوی ٹہیرایا ہے)

ولیکن یہہ کس کتاب مین فن مناظرہ کی لکہا ہے کہ جسکے ذہن مین کچہہ دعوی ہو یا اسکے کلام سے مفہوم - وہ قبل اثبات اپنے دعوی کے کسی سے کوئی سوال نکرے - جب آپ کسی کتاب کی شہادت سے یہہ بات ثابت کردینگے - تب مین اپنا اشتہار آپسے واپس لونگا - اور اپنے ذہنی دعاوی کو بدلائل ثابت کرکے پہر جو آپسے پوچہنا ہوگا سو پوچہونگا اور جب تک آپ [illegible] اثبات نہین [illegible] تب تک ہمارے سوال کا جواب اپنے ذمہ واجب سمجہین اور سوال پر سوال کرنیسے رُکے رہین -

ہان آپکی یہہ بات کہ اورون سے ایسی دلائل کے طالب ہین تو اپنے دعوی کے لئے ایسے دلائل سے بڑہکر نہین تو ایسی تو بالضرور لگا رکہے ہونگے **مسلّم ہے - ولیکن افسوس** ہے کہ آپ خود اس بات کے پابند نہ ہے - اور ہمسے دلائل طلب کرنیکی وقت حدّ مماثلت ومساوات سے بڑہگئی - اور رفع الیدین وآمین بالجہر ووضع الیدین علی الصدر کے احادیث مین قیود مدعیہ اشتہار سے علاوہ قید دوام ومواظبت بہی زیادہ کئی -

کوئی پوچھے کہ قید دوام احادیث مطلوبہ اشتہار میں کہاں ہے - پھر آپکے سوالات میں دلائل مماثل دلائل اشتہار کا مطالبہ کسطرح ہوا - تو معلوم نہیں **آپ کیا جواب دین** اور اپنے سوال میں مقابلہ بالمثل کیونکر ثابت کرین -

خیر آپ اپنی بات کے پابند ہیں یا نہیں - ہم اسکی پابند ہین اور اسکی صحت کے معترف ہوکر اظہار کرتے ہین کہ بیشک ہمنے اپنے ذہنی دعاوی پر ایسے [illegible]

آپ ہمارے سوالات کا جواب دین - یا جواب سے باعتراف عجز انکار کرین - تو ہمسے ویسے دلایل جانب خلاف مین پورے کرلین اور چونکہ ہم پہلے سوال پیش کر چکے ہین - اسلئے ہم مستحق جواب ہو چکے ہین - بس بے جواب لئے آپکو نچھوڑینگے اور آپکے کسی سوال کا جواب ندینگے -

سیوم ایکا یہہ فقرہ بصفحہ (۲) "بوجوہ چند درچند اس کشمکش مین پہنسکر اپنے اوقات کا خون کرتا ہون پر یہہ عرض کئے دیتا ہون - کہ سردست تو مین روایات کا پتہ بتائے دیتا ہون اگر آپ اپنی مطالب کے لئے نصوص صریحہ لائینگے اور انکی صحت داتفاق ثابت کر دکھائینگے - تو ہم انشاء اللہ اس باب مین قلم اٹھائینگے -

الجواب - جناب نے ناحق یہہ خون کیا - اور اس اکبر الکبایر کا سر پر بوجہہ ہی لیا - پھر کچھہ کام نکر دکھایا - بجواب اشتہار نصوص صریحہ کا وارد کرنا تو درکنار رہا آپکے رسالہ مین بجز ایک دو جگہہ کے روایت کا پتہ ہی نہین - اور مجرد حوالہ کا بھی نشان نہین **شاید یہہ کلمہ** جناب ذکر ابتو روایات کا پتہ بتائے دیتا ہون) سہو سے لکھا گیا ہے - یا بوقت تحریر [illegible] مگر [illegible] کہ آپ قوت حافظہ بہت بڑی رکھتے ہین - پھر یہہ کیا کہتے ہین اور کیا کرتے ہین -

آپکی تحریر مین جا بجا سوال پر سوال ہے یا وہی مقال کیا روایات سوالات کا نام ہے؟ اور پتہ پوچھنا پتہ بتانا کہلاتا ہے؟

میرے **اس جواب** سے کسیکو **طیش** آوے تو وہ اُن روایات کو (جنکا رسالہ مین پتہ دیا ہے) گن سنائے کہ مسئلہ رفع یدین مین فلانی روایت ہے اور مسئلہ آمین مین فلان - و علیٰ ہٰذا القیاس اور اگر تمام رسالہ مین روایات ڈہونڈتا تہک جاوے اور انکا پتہ نہ پاوے تو میرے کلام کی تصدیق کرے - اور مولانا کی نسبت تکذیب تو کہہ نہین سکتے

سہو ونسیان کو تو ضرور ہی تجویز کرے۔

چہارم آپکا یہہ فقرہ بصفحہ (۲۸) "یہہ شور ایک مدّت سے ہے کہ حضرات غیر مقلدین تجویز متعہ کے درپے ہین۔ چونکہ آپ ان سب کے امام ہین توبہہ کب ہوسکتا ہے کہ یہہ شور آپ ہی اوپر اُٹھا ہو اور نیز یہہ شور بھی ایک مدّت سے ہے کہ بعض غیر مقلدین خدا کے ہاتھہ پاؤن کو ایسا ہی سمجھتے ہین جیسے ہمارے ہاتھہ پاؤن ہوتے ہین۔ تامل ہے تو اتنا ہے کہ کاہیکے ہین۔ چاندی کے یا سونے کے یا [illegible] ہوتے ہین"

الجواب

+ قد اصبحت ام الخیار تدعی
علیّ ذنبا کلہ لم اصنع

مولانا یہہ باتین توہمنے اپنے زمرہ عاملین بالحدیث کے عوام سے بھی نہین سُنین چہ جائے کہ کسی عالم نے کہی ہون یا کسی کتاب مین لکھی ہون اور اگر کسی جاہل یا فاسق (نام کے موحد) سے آپنے کُچھہ سُنا ہے۔ یا کسی بددین کا عمل اسکے موافق پایا ہے۔ تو اس سے مجھپر یا تمام گروہ پر کب الزام عاید ہوسکتا ہے۔ یہہ ہو تو چاہیئے کہ جسقدر عرب وہند مین عامہ فسّاق سے زناکاری یا شراب خواری سرزد ہوتی ہے یہہ سبھی حنفی مذہب کے ذمہ لگے اور بفتوے امام مذہب جائز سمجھی جائے۔ کیونکہ وہ لوگ حنفی کہلاتے اور اتباع **امام ابو حنیفہ** کا دم بہرتے ہین۔

مگر یہہ بات اپنی مذہب والون کی نسبت تو ہرگز پسند خاطر نہوگی۔ پہر ہمارے گروہ پر کیون چلائی گئی۔ باانیہمہ دعوئ بے تعصبّی کب زیب دیتا ہے۔ بے تعصبّی یہی کہلاتی ہے تو تعصّب خدا جانے کس جانور کا نام ہے۔

مولانا ایسے **الفاظ** [illegible] نے آپکی شان سے بعید ہین۔ معلوم نہین ہماری ضد مین آپہی نے اپنے انداز کو چھوڑا ہے۔ یا یہہ کسی بیباک کے الحاقات سی ہین۔

پنجم آپکا یہہ فقرہ بصفحہ (۲۸) "آپکی اہل ظاہر پرستی وخودرائی سے یہہ بھی اندیشہ ہے کہ بہت سی احادیث کو معارض قرآن سمجھکر پایہ اعتبار سے ساقط فرماینگے کیونکہ حدیث گو صحیح ہی کیون نہو پر کہین قرآن کو ملتی ہے"

پہر دس حدیثون کو ذکر کیا اور انکو اپنی خیالی ایرپہیر کے ساتھہ مخالف قرآن بناکر اُن سے

ترجمہ + ام الخیار (ایک معشوقہ کا نام) نے مجہپر ایسے گناہون کا دعوی کیا کہ مینے کوئی بھی نہین کیا۔ ۱۲ **منہ**

منکر ہو جانا ہماری نسبت تجویز کیا۔

الجواب ہماری نسبت تو آپ اندیشہ ہی ظاہر کرتے ہین اور اس خیالی افترار کو مرتبہ تجویز و مکان ہی مین جگہہ دیتے ہین۔ راے پرستون کی نسبت (جنکے زمرہ سے آپ ہین) اس امر کا یقین کیا جاتا ہے۔ اور یہہ بالفعل موجود ہے اور وہم نقد حاصل بلکہ یہہ کہا جاسکتا ہے کہ آپکو اہل حدیث کے آئینہ صفت حال سے اپنے ہی مذہب کا چہرہ نظر آتا ہے [illegible] کا جلوہ نمودار ہوا ہے۔

مولانا ہم لوگ تو قرآن کے مقابلہ مین حدیث کے رد کرنیکو بیدینی جانتے ہین۔ اور اس امر شنیع کے مرتکب کا جاہل و مبتدع نام رکھتے ہین۔ یہہ بات مینے آج نہین بنالی بلکہ ایک سال اس سے پہلے لکھکر شہرہ آفاق کردی ہے۔ دیکھو ہمارا ضمیمہ اخبار سفیر ہند نمبر (۱) مطبوعہ (۲) نومبر ۱۸۷۸ء و نمبر (۱) ہمجو ۱۰۔ نومبر ۱۸۷۸ء۔

یہان چند فقرات اُن ضمیمون کے نقل کرتا ہون اور اپنی بیزاری و براۃ اُس مذہب باطل سے نقل و مصدّق کر دکہاتا ہون۔ ضمیمہ نمبر (۱۰) مین مرقوم ہے "جو کوئی حدیث صریح صحیح کے سامنے عموم و اجمال قرآن کو پیش کرے۔ اور اُسکی دستاویز سے حدیث کو متروک العمل بنادے وہ مبتدع ہے اور اہل سُنت سے خارج"

اسکے بعد احادیث و اثار و اقوال علمار کا بیان ہے۔ اسکے اختتام کے بعد ضمیمہ نمبر (۱۱) ۱۸۷۸ء مین یہہ فقرات مسطور ہین۔

"ان احادیث و اثار و اقوال سے ثابت ہوا کہ قرار داد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اُن کے [illegible] قرآن پر قاضی ہے۔ اور عمل مین قرآن کی مانند بلکہ بڑہکر ہے۔ پس جسنے حدیث صحیح کو مجمل و مبہم آیت قرآن سے رد کردیا۔ وہ تمام سلف کا مخالف ہوا۔ پہر اگر وہ اس مخالفت مین مجتہد ہے تو مبتدع ہے۔ ورنہ احمق اور جاہل۔ کائناً من کان و اینما کان۔ یعنی جو کوئی ہو اور جب کبھی ہو اور جہان کہین ہو" یہہ **خلاصہ** مضمون اُن پرچوں کا منقول ہوا اور دلائل و شواہد اس مضمون کے اصل پرچون مین دیکھنے چاہیئے۔

اعادہ اُنکا یہان مناسب نہین اور نہ یہہ اپنی عادت ہے

ہان ایک شاہد جدید کی شہادت یہان ہی نقل کردیتا ہون۔ اور اس پرچہ کو بہی خالی از شہادت نہین چہوڑتا۔

متن

قال الامام ابن قیم الجوزیۃ فی الطرق الحکمیۃ - والذین ردوا[1] هذه السنة لهم طرق - الاول انها خلاف کتاب الله فلا تقبل - وقد بین الائمة کالشافعی و احمد و ابی عبید وغیرهم ان کتاب الله لا یخالفها بوجه - وانها موافقة لکتاب الله وانکر الامام احمد والشافعی علی من رد احادیث رسول الله (صلی الله علیه وسلم) لزعمه انها تخالف ظاهر القران - وللامام احمد فی ذلک کتاب مفرد سماه کتاب طاعة الرسول - والذی یجب علی المسلم اعتقاده انه لیس فی سنن رسول الله (صلی الله علیه وسلم) الصحیحة سنة واحدة تخالف کتاب الله بل السنن مع کتاب الله علی ثلثة منازل المنزلة الاولی سنة موافقة شاهدة بنفس ما شهد به الکتاب

ترجمہ

امام **ابن القیّم** نے **طرق حکمیہ** مین کہا ہے - جنہون[1] نے اس حدیث کو رد کیا ہے اُن کے کئی طریق ہین - اوّل یہہ کہ یہہ حدیث قرآن کے مخالف ہے اسلئے مقبول نہین اور امام شافعی و امام احمد و ابو عبید وغیرہ نے بیان کردیا ہے کہ قرآن حدیث کے برخلاف نہین (بلکہ) حدیث قرآن کے موافق ہے -

امام احمد اور شافعی نے اس شخص پر انکار متوجہ فرمایا ہے جسنے احادیث رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو رد کردیا ہے یہہ سمجھکر کہ وہ قرآن کے مخالف ہین -

امام احمد کی اس باب مین ایک مستقل کتاب ہے جسکا نام اُنہون نے کتاب طاعۃ الرسول رکہا ہے -

مسلمان پر تو یہی اعتقاد واجب ہے کہ آنحضرت کی صحیح حدیثون مین سے ایسی کوئی حدیث نہین جو کتاب اللہ کے مخالف ہو - بلکہ حدیثون کے قرآن کے سامنے تین مرتبہ ہین -

پہلا مرتبہ (توافق ہی ہے) اُس حدیث کو حاصل ہی کہ بظاہر قرآن کے موافق ہی اور اُس بات پر شاہد جسپر کتاب اللہ کی شہادت ہے -

حاشیہ [1] - حضرات حنفیہ کو مراد رکھتے ہین - جو حدیث قضائے شاہد مع الیمین کو خلاف قرآن سمجھکر رد کرتے ہین - **منہ**

المنزلة الثانية سنة تفسر الكتاب وتبين مراد الله منه وتقييد مطلق

دوسرا مرتبہ (تفسیر ہے یہہ) اس حدیث کے لئے ہی جو کتاب اللہ کی مفسر ہے ۔ اور اللہ تعالی کی مراد ظاہر کرتی ہے اور قرآن کی مطلق کے تقیید ۔

المنزلة الثالثة سنة متضمنة الحكم سكت عنه الكتاب فتبينه بيانا مبتدءً

تیسرا مرتبہ (ہدایت و زیادت یہہ) اس حدیث کی لئے ہے جسمین اس حکم کا بیان ہو جس سے قرآن ساکت ہو اور حدیث اسکو نئے سرے سے بیان کرتی ہے ۔

ولا يجوز رد واحد من هذه الاقسام الثلثة — وليس للسنة مع كتاب الله [illegible]

ان تینون اقسام سے کسی کا رد کرنا جایز نہین ہے ۔ اور کسی حدیث کو قرآن کے سامنے سوائے ان **مراتب ثلثہ** کے [illegible] چھہ مرتبہ نہین ہے

وقد انكر الامام احمد على من قال السنة تقضي على الكتاب فقال بل السنة تفسر الكتاب وتبينه

اور امام احمد نے اس شخص پر بہی انکار متوجہ کیا ہے جو کہتا ہے حدیث قرآن پر حاکم ہے ۔ امام احمد نے کہا حاکم نہین بلکہ وہ مفسر و مبین ہے ۔

مترجم کہتا ہی حاکم کہنے والی کی مراد بہی یہی ہے کہ وہ مفسر ہے اور اسکے اشتباہ و ابہام کے فیصلہ کرنیوالی ۔ نہ یہہ کہ وہ قرآن پر سبقت رکھتی ہے اور اسکے حکم کے رافع ۔ اسکی تشریح ہم ضمیمہ اخبار سفیر ہند نمبر (۱۰) مطبوعہ ۳ نومبر ۱۸۸۱ء مین کر چکے ہین ۔ بس اسکے حاکم کہنے اور امام احمد کے منع کرنے مین نزاع لفظی ٹہیری ۔ وباللہ التوفیق ۔ **حاشیہ**

والذي نشهد لله ورسوله به انه لم تات سنة صحيحة واحدة عن النبي صلى الله عليه وسلم تناقض كتاب الله وتخالفه البتة كيف ورسول الله صلى الله عليه وسلم هو المبين لكتاب الله وعليه انزل وبه هداه الله وهو

اور جس بات کی ہم اللہ گواہی دیتی ہین ۔ سو یہہ ہے کہ یقیناً حدیثون مین کوئی صحیح حدیث ایسی نہین آئی جو قرآن کے مخالف ہو ۔

اور یہہ کیونکر ہو سکے رسول اللہ ہی تو قرآن کے بیان کرنیوالے ہین اور انہین پر قرآن اُترا ۔ اور انہین کے سبب اللہ نے ہدایت

ماموربا تباعه وهواعلم الخلق بتاويله

ومراده

ولوساغ ردسنن رسول الله صلے الله

وسلم لما فهمه الرجل من ظاهر الكتاب

لردت بذلك اكثر السنن وبطلت بالكلية

فما من احد يحتج عليه بسنة صحيحة تخالف

مذهبه ونحلته الا ويمكنه ان يتشبث

بعموم آية او اطلاقها ويقول هذه سنة

مخالفة لهذا العموم والاطلاق فلا يقبل

حتى ان الرافضة ... [illegible]

في رد السنن الثابتة المتواترة فردوا قوله صلعم

لا نورث ما تركنا صدقة وقالوا هذا حديث

مخالف لكتاب الله قال الله تعالى يوصيكم الله في

اولادكم للذكر مثل حظ الانثيين ۔

وردت الجهمية ما شاء الله من الاحاديث

الصحيحة الصريحة في اثبات الصفات بظاهر قوله

ليس كمثله شيء وهو السميع البصير ۔

وردت الخوارج ما شاء الله من الاحاديث

الدالة على الشفاعة وخروج اهل الكبائر

من الموحدين من النار مما فهموه من ظاهر القرآن

ہوئی۔ اور وہ خود اتباع قرآن کے مامور ہیں۔ اور ساری خلقت

کی بنسبت تاویل و مراد قرآن کے خوب جاننے والے۔

اور اگر حدیث کا رد کرنا ظاہر قرآن کے مقابلہ مین لوگون کی

سمجھ کے موافق جایز کہا جاے تو بہتیری حدیثین رد ہو جاوین

بلکہ بالکل ہی بیکار ہو جائین۔

اسلئے کہ ایسا کوئی نہین جسکے ملت و مذہب کے خلاف پر کسی حدیث

صحیح سے کوئی سند پکڑے۔ اور وہ اپنے مذہب کے ثبوت مین کسی آیت کے

عموم یا اطلاق سے ہاتھ نہ مارے۔ اور یہ کہہ سکے کہ یہ حدیث اس عموم یا اطلاق

قرآن کے مخالف ہے اسلئے مقبول نہین (یعنی یہہ بات ہر ایک کہہ سکتا ہے

اور یہ دستاویز ظاہر قرآن کے حدیث مخالف مذہب کو رد کر سکتا ہے۔

اور شیعہ ... [illegible] ... حدیث کو جو آنحضرت نے

فرمائی ہے کہ اگروہ انبیار کا کوئی وارث نہین۔ ہم جو چھوڑ جاوین وہ صدقہ

ہے۔ رد کرتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ یہہ قرآن کی اس آیت کی مخالف ہے

جو اللہ تعالے نے فرمائی ہے کہ اللہ تعالے تمکو تمہاری اولاد کی وراثت مین

یہہ حکم دیتا ہے کہ لڑکے کو مثل حصہ دو لڑکیون کے دینی چاہیے۔

اور جہمیہ (منکرین صفات باری) نے بہت سی احادیث

جو اثبات صفات مین صحیح ہین۔ ظاہر اس قول سے رد کی ہین

جو خدا نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالی کی مثل کوئی چیز نہین ہے۔

اور خارجیون نے بہتیری حدیثین جو شفاعت اور مومنون

کے آگ سے نکل جانیکی باب مین وارد ہین۔ اپنی سمجھہ مین ظاہر

قرآن سے رد کر دی ہین۔

حاشیہ [illegible]

وردت القدرية احاديث القدر التي تثبت القدر بما فهموه من ظاهر القرآن

وردت الجهمية احاديث الرؤية مع كثرتها وصحتها بما فهموه من ظاهر القرآن قوله لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار۔

وردت كل طائفة من السنة ما فهموه من ظاهر القرآن۔

فاما ان يرد الباب في هذه [illegible]

اما ان يطرد الباب في قبولها ولا يرد شئ منها بما يفهم من ظاهر القرآن۔ واما ان يرد بعضها ويقبل بعضها ونسبة المقبول الى ظاهر القرآن كنسبة المردود فيتناقض ظاهر القرآن۔

وما من احد رد سنة بما فهمه من ظاهر القرآن الا وقد قبل اضعافها مع كونه كذالك

وقد انكر الامام احمد والشافعي وغيرهما على من رد احاديث تحريم كل ذي ناب من السباع بظاهر قوله قل لا اجد فيما اوحي الي محرما على

اور **قدریون** نے احادیث تقدیر کو بہتا ویز ظاہر قرآن (جہان ایسا ذکر ہے کہ انسان جیسا کرتا ہے ویسا پاتا ہی) رد کر دیا ہے۔

اور **جہمیہ** نے احادیث دیدار الٰہی کو باوجود کثرت وصحت کے ظاہر اس قول خدا سے (کہ اللہ کو آنکھیں پا نہیں سکتین) رد کر دیا ہے۔

اسیطرح ہر ایک فرقہ نے کسیقدر حدیثون کو (جنکو اپنی فہم کے موافق خلاف ظاہر قرآن پایا) رد کر دیا ہے۔

اب [illegible] تمام کو قبول کرین کسی حدیث کو رد نکرین اس ظاہر قرآن سے جو خود سمجھین (یہہ دونون صورتین الٹی ہو نہین سکتین) اور کیا بعضی حدیثین رد کرینگی اور بعضی قبول (چنانچہ ایسا ہی انکا عمل ہے۔ پہر اسصورت مین انپر یہہ الزام عائد ہے) جنکو قبول کیا ہی وہ بہی ویسی ہین۔ جنکو رد کیا ہے۔ یہہ بہی تناقض ظاہر قرآن لازم آیا۔ لہذا چاہئے تہا کہ اسقدر مقبول کو بہی قبول نکرتے۔

(طرفہ یہہ کہ) انمین سے جسنے کسی سنت کو ظاہر قرآن کے مفہوم سے رد کر دیا ہے۔ اسکی نسبت چند در چند کو قبول کر لیا ہی باوجودیکہ وہ دونو یکسان ہین۔

امام احمد و شافعی وغیرہ نے اس شخص پر انکار کیا ہے جسنے درندون کی حرمت کی حدیثون کو ظاہر اس آیہ سے (تو کہدے مین وحی مین بجز ان چیزون کے جو قرآن مین مذکور ہین

طاعم یطعمہ ۔ الآیۃ ۔

وقد انکر النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) علی من رد سنۃ التی لم تذکر فی القران ولم یدع معارضۃ القران لھا ۔ وکیف یکون انکارہ علی من ادعی ان سنۃ تخالف القران وتعارضہ

انتہی کلام ابن القیم وسیجیٔ کلامہ الآخر فی ھذا الباب انشاء اللہ تعالے

کچھ حرام نہین پاتا) ردّ کر دیا ہے

اور **آنحضرت صلعم** نے بہی اس شخص پر انکار متوجہ فرمایا ہے ۔ جسنے بدون دعوی مقاومت کے اس حدیث کو رد کیا ہے جسکا ذکر قرآن مین نہین آیا ۔ پس اسپر آنحضرت صلعم کا کیسا بڑا انکار ہوگا جو حدیثون کو قرآن کا معارض ٹہیرا کر رد کریگا ۔

کلام **ابن القیم** کا تمام ہوا اور کچھہ اسکا تتمہ اسی باب مین آئندہ بہی آویگا ۔

یہہ تو بیان ہے ہماری براءت و بیزاری کا ردّ احادیث صحیحہ سی بمقابلہ قرآن ۔ اب اپنے مذہب کا حال گوش [illegible] سے [illegible] انصاف [illegible] کرکے [illegible] احادیث کا بمعارضہ قرآن کن لوگون مین پایا جاتا ہے ۔ ہم مین یا آپ مین ۔ آپ نے بمقتضای ؎ چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ٭ صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد ٭ اسمین انصاف ندیا تو کوئی اَور ہی ناظرین یا سامعین سے داد حق دیگا ۔ اور اس حق کی طرف راہ لیگا ۔ ولنعم ما قیل ۔ ؎ فقل ما یفیض الوقت من غیر سامع ٭ ففی الدھر من یحیی بہ الفوز ظامئا

مولانا (۱) جناب کی کوئی کتاب معتمد اصول و فروع کی ایسی نہو گی جسمین بہتیری احادیث کو ردّ نہ کیا ہو اور بہ بہانہ معارضہ ومخالفت قرآن اس جرم کا اسمین ارتکاب نہو ۔

ردّ احادیث بمقابلہ قرآن تو بہر حال محل اشتباہ ہی جسمین ناواقف انسان قرآن کے قطعی ہونیکے سبب دہو کا کہا سکتا ہے ۔ آپکے ہان تو حدیث احاد کو بمقابلہ حدیث (۲) مشہور یا متواتر بہی رد کیا جاتا ہی ۔

ردّ احاد بمقابلہ متواتر بہی بے علم کے لئے کچھہ شبہ کا محل ہی اسلئے کہ متواتر مین جو قطعیت ہی سو خبر واحد مین نہین ہے حضرت ۔ یہان تو رواج (۳) عام کے مقابلہ مین بہی حدیث کو ردّ کیا جاتا ہے ۔

(۴) **عام رواج** کے مقابلہ مین حدیث کو ردّ کرنا بہی جہلا کے لئے کچھہ دہوکہ کا محل ہی ۔ سرکار کے ہان تو بعض صحابہ

٭ **ترجمہ** تو کنارہ گرفت سامعین سے خالی نہین گزرتا ۔ زمانہ مین ایسی بہی ہین جنکا مطلب بر ظفریاب ہونا متوقع ہے ۔ ١٢

کے خلاف سے ہی حدیث کو ردّ کیا جاتا ہے **صحابہ کا** کسی حدیث سے **خلاف کرنا** ہی کم عقلوں کو شبہ مین ڈالتا ہے - کہ اگر حدیث صحیح ہوتی تو صحابہ اُسکا خلاف کیون کرتے - آپکی گورمنٹ کے ہان تو حدیث صحیح کو (جسکا راوی فقیہ نہو) **بمقابلہ قیاس**(ہ) ہی رد کیا جاتا ہے -

الحاصل حدیث نبوی کی آپکے ہان ایسی ہی وقعت وقدر نہین جیسی فہم صحابہ یا رواج عام یا قیاس مجتہد کی - چہ جای کہ اُسکو ہمسنگ قرآن سمجھین اور اُسکے معارضہ مین بمعرض قبول جگہ دین - اسکی تمثیلات جزئیہ کو کتب فروع جناب سے کیونکر شمار کرون اور اس دریای ناپیدا کنار کو کوزہ سے کیونکر ناپون - اسلئے بذکر اصول جنسے صدہا احادیث مذہب جناب مین رد ہوگئی ہین) اکتفا کرتا ہون - اور تصریحات اہل اصول کی اسپر شہادت لاتا ہون

حسامی مین ہے - کہ خبر واحد کا حکم یہہ ہے کہ جب وہ خلاف کتاب اللہ و حدیث مشہور نہو - اور ایسے واقعہ مین [illegible] ہو جسمین بہت لوگ مبتلا ہون - اور نہ صحابہ سے اُسمین جھگڑا پایا جاوے - اور نہ وہ بوقت حاجت متروک العمل ہوی ہو تو اُسپر عمل واجب ہے -

في الحسامي - وحكمه اذا ورد غير مخالف للكتاب والسنة المشهورة في حادثة تعم بها البلوى - ولم يظهر من الصحابة الاختلاف فيها وترك المحاجة به انه يوجب العمل بشروط - انتهى -

اور **توضیح** مین ہے - چہپا انقطاع حدیث مین معارضہ کے سبب سے ہوتا ہے - یا اسکے ناقل مین نقصان ہونیسے معارضہ کیا تو **کتاب اللہ** کے ساتھہ ہوگا - جیسی حدیث فاطمہ بنت قیس (جسمین یہہ ذکر ہے کہ آنحضرت نے اسکو مطلقہ ہونے پر نفقہ نہین دلایا) اس قول اللہ کے مخالف ہے - - - - - - - - - -

وفي التوضيح - واما الانقطاع الباطن فاما بمعارضة او بنقصان في الناقل - اما الاوّل بمعارضة الكتاب كحديث فاطمة بنت قيس قوله تعالى اسكنوهنّ

عورتون کو بساؤ جہان تو فیق پاؤ - اور حدیث قضاء ایک گواہ اور یمین مدعی سے (جسمین یہہ ذکر ہے کہ آنحضرت نے ایک مقدمہ مین مدعی کے قسم اور ایک گواہ کے ساتھہ بحق مدعی فیصلہ کیا) اس قول اللہ کے مخالف ہے - کہ دو گواہ پکڑو -

وكحديث القضاء بشاهد ويمين المدعي قوله تعالى واستشهدوا شهيدين الآية -

وكحديث المصراة قوله تعالى

فاعتدوا

وانما يرد لتقدم الكتاب حتى يكون عام الكتاب

وظاهره اولى من خاص خبر الواحد ونصه

ولا ينسخ ذلك بهذا ولا يزاد عليه

واما بمعارضة الخبر المشهور كحديث

الشاهد واليمين قوله عليه السلام

البينة على المدعى واليمين على من انكر

واما بكونه شاذا فيما عم به البلوى

كحديث الجهر بالتسمية

واما باعراض الصحابة رضى الله عنهم

وفى شرح المغنى - فاما الانقطاع بدليل

معارض فعلى اربعة اوجه - احدها

ما خالف كتاب الله فانه يكون مردود منقطعا

ويستوى فى ذالك الخاص والعام والظاهر

والنص -

مثاله ما استدل به الشافعى رح على

ان المبتوتة لا نفقة لها من حديث فاطمة

اور حدیث مصراۃ اس قول اللہ کے معارض ہے کہ کفار

پر اسقدر تعدّی کرو جسقدر اُنہوں نے تم پر کی ہے -

یہہ حدیثیں اسلئے رد کیجاتی ہیں کہ کتاب اللہ مقدم ہے

یہانتک کہ کتاب اللہ کا عام اور ظاہر خبر واحد کے خاص اور

نص سے اولی ہے - وہ اس سے منسوخ نہیں ہو سکتا اور نہ اسکے

ساتھہ اُسپر زیادتی ہو سکتی ہے -

اور کیا وہ معارضہ **خبر مشہور** سے ہوگا جیسی حدیث قضاء

ایک گواہ اور یمین مدعی سے جو اس قول نبوی کے معارض

ہے کہ گواہ مدعی پر ہے اور قسم مدعی علیہ منکر پر -

اور کیا وہ اسطرف اُسکے **شاذ ہونیکے** سبب سے بمقابل بلوی

عام (یعنی معمول و رواج عام) سے ہوگا - جیسے حدیث

بسم اللہ کے اُونچے پڑھنے کی -

اور کیا وہ معارضہ **صحابہ کی اعراض** سے ہوگا -

(اُس حدیث پر عمل کرنے اور تمسک کرنے سے)

اور **شرح مُغنی** میں ہے - رہا انقطاع حدیث بدلیل

معارض سو چار قسم ہے - **ایک یہہ** کہ حدیث

قرآن کی مخالف ہو سو وہ مردود ہے اور منقطع ہے

اور اس حکم میں قرآن کا خاص اور عام اور ظاہر اور نص سب

برابر ہیں (یعنی ان سب کے سامنے حدیث معارض مردود ہے)

اور اسکی مثال وہ حدیث ہے (جس سے شافعی نے اس بات

پر استدلال کیا ہے کہ مطلقہ بائنہ کے لئے نفقہ نہیں) کہ فاطمہ

بنت قیس فانها قالت طلقنی زوجی ثلاثا فلم یجعل لی رسول الله نفقة ولا سکنی۔

بنت قیس نے ذکر کیا کہ اُسکے خاوند نے اُسکو تین طلاقین دین تو آنحضرت نے اسکے لئے نفقہ اور سکنی تجویز نفرمایا۔

قلنا هذا الحدیث مردود منقطع لمخالفة قوله تعالی اسکنوهن من حیث سکنتم من وجدکم۔

ہم (یعنی حضرات حنفیہ بیباک) کہتے ہین کہ یہہ حدیث منقطع مردود ہے کیونکہ اللہ تعالی کے اس قول کے مخالف ہے کہ اُنکو بساؤ جہان رہو۔

مثاله ایضا ماروی ان رسول الله قضی بشاهد ویمین فانه مخالف لقوله تعالی واستشهدوا شهیدین من رجالکم [illegible] فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان۔

اور یہہ ہی اُسکی مثال ہے جو آنحضرت سے مروی ہے کہ آپنے ایک گواہ اور یمین مدعی سے بحق مدعی فیصلہ کیا اس قول اللہ تعالی کے معارض ہے [illegible] فرمایا ہے دو گواہ پکڑو اپنے مردون مین سے پہر اگر نہون دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتین۔

ومثاله ایضا حدیث مس الذکر وهو ماروی ان رسول الله قال من مس ذکره فلیتوضأ فانه تخالف قوله تعالی فیه رجال یحبون ان یتطهروا۔ وهی نزلت فی اهل قباء فی قوم یستنجون بالماء بعد الحجر فقد مدحهم الله تعالی بذلک وسمی فعلهم تطهیرا۔ والاستنجاء بالماء لا یکون الا بمس الذکر فلو کان مس الذکر موجبا للحدث لما کان الاستنجاء تطهیرا بل تنجیسا۔

اور یہہ ہی اُسکی مثال ہے جو آنحضرت سے مروی ہے کہ جو اپنی شرمگاہ کو ہاتہہ لگاوے وہ پہر کے وضو کرے۔ یہہ اس قول اللہ کے معارض ہے (جو اہل قبا کے حق مین فرمایا ہے) کہ ہمین ایسے لوگ ہین جو پاکی کو دوست رکہتے ہین۔ یہہ ایت اُن لوگون کے حق مین نازل ہے جو ڈہیلے کے بعد پانی سے استنجا کرتے۔ اللہ تعالی نے اُنکی مدح کی اور اُنکے اس فعل کا تطہیر (یعنی پاکی) نام رکہا۔ **اور ظاہر ہے** کہ بدون مس شرمگاہ استنجا ہو نہین سکتا۔ سو اگر مس ذکر موجب نقض وضو ہو تو اُسکے ساتہہ استنجا کرنا موجب تطہیر نہو۔ بلکہ سبب نجاست۔

مترجم کہتا ہے ناظرین ان حضرات کے فہم و عقل و انصاف کو ملاحظہ فرماوین

کہ کہان مع پانی سے استنجا کرنیکی - اور کہان بقا وضو اس ذکر سے اور کہان تطہیر حسّی (جسمین آیت وارد ہے) اور کہان تطہیر شرعی (جسکی حدیث رافع ہے) اگر اس آیت مین یہہ ذکر ہوتا کہ وہ لوگ وضو کر کے پانی - سے استنجا کیا کرتے تو اِن حضرات کو اس آیت سے تمسک کرنیکا موقع بھی تھا بدون اثبات اس امر کے اِس آیت سے لپٹنا اپنی ہنسی کرانا ہے -

ومثاله ایضا خبر المصراة وهو ما روی ابو هریرة رضی الله عنه ان النبی ﷺ قال لا تصروا الابل والغنم فمن ابتاعها بعد ذلك فهو بخیر النظرین بعد ان یحلبها ان رضیها امسکها وان سخطها ردها وصاعا من التمر

والشافعی رح جعل التصریة عیبا حتی یکون للمشتری خیار العیب تمسکا بهذا الحدیث

وانا نقول انه یخالف قوله تعالے فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم -

وثانیها ما خالف السنة المشهورة او المتواترة ولم یذکرها لانه یعرف دلالة - وهو منقطع ایضا

اور اسکی یہہ بھی مثال ہے جو حدیث مصراۃ ابوہریرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اونٹنیون اور بکریون کو بیچنے کی لئے کئی دن تک دوہنے سے بند رکھو - اور جو ایسا جانور خریدے اُسکو دوہنے کے بعد اختیار ہے پسند کرے تو رہنے دے - ناپسند کرے تو پھیر دے - اور اسکے ساتھ ایک صاع کھجور کا بھی دے (اس دودھ کے عوض جو دو تین دن دوہا)

امام شافعی نے تمسک اسحدیث سے دودھ کا بند رکھنا ایک عیب ٹھیرایا ہے - اور مشتری کو اس عیب کے سبب پھیر دینے کا اختیار دیا -

ہم (حضرات حنفیہ) کہتے ہین کہ یہہ حدیث اس قول الٰہی کے مخالف ہی جو اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ کافرون پر اسیقدر تعدی کرو جسقدر اُنہون نے تم پر کی ہے -

قسم دویم وہ حدیث جو حدیث مشہور یا متواتر کے مخالف ہو اسکا مصنف نے ذکر نہین کیا - کیونکہ وہ دلالۃ سمجھا جاتا ہے وہ بھی منقطع ہے -

وثانیها ان یکون شاذا - ومعنی شذوذ الحدیث ان یکون راویہ قلیلا فی حادثة تعم بہا البلوی کحدیث الجہر بالتسمیة ورفع الیدین فی الرکوع -

قسم سوم وہ حدیث ہی جو شاذ ہو اور شاذ ہونیکی یہہ معنی ہین کہ راوی اُسکے کم ہون اور وہ ایسے موقع مین پائی جاوے جس سے بہت لوگون کو کام پڑے جیسے حدیث بسم اللہ اونچی پڑہنے کی اور حدیث رکوع مین رفع یدین کرنیکی -

مترجم کہتا ہی کہ شارح کا حدیث رفع یدین کو شاذ کہنا اور عموم بلوی کے خلاف ٹہیرانا یہہ ہی ایک کسوٹی علم و فہم و انصاف و تمیز ان حضرات کی ہی - رُواۃ حدیث رفع یدین اس کثرت کو پہنچی ہین کہ بعض نے بلحاظ کثرت طرق اس حدیث کو متواتر ہی کہدیا ہی - سیوطی نی کتاب **الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ** مین اسکو متواترات مین شمار کیا ہے - [illegible] شرح تقریب [illegible] عشرہ مبشرہ بہی داخل ہین **عینی** حنفی نے شرح بخاری مین کئی اُوپر تیس صحابی کا راوی ہونا تسلیم کیا ہے - اب بہی یہہ شاذ ہی رہی تو متواتر یا مشہور معلوم نہین کس چیز کا نام ہے ایسا ہی جہر بسم اللہ کو شاذ کہنا محل کلام ہے جو **تلویح** مین بصفحہ (۲۳۰) بمقابل اسی دعوی صاحب توضیح کے موجود ہے جو چاہے اسمین دیکہے **الحق** تقلید نے ان لوگون کی آنکہون پر ایسی پٹی لگا رکہی ہے کہ انکو اپنی کتابین بہی دیکہنے نہین دیتی - ونعم ما قیل ؎ ز تقلید اندیشہ بس واجب ست ٭ کہ تقلید پابند ہر طالب ست "

لان الحادثة لما عمہا البلوی واحتاج الکل الی معرفة حکمہا فلو کان الخبر صحیحا لاشتہر فیما بینہم -

یہہ اسلئے معارض و مردود ہے کہ جب وہ ایسا واقعہ ہے جس سے سبکو کام پڑتا ہے اور سب کوی اُسکے جاننے کا محتاج ہی پہر اگر وہ حدیث صحیح ہوتی تو سب مین مشہور ہو جاتی

ورابعہا ان یعرض عنہ الأئمة من اصحاب رسول اللہ بان یختلفوا فی حادثة بآرائہم ولم یجر المحاجة بینہم بذلک

قسم چہارم وہ حدیث جس سے صحابہ مین سے ائمہ نے مونہہ پہیرا ہو کسی حادثہ مین اپنی رائے سے کام چلایا ہو - اور اُس حدیث کیطرف قصد نفرمایا -

الحديث فان ذلك دليل انقطاعه عندنا ـ خلافاً لاصحاب الحديث

وفي الحسامي ايضاً الراوي ان كان معروفاً بالفقه كان حديثهم حجة ترك به القياس وان كان معروفاً بالعدالة والضبط دون الفقه مثل ابي هريرة وانس فان وافق القياس عمل به وان خالفه لم يترك الا للضرورة وانسداد باب الرأي [illegible] مثل حديث ابي هريرة في المصراة ـ

وفي التوضيح الراوي ان كان معروفاً بالفقه فحديثه يقبل وافق القياس او خالفه وكذا ان وافق قياساً وخالف قياساً لكنه ان خالف جميع الاقيسة لا يقبل عندنا ـ وهذا هو المراد من انسداد باب الرأي ـ وهكذا في المسلم وغيره من كتبهم الاصولية الصغار منها والكبار ـ

ہمارے نزدیک اُنکا مونہہ پہیرنا دلیل انقطاع ہی ـ ہماری یہہ بات اہل حدیث کے مخالف ہی ـ وہ حدیث ہی کو اخذ کرتے ہین اور مخالفت صحابہ کی پرواہ نہین کرتے ـ

اور **حسامی** مین یہہ بہی ہے کہ اگر راوی فقیہہ ہون تو اُنکی حدیث لایق استناد ہی ـ جسکے سامنے قیاس متروک ہے اور اگر راوی ضبط و عدالت مین معروف ہون نہ فقہ مین جیسے ابو ہریرہ و انس (رضی اللہ عنہما) تو اُنکی حدیث قیاس کے موافق ہو تو لایق عمل ہے ـ اور اگر مخالف قیاس ہو اور اُس سے باب قیاس کا انسداد ہو تو لایق عمل نہین جیسے حدیث ابو ہریرہ کی مصراۃ مین (جسکی تشریح عبارت شرح مسلم مین گزری)

اور **توضیح** مین ہے راوی معروف بفقہ ہی تو حدیث اُسکی مقبول ہے ـ موافق قیاس ہو خواہ مخالف ـ ایسا ہی جب ایک قیاس کے موافق ہو اور دوسرے کے مخالف ولیکن جب سبہی قیاسون کے مخالف ہو تو ہمارے (حضرات حنفیہ کے) نزدیک وہ نامقبول ہی ـ اور یہی مراد ہے انسداد باب قیاس سے (کہ سبہی قیاسون کے مخالف ہو)

یہی **مضامین** مسلّم وغیرہ انکی چہوٹی بڑی کتابون اصول مین ہین ـ

ان شہادات انکے ثقات و عبارات معتبرات اِن حضرات سے میرے دعاوی خمسہ کا ثبوت آفتاب نیمروز کیطرح عیان ہے اور بلا غبار و ستار معلوم ہو رہا ہے کہ یہہ حضرات ظاہر[1] و عموم و خصوص و اطلاق قرآن کے سامنے

بہی حدیث نبوی کو نہین مانتے۔ بلکہ ایک حدیث[۲] (مشہور یا متواتر) کے مقابلہ مین دوسری حدیث (احاد) کو بہی کچہہ چیز نہین جانتے۔ بلکہ بلوی[۳] عام کے مخالف حدیث کو بہی قبول نہین کرتے۔ بلکہ بعض صحابہ[۴] کے خلاف سے بہی حدیث کو کچہہ چیز نہین سمجھتے بلکہ قیاس[۵] مجتہد کے پہلو بہی اُسکو کچہہ وزن نہین دیتے آخر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے نزدیک قیاس مجتہد سے بہی گئی گزری ٹہیری۔ قران کے سامنے تو کیا چیز ہوگی۔

اب فرمائی ردّ وانکار حدیث کسکی طرف عاید ہوتا ہے۔ ہمارے یا آپ کے؟ اور وہ اندیشہ جو سوتے سوتے آپ کے عالی دماغ مین اُگہا ہی کسکی نسبت صحیح ہے ہمارے یا آپ کے [illegible]

انبہی تو ہمنے بعض اصول (جنسی مذہب جناب مین احادیث کا ردّ ہو رہا ہے) ذکر کئے ہین اور اگر اسی قسم کے سبہی اصول (جو علماء مذہب جناب نے ردّ احادیث کے لئے گہڑ رکہے ہین) بالاستیعاب ذکر کرین تو ایک دفتر طویل تیار ہوتا ہے۔ جسکا اختتام سال دو سال مین بہی ہو نہین سکتا۔ **ازانجملہ** یہہ اصل راوی کو اگر بعد کانسیان ہوجاوی تو اُسکی شاگردسے وہی روایت (گو اُسکو خوب یاد ہو) قبول نہین ہی **وازانجملہ** یہہ کہ راوی اگر اپنی روایت کی خلاف عمل کرے تو اُسکی حدیث مردود ہے۔

وازانجملہ یہہ کہ ترجیح جمع سے مقدم ہے۔ **وازانجملہ** یہہ کہ خاص مبین ہی ہوتا ہے اسکے بیان مین کوئی حدیث مقبول نہین ہے **یہہ تو ہمنے** [illegible] اصول ہی کا [illegible] [illegible] اگر ان اصول کی فروع کو ذکر کرین اور ان احادیث کو (جو حضرات نے اِن اصول کے ذریعہ سے ردّ کی ہین) شمار مین لادین تو یہہ امر ہماری استطاعت سے خارج ہے اور ہماری عمر اسکے بیان کے لئے وافی نہین ہوسکتی ہے۔

اور اگر کوئی تمثیل کا طالب ہے تو پہلے انہین عبارات اصولیین مین دیکہہ سکتا ہی۔ ان عبارات مین احادیث ذیل کو ردّ کر رکھا ہے۔

(۱) حدیث فاطمہ بنت قیس نفقہ وسکنی المطلقہ کے باب مین۔

(۲) حدیث ابن عباس قضا بشاہد ویمین مین

(۳) حدیث ابوہریرہ مصراۃ کے باب مین۔

(باقی آئندہ)

123

هٰذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِہٖ تَسْتَعْجِلُوْن

نمبر دویم — رسالہ — جلد دوم

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

جسمین رسالہ ادلہ کاملہ کا جواب ہی جسکو مولوی محمد قاسم صاحب

بانی مدرسہ دیوبند نے بجواب اشتہار مسائل

عشرہ مشتہرہ انیس مئی سنہ ۱۸۷۶ء تالیف کیا

اور خلاف واقع اپنے شاگرد محمود حسن

صاحب کے نام سے شائع کرایا

منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری مدظلہ

۳۰ صفر سنہ ۱۲۹۶ ۲۲ فروری سنہ ۱۸۷۹ء

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

(۴) حدیث نقض وضوء بمس شرمگاہ

(۵) حدیث رفع یدین بوقت رکوع

(۶) حدیث جہر بسم اللہ

انکے سوا احادیث ذیل بھی اسکی شاہد ہین

(۷) حدیث وجوب قرءۃ فاتحہ نماز مین جسکو آیت فاقرءوا ما تیسر سے رد کرتے ہین

(۸) حدیث قراءۃ فاتحہ بحق مقتدی جسکو آیت واذا قرء القرآن فاستمعوا سے رد کرتے ہین - اور اُسکے رد مین ہمارے مولانا مخاطب بھی اپنے اسلاف کے شریک ہین - چنانچہ بجواب سوال چہارم اس ایت سے تمسک کیا ہین

(۹) حدیث جہر بالتامین جسکو آیت ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ سے رد کرتے ہین اور ہمارے مولانا مخاطب اسکے رد مین یہ حدیث لائے ہین انکم لا تدعون اصم ولا غائبا یعنے تم کسی بہرے اور غائب کو تو نہین پکارتے کہ آمین بلند کہتے ہو

(۱۰) حدیث وجوب طمانیت رکوع وسجود مین جسکو آیت فارکعوا واسجدوا سے رد کرتے ہین

(۱۱) حدیث ولی کے سوائے نکاح نہونے کی جسکو راوی کے خلاف ونسیان سے رد کرتے ہین

(۱۲) حدیث جنازہ علی الغائب جسکو آیہ صل علیہم ان صلوتک سکن لہم سے رد کرتے ہین

اسکے نظائر اور ہزارون ہین [illegible] میں اسیقدر پر اکتفا کرتا ہون تاکہ گیارہ ان دس گیارہ کی عوض مین ہوجاوین جنسے انکار کا اندیشہ دماغ عالی مین ہماری نسبت سمایا ہے اور لدینا مزید کی دھمکی علاوہ بران رہی اگر کسیکو اور بھی تمثیلات دیکھنے کا شوق ہو تو وہ کتاب اعلام الموقعین امام ابن القیم کا مطالعہ کرے اسمین ساٹھ سے زیادہ اسکی تمثیلات ذکر کی ہین - وہ کتاب میسر نہو تو جنۃ فی الاسوۃ الحسنۃ بالسنۃ ہی کو دیکھے - وہ

وہ بھی نہ ملے تو ہمارا ضمیمہ سفیر ہند نمبر
(۱۱) مطبوعہ نومبر ۸۶ء کو ملاحظہ مین لاوے
بعض تمثیلات اسمین سے اسمین بھی منقول ہین
یہ تو آپکے مذہب و روش کا بیان ہے - اور
اسبات کا ثبوت کہ جو باتٔ آپ ہماری نسبت
فرض و تجویز کرتے ہین - وہ جناب مین دم نقد
موجود ہے

اب رہا اسکا رد و ابطال سو بطور
تفصیل اسمقام مین اور مولانا کے خطاب مین
[illegible]
اسبات کو ہماری طرف منسوب کرتے ہین -
اور اپنی برارت اسّے جتلا رہی ہین
آئندہ اگر آپ اس مذہب کے ملتزم ہوئے
اور ان عبارات و استدلالات کی صحت کے
مدعی ہیں - تو اولاً آپ خود ہی اپنے خیال
و اندیشہ کے مکذب ہونگے - اور ہمکو منکر
بناتے بناتے آپ منکر بنینگے - **پھر ہم**
بھی کچھ ہاتھ دکھائینگے - اور ان عبارات
و استدلالات کے ایک ایک فقرہ کا رد
شہرہ آفاق کرینگے - **سردست** اگر ہم
اسکی تفصیلی رد کے درپے ہوتے ہین

تو یہ احتمال مانع ہوتا ہے کہ شاید مولانا ان
عبارات و استدلالات سی اپنی برارت و انکار
ظاہر کرین - اور ہماری طرح ان سب کو مردود
و باطل مان لین اور الٹا ہمکو یہ الزام دین
کہ توضیح کی تقلید کی نسبت ہمارا کونسا اقرار
موجود ہے - چنانچہ یہ فقرہ پہلے آپ کی قلم
سے بصفحہ (۳۱) رسالہ کے نقل ہو چکا ہی
اس صورت مین ہمارا تیر خالی جائیگا
اور **صید مطلوب** ہاتھ نہ آئیگا - **اسی نظر**
[illegible] ان عبارات کو نقل ہی کر دیا
ہے - اور بجز ایک دو موقع فاحش غلطیہ کے
کہین تعرض بابطال نہین کیا - ورنہ ہم
تو ان عبارات کے ایک فقرہ کو بھی صحیح
نہین جانتے - اور کسی اصل کو اصول مذکورہ
سے خالی از بطلان نہین سمجھتے -
ہان جملہ اصول کا ابطال بوجہ اجمال یا بعض
فروع کی تفصیل بطور تمثیل بلوازم محدثیت
و ضروریات سمیت سنت سی ہی گو مولانا اس
مذہب کے ملتزم نہون - اور نہ انپر الزام عاید
ہو سکے - **سو کچھہ** اسی تحریر مین قبل
بیان مذہب مخاطب بنقل عبارت طرق تکمیہ

ہوچکا ہی۔ اور کچھہ اخبار سفیر ہند کے ضمیمجات میں ہوچکا ہی

ضمیمہ نمبر (۲) مطبوعہ اگست ۱۸۹۸ میں اس اصل کا ابطال ہی کہ حدیث راوی غیر فقیہ کے خلاف قیاس مقبول نہیں

ضمیمہ نمبر (۵) و (۶) مطبوعہ ستمبر ۱۸۹۸ میں اس فرع کا ابطال ہی کہ حدیث آمین بالجہر آیت ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ کی مخالف ہی اسلئے مقبول نہیں

ضمیمہ [illegible] کے ابطال میں ہیں

(۱) عام قران قطعی ہی

(۲) عموم قرآن کی تخصیص خبر واحد سے جائز نہیں

(۳) جمع وتطبیق سی ترجیح مقدم ہی

اور اس فرع کے ابطال میں کہ قرءہ فاتحہ خلف الامام آیت اذا قرء القران کے مخالف ہی اور کچھہ ماحضر جدید جو بحکم کل جدید لذیذ لطف سی خالی نہیں۔ حمایت ونصرت حدیث قضاء شاہد مع الیمین میں (جسکو یہ حضرات قرآن وحدیث مشہور کے معارض سمجھکر رد [illegible] پیش کیا جاتا ہی

متن	ترجمہ
روی **مسلم** فی صحیحہ عن ابن عباس ان رسول اللہ صلعم قضی بیمین وشاھد	مسلم نے **اپنی صحیح** مین ابن عباس رض سی روایت کیا ہی کہ آنحضرت نے یمین مدعی اور ایک گواہ سے بحق مدعی فیصلہ کیا۔
قال النووی فی الشرح قال جمھور علماء الاسلام من الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم من علماء الامصار یقضی بشاھد ویمین فی الاموال وما یقصد بہ الاموال	**امام نووی** نے اسکی شرح مین کہا ہی۔ جمہور علماء صحابہ وتابعین اور پچھلے علماء امصار یہی کہتے ہین کہ ایک گواہ اور قسم مدعی سے مالی مقدمات مین فیصلہ کیا جاوی
وبہ قال ابوبکر الصدیق وعلی و	یہی قول ہی صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) مرتضی

حاشیہ ص
بعض ان مباحث کو مولوی رشاد حسین صاحب رامپوری نے انتصار کے متعلق اس رنج سے کلام کیا ہی کہ رجعت علماء کی لائق ہی جو کو رشاد حسین صاحب کو بنظر انصاف دیکھیں تو کہیں اسکے جواب میں لکھو لین
فتح محمد اقل تلامیذ المصنف العلام

وعمر بن عبد العزيز ومالك والشافعي واحمد وفقهاء المدينة وسائر علماء الحجاز

وحجتهم انه جاءت احاديث كثيرة في هذه المسئلة من رواية علي وابن عباس وزيد بن ثابت وجابر وابي هريرة وعمارة بن حزم وسعد بن عبادة وعبد الله بن عمرو بن العاص والمغيرة بن شعبة قال

قال عبد البر لا مطعن لاحد في اسناده قال ولا خلاف بين اهل المعرفة في صحته

قال القسطلاني في شرح البخاري وقد اجاب الامام الشافعي عن [illegible] ان

[illegible]

اليمين مع الشاهد لا تخالف من ظاهر القرآن شيئا

لانا نحكم بشاهدين وشاهد وامرءتين ولا يمين واذا كان شاهد حكمنا بشاهد ويمين بالسنة وهذا ليس يخالف ظاهر القرآن لانه لم يحرم اقل مما نص عليه في كتابه - ورسول الله صلى الله عليه وسلم اعلم بما اراد الله عز وجل

(علیہ السلام) وعمر بن عبد العزیز و مالک و شافعی و احمد و مجتہدین مدینہ و تمام علماء ملک حجاز وغیرہ بلاد کا

انکی دستاویز یہ ہی کہ اس مسئلہ مین حدیثین وارد ہین حضرت علی و ابن عباس و زید و جابر و ابو ہریرہ و عمارہ و سعد و عبد اللہ بن عمرو و مغیرہ سی حفاظ حدیث نے کہا ہی کہ حدیث ابن عباس سب احادیث سے صحیح تر ہی

ابن عبد البر نے کہا ہی کہ اسکی اسناد مین کسیکو طعن نہین اور نہ کسی جاننے والے کو اسکی صحت مین اختلاف ہے

قسطلانی نے شرح بخاری مین کہا ہی کہ امام شافعی

[illegible]

[illegible]

والے استدلال کرتے ہین) یہ جواب دیا ہی

چنانچہ (کتاب معرفت) مین ذکر کیا ہی

کہ یمین با شاہد ظاہر قرآن کے کچھ مخالف نہین اسلئے کہ ہم دو گواہ مرد اور ایک گواہ مرد اور دو عورتون سے بلا یمین بھی حکم کرتے ہین (جیسا کہ قرآن مین ارشاد ہے) اور اگر ایک گواہ ہو تو ایک گواہ سی معہ یمین مدعی بحکم حدیث فیصلہ کرتے ہین اور یہ امر خلاف ظاہر قرآن نہین ہی۔ ظاہر قرآن مین خدا نے دو گواہ سے اقل پر فیصلہ کرنے کو حرام نہین کیا۔ اور آنحضرت صلعم (جنھون نے ایک گواہ و یمین مدعی پر فیصلہ تجویز کیا ہے)

وقد امرنا الله تعالی ان ناخذ ما آتانا بہ و ننتھی عما نہانا عنہ

وقال الحافظ ابن القیم فی الطرق الحکمیۃ بعد تخریج الحدیث بطرق کثیرۃ من مصنفات عدیدۃ و توثیق رجالہ و تصحیح اسنادہ ونقل الجواب المذکور عن الشافعی رح قلت و لیس فی القرآن ما یقتضی ان لا یحکم الا بالشاهدین او شاهد [illegible] وامرءتین فان الله سبحانہ انما امر بذلک اصحاب الحقوق ان یحفظوا حقوقہم بہذا النصاب ولم یامر بذلک الحکام ان یحکموا بہ فضلا عن ان یکون امرهم ان لا یقضوا الا بذلک ولہذا یحکم الحاکم بالنکول والیمین المردودۃ والمرءۃ الواحدۃ والنساء المنفردات لا رجل معہن وبمعاقد القمط ووجوہ الآجر وغیر ذلک من طرق الحکم التی لم تذکر فی القرآن

اللہ کے مراد خوب جانتے - اور اللہ نے ہمکو یہ حکم دیا ہے کہ آنحضرت صلعم جو کچھہ ہمکو دین ہم لے لین اور جس سے ہٹا وین اس سے ہٹ جاوین

حافظ ابن القیم نے (کتاب) طرق حکمیہ مین حدیث مذکور کو کئی سندون سے کئی کتابون سے بیان کرنے اور اسکے راویونکی توثیق کرنے اور اسکی اسناد کی تصحیح کرنیکے بعد امام شافعی سے جواب آیۃ (جو اوپر ذکر ہوا) نقل کرکے کہا ہی کہ قرآن مین یہ حکم نہین کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتونکے [illegible] حقوق کو حکم دیا ہے کہ تم ایسی شہادت اپنی حقوق پر نگار رکھو - حاکمونکو نہین کہا کہ ایسے شہادت پر فیصلہ کرو چہ جائے کہ یہ کہا ہو کہ اس سے کم پر فیصلہ نکرو -

یہی وجہ ہی کہ حکام وقت نکول (انکار مدعی علیہ کا قسم سے) پر فیصلہ کرتے ہین اور یمین ردّ پر (جو مدعی علیہ کے نکول سے مدعی کو قسم دیجاتی ہے) اور اکیلی عورت (دایہ وغیرہ) کے شہادت پر اور کئی عورتونکے بیان پر جنمین کوئی مرد نہو اور چھپر کی رسیونکی گرہون اور دیوار کی اینٹون کے رخ پر ایسے ہی اور صورتین فیصلونکی جو قرآن مین مذکور نہین

126

فان کان الحکم بالشاهد والیمین مخالفا لکتاب الله فهذه اشد مخالفة لکتاب الله

سو اگر فیصلہ بشاہد مع یمین کتاب اللہ کے مخالف ہے تو یہ سب صورتین اس سے بڑھکر مخالف ہین (باوجود اسکے ان سب پر (سوای یمین رد کے) حضرات حنفیہ کا عمل ہی چنانچہ عنقریب شہادت عبارات کتب حضرات کے اسپر آتی ہی) اور اگر یہ چیزین مخالف قرآن نہین ہین۔ بلکہ فیصلہ کی کئی صورتین ہین۔ اور

وان لم یکن هذه الاشیاء مخالفة للقرآن وطرق الحکم شتی وطرق حفظ الحقوق شتی۔ ولیس بینهما تلازم فتحفظ الحقوق بما لا یحکم به الحاکم مما یعلم صاحب الحق انه یحفظ به حکم الحاکم [illegible] صاحب الحق۔ ولا خطر علی باله من نکول ورد یمین وغیر ذلك

محافظت حقوق کے لئے مختلف راہین ہین۔ جنمین آپسمین ملازمت نہین (کہ جہان ایک ہو دوسر بہی ہو) تو چاہئے کہ لوگ اپنی حقوق کے حفاظت کے لئے وہ صورتین [illegible] ہین محافظ حق جانتی ہون گو حکام انپر فیصلہ نکرین۔ اور حکام ان صورتون سے فیصلہ کرین جنکو صاحب حقوق جانتے بہی نہون اور نہ انکے دل مین کبہی گذرے ہون۔ جیسے نکول (جسکے حنفی قائل ہین) یا رد یمین (جسکے شافعی قائل ہین)۔

والقضاء بالشاهد والیمین مما اراه الله لنبیه صلی الله علیه وسلم فانه سبحانه قال انا انزلنا الیك الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراك الله وقد حکم بالشاهد والیمین فهو مما اراه الله قطعا

اور فیصلہ بشاہد و یمین وہ چیز ہے کہ اللہ تعالے نے آنحضرت کو سوجہایا ہی۔ چنانچہ اللہ تعالے کہا ہی (ای نبی) ہمنے تیری طرف حق کے ساتہہ کتاب اسلئے اُتاری ہی تاکہ تو لوگو نمین فیصلہ کرے اس طریق سے جو اللہ نے تجہے سوجہایا ہی۔ اور (جب) آنحضرت صلعم نے بشاہد و یمین

ومن العجائب رد الشاهد واليمين والحكم بمجرد النكول الذی هو سکوت ولا ینسب الی ساکتٍ قولٌ

فیصلہ کیاہی تو یہ یقیناً اللہ تعالے کا سوجہایا ہوا ہی اور بڑی عجب بات ہی کہ فیصلہ بشاہد ویمین تو رد ہو اور نکول (جو محض سکوت ہوتا ہی - اور اسمین سکوت کنندہ کیطرف کوئی بات منسوب نہین کی جا سکتی) مقبول

مترجم کہتا ہی حنفیہ کے نزدیک محض سکوت سے بھی نکول ثابت ہوتا ہی جیسے صریح انکار سے - چنانچہ شرح وقایہ مین ہی بصفحہ (۲۶۳) فان نکل مرۃ ش ای قال لا احلف او سکت بلا آفة وقضی بالنکول

صنہ - حاشیہ

والحکم لمدعی الحائط اذا کانت الیه الجذوع [illegible] وهو الصحیح من الاجر والیه معاقد القمط کما یقوله ابو یوسف

اور نیز عجائبات سے ہے - شاہد ویمین کو رد کرنا اور مدعی دیوار [illegible] جب اسکیطرف کڑیان یا کھڑکیان ثابت اینٹون سے نکلی ہوئی ہون یا اُسکی طرف رسیونکی گرہین ہون فیصلہ دینا چنانچہ امام ابو یوسف قائل ہین

فاین هذا من شاهد العدل المبرز فے العدالة التی یکاد یحصل العلم بشهادته اذا انضاف الیها یمین المدعی

سو کہان یہ اور کہان ایک شاہد عادل کھلی عدالت والا - جسکی عدالت کی سبب شہادت سے یقین حاصل ہو سکتا ہے - جب اُسکی ساتھہ مدعی کی قسم بھی شامل ہو

واین الحکم بلحوق النسب بمجرد العقد واذ علمنا قطعا ان الرجل لم یصل الی المرأة من الحکم بالشاهد والیمین

اور کہان یہ حکم کہ مجرد نکاح ہو جانے سے کسی مرد اور عورت کے اگر بچہ پیدا ہو تو وہ ناکح کا بیٹا ہی - اگرچہ ناکح کا منکوحہ کے پاس نہ جانا یقیناً معلوم

ہو - اور کہان حکم بشاہد و یمین

مترجم کہتا ہی ان حضرات کی در مختار مطبوعہ دہلی کے ص ۲۶۵ مین لکھا ہے -
قد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینہما مسافۃ
سنۃ فولدت لستۃ اشہر منذ تزوجہا لتصورہ کرامۃ

ترجمہ - ہمارے (حنفیہ) علماء نے نکاح بلا مجامعت کو ثبوت نسب کیواسطے کافی سمجھا ہی جیسے کسی نے مغرب مین کسی عورت سی جو مشرق مین ہی نکاح کیا اسمین اُسمین ایکسال کا راستہ ہی اسلیئے دونو کا وصال نہوا) اور عورت نے شروع نکاح سے چھٹے مہینے بچہ جنا تو وہ بچہ اُسی خاوند کا ہوگا - کیونکہ یہان ناکح کی کرامت متصور ہی - کہ برس کی راہ ایک دن مین طی کرکے عورت کے پاس جالگا ہو - ناظرین اہل انصاف اور حضرات کے فہم وانصاف کو ملاحظہ فرماوین - اور اگر مسیح علی کے خیالات و انکی تجویز آ مین کچھ فرق ہاوین تو اُس سے ہمکو آگاہ کرین - طی کرنا مسافت ایکسال کا ایکدن مین گو کرامتہ جائز ہے - و عقلا ممکن - ولیکن کرامت غیر نبی و امکان عقلی احکام شرعیہ و امور واقعیہ کے مناط نہین ہو سکتے - یہ ہو تو صدہا احکام شرعیہ واقعیہ درہم برہم ہو جاوین - اور حدود و قصاص و نکاح وغیرہ معاملات بالکل معطل ٹہیرین ۱۲

حاشیہ

واین الحکم بشہادۃ مجہولین لا یعرف حالہما من الحکم بالشاہد العدل المبرز الثقۃ مع یمین الطالب

اور کہان فیصلہ بشہادت دو مجہول شخصون کے جنکا حال معلوم نہوا اور کہان فیصلہ بشہادت عادل ظاہر معہ یمین مدعی

واین الحکم لمدعی الحائط بینۃ و بین جارہ یکون علیہ ثلثۃ جذوع من الحکم

اور کہان فیصلہ بحق مدعی دیوار جسمین مدعی اور اُسکا ہمسایہ دعویدار ہون اور مدعی کی اُسپر تین

بالشاهد واليمين

ومعلوم ان الشاهد العدل واليمين
اقوى فى الدلالة والبينة من ثلاثة
جذوع على الحائط الذى ادعاه
فاذا اقام جاره شاهدا وحلف
معه كان ذلك اقوى من شهادة الجذوع
هذا شان كل من خالف سنة صحيحة لا معارض
لها لابد ان يقول قولا يعلم ان القول تبلك السنة اقوى منه
ثم ذكر ابن القيم ما نسب الى البخارى
من الخلاف فى ذلك والجواب عنه ونقل
عن ابى عبد الله الحاكم تصحيح الحديث
وتوثيق راويه سيف بن سليمان وعن
ابى بكر قضاء على بذلك - ثم قال

قال ابو عبد الله وهم لعلهم
يقضون فى مواضع بغير شهادة شاهد
فى مثل رجل اكترى من رجل دارا فوجد
صاحب الدار فى الدار شيئا فقال
هذا لى وقال الساكن هو لى

ومثل رجل اكترى من رجل دارا فوجد فيها

شہتیر اپنی رکھی ہوں اور کہاں فیصلہ بشاہد ویمین
ظاہر ہے کہ شاہد عادل معہ یمین دلالت وبیان
مین تین شہتیروںسے زیادہ قوت رکھتا ہی
پس اگر ہمسایہ ایک گواہ قایم کر دے اور خود قسم
کہالے ۔ تو یہ امر شہتیر والی شہادت سے قوی ہوگا
ایسا ہی حال ہی ہر مخالف سنت صحیحہ کا جسکے معارض
دوسری سنت نہین کہ وہ ضرور ایسی ہی بات کہتا
ہوگا جس سے سنت بدرجہا قوی ہوگی
پہر **ابن القیم** نے امام بخاری کا اسباب بین خلاف
[illegible]
جواب ذکر کیا ۔ اور ابو عبداللہ حاکم (امام محدث)
سے حدیث کی صحت اور اُسکی راوی سیف بن
سلیمان کی توثیق نقل کی ۔ اور ابو بکر (محدث) سے
حضرت علی رض کا فیصلہ موافق اسکے نقل کیا ۔ پہر کہا
امام ابو عبداللہ (حاکم) نے فرمایا ہی یہ لوگ
(جو منکر حدیث شاہد مع الیمین ہین) بہت جگہہ
شہادت کے سوائے ہی فیصلہ کرتے ہین
(یعنی وہان ایک شاہد کی شہادت بھی نہین لیتے)
جیسے کسی نے ایک گھر کرایہ لیا ۔ اِسمین گھر کے مالک
نے کچھ پایا اور کہا کہ یہ ہمارا ہے ۔ کرایہ دار نے کہا کہ ہمارا
یا مثلاً کسینی کسیکا گھر کرایہ لیا ۔ اور اُسمین کُئی جیز پڑی

* پوشیدہ نہ رہے کہ حضرات حنفیہ [illegible] شہتیر [illegible] گواہ عادل [illegible] قوی [illegible] ان کی نسبت [illegible]

مکرر بہنیس ۱۲ راقم ایک حق پسند

دفون فقال ساکنها هی لی - وقال صاحب الدار هی لی

فقیل لمن یکون فقال هذا کله لصاحب الدار

مدفون ملین - کرایہ دار نے کہا کہ وہ میری چیزین ہین اور گھر والے نے کہا میری ہین

کسی نے امام ابو عبداللہ سے پوچھا کہ انکی نزدیک وہ کسکے چیزین ہونگی - فرمایا سبھی گھر والہ کی (یعنی یہان نہ ایک گواہ لیا نہ دو - اور بحق مدعی فیصلہ کیا اور مخالفت قرآن کا خیال نہ کیا پھر حدیث فیصلہ بشاہد و یمین مین کیا قصور دیکھا

وقال ابو طالب سئل ابو عبدالله عن شهادة الرجل ویمین صاحب الحق فقال هم یقولون لا یجوز شهادة رجل واحد ویمین وهم یجیزون شهادة المرأة الواحدة ویجیزون الحکم بغیر شهادة

ابو طالب نے کہا کہ امام ابو عبداللہ سے کسینے ایک گواہ کی شہادت اور مدعی کی قسم کا مسئلہ پوچھا تو آپنے فرمایا کہ وہ لوگ (منکرین) تو کہتے ہین ایک گواہ کی شہادت اور قسم مدعی جائز نہین - پر وہ اکیلی عورت کی شہادت جائز رکھتے ہین - اور بدون شہادت بھی فیصلہ کر دیتے ہین

قلت مثل ایش قال مثل الخص اذا ادعاه رجلان یعطونه للذی القمط مما یلیه

(ابو طالب کہتا ہے) مینے کہا **اسکی مثال** کیا ہے فرمانے لگے کہ جیسے چھپر ہے (پھوس کا گھر) جسمین دو آدمی مدعی ہون - وہ اسکو دلاتے ہین جسکے طرف اسکے باندہنے کی رسی قریب ہو

وفی الحائط اذا ادعاه رجلان نظروا الی البنیة فقضوا به لاحدهما بالبنیة

یا **مثلا** ایک دیوار ہے جسمین دو آدمی دعویدار ہین - اسمین دیوار کی عمارت کو دیکھتے ہین (یعنی آنے جانیکے دروازے یا کھڑکیان اور اینٹونکے رخ) جسکی جانب پاتے ہین اسکو دلواتے ہین

والزبل اذا كان فی الدار وقال صاحب الدار اكو بيتك الدار وليس فيها زبل وقال الساكن كان فيها هذا لزمه احدهما بلا بينة

والقابلة تقبل شهادتها فی استهلال الصبی

انتهى ما فی الطرق الحكمية مختصرًا

قلت وهذه الوجوه قد شافه باكثرها الامام الشافعی محمد بن الحسن والزمه [illegible]

الشريف فی هذا المقام فانه يشتمل علی فوائد وعجائبات توئيد المراد

قال المورخ البارع الشيخ عبد الوهاب السبكی فی ترجمة الحسين بن علی بن يزيد

ومن الفوائد عنه كتبت الی زينب بنت الكمال عن الحافظ ابی الحجاج يوسف بن خليل اخبرنا ابو المكارم احمد

ایسی ہے اگر کوڑی (کوڑہ کا ڈہیر) کسی کرایہ کے گھر مین ہو اور گھر والہ کرایہ دار کو کہے کہ مینے تجھے گھر کرایہ دیا ہے تو اسمین یہ کوڑی نہ تھی۔ کرایہ دار کہے یہ جب ہی اسمین تھی۔ تو اسکو ایک کے ذمہ لگاتے ہین۔ اور بچے (نو پیدا) کے بولنے اور جیتا پیدا ہونے مین اکیلی دایہ کی شہادت قبول کرتے ہین

مضمون طرق حکمیہ باختصار تمام ہوا

مین (مترجم) کہتا ہون یہ وجوہات جو امام ابن القیم و ابو عبد اللہ حاکم نے ان حضرات کے [illegible]

امام محمد کو بالمشافہ کہی ہین اور اُن سے اُنکو الزام دیا اور خوب ملزم کیا۔ اِس مقام مین اُس کلام امام شافعی کا وارد کرنا خوب مناسب ہی کیونکہ ایسے عجائبات و فوائد پر مشتمل ہے جو ہماری مدعا کے موید ہین

امام سبکی نے کتاب طبقات کبری مین بذیل ترجمہ حسین بن علی کرابیسی کے کہا ہے

کرابیسی کے افادات سے ایک یہ بات ہے کہ اُس نے کہا مجھے زینب بنت کمال نے لکھا کہ وہ ابو الحجاج یوسف بن خلیل سے روایت کرتی ہے (اُسنے کہا)

[illegible] من الطبقات الكبرى للشافعية

بن محمد اللبان اخبرنا ابو علی الحسن بن
احمد الحداد اخبرنا الحافظ ابو نعیم احمد
بن عبد الله الاصبهانی حدثنا عبد الله
بن محمد بن جعفر حدثنا عبد الرحمن بن داؤد
بن منصور حدثنا عبید بن خلف البزار
ابو محمد حدثنی اسحٰق بن عبد الرحمن
قال سمعت الحسین الکرابیسی قلت
کذا فی السند عبید عن اسحٰق وعبید
صاحب الکرابیسی ولا یمنع ان یسمع عنه
کما سمع منه

رجع الحدیث الی الکرابیسی
سمعت الشافعی یقول کنت اقرء کتب
الشعر فاتی البوادی فاسمع منهم قال
فقدمت مکة منها فخرجت وانا اتمثل
بشعر للبید - فضربنی رجل من ورائی
من الحجبة فقال رجل من قریش
ثم ابن المطلب رضی من دینه ودنیاه
ان یکون معلما للشعر

مجھے ابو علی حسن بن احمد نے خبر دی (اُسنے کہا)
مجھے حافظ ابو نعیم اصفہانی (صاحب کتاب حلیۃ الاولیا)
نے خبر دی ہے (اُسنے کہا) مجھے عبد اللہ
بن محمد بن جعفر نے حدیث سنائی (اُسنے کہا)
مجھے عبید بن خلف بزار نے حدیث سنائی (اُسنے
کہا) مجھے اسحٰق بن عبد الرحمن نے حدیث سنائی
اُسنے کہا مینے حسین کرابیسی سے سنا مین (مولف
کتاب طبقات) کہتا ہون اِس سند مین ایسا ہی ہے
کہ عبید نے اسحاق سے روایت کی ہے - اور عبید خود بھی
کرابیسی کا شاگرد ہے - اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عبید نے
[illegible] بلاواسطہ کرابیسی
سے سنی ہے
پھر حدیث کرابیسی کی شروع ہوئی
(اُسنے کہا) مینے امام شافعی سے سنا وہ کہتے
مین اشعار کی کتابین پڑھا کرتا تھا - پس اہل بادیہ کے
پاس جاتا اور اُن سے شعر سنتا پس مین وہان سے
مکہ آیا - پھر وہان سے جو نکلا تو لبید کا کوئی شعر
پڑھنے لگا - پس میرے پیچھے سے مجھے ایک (کعبہ
کے) دربان نے مارا اور کہا کہ یہ شخص قریش سے
ہے پھر خاص کر اولاد مطلب سے - اپنے دین و دنیا
اسباب پر راضی ہو بیٹھا ہے کہ شعر کا معلم بنے

الہ بنختر

ما الشعر اذا استحکمت فیه الاقعدت
معلما بفقه یعلمک الله فقال فنفعنی الله
بکلام ذلک الحجبی فرجعت الی مکة فکتبت
عن ابن عیینه ما شاء الله ان اکتب

ثم کنت جالس مسلم بن خالد الزنجی ثم
قدمت علی مالک بن انس فکتبت موطاه
فقلت له یا ابا عبد الله اقرء علیک
قال یا ابن اخی تاتی برجل یقرءه علی
تسمع فقلت اقرء علیک فتسمع الی
کلامی فقال لی اقرء فلما سمع کلامی بقرءة
کتبه اذن لی فقرءت علیه حتی بلغت کتاب
السیر فقال لی اطوه یا ابن اخی تفقه تعلو
فجئت الی مصعب بن عبد الله فکلمته
ان یکلم

شعر چیز ہی کیا ہی - اسمین پختہ بھی ہوا تو کیا ہوا -
فقہ (دین مین سمجھہ) کا معلم ہو کر کیون نہین بیٹھا
اللہ تجھی علم دے - شافعی نے کہا مجھے اس دربان
کی کلام نے نفع دیا - پس مین مکہ کو پھر آیا - اور
وہان (سفیان) بن عیینہ (محدث) سی کچھہ لکھا
جو اللہ نے چاہا (یعنے اس سے حدیثین سنکر
لکھہ لین)
پھر مین مسلم بن خالد زنجی کے مصاحبت و ملازمت
مین رہا - پھر مدینہ مین (امام) مالک بن انس کے
پاس آیا اور مُنکی موطا لکھی - پھر مینے امام مالک
سے کہا ای ابو عبد اللہ مین اس کتاب کو آپکی سامنے
پڑہون - اُنہون نے کہا اور کسیکو لاؤ - وہ پڑھے
اور تم سنو - مینی عرض کیا مین ہی پڑہتا ہون
آپ سنین - فرمایا کہ ہان پڑہو - جب اُنہون
نے میری قراءۃ سُنی تو پڑہنی کی اجازت دی
پس مینی وہ کتاب پڑہی یہانتک کہ کتاب السیر تک
(جسمین لڑائیونکا ذکر ہے) پہنچا - پس امام مالک
نے فرمایا - اسکو اب بند کرو - اور فقہ (دین مین
سمجھہ) پیدا کرو - تم عالی رتبہ ہو جاؤگے - امام شافعی
نے کہا مین پھر مصعب بن عبد اللہ (ارکان دولت
ہارون رشید سی تھی) کے پاس آیا اور کہا کہ ہمارے

بعض اهلنا فيعطينا شيئا من الدنيا
فانه كان لى من الفقر والفاقه ما الله
به عليم - فقال لى مصعب اتيت
فلانا فكلمته فقال لى اتكلمنى فى رجل
كان منا فخالفنا فاعطانى مائة دينار

وقال لى مصعب ان هارون الرشيد
قد كتب الى ان اصير الى اليمن قاضيا
فخرجت معه فلما صرنا الى اليمن
[illegible]
وجالسنا الناس كتب مطرف بن [illegible]
مازن الى هارون الرشيد ان اردت
اليمن ان لا يفسد عليك ولا يخرج من
يديك فاخرج عنه محمد بن ادريس
وذكر اقواما من الطالبين
قال فبعث الى حماد البربرى فاوثقت
بالحديد حتى قدمنا على هارون بالرقة
قال فادخلت على هارون قال
فاخرجت من عنده

بعضے بہائی بندون کو امرا قریش سے سفارش آپ
کہین کہ وہ مجھے کچھ دنیا مین سے دین - مجھے فقر
و فاقہ اسقدر لاحق ہے کہ خدا جانتا ہے - مصعب نے
کہا کہ مین اسکے پاس گیا اور سفارش کی تو اُسنے
جواب دیا تم ایسے شخص کی سفارش کرتے ہو جو
ہم مین سے تھا پھر مخالف ہو گیا - پھر مجھے ایک سو
اشرفی دی
اور مجھے مصعب نے کہا کہ ہارون رشید نے مجھے لکھ بہیجا ہے
کہ مین یمن مین قاضی ہو کر جاؤن - پہر مین بھی
اُنکے ساتھ چل نکلا - جب ہم یمن پہنچے اور لوگون سے
ہم مجلس ہوئے تو مطرف بن مازن [illegible] امام شافعی
کا حریف دنیاوی یا مذہبی) نے ہارون رشید کو
لکھا کہ آپ چاہتے ہین کہ ملک یمن بگڑ نجاوے
اور آپکے ہاتھون سے نہ نکلے تو محمد بن ادریس
(امام شافعی) کو وہان سے نکال دین - اور
کئی اور لوگونکا بھی ذکر کیا جو طالب العلم تھے - پس
ہارون رشید نے میری طرف حماد بربری کو گرفتار
کرنے کے لئے بہیجا - پس مین لوہی (کے زنجیر)
سے باندھا گیا - یہانتک کہ ہم سب ہارون کے پاس
بمقام رقہ (شہر کا نام ہی) پہنچے - پہر میری ہارون
کے سامنے پیشی ہوئی - پھر وہان سے نکالا گیا

قال وقدمت ومعی خمسون دینارا۔
قال ومحمد بن الحسن یومئذ بالرقة
فانفقت تلك الخمسین دینارا علی
کتبهم
قال فوجدت مثلهم ومثل کتبهم مثل
رجل کان عندنا یقال له فروخ۔
وکان یحمل الدهن فی زق له وکان
اذا قیل له عندك فوستان قال نعم
وان قیل عندك زنبق قال نعم فان
قیل [illegible]
ادنی۔ وللزق رؤس کثیرة فیخرج
له من تلك الدهن وانما هی دهن واحد

فوستان بالسین المهملة

من واحدة

پہر مین (شہر مین) آیا تو میرے پاس پچاس اشرفیان
منجملہ اکیو تہین وہ مینے حنفیہ کے کتب پر خرچ کین
(اور انکو خرید کیا) اسدن امام محمد (شاگرد ابو حنیفہ)
رقہ مین تہے پس مینے انکی اور انکی کتابون کی ایسی
مثال دیکھی جیسے ہمارے ہان ایک آدمی
فروخ نامی تہا۔ وہ ایک مشک مین تیل لادلایا
کرتا۔ جب اُسکو کوئی کہتا کہ تیرے پاس فوستان
ہے (ایک تیل کا نام ہی) تو کہتا کہ ہان۔ اور جب
کہا جاتا کہ چنبیلی کا تیل ہی تو یہی کہتا ہان ہے اور
اگر [illegible]
ہان ہے۔ جب اسکو کہا جاتا کہ دکہا تو یہی تو ایک
تیل نکال دیتا۔ مشک کو اُسنے کئی منہہ لگا رکھے
تھے۔ ایک سے چنبیلی کا تیل نکالتا۔ دوسرے
سے دوسرا اور واقع مین ایکہی تیل ہوتا۔ اور
ایک ہی مشک کا

مترجم کہتا ہی ہمارے زمانہ مین ایسے بے تمیز و بددیانت بعضی عطار
ہوتے ہین جو ایک ہی بوتل سے شربت بنفشہ نکالدیتے ہین اور اُسی سے
شربت نیلوفر و سکنجبین۔ اور ایک ہی شیشہ سے عرق کیوڑہ نکالدیتے
ہین اور اُسی سے عرق بادیان و عرق گلاب۔ یہ لوگ بھی اُسی شخص کی
ذریات سی معلوتے ہین ۱۲

حاشیہ

وکذلك وجدت کتاب ابی حنیفة انما یقولون
امام شافعی نے کہا مینے ابو حنیفہ کی کتاب کو ایسا ہی

كتاب الله وسنة نبيه عليه السلام وانما هم مخالفون له

وقال فسمعت مالا احصيه محمد بن الحسن يقول ان تابعكم الشافعي فما عليكم من الحجازي كلفة بعد كا

بايعكم

فجئت يوما فجلست اليه وانا من اشد الناس هما وغما من سخط امير المومنين وزادي نفقد فقد قال [illegible] جلست اليه اقبل محمد بن الحسن يطعن على اهل دار الهجرة فقلت على من تطعن على البلد ام على اهله والله لئن طعنت على اهله انما تطعن على ابي بكر وعمر والمهاجرين والانصار

قد نقل ن

وان طعنت على البلدة فانها بلدتهم التي دعا لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يبارك لهم في صاعهم ومدهم وحرمها كما حرم ابراهيم مكة لا ينفر صيدها فعلى ايهم تطعن فقال معاذ الله ان اطعن على احد منهم

لا ينفر

پایا (یعنی فروخ کی وہ مشک) یہ لوگ تو کہتے ہیں کہ وہ اللہ ہی کی کتاب ہے - اور نبی کی سنت - اور درحقیقت وہ کتاب اللہ وسنت کے مخالف ہیں

امام شافعی نے کہا مینے (امام) محمد کو بہت دفعہ کہتا سنا کہ (لوگو) اگر یہ شافعی تمہارا تابع ہو گیا تو پھر تمکو کسی حجازی (ساکن مکہ ومدینہ) کیطرف سے تکلیف نہوگی

پھر ایک دن مین امام محمد کے پاس بیٹھا - اور مین امیر المومنین (ہارون رشید) کے غصہ کے سبب سے غمگین تھا اور [illegible] جھکا تھا جب مین بیٹھ گیا تو محمد بن حسن اہل مدینہ پر طعن کرنے لگا مینے کہا کس پر طعن کرتے ہو - اس شہر پر یا شہر والے لوگونپر بخدا اگر ان لوگونپر طعن کرتے ہو تو گویا ابو بکر وعمر ومہاجرین وانصار پر طعن کرتے ہو -

اور اگر اس شہر پر طعن کرتے ہو تو یہ وہ شہر ہے جسکے لئے آنحضرت صلعم نے دعا کی ہے کہ اسکے ماپ وتول مین برکت ہو - اور اسکو آنحضرت ص نے حرم بنایا جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا کہ اسکا کوئی شکار نہ کرے - سو بتلاؤ کس پر طعن کر رہے ہو - امام محمد بولے کہ اللہ کی پناہ

او علی بلدته انما اطعن علے حکم من احکامه - فقلت وما هو - قال الیمین مع الشاهد فقلت له لما طعنت قال فانه مخالف لکتاب الله

اس سے کہ مین شہر پر طعن کرون یا اسکے لوگون پر - بین تو اُسکے ایک حکم پر طعن کرتا ہون - مینے کہا وہ کیا ہے وہ بولے فیصلہ بشاہد و یمین - مینے کہا اسپر کیون طعن کرتے ہو بولے اسلئے کہ یہ قرآن کے مخالف ہے - مینے کہا جو حدیث قرآن کے خلاف پاؤگے اسکو ساقط کروگے - وہ بولے ہان ایسا ہی واجب ہے

فقلت ما تقول فی الوصیة للوالدین فتفکر ساعة - فقلت له اجب - فقال لا یجوز فقلت له هذا مخالف لکتاب الله [illegible] صلی الله علیه وسلم قال لا وصیة للوالدین

پہر مینے پوچھا والدین کے حق مین وصیت کرنیکو کیا کہتے ہو وہ ایک گہڑی سوچ مین رہے - مینے کہا جواب دو بس بولے یہ وصیت جائز نہین - مینے کہا یہ حکم بھی تو کتاب [illegible] جائز نہین بولے اسلئے کہ حضرت نے فرمایا ہے ماں باپ کے لئے وصیت نہین -

مترجم کہتا ہے اسمین امام شافعی کا الزام امام محمد پر پورا ہوا کہ انہون نے اس حدیث عدم وصیت والدین کو ظاہر قرآن کے خلاف مین مان لیا - پہر حدیث شاہد و یمین کو خلاف قرآن سمجھکر کیون نمانا ۱۲

قال **فقلت له** اخبرنی عن شاهدین حتم من الله قال فما ذا ترید من ذا

شافعی نے کہا پہر مینے پوچھا بتلاؤ یہ حکم دو گواہ کا اللہ کیطرف سے ایسا واجب متعین ہے جسکا خلاف درست نہین امام محمد بولے اس سوال سے تمہاری کیا مراد ہے -

قال **فقلت له** لئن زعمت ان الشاهدین حتم من الله لا غیره کان ینبغی لک ان

مینے کہا (مراد یہ ہے) کہ اگر تم کہو یہ حکم ایسا واجب جسکا خلاف کہین نہین تو چاہیئے کہ جب زانی زنا کرے

فقلت فکل خبر یاتیک مخالفا لکتاب الله یسقط قال کذلک یجب فقلت

لا غیره

قول اذا زنی زان فشهد علیه شاهدان ان کان محصنا رجمته وان کان غیر محصن جلدته

قال فان قلت لك ليس هو حتم من الله

قال قلت له اذا لم يكن حتم من الله فنزل كل الاحكام منازله

فی الزنا اربعا - وفی غیره شاهدین

وفی غیره رجلا وامرأتین

وانما اعنی فی القتل لا یجوز الا شاهدین

فكذلك كل حكم منزل حيث انزله الله

منها بر جل وامرأتين ومنها شاهد و يمين

فرئيتك تحكم بدون هذا - قال ما احكم بدون هذا - قال فقلت له

ما تقول فی الرجل والمرءة

اذا اختلفا فی متاع البیت فقال اصحابی یقولون فیه ما کان للرجال فهو للرجال وما کان للنساء فهو للنساء -

قال فقلت اکتاب الله هذا - ام بسنة رسول الله

قال فقلت له ما تقول فی الرجلین

اور اُسپر دو شخص گواہی دین تو اسکو متزوج ہونی کی صورت مین سنگسار کرو ورنہ سو درہ لگاؤ

امام محمد بولے اگر مین کہون کہ دو گواہ واجب متعین نہین تو پھر کیا ہوگا - شافعی نے کہا واجب متعین نہین تو سبھی احکام کو اپنی اپنی جگہ اُتارو

شہادت زنا مین چار گواہ ہون اور بعض جگہہ دو - اور بعض جگہہ ایک مرد اور دو عورتین

مینے جو کہا ہے کہ بعض جگہہ دو ہی چاہئیں اس سے مراد قتل ہے اسیطرح سبھی احکام کو اُسجگہہ اُتارنا چاہیے جہان اللہ نے اُتارے ہین بعضی جگہہ چار ہوتے ہین اور بعضی جگہہ دو بعضی جگہہ ایک مرد دو عورتین اور بعضی جگہہ ایک گواہ اور قسم مدعی کی (شافعی نے کہا) پھر تمکو ایسا ہی دیکھتا ہون کہ تم ان سب صورتونکی خلاف فیصلہ کرتے ہو - امام محمد بولے کیا فیصلہ کرتا ہون شافعی نے کہا (بتلاو) مرد اور عورت خانگی اسباب مین دعویدار ہووے اسمین کیا کہو گے - امام محمد بولے ہمارے لوگونکا اسمین یہ قول ہے کہ جو چیز مردونکی لئے ہوتی ہے وہ مرد کو دلائی جاوے - اور جو عورتون سے مخصوص ہوتی ہے وہ عورت کو شافعی نے کہا (بتلاؤ) یہ حکم کتاب اللہ کا ہے یا سنت رسول اللہ کا

شافعی نے کہا پھر مینے کہا اُن شخصونکی حق مین

اذا اختلفا فی الحائط فقال فی قول اصحابنا اذا لم یکن لهم بینة ینظر الی العقد من این هو البناء فاحکم لصاحبه

قال فقلت له ابکتاب الله قلت هذا ام بسنة رسول الله قلت هذا وقلت ما تقول فی رجلین بینهما خص فختلفان لمن یحکم اذا لم یکن لهم بینة قال انظر الی المعاقد من ای وجه هی فاحکم له

فقلت له بکتاب الله قلت هذا ام بسنة رسول الله قال فقلت له ما تقول فی ولادة امرءة اذا لم یحضرها الا امرءة واحدة وهی القابلة وحدها نقبلها ...... قال فاحکم به

فقلت له قلت هذا بکتاب الله ام بسنة رسول الله قال قلت له من کانت هذه احکامه فلا یطعن علی غیره

ثم قلت له اتعجب من حکم حکم به رسول الله

قال فقال الشهادة جائزة ... وحدها نقبلها

کیا کہو گے - جنہون نے ایک دیوار مین جہگڑا کیا -

امام محمد بولے ہماری ساتہیونکا اسمین یہ قول ہی کہ جب انکو گواہ نہون تو عمارت کو دیکھا جاوے - وہ کسکی ہی (یعنے اینٹونکی رخ و آنے جانیکے رستون سے) پس جسکی ہو اسکو دلائی جائے

شافعی نے کہا یہ فیصلہ کتاب اللہ سے کیا یا سنت رسول اللہ سے اور مینے کہا اُن دو شخصونکی مقدمہ مین کیا کہو گے جنہون نے ایک چہپرا یا پہوس کے گہر مین اختلاف کیا کسکو دلاؤ گے اگر گواہ نہون -

امام محمد بولے رسیونکی گرہونکو دیکھین گے وہ جسکی طرف ہین اسیکو دلائینگے

مینے کہا یہ فیصلہ کتاب اللہ کا ہے یا سنت رسول اللہ کا شافعی نے کہا پہر مینے کہا کسی عورت کے جننے پر دایہ کی شہادت مین کیا کہو گے - جب سوائے ایک دایہ کے وہان دوسرا کوئی نہو

امام محمد نے کہا اکیلی دایہ کی شہادت مقبول ہے مین اسپر فیصلہ کرونگا مینے کہا یہ بات قرآن سے کہی یا حدیث رسول اللہ سے +

شافعی نے کہا مینے انکو کہا کہ جو آپ ایسے فیصلے کرے وہ دوسرے پر طعن نکرے

پہر مینے انکو کہا - کیا تم ایسے حکم پر طعن کرتے ہو جو

صلی اللہ علیہ وسلم وحکم بہ ابوبکر وعمر
وحکم بہ علی بن ابی طالب بالعراق و
قضی بہ شریح

قال ورجل من ورائی یکتب الفاظی
وانا لا اعلم فادخل علی ھارون وقرءہ
علیہ - قال فقال لی ھرثمۃ بن اعین
کان متکئا فاستوی جالسا قال
اقرءہ علی ثانیا - قال فانشاء ھارون
یقول صدق اللہ ورسولہ صدق اللہ
ورسولہ تعلموا من قریش ولا تعلموھا
قدموا قریشا ولا تؤخروھا

لا انکر ان یکون محمد بن ادریس
اعلم من محمد بن الحسن -

قال فرضی عنی وامر لی بخمس مائۃ دینار
فخرج بہ ھرثمۃ وقال لی بالسوط ھکذا
فاتبعتہ فحدثنی بالقصۃ - وقال
قد امر لک بخمسمائۃ دینار وقد اضفت
الیھا مثلھا

جو آنحضرت صلعم نے فیصلہ کیا ہے - اور ابوبکر اور عمر
نے اور علی بن ابی طالب نے عراق مین اور شریح نے
(یہ حضرت علی مرتضی کے نائب و قاضی تھی)

شافعی نے کہا ایک آدمی میرے پیچھے سے میرے
الفاظ لکھتا جاتا تھا اُسنے وہ تحریر ہارون رشید کے
پاس پہنچائی - اور اُنکو پڑھ سنائی ہرثمہ بن اعین
(مصاحب ہارون رشید) نے مجھسے ذکر کیا کہ جب
اُسنے پہلی دفعہ اس تحریر کو پڑھا تو ہارون ٹیک
لگائی بیٹھا تھا - پھر برابر ہوکر بیٹھ گیا اور کہا اسکو
دوبارہ پڑھو - پھر ہارون کہنے لگا صدق اللہ ورسولہ
یعنی اللہ اور اسکے رسول نے سچ کہا ہے قریش سے
(جنمین سے امام شافعی تھے) سیکھو - انکو مت سکھاؤ
قریش کو آگے کرو انکو پیچھے مت ہٹاؤ

مین اسبات کا منکر نہونگا کہ (امام شافعی) (امام) محمد بن
حسن سے بڑھکر عالم ہین

امام شافعی نے کہا پھر ہارون رشید (جو مجھ سے خفا
تھا) خوش ہوگیا - اور مجھے پانسو اشرفی انعام دینے کا
حکم دیا - وہ ہرثمہ لے آیا اور مجھے چابک سے اشارہ کیا
مین اُسکے پیچھے ہو چلا تو مجھے سارا قصہ سنایا - اور کہا کہ
ہارون رشید نے پانسو اشرفی انعام کا تیرے لئے
حکم دیا ہے - اور پانسو اشرفی مینے اپنی طرف سے ملادی ہے

قال فما ملكت قبلها الف دينار الا في ذلك الوقت انتهى ما في الطبقات الكبرى للسبكي

قلت ومن فوائده سوى ما اردنا بنقله ان ما اشتهر على السنة الحنفية وتلقاه بعض الشافعية تقربا الى السلاطين من الحنفيين ان الشافعي تلميذ الامام محمد بن الحسن وانه قال الناس في الفقه عيال على ابيحنيفه وانه قال ان الله تعالى اعانني على الفقه بمحمد بن الحسن وانه قال من اراد ان يتبحر في الفقه فعليه باصحاب ابيحنيفه وامثال ذلك كله من المفتريات على الشافعي لان التلامذة اهل الرشاد المجتنبين عن العقوق والعناد لا يخاطبون الاساتذة بنحو هذا الكلام المشتمل على الطعن والالزام او يقال ان الشافعي عق الاستاذ و النقول بهذا الیس بهين ولا بينا

شافعی نے کہا اسدن سے پہلے مین کبھی ایک ہزار اشرفی کا مالک نہوا تھا مضمون طبقات کبری سبکی کا تمام ہوا

مین (مترجم) کہتا ہون کہ اس قصہ کے فواید سے علاوہ اس مقصود کے جسکے لئے ہمنے اسکو نقل کیا ہے یہ بھی ہے کہ جو حنفیہ کی زبانون پر مشہور ہے اور بعضے شافعیون نے بھی حنفی بادشاہون کی خوشامد کے لئے اسکو قبول کر لیا ہے کہ امام شافعی امام محمد کے شاگرد ہین - اور انہون نے یہ باتین کہی ہین -

(۱) سب لوگ فقہ مین امام ابوحنیفہ کے ذریات و تابع ہین

(۲) اللہ تعالے نے مجھے امام محمد کے سبب فقہ مین مدد دی ہے

(۳) جو کوئی فقہ مین تبحّر پیدا کرنا چاہے - وہ ابو حنیفہ کے اتباع کی ملازمت کرے - ایسی ہی اور باتین - یہ سب **بناوٹی باتین ہین** اسلئے کہ شاگرد رشید جو استاذون کے عاق نہون استاذون سے ایسی کلام نہین کرتے - جو طعن و الزام پر مشتمل ہو - جیسے کہ اس مناظرہ مین شافعی سے امام محمد کے مقابلہ مین ہوئی یا یون کہو کہ امام شافعی استاذ کے عاق ہوگئے تھے - ولیکن امام شافعی کی نسبت یہ بات بنانا سہل نہین اور نہ ظاہر

وهذه الوجوه التي الزم بها الامام

الشافعي واتباعه الامام محمد بن الحسن

واشياعه اكثرها موجود في كتب مذاهبهم

وفتاوى علمائهم فالحكم بالنكول في شرح الوقاية ص ۲۶۳

والدر المختار ص ۵۴۸ والقضاء بالجذوع

في شرح الوقاية ص ۲۷۱ والدر المختار ص ۵۵۹

وقبول المرأة وحدها في الشهادة في

شرح الوقاية ص ۲۴۳ والدر المختار ص ۵۱۴

والحكم في متاع البيت بالخصوصيات

في الميزان الكبرى للشعراني ص ۲۳۱

یہ وجوہ الزام جنسے امام شافعی اور

انکے اتباع نے امام محمد اور انکے گروہ کو مسئلہ

قضاء بشاہد و یمین مین ملزم کیا ہی یہ اکثر کتب

مذہب حنفیہ مین موجود ہین سو نکول پر فیصلہ

شرح وقایہ مین بصفحہ (۲۶۳) ہی اور در مختار

مین بصفحہ (۵۴۸)

اور شہتیر پر فیصلہ (مقدمہ دیوار مین) فیصلہ

شرح وقایہ مین بصفحہ (۲۷۱) ہی اور در مختار

مین بصفحہ (۵۵۹) اکیلی عورت کی شہادت

قبول کرنا شرح وقایہ مین بصفحہ (۲۴۳) ہی

اور در مختار مین بصفحہ (۵۱۴)

اثاث البیت کے جھگڑے مین یہ فیصلہ کرنا کہ جو

چیز مردون سے خاص ہوتی ہی وہ مرد کو

دلانی چاہیئے اور جو عورتون سے مخصوص

ہو وہ عورت کو میزان کبری کی دوسری

جلد مین بصفحہ (۲۳۱) ہے

تنبیہ تشتمل علی تبرئة وتنزیه

للامام الهمام ابی حنیفة النعمان ومن وافقه من السلف علیهم الرضوان

یہ جسقدر رد کی ہوئی ہے حنفیہ پر ہوئی ہے

نہ امام حنفیہ ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ پر یا مسائل مذکورہ

مین انکے اسلاف پر حاشا جنابہم

عن ذلک اسلئے کہ اگرچہ امام ابو حنیفہ اور

بعض سلف ان مسایل فرعیہ روشا مدہہین اور اُسکے نظایر مین حنفیہ کی ساتہہ شراکت رکہتی ہین - ولیکن مذہب حنفیہ اور امام ابو حنیفہ اور انکے اسلاف مین فرق بین ہی - جو انکو ایسے دہے سے بری کرتا ہی

وہ یہہ ہی کہ امام ابو حنیفہ و بعض سلف مسایل مذکورہ کے قایل ہین تو سبب اُس کا یہی ہی کہ اِن مسایل مین احادیث صحیحہ انکو نہین پہنچین اور اگر پہنچین ہین تو بسند ثقات نہین پہنچین [illegible]
[illegible]
احادیث کو نہین مانا - اور انکی رد و ابطال کے لئے ان اصول کو وضع کیا

(۱) عام کتاب اللہ قطعی ہی
(۲) خبر واحد سی اُسکی تخصیص یا تقیید یا اسپر زیادت جایز نہین ہے
(۳) زیادۃ ایک قسم نسخ ہی
(۴) غیر فقیہ کی روایت مخالف قیاس مقبول نہین ہے وعلی ہذا القیاس

بخلاف حضرات حنفیہ (مصداق - ع بدنام کنندۂ نکو نامی چند) کے کہ انہون نے احادیث صحیحہ کو جانکر انکو خالی از قدح و ظاہری انقطاع مانکر محض نصرتِ مذہب کے لئے انکو رد کیا - اور اُنکے رد کے لیے اُن اصول کو گھڑ دیا

بلکہ ہمارا اور ہر محقق کا یہ گمان ہی کہ فن اصول فقہ اسی غرض سے بنایا گیا ہی - اور مقصود ان حضرات کا وضع اصول مخترعہ سے فقط ردِ حدیث ہی - انہون نے جب اقوال ابو حنیفہ کو خلاف احادیث صحیحہ پایا (جسکا سبب محققین و منصفین کے نزدیک احادیث [illegible]
[illegible]
آتا ہی) تو ان اقوال کی تصحیح و تائید کے لئے بجز وضع اصول رد حدیث کچھ چارہ و حیلہ نہ دیکھا - پس ان اصول کو وضع کیا

یہ بات مین فقط متاخرین ہی کی نسبت نہین کہتا بلکہ اُنکے متقدمین مقلدین کی نسبت بھی یہی خیال رکھتا ہون -

علی بزدوی (جسکو یہ فخر الاسلام کہتی ہین) سے لیکر آجتک اکثر ایسی ہی چلے آئے ہین اور بغرض نصرت مذہب ان تکلفات کے مرتکب رہے -

میری ان باتون سے کوئی صاحب الجھنے

کو طیار ہون تو پہلے اپنے گھر کی خبر لین۔ اور خوب ٹٹول کر دیکھین کیا ابو حنیفہ رح نے وہ اصول بتائے ہین اور یہ الفاظ کہ زیادہ نسخ ہی۔ تخصیص عموم قرآن حدیث سے ناجائز ہے وعلے ہذا القیاس قلم مین یا زبان پر وہ لاے ہین حاشا وکلا پھر جب اپنے گھر سے ان باتوں کا پتہ نہ پا دین۔ اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک جاوین تو مجھ سے نہ الجھین علاوہ برین اپنے علماء مذہب کبراء ملت [illegible] کرین۔ کتب اصول مین جابجا تصریح ہے کہ فلان مسئلہ عیسی بن ابان کا قول ہے۔ اور فلان کرخی کا اور یہ علماء بلخ کا مذہب اور وہ سمرقند کا۔ امام ابو حنیفہ کے مذاہب کی نقل یا ذکر تو اتنا بھی نہین۔ جتنا آٹے مین نمک ہوتا ہی

جسنے کوچہ اصول فقہ مین ایک دفعہ بھول سے بھی گذر کیا ہوگا وہ اسبات مین شک نہ لائیگا اور جو شک لائیگا وہ کتب سے بیخبر کہلائیگا اور اپنی ہنسی کرائیگا اور حضرت شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ مین صاف لکھدیا ہے

کہ اکثر اصول جو بزدوی کی کتاب مین مذکور ہین۔ امام ابو حنیفہ اور اُنکے شاگردون سے صحیح وثابت نہین ہین۔ بلکہ اُنکے اقوال سے استنباط کئے گئے ہین۔ ان اصول کی محافظت کرنا اور جو انپر اعتراض وارد ہون اُنکے جوابدہی مین تکلفات عمل مین لانا (جیسے بزدوی وغیرہ کرتے ہین) اچھا نہین ہی اور فرمایا کہ تجھے اسبات پر بھی دلیل کافی ہی کہ انہین کے محققین نے کہدیا ہی کہ حدیث غیر فقیہ کا [illegible] عیسی بن ابان کا مذہب ہے۔ کرخی وغیرہ اسکے مخالف ہین۔ اور حدیث کو بہرحال قبول کرتے ہین اور کہتے ہین ہمارے ائمہ (ابو حنیفہ وغیرہ) سے خبر واحد کا قیاس سے مقدم ہونا مروی ہے

اور فرمایا کہ تجھے اسبات کا یہ امر بھی ارشاد کرتا ہی کہ اہل اصول باہم مختلف ہین اور ایک دوسرے کو رد کرتے ہین (یعنے اگر امام مذہب سے اسباب مین کچھ مروی ہوتا تو یہ آپسمین کیون لڑلڑ مرتے)

یہ حاصل مضمون حجۃ اللہ کا ہی اور اصل

عبارت اسکی صفحہ (۱۶۵) و (۱۶۶) مین ہے، اور ضمیمہ اخبار سفیر ہند نمبر (۳) مطبوعہ اگست ۱۸۹۸ء مین منقول ہو چکی ہے

جب اصول بزدوی کا یہ حال ہے تو اسپر اصول متاخرین کو قیاس کرنا چاہئیے ع

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا + اسلیئے کہ **بزدوی** ان سب کا امام ہے- اور اس سے پچھلے سب اسکے مقلد و تابع- چنانچہ **خطبہ تنقیح** متن توضیح اسپر شاہد ہے- اور **فواتح** [illegible] مشعر- اور **میزان کبریٰ** مین شیخ عبد الوہاب شعرانی نے (جو حنفی مذہب کے بڑے حامی ہین اور امام ابو حنیفہ کی تائید مین میزان کے ۴ صفحہ پورے کئے ہین) صاف لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کیوقت مین حدیث کی تدوین و تالیف نہین ہوئی اسلیئے انکو حدیث کم ملی ہے- اور خلاف حدیث قیاس ہوا- یہہ نہین کہ حدیث کے ہوتے انہون نے قیاس کیا

اور کہا کہ جسنے اسبات کو امام کے ذمہ لگایا ہے اسنے اس امر کو انکے مقلدین مین پایا ہے یہ لوگ امام کی قیاسی بات کو پکڑے رہتے ہین- اور اسکے مقابلہ مین حدیث کو نہین لیتے- پس امام **معذور** ہین اور انکے اتباع معذور نہین ہین- یہ خلاصہ مضمون میزان ہے اور اصل عبارت میزان کی صفحہ (۷۲) مین ہے اور ضمیمہ سفیر نمبر (۱۱) مطبوعہ مارچ ۱۸۹۸ء مین نقل ہو چکی ہے- اسکے متصل یہ بھی اسمین کہا ہے (جو ضمیمہ مذکورہ مین نقل نہین ہوا)

وهذا الامر الذي ذكرناه يقع فيه كثير من الناس [illegible] لذلك الامام وهو بهور- فان مذهب الامام حقيقة هو ما قاله ولم يرجع عنه الى ان مات لا ما فهمه اصحابه من كلامه فقد لا يرضى الامام بذلك الامر الذي فهموه من كلامه ولا يقول به لو عرضوه عليه- فقد علم ان من عزى الى الامام كل ما فهم من كلامه فهو جاهل بحقيقة المذاهب انتهى ما قاله في الميزان وهكذا قاله في

المنهج المبين

ترجمہ یہ امر (یعنی مقلدین کے فعل کو امام کے ذمہ لگانا) اسمین بہت لوگ پڑ جاتے

ہین - جب اتباع امام کا کوئی مسئلہ پاتے
ہین تو اُسکو مذہب امام بنا دیتے ہین -
ولیکن یہ بے پروائی ہے
مذہب امام تو حقیقۃً وہی ہوتا ہی جو اُسنے
کہا ہوا اور اس سے تا دم مرگ رجوع نہ کیا ہو
نہ وہ جو اسکے اتباع نے اُسکی کلام سے
سمجھا ہو -
ایسا بھی ہو سکتا ہی کہ جو وہ کلام امام سے
سمجھے ہون وہ امام کو پسند نہوا اور نہ وہ اُسکا
قائل ہو جب وہ اُسکے سامنے پیش ہو
اس سے معلوم ہوا کہ جو [illegible] امام [illegible] بات
کو منسوب کرے جو اُسکے کلام سے سمجھی گئی ہو
(نہ خود اُسکی کہی ہوئی) وہ حقیقت مذاہب
سے جاہل ہی - ترجمہ عبارت میزان کا تمام
ہوا - اور ایسا ہی شعرانی نے کتاب منہج مین
کہا ہی
اور یہ مضمون (یعنے مخفی رہنا احادیث کا
امام اور اُن سے پہلے ائمہ دین وصحابہ
وتابعین پر) ہمنے **ضمیمجات** اخبار سفیر
ہند ۸۷ء مین نمبر اول سے بارہ تک ایسا
مبرہن ومدلل کیا ہی کہ اسمین کسی فرد بشر

کو بشرط اتصاف بعقل وانصاف دم مارنے کی
جگہہ نہین ہی
اور بعض صحابہ کا بعض احادیث کے قبول کرنے
سے توقف کرنا اس سبب سے ہے کہ وہ بسند ثقات
انکو نہین پہنچین ضمیمہ نمبر (۱۲) مطبوعہ
دسمبر ۸۷ء مین مدلل ہو چکا ہی - اور کچھ بیان
مقلدین کے ہٹ دہرمیونکا رسالہ **اشاعۃ
السنہ** نمبر اول جلد دوم صفحہ ۱۶ مین ہے
اور بضمن ضمیمہ سفیر نمبر (۹) مطبوعہ اکتوبر
۸۷ء وضمیمہ نمبر ۱ مطبوعہ نومبر ۸۷ء
[illegible] لکھ چکا ہی کہ یہ لوگ [illegible] قول
امام کے لئے ان قواعد مخترعہ سے لپٹتے ہین
اور جہان پابندی قواعد سے پیروی قول
امام کی ہاتھ سے چھوٹے وہان قواعد کو
بالائے طاق رکھدیتے ہین
اگر ایک جگہہ کسی حدیث کو کسی قاعدہ کی آڑ
مین نشانۂ طعن بناتے ہین تو دس جگہہ
ویسی حدیث کو بمخالفت قاعدہ مذکورہ عمل
مین لاتے ہین -
حدیث سے کوئی پکڑے تو قرآن کیطرف
بہاگتے ہین قرآن پیش کرو تو حدیث کیطرف

دوڑتے ہین - حدیث نہو تو آثار ہی کی آڑ لیتے
ہین - آثار بھی نہون تو قیاس ہی کو سپر بنا لیتے
ہین اسپر **امام رازی** کی شہادت بھی
ان پرچون مین منقول ہے جسکے خاتمہ مین
یہ الفاظ منقول ہین -

فثبت هذا انهم تارة يقدمون القياس
على الخبر وتارة يقدمون عمل بعض الصحابة
على الكتاب وتارة يعكسون الامر في هذه الابواب
وذلك يدل على ان طريقهم غير مبنية
على قانون مستقيم

ترجمہ اس بیان سے ثابت ہوا کہ حنفیہ کبھی
قیاس کو حدیث پر مقدم کرتے ہین - کبھی عمل
بعض صحابہ کو قرآن پر مقدم کرتے ہین -
کبھی اسکا عکس - اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ انکی مذہب کی کسی سیدھی قانون پر بنیاد
نہین ہی

یہ سب بیانات و شہادات سنکر بھی کوئی صاحب
الجھنی سے نہ ٹلین - تو اور کچھہ سن لین گے
اور اپنی مذہب کے عیوب کو اور فاش کرائین گے -
اہل تحقیق سی چھیڑ چھاڑ کرنا مستان را سر دو
یاد دہانیدن کا مصداق ہے - عافیت اسی مین ہے
کہ حق سنکر پھر لب نہ ہلاوین - اور حساب دوستان
در دل پر کاربند ہو رہا کرین **بالجملہ** اس
بیان سے فرق بین حنفیہ اور امام حنفیہ
مین (جسکا ہمنے دعوے کیا تہا) ثابت ہوا
اور انکے معتبرات کی شہادات سے مبرہن
ہوگیا کہ امام یا بعض سلف مسائل خلاف حدیث
کے قائل رہے تو بیخبر ہونیکے سبب سے قائل
رہے - بخلاف حضرات حنفیہ کہ یہ دیدہ دانستہ
مسائل مذکورہ مین خلاف حدیث پر مصر ہین
اور احادیث کے درپے رد احادیث کے لئے
اصول بناتے ہین اور اصول کی آڑ مین
احادیث پر فیر چلاتے ہین

فالامام معذور واتباعه غير معذورين

اسوجہ سے امام اس لیے وے سب بری
ہین - اور یہ حضرات اس خلعت کے سزاوار
یہان سیکو یہ **شبہ** گذرے کہ دیدہ و
دانستہ حدیث کا خلاف کرنا اور رد حدیث کے
لئے اصول بنانا ادنے مسلمان کی شان سے
بعید ہی - پھر اسکا صدور اکابر حنفیہ سے کیونکر
ہوا - اور باوجود اسلام و علم و ہنر و کمال
کے انہون نے اسپر کسطرح اقدام کیا - تو

جواب اسکا یہ ہی کہ آفت تقلید نے یہ سبھی کچھ اُن سے کرایا اور اس بلا مین پہنسایا۔

یہ بلاء تقلید انکی سدراہ وحجاب نگاہ ہو گئی اور افراط حسن ظنی دبحق ائمہ جنکی مقلد ہوئی) نے انکی آنکھہ بند کر لی۔ اسی خوف سی محققین نے اس بلاء سے ڈرایا ہے اور باین کلمات اس سے ہٹایا۔ ؎

واهرب عن التقليد فهو ضلالة

ان المقلد فى سبيل الهالك

تفصیل اسکی یہ ہی کہ انہون نے مکتب ہی مین حنفی مذہب کا سبق لیا تو اسکا حسن انکی دلون مین جم گیا۔ پہر اسی مذہب کی کتابو نمین انکی نظر پڑتی رہی اور یوماً فیوماً اُسکی تائید سوجہتی گئی

اِس سے عظمتِ مذہب حنفی انکی دلون مین ایسی بڑہی کہ عصمت امام ابوحنیفہ اعتقاد مین اگئی۔ وبناءً علیہ خیالات ذیل نے انکے دلونپر سلطنت کی

(۱) امام ابوحنیفہ بڑے محدث تہی

(۲) دنیا کے ائمہ سے زیادہ فقیہ وسمجھہ دار

(۳) انکی پاس ہزارون صندوق کتب حدیث کے موجود تھے۔

(۴) علم حدیث مین چار ہزار انکی استاد تھے

(۵) جب کوئی مسئلہ اجتہادی جاری فرماتے تو پہلے اسمین صدہا تلامذہ کے ساتھہ مباحثہ کر لیتے پہر وہان خطا کہان اور مخالفت حدیث کا کیا گمان

ان خیالات نے مذہب حنفی کو انکا محبوب ومعشوق بنادیا۔ اور اسکی نصرت وتائید کو انکا فرض وعین مدعا وغرض ٹھیرادیا

اب جب کوئی حدیث خلاف قول امام کے سامنے آئی تو اس حب بر طبق حبک للشی یعمی ویصم انکی آنکھہ بند کر لی۔ اور جہان کہین آیت قرآن خلاف مذہب امام دکھائی دے وہان غرض انکی علم وفہم میز آڑ ہو گئی چنانچہ نمبر اول مین گذرا ہی۔ چون غرض آمد الخ۔ ویساہی کسی اور نے کہاہے ؎ بدوزد ہوا دیدہ ہوشمند

جب انکی آنکھہ حق سے بند ہو گئی اور علم وفہم کے آگے ایک آڑ کھڑی ہو گئی تو انکو یہ وساوس پیش آئے

(۱) اگر فلان حدیث صحیح ہوتی تو امام ابوحنیفہ

ضرور اسکے قائل ہوتے۔

(۲) فلانی آیت کے معنی ظاہری مراد ہوتی تو ہمارے امام صاحب اسکا خلاف نکرتے

(۳) جس نے حدیث مخالف قول امام قبول کرلی۔ اُسنے امام کی بے ادبی کی اور اپنے علم وفہم کو امام پر ترجیح دی

(۴) ہم مین کہان طاقت ہی کہ امام کے سوائے حق کو پہنچین اور انکی خطا پکڑین ع

خطاء بزرگان گرفتن خطاست

[illegible]

آمادہ کیا۔ اور وضع اصول ردکارۂ استہ نکال دیا۔ پھر اسکو حمایت دین سوجھایا۔ اور مصداق ان اردنا الا احسانا وتوفیقا کا بنایا۔

ولیکن نفس الامر مین وہ ان خیالات وساوس کے سبب مخالفت دین سی بری نہین ہوسکتے اور امام کی طرح معذور نہین سمجھی جاتے۔ بلکہ وہ سراسر مخالف دین ہین اور انکا یہ مسلک مسلک سلف صالحین و ائمہ مجتہدین کے (جنکے وہ مقلد ہین) مخالف ہی۔

ثبوت اس امر کا ہماری اسی تحریر مین موجود ہے اور کچھ بیان اسکا نمبر اول جلد دوم مین اشاعۃ السنۃ کے گذرا۔ اور اس سے پہلے ضمیمجات ۱۸۷۳ع مین خصوصاً نمبر (۵) (۱۱) (۱۳) مین بھی ہوچکا۔ اور تفسیر کبیر وتفسیر نیشاپوری مین انکے اس مسلک کو مسلک یہود ونصاری قرار دیا ہی۔ چنانچہ **نیشاپوری** مین بذیل آیت اتخذوا* احبارھم ورھبانھم کے بعد نقل حدیث مرفوع کے (جسمین یہود ونصارے کی [illegible]

قال الربیع قلت لابی العالیۃ کیف کانت الربوبیۃ فی بنی اسرائیل فقال انھم وجدوا فی کتاب اللہ ما یخالف قول الاحبار والرھبان فکانوا یاخذون باقوالھم وما کانوا یقبلون حکم اللہ قال الامام فخرالدین الرازی رح قد شاھدت جماعۃ من مقلدۃ الفقھا قرءت علیھم آیات کثیرۃ من کتاب اللہ فی مسائل کانت تلک الآیات مخالفۃ لمذھبھم فیھا فلم یقبلوا تلک الآیات ولم یلتفتوا الیھا

ترجمہ [illegible]

ترجمہ [illegible]

* [illegible]

وکانوا ینظرون الی کالمتعجب یعنی کیف یمکن العمل بظواھر تلک الایات مع ان الروایۃ عن سلفنا وردت بخلافھا ولو تاملت حق التامل وجدت ھذا الداء ساریا فی عروق الاکثرین - انتھی ما فی النیسابوری وھکذا فی التفسیر الکبیر - ونحوہ فی حجۃ اللہ البالغۃ والتفسیر المظہری وغیرھا -

ترجمہ ربیع نے کہا مینے ابو العالیہ (تابعی جلیل الشان) سے پوچھا - بنی اسرائیل مین مولویون اور درویشون کو پوچھنا کیونکر تھا - انہون نے فرمایا - وہ لوگ جو کبھی اللہ کی کتاب (توریت وانجیل) مین اقوال فررو پشتون وعلمار کا خلاف پاتی تو انہین اقوال کو عمل مین لاتے - اور حکم الہی کو قبول نکرتے

امام رازی نے کہا مینے ایک جماعت مقلدین فقہار کو ایسا ہی پایا - مینے انپر بہت سی آیات قرآن (جو انکے مذہب کے مخالف تھین) پڑہین تو انہون نے قبول نکین اور میری طرف متعجب ہوکر دیکہنی لگی -

یعنی اسپر تعجب کیا کہ ان آیات کے ظاہری معنی پر عمل کیونکر ہوسکتا ہے - باوجودیکہ ہمارے ائمہ مذہب سے ان آیات کے خلاف روایات وارد ہین -

اور اگر تو ٹھیک سوچے تو اس مرض کو (جو یہود و نصارے مین تھا) مقلدون کی رگون مین گہسا ہوا پاوے - مضمون **نیشاپوری** کا تمام ہوا اور ایسا ہی **تفسیر کبیر** مین ہے - اور اسیطرح **حجۃ اللہ البالغہ** - و **تفسیر مظہری** مین بپاس تقلید ائمہ رد حدیث کو شیوہ یہود و نصارے ٹھہرایا ہے

النصح والاعذار الی بعض الاخیار

ہمارے بعض معاصرین حنفیہ (جنکو مجھ سے رابطۂ وداد ہے اور مجکو ان سے اتحاد وحسن اعتقاد) شائد میرے اس بیان کو بحق حنفیہ سوء ظنی بیجا سمجہین اور اسکے مخالفت کا تحریرًا یا تقریرًا ارادہ کرین چنانچہ پہلے اس سے **نواب صاحب** امیر بہوپال نے **اتحاف النبلاء**

ہین اسکا عشر عشیر شیخ ابن الہمام کی نسبت
کہا تو انکو برا معلوم ہوا - اور اسکا خلاف
انکی قلم و زبان سے نکلا - سو اگر ایسا ہی
میرے بیان کی نسبت خیال پیدا ہوا اور
اسمین کچھ لکھنے لکھانے کا ارادہ ہو تو حسبۃ للہ
میری دو باتونکو مدنظر رکھین

پہلی بات یہ کہ مدار بحث و کلام فقط
دو امر کو (جو بمنزلہ اصول ہین) ٹھہراوین
انکے سوائے اور جزئیات و تمثیلات کی بحث
ہین خامہ فرسائی نکرین فان المناقشۃ
فی المثال لا یلیق بشان المحصلین

امر اول یہ کہ وضع اصول (جنمین
ہمکو کلام ہی) قبل فروع ہوا ہے - اور امام
ابو حنیفہ وغیرہ متقدمین سے سرزد - نہ یہ
کہ فروعات کو تو پہلے امام نے قائم کیا -
اور انکے اصول کو مقلدین نے پیچھے کر جایا

امر دوم یہ کہ اصول قائم کرنیوالے
اپنی جملہ اصول کے ہر جگہہ پابند ہین نہ یہ
کہ ایک جگہہ بعض اصول کی پابندی کرتے
ہین تو دوسری جگہہ اسکو بالائے طاق رکھدیتے
ہین

دوسری بات یہ کہ جو کچھ لکھین وہ قبل
طبع اشتہار میرے پاس بھیجوا دین - پس اگر مین
اسکو صحیح پاؤنگا تو بسر و چشم قبول کرونگا
اور اپنے خیال و مقال سے اپنا رجوع خود مشتہر
کر دونگا اور اگر اسمین کچھ خلل پاؤنگا - تو اسپر
مخاطب کو اسیطرح مطلع کرونگا - پھر انکو اختیار ہے - چاہین
[illegible]
ہم تو ہر طرح حاضر ہین اور یہ شعر ورد زبان رکھتے ہین

فمن لی بالخطا فارد عنہ
ومن لی بالقبول ولو بحرف

ولیکن مصلحت دامن اسی خاص طریق مین دیکھتے ہین
آئندہ انکو اختیار ہے ہر کسی مصلحت خویش نکو
میداند - صفحہ (۱۱) سے یہانتک
فقرہ پنجم جناب کے جواب مین کلام ہے
جسکے اتمام سے دفعہ سوم کا اختتام ہے

باقی آئندہ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ہشتم — جلد دوم

بابت ماہ شعبان سنہ ۱۲۹۶ ہجری مطابق اگست ۱۸۷۹ء

جو دو حصوں پر منقسم ہے

حصہ اول	حصہ دوم
حصہ اول مین تتمہ جواب سوال عاشر نیچیریہ مقدمات اثبات نبوت سے بحث ہے	حصہ دوم مین تہذیب الاخلاق کے مضمون مذہب و سیاست کا جواب ہے

منجانب ابو سعید محمد حسین لاہوری

استبشار معہ اظہار سبب انتشار تہذیب الاخلاق در ابن اعصار

ہمارے بعض احباب مشورہ دیتے ہین کہ مقلدین کی نسبت [illegible] چند روز تک [illegible] ملتوی کیا جاوے اور دونون جزو رسالہ (جسکا دو جزو مین محصور و محدود ہونا مشیت ایزدی و خریداران نادہند کی عدم توجہی سے ناشی ہے) اہل نیچر ہی کے الزام مین لگایا جاوے - دلیل انکی اس راے پر یہ ہے کہ تقلید ناجائز (جو تقلید بمقابلہ نص ہے اور التزام تقلید مجتہد معین سے عبارت ہے) تو اب مضمحل ہو گئی ہے اور اسکی حمایت و اعانت سے مقلدین نے خاموشی اختیار کی ہے - لہذا اسکی نفی و ابطال مین اب قلم اٹھانے کی چندان حاجت باقی نہین رہی - اور مذہب نیچر کے ابطال مین آجکل کوئی اخبار یا رسالہ مستقل (سواے اس رسالہ اشاعۃ السنہ کے) شایع نہین ہوتا اور ضرر اس مذہب کا بعلمون مین پہیلتا جاتا ہے اسکی وجہ یہ نہین (جیسا کہ مقلدین تہذیب الاخلاق خیال کرتے ہین) کہ تہذیب الاخلاق (اس مذہب کے معدن و منبع ہین) کے مضامین حق ہوتے ہین اور وہ پر زور دلائل سے مدلل - اسلئے وہ دلونپر فوراً اثر کرتے

مطبع مصطفائی لاہور

بلکہ وجہ اسکی یہ ہی کہ آزاد منش لوگ (جنکی بہیمیت انکی ملکیت پر غالب ہے) قید شریعت
سے آزادی چاہتے ہین اور جو کچھ انکا نفس امارہ چاہی اسمین وہ خود مختاری پسند کرتے
ہین - اور برطبق افرایت من اتخذ الٰہہ ھواہ کہانے پینے پہننے سونے جاگنے بولنے سننے وغیرہ
لذات کے حاصل کرنیمین وہ ہوائے نفس کے تابع ہونا شعار رکھتے ہین - اور کتاب تہذیب الاخلاق
نے (جسنے صدہا قیود احکام شریعت کو فقط ایک مضمون (مذہب و معاشرت) سے مکلفین کے
پاؤن سے نکال دیاہی - اور انتم اعلم بامور دنیاکم کے غلط معنی بتاکر آزاد منش لوگونکو ہوائے
نفس کے گہوڑے پر سوار کر دیاہی - اور حقیقت اسلام کو فقط اعتقاد توحیدات ثلثہ (یعنے توحید ذات
توحید صفات توحید عبادت) ہین منحصر کرکے ان توحیدات کی اقراری کو دلگو وہ کیسا ہی
فاسق احکام شریعہ سے خارج ہو - نماز نہ پڑہے روزہ نہ رکھے زکوۃ نہ دے حج نکرے - شراب پیے
زنا کرے) دوزخ کی آگ سے بے ڈر کر دیا ہے آزاد منشوں کو قید شریعت سے آزاد کر [illegible]
پیچھے [illegible] نفسانی لذات کے حاصل کرنیمین خود مختار بنا دیا ہے - پس وہ اسکے مضامین
کو ہوائے نفس کے موافق پاتے ہین تو اسکو آنکھون پر لگاتے اور بلا تحقیق و تامل اسپر ایمان
لاتے ہین آپ نے تو ہنوز اعتراف توحید یا وجود باری کو جزء اسلام و شرط نجات ٹھیرایا
ہے - اگر کوئی اس قید کو بھی اڑا دے اور خدا کے وجود ہی سے انکار کرے تو اسکی بات کو
متبعان ہوائے نفس زیادہ مانین - اور اسکے اتباع آپکی نسبت زیادہ ہو جاوین **پنجاب مین** یہ
بلا پھیلنے لگی ہے - ایک ہندو فقیر نے اسبات کیطرف دعوت شروع کی ہے جسکا اتباع صدہا نفسانی
مسلمانون نے اختیار کرلیاہی اور ایک حصہ مسلمانان ضلع گورداسپور اسکے ساتھہ ہوگیا
ہے **برہمو دھرم** بھی اسکے نظیر ہو سکتے ہین - وہ آپ سے بڑہکر آزادی
دیتے ہین تو انکا اتباع مسلمان بھی اختیار کرتے جاتے ہین - اور مقلدین تہذیب کا یہ گمان
(کہ تہذیب کا دلونپر اثر پر زور دلائل کے سبب سے ہی) محض غلط ہی اسکے اکثر مضامین پر
پرزور دلائل تو کیا کوئی ضعیف دلیل بھی قائم نہین ہوتی - اکثر جگہہ مجرد خیالات

ہی پائے جاتے ہین جو جزئیاتی حکم کہلاتی ہین۔ چنانچہ مضمون مذہبی خیال اسپر شاہد ہے۔ پس اسکی وجہ تاثیر بجز اسکے کہ وہ ہوائی نفس کے موافق ہی اور کیا بن سکتے ہے۔ ہان ایک وجہ اسکے یہ بھی خیال مین آتی ہی کہ حب جاہ وتحصیل مال ودنیا اکثر لوگون کی نسبت جبلی امر ہی۔ چنانچہ والحضرت الانفس الشسح وانہ لحب الخیر لشدید اسکی طرف مشعر ہی۔ اور جبکہ بانی مذہب نیچر از اہل سید احمد خانصاحب بہادر کو جاہ وجلال دنیا مین غایت قصوی تک عروج ہوگیا ہی۔ یہانتک کہ بلقب سی ایس آئی وآنرایبل گورنمنٹ کیطرف سے ملقب ہوئی اور وسیرای وگورنر جنرل انڈیا کی کونسل کے ممبر بن گئی تو اکثر لوگ کوتاہ اندیش اس خیال سے بھی انکے خیالات ومقالات کے مقلد ہوجاتے ہین کہ انکی متابعت وموافقت سی ہم بھی یہ رتبہ حاصل کرین یا انکے سلسلہ مین داخل ہوکر انکے درجہ سے قریب جا پہنچین۔ بہرحال اس مذہب کے ضرر کی اشاعت کی نظر سے ان لوگونکی یہ رای ہی کہ بالفعل یہ رسالہ تمام وکمال انہین حضرات کی نذر کیا جاوے

راقم کی رائے [illegible] یہ تھی کہ چندہ دہندگان کے سب [illegible] اور چندہ بہیجتی رہین تو اس رسالہ کے چار جزو کردی جاوین۔ دو جزو مین مقلدین کی حجت وخطاہا رہی۔ اور دو جزو مین نیچریہ کا جواب۔ مگر یہ صورت محال نظر آتی ہی اور حضرات ناد ہندگان سے وعدہ خلافی نہین چھوٹتی۔ لہذا مجبور ہوکر ہمنے اس رائے سے موافقت کرلی ہے۔ جو صاحب ناظرین اشاعۃ السنۃ ہی (ممبر ہون خواہ عامہ خریدار رعایتی ہون خواہ منفت کے نظار) اس رائے کو پسند فرماوین وہ اپنی توافق سے اطلاع دین۔ اور جنکو یہ رای ناپسند ہو وہ باظہار تخالف ہماری عذر ودلیل کا جواب دین۔ جس بات کو کثرت رائی یا قوت دلیل نے ترجیح دی اسپر عمل ہوگا ———

خدا تعالی اور ہنومان

کی قدرت یا قوت مین فرق نکرنیمین غلطی

اللہ تعالی نے اپنی کلام مجید مین فرمایا ہی ———	واذ نتقنا الجبل فوقہم کانہ ظلہ۔ اعراف ع ۲۰

ہمنے کوہ طور زمین سے اٹھا کر بنی اسرائیل کے سر پر سایبان کیطرح کر رکھا تھا - اسکے رد مین جناب انریبل سید احمد خان صاحب بہادر
تہذیب الاخلاق ۱۵ جمادی الثانیہ ۱۲۸۹ھ مین فرماتے ہین کہ "یہ خلاف عقل ہے اگر ہم اسپر یقین کرین تو ہمکو اسبات
کے خدا تعالی کی مرضی ہے ہنومان جی انکا کی لڑائی مین پہاڑ اٹھا لائے تھے انکار کرنیکی کوئی وجہ نہین ہے"
ہمارے نزدیک یہ بڑی غلط فہمی ہے ہنومان کے پہاڑ اٹھا لانے سے اسوجہ انکار نہین ہے کہ وہ خلاف عقل و محال ہے اور دائرہ امکان سے
خارج بلکہ اس انکار کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے نزدیک ہنومان خدا نہین ہے اور نہ خدا کی ایسی مخلوقات سے جنمین پہاڑ اٹھانیکی
خداداد طاقت ہے چنانچہ جبرئیل وغیرہ ملائکہ مین خدا کیطرف سے ایسی طاقت کا ہونا اہل اسلام اہل کتاب کے مسلمات
ہے - اگر کوئی ہنومان کا معاذ اللہ خدا ہونا ثابت کر دے یا اسکے فرشتہ ہونیکا اثبات کرے و مع ذلک اس قصہ کا وقوع
بھی ایسی سند سے جیسے کوہ طور کے اٹھانے مین پائی جاتی ہے ثابت کر دکھا دے تو پھر اسکی تسلیم اسپر یقین کرنے سے
کون مانع ہے - اور اگر جناب ممدوح پہاڑ کا ہوا مین معلق رہنا محال جانتے ہین اور خدا تعالی کو اسپر قادر ہونے سے
عاجز سمجھتے ہین بنا علیہ اس آیت مین کچھ تحریف یا تاویل کرتے ہین تو پہلے ... العرش ثم انقش اسکے محال ہونے
دلایل قائم کرین پھر خدا تعالی کو اس عاجز سمجھکر اسکی کلام مین تاویل کو راہ دین بدون ثبوت استحالہ ظواہر آیات
مین تاویل و تحریف کرنا کفر و الحاد کا دروازہ کھولنا ہے - چنانچہ آپکے پیارے مصداق لحمک لحمی مولوی مہدی علی صاحب نے
بڑے شد و مد سے اسبات کو مضمون نمبر (۱۰) تہذیب الاخلاق مین ثابت کیا ہے اور آپ نے اسکو مضمون نمبر (۲۲) مین تسلیم و
تصدیق فرمایا ہے - اسی نظر سے امام رازی نے تفسیر کبیر مین اس واقعہ سے انکار کرنیکو الحاد فرمایا ہے چنانچہ کہا ہے -

الثالث من الملاحدة من انکر امکان وقوف الثقیل فی الهواء بلا عماد - واما الارض فقالوا انما وقفت لانها بطبعها طالبة للمرکز فلا جرم وقفت فی المرکز ودلیلنا علی فساد قولهم انه سبحانه قادر علی کل الممکنات ووقوف الثقیل فی الهواء من الممکنات فوجب ان یکون الله قادرا علیه وتمام تقریرها ایس المقدمتین	بحث سوم یہ کہ ملحدون نے بوجھل بھاری چیز کے ہوا مین ٹیک کے بغیر ٹھہرنے سے انکار کیا ہے اور زمین کی نسبت کہا ہے کہ وہ ہوا مین اسلیے ٹھہری ہوئی ہے کہ وہ بالطبع مرکز کی طالب ہے انکی اسبات کے فساد پر ہماری یہ دلیل ہے کہ خدا تعالی کل ممکن چیزون پر قادر ہے اور بوجھل چیز کا ہوا مین ٹھہرنا ممکنات سے ہے - ان باتونکی پوری تقریر کتب اصول یعنی کلام وغیرہ مین ہے

معلوم فی ... الاصول

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری

حصہ اول

تتمہ جواب سوال عاشر

منجملہ سوالات متعلق بحث کا نشان جو صفحہ ۱۲۷ مین نا تمام رہا تھا

تنظیر

اسکی پوری مناسب نظیر یہ ہے کہ ہم اسی قسم کے عقلی اصول سے کسی ڈاکٹر یا طبیب+ کی سچائی اور فن ڈاکٹری مین اسکی پیشوائی پہچان سکتے ہین و مع ذلک ان اصول کے ذریعہ سے خود ڈاکٹری کے اصول و فنون کو (جو ڈاکٹر سے مخصوص ہین) جان نہین سکتے [illegible] ایسا ہی ہم اور صناعات (جیسے تار برقی کے ذریعہ سے خبر پہنچانا - ریل گاڑی چلانا - سونا - چاندی کھرا کھوٹا پہچان لینا - سونے لوہے - لکڑی - کپڑے کی چیزین بنا دینا کے) ماہرین کی سچائی اور ان فنون مین رہنمائی عقلی اصول سے پہچانتے ہین - مگر ان اصول سے خود ان فنون کو نہین جانتے اسیطرح ہم ان عقلی اصول سے نبی کے سچائی و رہنمائی کو جو عالم ناسوت کے واقعات سے ہے جان لیتے ہین - ولیکن ان اصول سے احکام شرعیہ نبویہ کو جو عالم ملکوت سے تعلق رکھتے ہین از خود جان نہین لیتے -

اسکا [illegible] حقیقت نبوت اور اسکے خواص کے بیان سے معلوم ہو سکتا ہے سو قلم مین آتا ہے - اور یہ وہ بحث اثبات نبوت ہی جسکا ذکر صفحہ (۱۱۰) و (۱۹۵) وغیرہ مین گذر چکا ہی اور کئی مسائل کا ثبوت اسپر حوالہ کیا گیا ہی - فاقول بتوفیق اللہ و توقیفہ وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی و فیہ رجیتی و علیہ اعتمادی و بہ ثقتی -

حقیقت نبوت اور اسکی خواص کا بیان چند مقدمات کی تسلیم پر موقوف ہی - از انجملہ بعض مقدمات بمنزلہ علوم متعارفہ یا اصول

+ ازانجملہ یہ کہ جیسی حالت ہماری طبیعت کی ڈاکٹر بتاتا ہی ویسی ہماری طبیعت مین پائی جاتی ہی - اور جو دوا وہ تجویز کرتا ہی وہ ہماری طبیعت کے موافق ہوتی ہی - نہ اسکی کلام کو ہمارے حالات سے مخالف ہوتا ہی نہ اسکی ایک بات کو دوسرے سے تناقض - پس ان باتون سے اسکو سچا ڈاکٹر جان لیتی ہین - اصول و فنون ڈاکٹری سے کچھ خبر نہین رکھتے - حاشیہ

بحث اثبات نبوت

موضوعہ ہین یعنی بداہت عقل سے ثابت ہین - یا فریقین کے نزدیک مسلم - اور بعض جو نظری یا مختلف فیہ ہین وہ بدلائل ثابت کئی جاتے ہین -

مقدمہ اولی - صانع عالم اور اسکا مدبر و متصرف (جسکو بلفظ اللہ - یا خدا - یا پرمیشر - یا نرنکار - یا گاڈ مختلف زبانون مین تعبیر کرتے ہین) موجود ہے - اور اپنی ذات سے قائم اور کل عالم کا قیوم یعنی سبب قیام -

ہر چند یہ مقدمہ ہمارے مخاطبین (اصلی برہمو [illegible] یا اسکے اتباع نیچری مدعیان اسلام یا برہمو دھرم وغیرہ) کے نزدیک مسلم ہے - ولیکن اس زمانہ مین ایسی تحقیق کی ہوا چل رہی ہے کہ جو اُس صانع کے قائل ہین وہ بھی اسکے وجود پر دلیل پوچھتے ہین - اور اپنے اس ایمان و تسلیم کی زیادتی وطمانیت چاہتے ہین - پس بنظر افادہ ان لوگونکے اسمقام مین ایک دلیل منجملہ دلائل اثبات وجود صانع بیان کیجاتی ہے - وہ یہ ہو کہ عالم کے اشیاء مین سے ہم جس چیز پر نظر ڈالتے ہین یا اُسکو سونگھتے ہین یا ہاتھہ سے چھوتے ہین یا کان سے سنتے ہین یا زبان سے چکھتے ہین اسکو بصفت امکان موصوف پاتے ہین - یعنے نہ اسکے وجود یعنے ہونیکو ضروری دیکھتے ہین نہ اسکے عدم یعنی نہونے کو ضروری سمجھتے ہین نہ اُسپر یہ حکم لگا سکتے ہین کہ اسکے لئی ہونا ضروری ہے اور وہ اسکی ذات مین قائم نہ یہ کہہ سکتے ہین کہ نہونا اسکا ضروری ہے اور اسکا ہونا محال وممتنع -

اسکے نہونے کو اسلئے ضروری نہین سمجھتے [illegible] سمجھتے ہین اگر اسکے لئے ضروری ولازم ذاتی ہوتا تو وجود اسکی طرف کبھی راہ نپاتا - اسکے ہونے سے ہم یقین کرتے ہین کہ نہونا اسکے لئے ضروری نہین ہے

ہونا اسلئے ضروری نہین سمجھتے کہ کبھی کبھی اسمین نہونا بھی مشاہدہ کرتے ہین - ایک دفعہ سابق مین اسکے وجود سے پہلے ہم نہونا دیکھہ چکے ہین - اسوقت جبکہ ہم تھے اور وہ چیز نہ تھی - جسکو ہم عدم سابق سے تعبیر کرتے ہین - اور ایک دفعہ اسکے وجود کے بعد اسمین نہونیکا مشاہدہ

دلیل اثبات وجود صانع

کر چکے ہین - جب اسکو موجود ہوکر معدوم
ہوتا دیکھ چکے ہین - جسکو ہم عدم لاحق
سے تعبیر کرتے ہین -

اس عدم سابق ولاحق سے ہم یقین کرتے
ہین کہ ہونا اسکے لئے ضروری ولازم ذاتی
نہین - ومع ذلک اسکو موجود دیکھتے
ہین تو اُسکے وجود کا مخزن اور سبب جسنے
اسکو وجود عطا کیا - اور اسکو عدم پر
ترجیح وغلبہ دیا تلاش کرتے ہین - پس
اگر اس مخزن کو ویسا ہی ممکن الوجود جسکا
ہونا [illegible]
ہین تو عالم کا وجود مین آنا محال سمجھتے ہین
نہ وہ ممکن الوجود اپنے آپ وجود مین آئیگا
نہ کسی اور چیز کا مخزن وسبب ہوسکیگا -
اور ایسی چیز جسکے لئے ہونا ضروری ہے اور
اسکو ممتنع الوجود کہا جاتا ہے خود مخزن
ہونیکے لائق نہین ہے - پس لاچار و
باضطرار ایسے ذات کا مخزن ہونا ضروری
سمجھتے ہین جسکا وجود ذاتی ہے - اور
اسکے ذات کے لئے لازم وضروری -
اسیکو ہم صانع وخالق واللہ وخدا -

کہتے ہین

اعتراض

شاید اس دلیل پر دہریہ یا تناسخیہ یہ اعتراض
کرین کہ اس دلیل کے بنا موجودات کے عدم
سابق اور عدم لاحق پر ہے - اور یہ عدم
ہنوز مسلم نہین جسکو تم عدم سمجھتے ہو وہ
محض عدم نہین ہوتا - اگر ہے تو عدم
اضافی یعنی کسی خاص صورت یا حالت کا عدم
ہے - مثلاً ایک وقت مین ایک آدمی
یا مرغ کا عدم ہے تو اسکی خاص صورت
انسان و مرغ کا عدم ہے - اسکے مادہ کا
(یعنی نطفہ یا بیضہ ہی) عدم نہین ہے -
اس نطفہ یا بیضہ کا ایک وقت مین عدم
ہے تو وہ بھی محض عدم نہین - اسکا مادہ
جس سے وہ نطفہ یا بیضہ پیدا ہوتا ہے
کہین نہ کہین تو موجود ہے - یہ تو عدم
سابق مین کلام ہے -
ایسا ہی عدم لاحق محل کلام ہے - جسکو بعد
وجود عدم سمجھتے ہو وہ بھی محض عدم نہین
ہوتا - ہی تو خاص صورت کا عدم ہے مثلاً
ایک انسان ایک وقت مین مرگیا اور بوسیدہ
ہوکر خاک مین مل گیا تو اسکے خاص صورت

انسانی کا عدم ہوا - اُسکا مادہ (جو خاک ہوگیا ہے) وہ تو معدوم نہین ہوا الحاصل موجودات کا نہ سابق مین عدم محض تھا نہ لاحق مین ہوتا ہی - مادہ انکا قدیم سے چلا آتا ہے اور ہمیشہ رہیگا - فقط صورتون کا ادل بدل ہوتا ہی جسکو عدم اضافی کہا جاسکتا ہے، نہ عدم محض - جب عدم اشیاء عالم مسلم نہین ہی تو مخزن وسبب وجود کی اسکو کیا حاجت ہے -

یہ اعتراض (ان دلائل قطعیہ عقلیہ سے جو بطلان قدم عالم وبطلان تناسخ پر قائم ہین) اچھی طرح سے مندفع ہوسکتا ہی - ولیکن ان دلائل کے بحث وتفصیل اسمقام مین اجنبی ہی - اور ہمارے اصل مقصد (اثبات نبوت) کے ملتوی ہونیکا سبب بنتی ہے - لہذا ان دلائل کو ہم کسی دوسرے موقع پر حوالہ کرتے ہین اور اسمقام مین ایک ایسا جواب جس سے بتقدیر تسلیم قدم عالم وجود صانع کا اثبات ہوتا ہی بیان کرتے ہین -

جو کوئی دلائل بطلان قدم عالم وبطلان تناسخ کو دیکھنا چاہے وہ کتب کلامیہ خصوصا مطالب عالیہ فخرالدین رازی واقتصاد فی الاعتقاد امام غزالی کو ملاحظہ کرے -

جواب یہ ہی کہ اگرچہ تمنے ہیولے یعنے مادہ عالم کو قدیم کہاہی اور اسکے عدم سے انکار کیا ہے ولیکن صورت کے حادث ہونے اور معدوم ہوجانے سے تو تمکو بھی انکار نہین - پس ہم مادہ کے ذکر کو چھوڑکر صورت ہی کے عدم سے وجود صانع کا اثبات کرتے ہین - اور خاص کر اسی [illegible] کو ہم بصفت امکان موصوف پاتے ہین - نہ اسکے وجود کو ضروری سمجھتے ہین نہ اسکے عدم کو ضروری جانتے ہین بعینہ اسی تقریر ودلیل سے جو سابقًا لکھ چکے ہین - ومع ذلک جب صورت کو موجود دیکھتے ہین تو اسکے لئے مخزن وجود کوئی ویسی ہی صورت تجویز کرتے ہین تو عالم کا وجود مین آنا محال جانتے ہین اسی دلیل سے جو سابقًا بیان کرچکے ہین - اور خود مادہ کو اس مخزن ہونیکے لائق نہین پاتے - اسلئے کہ وہ اپنی وجود مین خود صورت کا محتاج ہے - بدون صورت

اپنے آپ مین وہ کبھی موجود نہین ہوا - اور
نہ ایسا ہونا ممکن ہے - چنانچہ علم فلسفہ مین مدلل
ہو چکا ہے - اسلئے اسکو مخزن و سبب وجود
نہین کہہ سکتے آخر لاچار و بالاضطرار ایسے
ذات کا (جس کا وجود ضروری ہو اور اسکے
ذات کیلئے لازم) مخزن و سبب وجود صورت ہونا
ضروری سمجھتے ہین - اور اسیکو صانع و
خداوند عالم اور اللہ تعالے کہتے ہین

مقدمہ ثانیہ باوجود اعتراف وجود صانع
عالم کے عامہ خلائق نہ اسکے ذات کی حقیقت
کو جانتے ہین نہ اسکی صفات کی نہ اسکے
وجود کی کیفیت بیان کرسکتے ہین نہ اسکے
صفتون کے - سب کوئی بن دیکھے بے سمجھے بر
اقتضاء دلیل سے یا ایک دوسری کی تقلید سے
اسکو مان رہا ہے - یہ مقدمہ بھی بمنزلہ اصول
موضوعہ کے ہے و مع ذٰلک اسکا ثبوت نمبر
سابق مین بصفحہ ۱۹۰ گذر چکا ہے

مقدمہ ثالثہ ہر موجود کے لئے محسوس
ہونا - یعنے دیکھنے سننے چھونے چکھنے
سونگھنے مین آجانا ضروری نہین ہے -
جائز و ممکن ہے کہ ایک چیز موجود ہو اور وہ
حواس مین نہ آوے - ایسی چیز کے وجود
پر کوئی دلیل قائم ہو تو اسکی تسلیم واجب ہے
اور اس سے انکار خلاف عقل - اسکی تمثیل
جو بمنزلہ دلیل ہے وجود صانع عالم ہے -
یا وجود روح جو حواس مین نہین آتے -
اور بشہادت دلیل تسلیم کئے جاتے ہین -

مقدمہ رابعہ محال اور ممکن+ مجہول الکنہ
مین فرق ہے - محال وہ ہے جسکا مفہوم وجود
سے انکار کرے اور اسکا نہونا ضروری
معلوم ہو جیسے اجتماع نقیضین ہے - یعنے
ایک چیز کا ایک آن مین ایک ہی وجہ سے
ہونا اور نہونا -
ممکن مجہول الکنہ وہ ہے جسکے مفہوم کو وجود سے
انکار نہین ہے - اور اسکا نہونا ضروری نہین
ہے بلکہ ہونا ضروری ہے یا ممکن و مع ذٰلک
اسکی حقیقت و کیفیت سمجھہ و ادراک سے خارج ہے
اسکی بھی تمثیل بمنزلہ دلیل ذات صانع یا وجود
روح ہے - اول واجب الوجود ہے اور ثانی
ممکن الوجود - و مع ذٰلک دونون مجہول الکنہ
ہین -

یہ مقدمہ بھی معترفین وجود صانع

+ یہان ممکن سے ممکن بامکان عام مراد ہے جسمین سلب ضرورت جانب خلاف سے ہوتا ہے - اور وہ واجب اور ممکن خاص دونون کو شامل ہوتا ہے
چنانچہ واقفان علم منطق پر مخفی نہین - **حاشیہ**

وہ وجود روح کے نزدیک بمنزلہ اصول موضوعہ کے ہے - زیادہ بحث و استدلال کا محتاج نہین و مع ذلک مقدمات سابقہ اسپر دلیل ہو سکتے ہین - جو انمین نزاع کرے وہ پہلے ان مقدمات کا جواب سوچ لے -

مقدمہ خامسہ موجودات عالم سے جس چیز کو انسان اپنی قوت انسانی سے جانتا ہے بواسطہ حواس خمسہ (دیکھنے سونگھنے - چکھنے ٹٹولنے - سننے) کی جانتا ہے - اور جو چیز [illegible] اسکو بقوت انسانی جان نہین سکتا -

یہ مقدمہ بھی بمنزلہ اصول موضوعہ ہے یا یون کہیئے کہ بداہت عقل سے ثابت ہی کسیکے نزاع و مقال کی یہان مجال نہین و مع ذلک بذکر چند تمثیلات اسکی توضیح کیجاتی ہے *

تمثیلات

(۱) ہم سطح زمین کے مختلف الوان و مختلف اقسام دیکھتے ہین - کہین سرخ کہین سیاہ کہین حجر کہین مدر کہین سخت کہین نرم ولیکن ہم کرہ زمین کے مرکز (یعنے بیچا بیچ کے نقطہ) کا حال نہین جانتے اور اسکی کیفیت بتا نہین سکتے کہ وہ کس رنگ کا ہی - اور کیسا - بلکہ یہ بھی بتا نہین سکتے کہ وہ کونسا ہی - اور ٹھیک ٹھیک سطح زمین کا کہان ہے اسیطرح افلاک اور ستارون کے وہ کیفیات و حالات (جنکو ہم نہ آنکھہ سے دیکھ سکتے ہین نہ کسی آلہ سے دریافت کر سکتے ہین) جان نہین سکتے -

(۲) پیدائش عالم کی نسبت ہم انسانی [illegible] اور عالم کیونکر پیدا ہوا - اور وہ بعد فنا کے (جسکو ہم روزمرہ کی فانی اشیا مین دیکھتے ہین گو وہ بزعم تناسخیہ یا فلاسفہ صورۃ ہی کیون نہون) کیا ہو جاتا ہے -

(۳) خدا تعالے کی صفات و ارادات کو بھی ہم عقل سے جان نہین سکتے کہ وہ کیا کرتا ہی اور کیا کہتا ہے اور کیا چاہتا ہے اور کیا نہین چاہتا

اسکا سر یہ ہی کہ ارادات و صفات کا جاننا علم ذات کی فرع ہے - جب ہم اسکی ذات کو جان نہین سکتے تو اسکے

افعال وارادت کو کسطرح جان سکتی ہین -
وہ تو خدا ئ بیچون ہے جسکے ذات
وحقیقت ہماری ادراک سے باہر ہے
ہم اپنے ہمجنسون (جنکے حقیقت ہم پہچانتے
اور انکو آنکھ سے مشاہدہ کرتے ہین)
کی ارادات پر مطلع نہین ہوتے اور
کسیکے دل کی بات کو جب تک وہ خود نہ
بتا دے یا اسپر کوئی دلیل یا علامت نصب
نکرے جان نہین سکتے -
شائد نیچر کو مذہب بنانے والی اس مثال
[illegible]
ہو جاوین کہ خدا تعالے نے اپنی ارادات
پر دلیل وعلامت (نیچر یا قانون قدرت)
قائم کر دی ہے - اس سے اسکی ارادات
ومرضیات پر اطلاع ممکن ہے - چنانچہ
دلائل وقرائن سے اپنے ہمجنسون کے ارادات
پر ہمارا مطلع ہونا تمہارے نزدیک بھی
مسلم ہے
ولیکن یہ نزاع انکی اسوقت بجا ہے
اور یہ دعوے تب زیبا ہے جبکہ وہ پہلے
وجود قانونِ قدرت کو مشخص کرین -

اور اسکا مرضیات وارادات الہی پر دلیل
وعلامت ہونا ثابت کر دکھاوین - اور
یہ امر ہنوز معرض عدم مین ہے کوئی دلیل
اسکے ثبوت پر قائم نہین ہے پس یہ نزاع
اور یہ دعوے جو اسکے ثبوت کی فرع ہے
کیونکر صحیح ولائق سماعت ہوسکتا ہے -
اور جو اسمین بحث وکلام ہے وہ تفصیل
ہماری ابحاث سابقہ مین جو گاڈ نس و نیچر
کے متعلق گذر چکے ہین موجود ہے -
اسمقام مین ایک تقریر متضمن تمثیل اسکی تائید
[illegible]

وهو هذا

پیدائش عالم اور اسکی مرئی ومحسوس حالات
(جنمین کتھ بیونت عقل کو دخل نہین اور
انکو نیچر کہتے ہین ہمکو نزاع نہین) مین
عمدہ سی عمدہ چیز اپنی غرض کے مفید دیکھتے
ہین تو اسکے کرنے یا کام مین لانیکو متعلق
رضا وثواب وامر الہی نہین کہہ سکتے ایسا
ہی بری سی بری چیز اپنی غرض کے
مضر ومخالف کو دیکھتی ہین تو اسکے کرنے
اور کام مین لانیکو مورد غضب وعذاب

و مانعت منجانب الٰہی قرار نہین دی سکتے

پہلی چیز کی مثال شکر منعم و تریاق السموم ہے
دوسری کی مثال کفران نعمت و زہر قاتل ہے

زہر کو ہم سبب ہلاکت جانتے ہین اور بحکم عقل اسکے کھانے کو برا سمجھتے ہین اور اس سے بچنا واجب جانتے ہین - پر اس بات کو قبل اسکے کہ خدا تعالے اپنا حکم اسکی نسبت ظاہر کرے - ہم خدا کیطرف نسبت نہین کر سکتے - اور اسکے کھانے کو متعلق غضب [illegible] نہین کر سکتے - اور اسیر زہر کے نیچر یعنے اسکے وجود یا تاثیر سمیت و ہلاکت کو دلیل و علامت نہاین ٹھیرا سکتے - اور اسکی وجہ کوئی نہین پاتے -

اگر ہم یہ خیال کرتے ہین کہ خدا تعالیٰ نے اپنی خوشی سے انسان کی بنیاد قائم کی ہے اور زہر اس بنیاد کی منہدم کرنیوالی چیز ہے اسلئے اسکا کھانا خدا تعالے کی ناخوشی کا متعلق ہو سکتا ہی - تو اسکے مقابلہ مین ہمکو یہ بھی خیال آتا ہے کہ اگر اس بنیاد کا قائم رکھنا خدا تعالے کی خوشنودی کا متعلق ہے تو خدا تعالے اسکو خود کیون منہدم کر دیتا ہے - ہزارون انسانون کو (جنکا مرنا ہم پسند نہین کرتے) کیون مار ڈالتا ہی؟ اسکی وجہ اگر یہ سوچین کہ اسکو آپ منہدم کرنا اسکی خوشی مین داخل ہے دوسرے کا منہدم کرنا وہ پسند نہین کرتا - تو اسکے مقابلہ مین یہ خیال آتا ہے کہ اور کوئی اسکو منہدم کرنا چاہتا ہی تو وہ بدون استعانت وسائل قتل (جیسے زہر تلوار - قوت بازو - دل خونخوار) اسکو منہدم نہین کر سکتا اور ان وسائل کا بہم پہنچانا خدا کا کام ہے پس اگر خدائے تعالے اسکا منہدم کرنا پسند نہین کرتا تو اسکو وسائل کیون بہم پہنچا دیتا ہی - اور ان وسائل ہلاکت کو اسنے پیدا ہی کیون کیا -

اسی تقریر سے یہ بھی ثابت ہو سکتا ہے کہ تریاق کو ہم صحت و سلامتی کا سبب سمجھتے ہین - اور اسکے استعمال کرنیکو بحکم عقل واجب جانتے ہین پر اس بات کو خدا تعالی کیطرف منسوب نہین کر سکتے اور تریاق کے نیچر کو اسبات پر

کہ خدا اسکے کھانے مین راضی ہی دلیل نہین بنا سکتے
کفران نعمت کو آپسمین ایک دوسرے کے
حق مین بہت بُری چیز سمجھتے ہین اور اسکے
ضد شکر نعمت کو واجب خیال کرتے ہین -
ولیکن خدا تعالے کی نسبت ہم یہ باتین (بدون
اسکے کہ وہ ان باتونکو اپنی نسبت ظاہر کرے)
تجویز نہین کر سکتے اور مفہوم و لوازم کفر
و شکر سے جسکو نیچر سے تعبیر کرتے ہین وجوب
شکر و حرمت کفر نعمائے الہی نکال نہین سکتے -
اسلئے کہ جو وجوہ حسن و قبح وجوب و حرمت شکر
و کفر کے آپسمین کے شکر و کفر مین مشاہدہ کرتے ہین
وہ خدا کے شکر و کفر مین ممکن نہین دیکھتے -
ہم آپسمین کے شکر کا فائدہ شاکر کے حق مین یہ دیکھتے
ہین کہ شکر سے اسکی نعمت زیادہ ہوتی ہے
اور مشکور کے حق مین یہ کہ اسکی عزت زیادہ
ہوتی ہے - جس سے اُسکو فرحت پیدا ہوتی ہے
اور کفر کا نقصان مستحق کافر یہ دیکھتے ہین کہ اُس
سے نعمت چھینی جاتی ہے اور دنیا مین اسکو
سزا ملتی ہے - اور بحق منعم جسکے حق مین کفر
ہوا یہ کہ اُسکی تعظیم مین قصور ہوتا ہے -
اسکے سبھی زیر انعام اسیطرح کفر کرنے لگین تو
رفتہ رفتہ اُسکی عزت و تعظیم کا نام و نشان باقی
نہین رہتا - اس سبب سے اسکو رنج پیدا ہوتا
ہے - اور اس قسم کے فائدے و نقصان خدا کے
کفر و شکر مین ہرگز متصور نہین ہین - خدا
کو نہ شکر سے کچھ فائدہ ہے نہ کفر سے نقصان
اسلئے کہ اُسکے کمالات غیر سے حاصل نہین
ہین - رہا نفع و نقصان شکر و کفر بندہ شاکر
و کافر کا سو بھی بحکم عقل متصور نہین - آخرت
مین کہو تو عقل اسکی اثبات و ادراک سے قاصر
ہے - دنیا مین کہو تو وہ بھی تجویز و تسلیم عقل
سے باہر ہے جس حالت مین عقل صاف مشاہدہ
کرلے ہی کہ بارہا خدا تعالے کفر نعمت کو
بند نہین کرتا اور شکر پر کچھ بڑھا نہین دیتا تو پھر
وہ کسطرح نفع و نقصان دنیاوی کو شکر و کفر
کے لوازم سے سمجھ سکتے ہین - اسباب مین
امام رازی نے کتاب **محصول**
مین عجیب بحث کی ہے - اسکا نقل کرنا اسمقام
مین موجب زیادت بصیرت ناظرین معلوم
ہوتا ہے -

فقال الفصل الثامن فی ان شکر المنعم

آپ فرماتے ہین آٹھوین فصل اس بیان مین ہی کہ خدا کا شکر

غیر واجب عقلا وقالت المعتزلة بوجوبه عقلا
لنا النص والمعقول اما النص فقوله تعالی وما کنا
معذبین حتی نبعث رسولا وقوله تعالی رسلا مبشرین
ومنذرین لئلا یکون للناس علی الله حجة بعد الرسل
واما المعقول فهو انه لو وجب لوجب اما لفائدة او
لا لفائدة والقسمان باطلان فالقول بالوجوب باطل
انما قلنا انه لا یجوز ان یکون لفائدة لان تلک الفائدة
اما ان یکون عائدة الی المشکور او الی غیره - والاول
باطل لانه تعالی منزه عن جلب المنافع ودفع المضار
والثانی باطل لان الفائدة العائدة الی الغیر اما
جلب المنفعة او دفع المضرة لا یجاز ان یکون
ذلک لجلب المنفعة لوجوه الاول ان جلب النفع
غیر واجب فی العقل فما یفضی الیه اولی ان لا
یجب - الثانی انه یمکن خلو الشکر عن جلب النفع
لان الشکر لما کان واجبا فاداء الواجب
لا یقتضی شیئا اخر
الثالث ان الله تعالی قادر علی ایصال کل المنافع
بدون عمل الشکر فیکون توسیط هذا الشکر
غیر واجب عقلا ولا جائز ان یکون لدفع المضرة
عاجلة وهو باطل لان الاشتغال بالشکر
مضرة عاجلة فکیف یکون دفعا للمضرة

ای لا ما ینتفع بہ الله النفع ۱۲ شرح مواقف

بحکم عقل واجب نہیں ہو سکتا - معتزلہ کہتے ہیں وہ عقل
سے واجب ہے - ہماری دلیل عدم وجوب پر نقلی بھی ہے
اور عقلی بھی **نقلی** یہ کہ خدا نے فرمایا ہے ہم کبھی عذاب
نہیں کرنیوالے جب تک رسول نہ بھیجیں - اور فرمایا
رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے
ہمنے اسلئے بھیجے ہیں کہ پھر لوگونکو اللہ کے سامنے
کوئی عذر باقی نہ رہے **دلیل عقلی** یہ کہ اگر شکر
واجب ہو تو کسی فائدہ کے لئے ہوگا یا بلا فائدہ
اور یہ دونو صورتیں یہاں ممکن نہیں - فائدہ کی
صورت اسلئے ممکن نہیں کہ فائدہ کیا تو خدا کے
لئے تجویز ہوگا اور کیا بندہ کے لئے
خدا کے لئے تو ہو نہیں سکتا - اسلئے کہ وہ لوگون
سے فائدہ اُٹھانے اور لوگونکے ضرر سے
بچنے سے پاک ہے بندہ کا فائدہ اسلئے ممکن
نہیں کہ وہ فائدہ کیا منفعت لینے کا ہوگا اور کیا کسی ضرر
کے اُٹھانیکا منفعت لینے کا فائدہ تو تین وجہ سے ناممکن ہے
از انجملہ وجہ سوم یہ ہے کہ اللہ تعالی سبھی منفعتین بلا واسطہ ✝
شکر بھی پہنچا سکتا ہے (بلکہ پہنچا رہا ہے) پس شکر
کو تحصیل منفعت کا وسیلہ بنانا واجب نہوا - اور
ضرر اُٹھانے کی منفعت اگر دنیا مین کہو تو غلط ہے
اس لئے کہ شکر مین مصروف ہونا دیعنے نماز

✝ دو وجہ اول لائق فہم عوام نہ تھی اسلئے الکا ترجمہ نہ ہوا ۱۲ حاشیہ

العاجلة واما ان يكون لدفع مضرة آجلة وهو باطل لان القطع بحصول المضرة عند عدم الشكر انما يمكن اذا كان المشكور يسره الشكر ويسوءه الكفران فاما من كان منزها عنهما استوى الشكر والكفران بالنسبة اليه فلم يمكن القطع بحصول العقاب على ترك الشكر بل احتمال العقاب على الشكر قائم من وجوه ثلاثة احدها ان الشاكر ملك المشكور فاقدامه على الشكر بغير اذنه تصرف في ملك الغير بغير اذنه من غير ضرورة وهو لا يجوز

وثانيها ان العبد اذا حاول ان يجازي المولى على انعامه عليه استحق التاديب لان الاشتغال بالشكر اشتغال بالمجازاة فوجب ان لا يجوز

وثالثها ان من اعطاه الملك العظيم كسرة من الخبز او قطرة من الماء فاشتغل المنعم عليه في المحافل العظيمة بذكر تلك النعمة وشكرها استحق التاديب وكل نعم الدنيا بالقياس الى خزائن الله تعالى اقل من تلك الكسرة بالقياس الى خزانة ذلك الملك فلعل الشاكر يستحق العقاب بسبب شكره

اور ذکر کرنا وغیرہ) دم نقد تکلیف ہی پس اسمین دنیاوی ضرر کا اٹھانا کیا ہوا اور اگر آخرت مین کہو تو نا ممکن ہی اسلئے کہ شکر نکرنے پر ضرر تب متیقن ہو سکتا ہی جب خدا کو شکر سے فرحت ہو اور کفر سے رنج پہنچے - جب وہ اُن سے پاک ہے تو ترک شکر پر حصول ضرر متیقن نہین ہے - بلکہ ادای شکر پر چار وجہ سے عذاب کا احتمال ہے

(۱) بندہ شاکر خدا کا ملک ہے (اور اسکا شکر وغیرہ افعال بھی اسکے ملک) پس اسکا بدون اجازت مالک شکر کرنا خدا کے ملک مین بلا اجازت تصرف کرنا ہے جو جائز نہین -

(۲) جب غلام اپنے مالک کو اُسکے انعام پر جزا دینا چاہے تو وہ سزا کے لائق ہوتا ہے - اور شکر سے مشتغل ہونا یہی کام ہے - پس یہ بھی جائز نہونا چاہیے

(۳) جسکو ایک بڑا بادشاہ ایک ٹکڑا روٹی کا یا ایک قطرہ پانی کا دے اور وہ بڑے بڑے مجلسون مین اس ادنی چیز پر بادشاہ کا شکریہ ادا کرنے لگے تو وہ مستحق سزا ہوتا ہی اور دنیا کی تمام نعمتین جنپر بہ شکر کرنا چاہتا ہی خدا تعالے کے خزانون سے وہی ٹکڑے کی نسبت رکھتی ہین پس شاید وہ اس شکر کے سبب عذاب کا مستحق ہو

ورابعها لعله لا یهتدی الی الشکر اللائق فیاتی بغیر اللائق فیستحق العقاب

(۴) یہ عقل ہی اسکا شکر کریگا تو شاید وہ طریق شکر جو اُسکے لائق تھا اسکو نہ ملے اور جو شکر اسکے لائق نہ ہو وہ بجالاوے پس عذاب کا مستحق ہو جاوے

وانما قلنا انه لا یمکن ان یجب لا لفائدة لوجهین -

(یہ تو فائدہ ہونیکی شق پر کلام ہی) اور جو ہمنے کہا ہی کہ بلا فائدہ بھی وجوب شکر کی صورت ناممکن ہے اسکی دو وجہ ہین

الاول ان ذلك عبث وانه قبیح

(۱) بلا فائدہ کام عبث کہلاتا ہی اور وہ قبیح ہی

والثانی ان المعقول من الوجوب ترتب الذم والعقاب علی الترك فاذا فقد ذلك [illegible] الوجوب

(۲) وجوب کے معنے یہی ہین کہ اسکے نکرنے پر عذاب وملامت ہو - اور جب یہ امر مفقود ہے (یعنی [illegible]) تو وجوب کیونکر ممکن ہے

(نقل اعتراضات ومعارضات معتزلہ)

فان قیل لم لا یجوز ان یقال یجب لمجرد کونه شکرا وذلك لان وجوب کل شیء لو کان لاجل شیء اخر لزم التسلسل فثبت انه لا بد وان ینتهی الی ما یکون واجبا لذاته وعندنا الشکر واجب لنفس کونه شکرا کما ان دفع الضرر عن النفس واجب لنفس کونه دفعا للضرر ولذلك فان العقلاء یعلمون وجوبه عند ما یعلمون کونه شکرا للنعمة وان لم یعلموا جهة من

(۱) اگر کوئی معتزلی وغیرہ اعتراض کرے کہ ہم کہہ سکتے ہین کہ شکر بذات خود شکر ہونیکے سبب سے واجب ہے اسکے وجوب کے لئے اور وجہ تلاش کرنیکی کچھ ضرورت نہین ہی - ورنہ سلسلہ وجوہات ختم نہو - جو وجہ نکالی جاوے اسکی وجہ اور نکالنی پڑیگی اسلئے ضرور ہوا کہ شکر کو بذات خود واجب کہا جاوے چنانچہ دفع ضرر ضرر ہونیکے سبب سے واجب ہی اسلئے عقلا مجرد علم اسباب کے کہ وہ شکر ہے اسکو واجب جانتے ہین اگرچہ اسکی وجہ نہین پہچانتے -

نزلنا عن هذا المقام فلم لا يجوز ان يقال وجب الشكر عليه لدفع ضرر الخوف وذلك لانه يجوز ان يكون خالقه طلب منه ان يقضي الشكر على ما انعم به عليه فلو لم يقدم على الشكر كان مستوجبا للذم والعقاب اقصى ما في الباب ان يقال انه كما يجوز هذا يجوز ايضا ان يكون قد منعه من الشكر لتلك الوجوه الاربعة المذكورة في الاستدلال لكن الظن الاول اغلب لان المشتغل بالخدمة والمواظب على الشكر احسن حالا من المعرض عن الخدمة والمتغافل عن الشكر

واما تمثيل نعم الله تعالى بكسرة الخبز فليس بجيد لان خلقه العبد واحياءه واقداره وما منحه من كمال العقل وتمكنه من انواع النعم اعظم من جميع خزائن ملوك الدنيا ثم ما اكرمهم به بعد تمام هذه النعم من بعثة الرسل اليهم وانزال الكتب عليهم وقد صرح داؤد وسليمان عم بالشكر في قوله تعالى وقالا الحمد لله الذي فضلنا على كثير من عباده المؤمنين وليس بعجب اذا كان تعالى قادرا على اضعاف ما منحه

(۲) ہمنے اسبات کو چھوڑا پھر بھی یہ کہ سکتے ہین کہ شکر ضرر خوف کے اٹھانے کے لیئے واجب ہی کیونکہ احتمال ہے کہ اسکے خالق نے اس سے بعوض نعمت پر لے سرے کا شکر چاہا ہو سو اگر یہ اسکی طرف متوجہ نہو گا تو عذاب کا مستحق ہوگا۔

(۳) اسمین بھی بہت کہوگے تو یہ کہوگے کہ جیسا یہ احتمال ہے ویسا ہی شکر کی ممانعت کا بھی احتمال ہے چنانچہ تمنے چار وجہ سے اسکو مدلل کیا ہے ولیکن احتمال اول یعنے شکر کا طلب کرنا غالب ہے اسلیئے کہ خادم اور شکر کا ملتزم بے پرواہ اور غافل سے اچھا ہوتا ہے

(۴) اور جو ٹکڑے کی تمثیل لائی ہو وہ اچھی نہیں اسلیئے کہ خدا کا بندہ کو پیدا کرنا۔ نیک و بد کی طاقت دنیا۔ عقل عطا کرنا۔ اقسام نعمتونپر قادر کرنا۔ تمام سلاطین دنیا کے خزانون سے بڑی چیز ہے۔ پھر ان نعمتون کے بعد رسولونکا بھیجنا اور کتابون کا اوتارنا۔

اسیواسطے داؤد وسلیمان عم نے کھول کر کہا ہے کہ خدا کا شکر ہی جسنے ہمکو اپنی بہت سی مومن بندونپر بزرگی دی ہے اور یہ کچھ ضرور نہین کہ جس حالت مین خدا ان نعمتون کے نسبت جو بندونکو اسنے

علیہ من النعم ان یستحقر ما منحہ ایاھم
کما ان الملک اذا اعطی قناطیر ذھب
فانہ لا یستحقر ذلک لاجل ان خزائنہ
بقیت مشتملۃ علی اضعاف مضاعفۃ
علی ما اعطی

سلمنا ان وجوبہ لیس لفائدۃ زائدۃ
فلم لا یجوز ذلک - قولہ انہ عبث والعبث
قبیح - قلنا انتم تنکرون القبح العقلی
فکیف تمسکتم بہ فی ھذا الموضع

سلمنا ان ما ذکرتموہ یوجب ان لا یجب
الشکر عقلا لکنہ یوجب ایضا ان لا یجب
شرعا فانہ یقال انہ تعالی لو اوجبہ لاوجبہ
اما لفائدۃ او لا لفائدۃ الی اخر التقسیم
ولما کان ذلک باطلا بالاتفاق
فکذا ما ذکرتموہ

وہی ہین بہت سی نعمتونکا مالک وقادر ہے تو وہ
ان نعمتون کو جو بندونکو دے چکا ہی ذلیل سمجھے
جیسے کوئی بادشاہ اگر کسیکو بہت سی خزانے
بخشدے تو وہ اس نظر سے کہ اُسکے پاس اسکی
نسبت کئی حصہ زیادہ باقی ہین اُن دئے ہوئے
خزانونکو حقیر نہین سمجھتا

(۵) ہمنے یہ بھی مانا کہ شکر کا کوئی فائدہ بن نہین
سکتا - ولیکن یہ امر یعنی بلا فائدہ شکر کیون منع ہے؟
اسکی وجہ جو تمنے بیان کی ہی کہ وہ عبث کہلاتا ہی
اور عبث قبیح ہوتا ہی اسمین ہم کہتے ہین کہ تم تو حسن و
قبح عقلی کے قائل ہی نہین پھر یہان اس سے کیون
دست آویز کرتے ہو

(۶) ہمنے یہ بھی مانا کہ تمہاری دلیل سے ثابت ہوا کہ
شکر بحکم عقل واجب نہین ہے ولیکن اسی دلیل
سے یہ بھی تو ثابت ہوتا ہی کہ وہ بحکم شرع بھی واجب
نہو کیونکہ اسمین بھی یہ کہا جاسکتا ہی کہ اگر خدا نے
شکر واجب کیا ہی تو کسی فائدہ کے لئے واجب
کیا ہی یا بلا فائدہ - فائدہ کے لئے کہو تو ممکن نہین
نہ خدا کو اس سے فائدہ نہ بندونکو بے فائدہ کہو
تو عبث ہی اور یہ امر تو تمہارے نزدیک بھی باطل
ہے - ایسا ہی وہ جو تمنے ہمارے مقابلہ مین ذکر کیا ہے

سلمنا صحة دليلكم ولكنه معارض بوجوه

الاول ان وجوب شكر المنعم مقرر في
بداهة العقول وما كان كذلك لم
يكن الاستدلال على نقيضه قادحا فيه
الثاني وهو ان من وصل الى طريقين وكان احدهما
آمنا والآخر مخوفا فان العقل يقتضي سلوك
الطريق الآمن دون الطريق المخوف وههنا الاشتغال
بالشكر طريق آمن والاعراض عنه مخوف فكان
الاشتغال بالشكر [illegible]

الثالث انه لو لم يجب الشكر في العقول
لم يجب طلب معرفة الله تعالى ايضا لانه
لا فرق في العقل بين البابين ولو لم
يجب طلب معرفة الله في العقول لزم
افحام الانبياء لانهم اذا اظهروا
المعجزة قال المدعون لهم لا يجب
علينا النظر في معجزتكم الا بالشرع
ولا يستقر الشرع الا بنظرنا في
معجزتكم فاذا لم ننظر في معجزتكم لا نعرف
وجوبه علينا وذلك يقتضي افحام

(۷) ہمنے یہ بھی مانا کہ تمہاری دلیل صحیح ہے ولیکن
اسکے مقابلہ مین دلائل مثبت وجوب شکر بھی موجود
ہین -

دلیل اول وجوب شکر منعم بداہت عقل سے ثابت ہوتا ہے
اور جو ایسا بدیہی امر ہو اسکے خلاف یہ دلیل کچھ اثر
نہین رکھتی اور اسکو توڑ نہین سکتی -

دلیل دوم جو دو راستون پر پہنچے جنمین سے ایک امن کا
راستہ ہو دوسرا خوف کا تو اسکی عقل بھی چاہتی ہے
کہ امن کے راستہ چلے نہ براہ خوف - اور طریق
شکر مین امن ہے اور اس سے بے پرواہ ہونا سبب
خوف ہے [illegible]

دلیل سوم اگر شکر خدا بحکم عقل واجب نہو تو خدا کی
معرفت بھی واجب نہو کیونکہ اسمین اسمین کچھ فرق نہین
اور اگر خدا کی معرفت بحکم عقل واجب نہو تو رسولونکا
ساکت کر دینا لازم آوے - اسلئے کہ جب رسول معجزہ
ظاہر کرینگے تو لوگ انکو یہ کہہ سکینگے کہ تمہاری معجزہ
مین فکر کرنا بجز حکم شرع ہمپر واجب نہین - اور شرع
کا قرار پانا بجز ہماری فکر و تامل کے تمہارے معجزات
مین ممکن نہین - جب ہم تمہارے معجزہ مین
نظر نکرینگے تو ہم اس وجوب کو نجانینگے - اسمین رسول
ساکت ہو جاوینگے -

والجواب

قوله لم لا یجوز ان یجب الشکر لنفس کونه شکرا۔ **قلنا** قولنا لو وجب لوجب اما للفائدة او لا لفائدة تقسیم دائر بین النفی و الاثبات فلا یحتمل الثالث البتة

وایضا فقولکم انه وجب لکونه شکرا معناه [illegible] ان کونه شکرا یقتضی ترتب الذم او العقاب علی ترکه وهذا داخل فیما ذکرناه فلا یکون هذا قسما زائدا علی ما ذکرناه

قوله انما وجب علیه دفعا لضرر الخوف

قلنا قد بینا ان الخوف حاصل فی فعل الشکر کما انه حاصل فی ترکه۔ واذا حصل الخوف علی الامرین کان البقاء علی الترک بحکم الاستصحاب اولی۔ فان لم یثبت اولویة الترک فلا اقل من ان لا یثبت القطع بوجوب الفعل

ان اعتراضات و معارضات کے جواب

(۱) انکا یہ کہنا کہ شکر بذات خود واجب ہوسکتا ہے اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ ہمارا یہ قول واجب ہوگا تو دو ہی صورت سے ہوگا فائدہ کے لئے یا بلا فائدہ یہ ایسی تقسیم ہے جو نفی و اثبات دو قسم متناقض مین دائر ہے جسمین تیسرے قسم کا احتمال نہین (پس) اگر بذات خود واجب ہوا تو ان دو قسمون سے خارج نہوگا۔ اور یہ دونو ناممکن ہین پس واجب ہوگا تو کیونکر ہوگا

اور تمہارا یہ کہنا کہ وہ شکر ہونیکی سبب واجب ہے اسکی [illegible] یہ معنی ہین کہ اسکا شکر ہونا اسکے ترک پر ذم یا عذاب کا مقتضی ہے۔ یہ کچھ نیا قسم نہین ہے۔ انہین اقسام مین داخل ہے جنکو ہم ناممکن کہہ چکے ہین۔

(۲) انکا یہ قول کہ وہ دفع ضرر خوف کے لئے واجب ہے اسمین ہم کہتے ہین کہ ہم (بوجوہ اربعہ) بیان کر چکے ہین کہ فعل شکر مین بھی خوف موجود ہے جیسا اسکے ترک مین۔ (تمہارے نزدیک) ہے۔ اور جب دونو امر مین خوف ہوا تو ترک شکر پہ قائم رہنا بحکم استصحاب+ بہتر ہوا۔ یہ بہتری ثابت (و مسلم) نہو تو کم سے کم اتنا تو ثابت ہوا کہ وجوب فعل شکر یقینی نہین ہے۔

+ ایک چیز کو اسکے سابق یا اصلی حالت پر رہنے دینا۔

قوله الاشتغال بالخدمة ادی الی
قلنا هذا مسلم فی حق من یفرح
بالخدمة ویتاذی بالاعراض فاما
فی حق من لا یجوز الفرح والغم علیه
فمحال - وایضا فمثل هذه التراجیح
لا تفید الا الظن

قوله لا یجوز تشبیه نعم الله بکسرة
الخبز قلنا التشبیه واقع فی النسبة
لا فی المقدار ونحن لا نشک ان جمیع
نعم الدنیا بالاضافة الی خزائن الله
اقل من الکسرة بالاضافة الی خزائن ملوک الدنیا
قوله الحکم بکون العبث قبیحا لا یصح
الا مع القول بالقبح العقلی وانت
لا تقول به قلنا ان اصحابنا رحمهم الله انما
تکلموا فی هذه المسئلة بعد تسلیم
التقبیح العقلی لیبینوا ان کلام المعتزلة
ساقط فی هذا الفرع مع تسلیم ذلک
الاصل

(۳) انکا یہ کہنا کہ خدمت مین لگے رہنا غفلت و
بے پروائی سے بہتر ہے اسمین ہم یہ کہتے ہین
کہ یہ قاعدہ اس شخص کی نسبت مسلم ہے جسکو
خدمت فرحت پہنچے - اور نوکر کی بے پروائی سے
تکلیف ہو - اور جو غم و فرحت دونون سے پاک
ہو اسکی نسبت یہ تجویز ناممکن ہے - علاوہ ایسی
وجوہات سے بجز ظن کچھ حاصل نہین ہوتا اور اثبات
وجوب کے لئے قطعیت درکار ہے

(۴) انکا یہ قول کہ ٹکڑے سے تشبیہ دینی صحیح نہین
ہے - اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ یہان تشبیہ ایک
نسبت مین دی گئی ہے - نہ مقدار مین - اور اسمین
ہمکو شک نہین ہے کہ دنیا کی تمام نعمتین بہ نسبت
خزائن الہی اس ٹکڑے سے بھی کم ہین

(۵) انکا یہ قول کہ عبث کو قبیح کہنا حسن و قبح کو عقلی
کہنے کے سوای صحیح نہین - اور تم اسکے قائل
نہین - اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ ہماری علماء نے
معتزلہ کے حسن و قبح عقلی کو بطور تنزل مان کر
یہ گفتگو کی ہے اور معتزلہ کو یہ بات سوجھائی ہے
کہ معتزلہ کا حسن و قبح کو عقلی مان کر بحکم عقل
شکر کو واجب کہنا ساقط الاعتبار ہے - یعنے
حسن و قبح کو عقلی مانکر وجوب شکر کا ثبوت ناممکن ہے

قوله هذا یقتضی ان لا یحسن ایجاب الشکر من الله تعالی **قلنا** غرضنا من الدلیل الذی ذکرناه بیان انه لو صح التحسین والتقبیح العقلی لما امکن القول بایجاب الشکر لا عقلا ولا سمعا و قد بقی ان یقال فانتم کیف اوجبتموه شرعا قلنا لان من مذہبنا انه لا یجب تعلیل احکام الله تعالی وافعاله بالاغراض فله بحکم المالکیة ان یوجب ما شاء من غیر فائدة ومنفعة اصلا وهذا مما لا یتمکن الخصم من القول به

(اور یہ دلیل ہمارے علمار کے الزامی ہی)

(۶) انکا یہ قول کہ تمہاری دلیل اسبات کی مقتضی ہے کہ شکر بحکم خدا بھی واجب نہو اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ اس دلیل سے ہمارا یہ مقصود ہی کہ اگر حسن وقبح عقلی صحیح ہو تو وجوب شکر سے قائل ہونا عقلا ہو خواہ شرعاً ممکن نہین ہے سو ثابت ہو چکا ہی **رہا یہ سوال** کہ تمنے شکر کو بحکم شرع کیونکر واجب سمجھا اسکا **جواب** یہ ہی کہ ہمارے مذہب مین خدا کے افعال واحکام کا کسی غرض کے سبب سے ہونا ضرورے نہین ہے (یعنے اسکے افعال معلل بالاغراض نہین) اسکو اپنی مالک ہونیکی جہت سے اختیار ہی کہ جس شخص پر جو کچھ چاہے واجب کرے گو اسمین کچھ فائدہ و منفعت نہو۔ اور یہ بات ہمارے خصم یعنی معتزلہ وغیرہ نہین کہہ سکتے (اسلئے کہ وہ حسن وقبح اشیار کو عقلی کہتے ہین اور جس چیز کا حسن عقلا ثابت نہو اسکا صدور خدا سے محال جانتے ہین) پس یہ سوال ہمارے اوپر سے اٹھ گیا (اور انپر ویسا ہی قائم رہا)

مترجم کہتا ہی اس مذہب پر **عقلی دلیل** یہ ہی کہ اغراض سے استغنا اس خداوند تعالی کے مفہوم حقیقت مین داخل ہی۔ اور اسکی صمدیت اور قیومیت اور وجوب وجود کے لئے ذاتی لازم۔ اور نقلی دلائل بہت سی آیات ہین از انجملہ یفعل اللہ ما یشاء و از انجملہ ان اللہ یحکم ما یرید و از انجملہ لا یسئل

عما یفعل وھم یسئلون - بنابرانمذہب کے اشعریہ (جنمین سے جناب مصنف ہین) یہ کہہ سکتے ہین کہ جس شکر کو ہم قبل ورود شرع واجب نہ کہہ سکتے اور اسکی وجہ حصول منفعت یا دفع مضرت نہ بتا سکتے اسکو ہم بحکم خداوند تعالے واجب کہینگے گو پہر بھی اسکی وجہ کوئی نبتا وین - اور جس کفر کو ہم قبل ورود شرع حرام نہ کہتے اور اسکی حرمت کی وجہ (خوف مضرت یا فوت منفعت) بیان نکرسکتے اسکو ہم بحکم خداوندی حرام ٹہیرائین گے گو اسکی اور وجہ حرمت پہر بھی بیان نکرسکین اور ماتریدیہ (جنکے ساتھ اس مسئلہ مین ہم متفق ہین) یہ کہہ سکتے ہین کہ کفر مین فی نفسہ برائی تھی اور خدا کی ناخوشی (جسکو ہم آپہی مین کے کفر مین دیکھتے اور قبل ورود شرع اسکو خدا کے کفر مین تجویز نکرسکتے) اسلئے خدا نے اسکو حرام فرمایا - اور اسکو سبب نقصان وحرمان ٹہیرایا اور شکر مین فی نفسہ خوبی تہی اور خدا کی خوشنودی (جسکو ہم آپہی مین کے شکر مین مشاہدہ کرتے اور شکر خدا مین قبل ورود شرع اسکو تجویز نکرسکتے) اسلئے خدا نے اسکو واجب کیا اور اسکو ہمارے فائدہ کا سبب ٹہیرا دیا - فقال عز من قائل - لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید - اور ساتھ اسکے یہ بھی کہتا ہے کہ جس شکر کو خدا تعالی دوست رکھتا ہے - اسکا وہ محتاج نہین - اور نہ وہ اس سے فائدہ اٹھاتا ہے - اور جس کفر کو ناپسند فرماتا ہے اسمین اسکا ضرر نہین اور نہ تکلیف پاتا ہے - کما قال ھو بنفسہ ان تکفروا فان اللہ غنی عنکم ولا یرضی لعبادہ الکفر وان تشکروا یرضہ لکم - اب اگر کوئی اسکی وجہ پوچھے اور یہ سوال کرے کہ شکر و کفر مین اسکی ذاتی منفعت و مضرت نہین تو وہ شکر کو دوست کیون رکھتا ہے اور کفر کو برا کیون سمجھتا ہے اور جس حالتمین وہ بندونکا مالک و متصرف ہے اور انکو بلا واسطہ سبب نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے تو پہر اسنے شکر و کفر کو سبب نفع و نقصان کیون ٹہیرایا - تو اسکا جواب یہی ہے کہ اسکی وجہ ہم نہین جانتے اور باوجود نہ جاننے کے اسکو تسلیم کرنا بحکم مقدمہ رابع صحیح سمجھتے ہین جیسے کہ ہم خدا کے افعال (عالم کو پیدا کرنا - اور انکو خاص خاص منفعتین صورتین عطا کرنا) کی وجہ نہین جانتے و مع ذالک بلا وجہ انکو تسلیم کر رہے ہین - جو ہماری اس تسلیم کو ناجائز بتلاوے اور خدا کی ہر بات کا تسلیم کرنا دریافت وجہ پر موقوف ٹہرادے وہ افعال ذیل کے وجوہات بتلادے

(۱) خدا نے عالم کو کیون بنایا (۲) اگر کہو اظہار قدرت یا طلب عبادت کیلئے تو پہر یہ سوال ہے کہ اسکو اظہار قدرت یا عبادت کی کیا حاجت تہی - (۳) انسان کو ناطق اور گدہے کو ناہق کیون کیا - (۴) آگ کو جلانے والی اور پانی کو بجہانے والا کیون بنایا (۵) آفتاب کو بذات خود روشن اور چاند کو بذات خود مظلم کیون کردیا وعلی ہذا القیاس اور اگر ان افعال کی وجوہات بیان نہ کرسکے اور ان سوالات کو تجویز مجہولیت ذاتیہ کے متضمن سمجہکر فضول قرار دے تو اُنہین افعال الہی پر احکام الہی کو خیال کرے اور اُس سوال کو ان سوالات کیطرح فضول سمجہے - **اس جواب کی تسلیم** مین ہمارے مخاطبین اہل اسلام معتزلہ اور آریہ کو جائے کلام نہین - اور افعال و احکام الہی کو بلا اتفاق یکسان مانتے ہین کوئی عذر نہین **رہی وہ** وہ لوگ جو نبی کو نہین مانتے - اور انسان کے مکلف باحکام ہونیکو حق نہین جانتے سو البتہ اسمین یہ کہین گے کہ آفتاب یا انسان یا اور مخلوقات کو تو ہم آنکہہ سے مشاہدہ کرتے ہین اسلئے انکو جس صفت یا کیفیت پر دیکھتے ہین اسکو خدا کیطرف سے سمجھتے ہین گو اسکی پیدائش کی وجہ نہین جانتے [illegible] انسان مکلف باحکام [illegible] ہین کہ اسکو [illegible] اور بلا دریافت اسکی وجہ و کیفیت کی اسکو حق جان لین - انکی اسبات کا جواب عنقریب دیا جاوے گا اور بدلائل عقلیہ یہ امر ثابت کیا جاویگا - کہ جیسے انسان کا وجود وجسم آنکہہ سے نظر آتا ہے ویسا ہی اسکا مکلف باحکام ہونا بچشم عقل دکھائی دیتا ہے فلیصبروا ولینتظروا ۱۲

حاشیہ

واما قوله وجوب الشکر معلوم بالضرورة **قلنا** فی حق من یسره الشکر ویسوءه الکفران اما فی حق من لا یکون کذلک فلا نسلم

فان قلت. بل وجوبه علی الاطلاق

(۷) اور جو اُنہون نے (ہمارے معارضہ مین دلائل قائم کئے ہین وازانجملہ دلیل اول مین) کہا ہے کہ وجوب شکر بداہتہ معلوم ہے - اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ جسکو شکر سے سرور پہنچے اور کفر سے اسکو رنج پہنچے اسکے حق مین یہ بداہت مسلم ہے ولیکن جو ایسا نہو - (جیسے خدا تعالے) اسکے حق مین مسلم نہین ہے

اسمین اگر تم کہو کہ وہ وجوب ہر کسیکے حق مین میہی ہے

معلوم بالضرورة وانت مكابر في ذلك الانكار

قلت احلف بالله وبالايمان التي لامخارج عنها اني راجعت عقلي وذهني وطرحت الهوى والتعصب فلم اجد عقلي قاطعا بذلك في حق من لا يصح عليه النفع والضرر بل ولا ظانا فان كنتم بتموننا في ذلك كان ذلك لجاجا ولن تسلموا الضا من [illegible]

واما قوله ترجيح الطريق الامن على الطريق المخوف من لوازم العقل قلنا نعم لكنا بينا ان كلا الطريقين مخوف فوجب التوقف

قوله انه يفضي الى افحام الانبياء قلنا العلم بوجوب النظر والفكر ليس ضروريا بل نظريا فللمدعو ان يقول انما يجب على النظر في معجزتك لو نظرت نعرفت وجوب النظر لكني لا انظر في انه هل يجب على النظر ام لا واذا لم انظر فيه لا اعرف وجوب

اور تم اسکے انکار مین مکابر (یعنے بیفایدہ جھگڑالو) ہو

مین اسکے جواب مین کہونگا کہ مین خدا کی قسم اور سب قسمین جنسے خلاصی نہو کہاتا ہون مینے اپنی عقل اور ذہن کیطرف رجوع کیا اور نفسانیت وتعصب کو برطرف کردیا - پہر مینے اپنی عقل کو اس شخص کے شکر کی نسبت جسکو اس سے نفع ونقصان نہو یقین بلکہ ظن وجوب پر بھی نہین پایا - پہر بھی تم ہمکو جھوٹا سمجھو تو یہ تمہارا بیفائدہ جھگڑا ہی اور جو بات تم ہماری طرف منسوب کرتے ہو ویسی بات سے تمہاری خلاصی نہین،

اور جو (دلیل دوم مین) کہاہے کہ امن کی راہ کو خوف کے راہ پر ترجیح دینا عقل کا لازمہ ہی - اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ یہ قاعدہ بیشک صحیح ہی لیکن ہم بیان کر چکے ہین کہ یہان دونو راستون مین خوف ہے - پس توقف کرنا بحکم استصحاب واجب ہے

اور جو (دلیل سوم مین) کہاہی کہ شکر بحکم عقل واجب نہو تو اس سے انبیار کا ساکت ہوجانا لازم آتاہے اسمین ہم کہتے ہین کہ (جو الزام تمنے ہمپر لگایا ہی یہ تمہاری طرف عاید ہوتاہی اسلیے کہ) دلائل مین غور وفکر کرنیکا واجب ہونا بدیہی امر نہین ہی بلکہ نظری ہی جو فکر وتامل سے معلوم ہوتاہی - بناءعلیہ جب کسی شخص کو رسول سلام کیطرف بلاویگا تو وہ شخص

النظر فی معجزاتک فیلزم الافحام

فان قلت بل اعرف بضرورة العقل
وجوب النظر علیّ قلت هذا مکابرة
لان وجوب النظر علیّ یتوقف علی العلم بان
النظر فی هذه الامور الالٰهیة یفید
العلم وذلک لیس بضروری بل نظری
خفی فان کثیرا من الفلاسفة قالوا
فکرة العقل تفید الیقین فی الهندسیات
والحسابیات فاما فی الامور الالٰهیة
فلا تفید الا الظن - ثم بتقدیر ان ثبت
کونه مفیدا للعلم فانما یجب الاتیان
به لو عرف ان غیره لا یقوم مقامه فی
افادة العلم وذلک مما لا سبیل الیه
الا بالنظر الدقیق

یہ کہدیگا کہ تمہارے معجزہ مین غور و تامل کرنا مجہہ
تب واجب ہی - جب مین پہلے دلائل مین غور کرنیکو
سوچون اور اسکا واجب ہونا جان لون - ولیکن مین اسباب
مین غور نہین کرتا (اور یہ بات کہ مجہپر تمہارے معجزہ
مین غور کرنی واجب ہی - یا نہین نہین سوچتا) جب
اسکو نہ سوچونگا اور تمہارے معجزہ مین فکر کرنیکو واجب
نہ جانونگا - اسمین بہی رسول کا ساکت ہونا لازم
آتا ہی

اسمین اگر تم اعتراض کرو کہ دلائل مین غور و تامل کرنیکا
وجوب ہم بداہت عقل سے جانتے ہین تو مین جواب [illegible]
مین کہونگا کہ یہ دعوی بیفایدہ جہگڑا ہی - دلائل مین
غور کرنیکو ہم تب واجب سمجہاین جب (دو باتون کو)
جان لین (اول یہ) کہ ایسے امور الٰہیہ مین دلائل
بحث کرنے سے یقین حاصل ہو جاتا ہی - اور یہ امر
بدیہی نہین ہی بلکہ مخفی نظری ہی جو سوچنے سے
حاصل ہوتا ہی چنانچہ بہتیری فلسفیون نے کہہ رکہا ہے
کہ عقل کے غور و فکر ہندسہ و حساب کے علوم مین تو یقین حاصل
ہوتا ہی - ولیکن امور الٰہیہ مین اس سے بجز ظن فائدہ
نہین ہوتا - اور اس امر کو ہم یون ہی مان لین
تو پہر اس فکر و استدلال کا واجب ہونا اور عمل
مین آنا تب ممکن ہی جب یہ امر (دوم) ثابت ہو

واذا كان العلم لوجوب النظر موقوفا على فر نيلك المقامين النظريين الموقوف على النظر اولى بان يكون نظريا كان العلم بوجوب النظر نظريا لا ضروريا وح يتحقق الالزام فكل ما يجعله الخصم جوابا عن ذلك فهو جوابنا عما ذكروه

کہ حصول علم الیقین فکر و استدلال پر موقوف ہی اس یقین کے پیدا کرنے مین کوئی اور چیز اسکے قائمقام نہین ہی - اور اس امر کیطرف بجز باریک سوچ کے کوئی راستہ نہین ہی جب دلائل مین فکر و غور کرنیکا وجوب ان دو نظری امور پر موقوف ہوا اور جو نظری پر موقوف ہوتا ہی سو نظری ہوتا ہی تو دلایل مین فکر و تامل کا وجوب نظری ہوا - پس وہ الزام جو ہمپر لگایا گیا تھا معترض پر ثابت ہوا - پس جو اب اسکا جو انکی طرف سی ہوگا وہی ہماری طرف سے کافی ہوگا -

هذا اخر كلام الرازي في المحصول

یہ امام رازی کے کلام کا خاتمہ ہے

اس جواب دلیل سوم کا حاصل یہ ہی کہ جیسے وجوب کے شرع سے مخصوص ہونیکی صورت مین منکر نبی معجزہ یا دعوت نبی مین غور کرنے سے متوقف ہو سکتا ہی اور یہ کہہ سکتا ہی کہ تمہاری بات مین غور کرنے اور اسکو مان لینے کا وجوب شرع سے ثابت ہوتا ہی اور شرع کا ثبوت میرے فکر و غور پر موقوف ہی پس نہ مین غور کرتا ہون نہ وجوب شرعی کا سر پر بوجھ لیتا ہون - ویسا ہی وجوب کے عقلی ہونیکی صورت مین وہ دعوت نبی یا اسکے معجزہ مین غور کرنے سے توقف کر سکتا ہی اور یہ کہہ سکتا ہی کہ تمہاری بات مین غور کرنا اور اسکو مان لینا بحکم عقل واجب ہو سکتا ہی اور وہ تب ممکن ہی جب مین دلائل مین غور کرنیکو واجب سمجھون اور بناء علیہ تمہاری معجزات مین غور کرون لیکن مین نہ اسباب مین غور کرتا ہون اور نہ اس وجوب عقلی کا بوجھ سر پر لیتا ہون

پھر اسپر مخالفین کا یہ **اعتراض** نقل کیا ہی کہ دلائل مین غور کرنیکا عقلی وجوب بدیہی امر ہے بناء علیہ جب معجزہ نبی منکر کے سامنے پیش ہوگا وہ بحکم بداہت عقل اسمین غور کرنیکو واجب سمجھیگا - اور توقف کو حرام جانیگا - پھر اسکا **جواب** دیا ہی کہ دلائل مین غور کرنیکا وجوب بدیہی نہین ہی بلکہ خفی

نظری جو دو نظری امور کے ثبوت پر موقوف ہے

امام علی بن ابی الحسین آمدی نے کتاب احکام مین اس دلیل سوم کا یہ جواب دیا ہی کہ شرع کا

اما المعارضة بما ذكره من افحام الرسل فجوابه من وجهين الاول منع توقف استقرار الشرع على نظر المدعو في المعجزة بل مهما [illegible] المعجز في نفسه [illegible] وكان صدق النبي فيما ادعاه ممكنا وكان المدعو عاقلا متمكنا من النظر والمعرفة فقد استقر الشرع وثبت والمدعو مفرط في حق نفسه

الثاني ان الاول لازم على القائل بالايجاب العقلي لان العقل بجوهره غير موجب دون النظر والاستدلال والا لما خلا عاقل عن ذلك وعند ذلك فللمدعو ان يقول لا انظر في معجزتك حتى اعرف وجوب النظر ولا اعرف وجوب النظر حتى انظر وهو دور مفحم

تقرر و ثبوت اس منکر کے نظر و تامل پر موقوف نہین بلکہ جب معجزہ ظاہر ہوا اور صدق نبی کا اسکے دعوی مین ممکن ہوا اور وہ شخص [illegible] کرتا ہی عاقل اور غور و فکر پر قادر ہو تو شرع خود ثابت ہوجاتی ہے، پہر وہ شخص نماننے تو قصوروار ہی

جواب دوم یہ کہ وہ دور جسکو تم ہمپر وارد کرتے ہو وہ قائلین وجوب عقلی پر وارد ہوتا ہی اسلئے کہ عقل بذات خود بلا استعانت فکر و استدلال نظر و استدلال کو واجب نہین کرتی یہ ہو تو اس سے کوئی انسان خالی نہو بلکہ فکر و استدلال کی مدد سے وہ وجوب نظر کی مثبت ہی تب منکر کہہ سکتا ہی کہ جب تک مین دلائل مین نظر کرنیکو واجب نجانلون [illegible] اور دلائل مین نظر کرنیکو واجب جاننا میری سوچ و تامل پر موقوف ہی پس مین سوچ مین پڑتا ہون نہ اس وجوب عقلی کا بوجہ اٹھاتا ہون -

امام غزالی (معتمد علیہ مخاطبین) نے اس دلیل سیوم کا ایسا جواب دیا ہی جو عوام کی سمجھہ مین بخوبی آسکتا ہی آپنے **احیاء العلوم** مین مسئلہ عدم وجوب طاعۃ الہی بحکم عقل اسی تقریر و دلیل سے جو امام رازی کے کلام مین گذری - بیان کرکے کہا ہی

باقی آئندہ

(222)

حصۂ دوم

مذہب و معاشرت

وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا

رسول جو حکم دی سو لے لو اور جس سے روکو رک جاؤ

مذہب و معاشرت آپسمین خوب جکڑی ہوئے ہین۔ اور ایک زنجیر مین بندہے ہوئے۔ اور انبیا علیہم السلام جیسے عبادات سکھانیکو آئے ہین ویسے ہی معاملات و طرز معاشرت بتانیکو تشریف لائے۔

ہرچند اصل اصول نبوت و اصلی مقصود بعثت روحانی ترقی یا تہذیب ہے ولیکن معاملات یا احکام علی مین دست اندازی اس روحانی ترقی یا تہذیب کے منافی نہین ہی۔ بلکہ جس معاملہ یا رسم یا عادت مین انبیاؑ نے دخل دیا ہی اور اسکا عمدہ طرز تعلیم کیا ہی اسمین اس تہذیب کو مدنظر رکھا ہی۔ اسی نظر سے خاتم المرسلین نے فرمایا ہی

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق رواہ مالک فی الموطا بلفظ احسن الاخلاق

مین تو اسیواسطے بھیجا گیا ہون کہ اچھی عادات یا اخلاق کو پورا کرون

لا یومن احدکم حتی یکون ہواہ تبعا لما جئت بہ رواہ فی شرح السنۃ

اور یہ بھی فرمایا ہی تم مین سے کوئی شخص (کامل) مسلمان نہوگا جب تک اسکی خواہش نفس میری ان سب احکام یا تعلیمات کی جو مین لیکر آیا ہون تابع نہو

فلا و ربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما۔ نساء ع ۹

اور خدا تعالےٰ نے خود بھی فرما دیا ہی کہ تیری رب کو اپنی قسم ہی۔ یہ لوگ کبھی مومن نہونگی جبتک اپنی تمام جھگڑون اور اختلافی معاملات مین تجھے حاکم نہ بنادین۔ پھر تیرے فیصلہ سی اپنی دلمین تنگی نہ لاوین۔

یہ ارشاد خداوندی اسی امر کی نسبت صادر ہوا ہی جو از قسم معاشرت ہی چنانچہ صحیح بخاری مین

عن عروۃ ابن الزبیر قال خاصم الزبیر رجلا

مروی ہی کہ ایک شخص نے حضرت زبیر سے ایک نالی کے

سنی الندر

من الانصار فی شریج من الحرۃ فقال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسق یا زبیر
ثم ارسل الماء الی جارك فقال الانصاری
یا رسول اللہ ان کان ابن عمتك فتلون وجھہ
ثم قال اسق یا زبیر ثم احبس الماء حتی یرجع
الی الجدر ثم ارسل الماء الی جارك واستوعی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم للزبیر حقہ فی صریح
الحکم حین احفظہ الانصاری کان اشار
علیھما بامر لھما فیہ سعۃ قال الزبیر فما احسب ھذا
الا نزلت فی ذلك فلا [illegible] یؤمنون
حتی یحکموك فیما شجر بینھم - بخاری ض ۶۶
وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ
ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم
ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا
مبینا

(جو ایک پانی کی جگہہ سے کھیت کو آتی تھی) مقدمہ میں
کچھہ جھگڑا کیا اور اسکا فیصلہ آنحضرت سے چاہا - آنحضرت
نے اُسمیں بطور مصالحت یہ فیصلہ دیا کہ پہلے زبیر
اپنے کھیت کو بقدر حاجت سینچ لے - پھر اس شخص
کے کھیت کیطرف پانی چھوڑ دے - وہ انصاری
اس فیصلہ پر راضی نہوا اور اسکو حضرت زبیر کی قرابت
کے سبب رعایتی فیصلہ سمجھا - پھر آنحضرت کا چہرہ مبارک
(غصہ کے سبب) متغیر ہوگیا اور آپنے اسمین پورا
حق دلایا اور زبیر سے کہا کہ تو اپنے کھیت کو اُسکے
[illegible]
یہ قول نازل ہوا -

اور اللہ تعالےٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کسی مومن مرد
یا عورت کا یہ منصب نہین کہ اللہ اور اسکا رسول کوئی
حکم صادر فرمادین اور وہ اُسکے ماننے نہ ماننے مین خود مختار
رہین - جو اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانیگا وہ کھلا کھلا گمراہ
ہوگا +

یہ قول بھی ایسی ہی موقع مین نازل ہوا جو از قسم معاشرت ہے چنانچہ **ابن جریر و ابن مردویہ** وغیرہ مفسرین نے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انطلق لیخطب علی زید
فتاہ بن حارثۃ فدخل علی زینب بنت جحش الاسدیہ
فخطبھا قالت لست بناکحتہ قال بلی فانکحیہ

روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے زینب بنت جحش کو اپنے
معتق غلام زید کے نکاح مین لینا چاہا اور اُسنے
اور اُسکے بھائی عبد اللہ نے اسکو غلام سمجھکر نکاح سے
انکار کیا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی امر پر

(223)

اوامر نفسی فبینا ھما یحدثان انزل اللہ — اصرار کیا - آخر اس نے کہا کہ مین اپنی جیمین سو چونگی -
ھذہ الایۃ علی رسولہ قالت قد رضیت — اپ اور وہ یہی کچھ کہہ رہی تھی کہ آیت نازل ہوئی پہر
یارسول اللہ منکحا قال نعم قالت اذن لا عصی — وہ عورت بولی کہ اگر آپکو یہی پسند ہی تو مین آپکی
رسول اللہ قد انکحتہ نفسی - اخرجہ ابن جریر وابن مردویہ — تابعدار ہون

یہ اقوال ربانی واحادیث نبوی تو بطور عموم امور معاشرت کا مذہب مین داخل ہونا ثابت کرتے ہین اب چند احادیث واقوال ایسے ذکر کئی جاتے ہین جنسے خاص خاص امثلہ امور معاشرت کا دین مین داخل ہونا ثابت ہوتا ہی اللہ تعالٰے نے **قانون محافظت حقوق** جانی و مالی خلائق مین (جسمین **دیوانی و فوجداری** دونو قسم کے احکام آجاتی ہین) فرمایا ہی

نمبر شمار	احکام معاشرت	حوالہ بطور نوٹ
(۱)	ایکدوسرے کا ناحق مال نہ کہاؤ	لا تاکلوا اموالکم الخ نساء ع ۵
(۲)	کسیکو قتل نکرو - کروگے تو خود مارے جاؤگے	کتب علیکم القصاص الخ - بقرہ ع ۲۲
(۳)	خاص کر یتیم کا مال ناحق نہ کہاؤ - کہاؤگے تو آگ مین جاگوگے	ان الذین یاکلون اموال الیتامی - نساء ع ۱
(۴)	چوری نکرو - کروگے تو تمہارے ہاتھ کاٹی جائینگے	السارق والسارقۃ فاقطعوا - مائدہ ع ۶
(۵)	امانت کو ادا کرو	ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات - نساء ع ۸

قانون شہادت مین جو دیوانی مقدمات کے ثبوت کے لئی بمنزلہ اصول ہی فرمایا ہے -

نمبر شمار	احکام معاشرت	حوالہ بطور نوٹ
(۶)	سچی گواہی کو نہ چہپاؤ ایسا کروگے تو گنہگار ہو جاؤگے	ولا تکتموا الشہادۃ الخ بقرہ ع ۳۹
(۷)	جہوٹ نہ بولو	واجتنبوا قول الزور الحج ع ۴
(۸)	معاملہ کے وقت دو مرد گواہ مقرر کرو دو نہون تو ایک مرد اور ایک عورت	واستشہدوا شہیدین بقرہ ع ۳۹

قانون معاشرت واخلاق روزمرہ کی عادات (کھانے پینے - ملنے صحبت رکھنے کے بابمین) جو ذاتی اور اخلاقی کام اور **فوجداری** احکام پر مشتمل ہی فرمایا ہے

نمبر	حکم	حوالہ
(۹) (۱۰)	خنزیر اور وہ جانور جسپر بوقت ذبح بسم اللہ نہ پڑھی جاوے	حرمت علیکم المیتۃ مائدہ ع ۱
(۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴)	اور گلا گھونٹا - چوٹ سے مارا گیا - گر کر مر گیا - عام مردار	ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ انعام ع ۱۴
(۱۵)	نکہاؤ - پر اگر وہ مردار اُس کتے کا مارا ہوا ہو جسکو تمنے بسم اللہ پڑھکر شکار پر چھوڑا تہا تو بے شک نوش کر جاؤ	احل لکم الطیبات وما علمتم من الجوارح مائدہ ع ۱
(۱۶) (۱۷)	شراب نہ پیو - جوا نہ کہیلو یہ شیطانی کام ہین	انما الخمر والمیسر رجس الخ مائدہ ع ۱۲
(۱۸)	زنا مت کرو - یہہ بڑی بیحیائی ہے	لا تقربوا الزنا بنی اسرائیل ع ۴
(۱۹)	کسیکی غیبت نکرو - کیا تم اپنے مردہ بہائی کا گوشت کہانا چاہتے ہو	ولا یغتب بعضکم بعضا الخ حجرات ع ۲
(۲۰)	بحالت حیض مین مجامعت نکرو	قل ھو اذی الخ بقرہ ع ۲۸
(۲۱)	مان باپ - ہمسایہ - قرابتی - مسکین - مسافر سے سلوک کیا کرو	وبالوالدین احسانا نساء ع ۶
(۲۲)	کسیکے گہر جاؤ تو گہر مین داخل ہونے سے پہلے [illegible]	لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم [illegible]
(۲۳) (۲۴)	اور داخل ہونیکا اذن مانگو اذن نہ ملے تو واپس جاؤ	نور ع ۴
(۲۵)	اور خاصکر تین وقتون مین - صبح - دوپہر - بعد عشا جو کپڑے اتارنے کے اوقات ہین جنسے پردہ نہین جیسے لڑکے ممیز نابالغ یا غلام وہ لوگ بہی بلا اذن نہ آوین	لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم نور ع ۸

قانون ازدواج جو بہترین امور معاشرت سے فرمایا ہے

نمبر	حکم	حوالہ
(۲۶) (۲۷)	مشرکہ عورت سے نکاح مت کرو اور نہ مشرک کو نکاح مین اپنی لڑکی دو	ولا تنکحوا المشرکات بقرہ ع ۲۷
(۲۸) ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ -	سوتیلی ماں - اپنی ماں - بہن - پہوپہی - خالہ - بہتیجی بہانجی اپنی منکوحہ مدخولہ کی بیٹی - اپنی بیٹی کی بہو جورو کے ہوتے اُسکی بہن سے نکاح نکرو	ولا تنکحوا ما نکح اباءکم - حرمت علیکم امہاتکم نساء ع ۳ و ۴

(قانون مفارقت جو حسن معاشرت کے وسائل سے ہے فرمایا ہے)

نمبر	حکم	حوالہ
(۳۷)	جس عورت کو چھوڑ کر پھر بلانا چاہو اسکیلئے دو دفعہ طلاق حد مقرر کی گئی ہی تیسری دفعہ طلاق ہوگئی تو وہ رجوع سی ہاتھہ نہ آویگی	الطلاق مرتان الخ بقرہ ۲۹ ع
(۳۸)	رجوع کیصورت مین بھی تین حیض یا تین طہر تک تمہاری راہ دیکھی جاویگی - اس اثنا مین تمنی رجوع نہ کیا تو وہ عورت ہاتھہ سی جاتی رہیگی	والمطلقات یتربصن الخ بقرہ ۲۸ ع
(۳۹)	جو کچھہ تمنی مہر مین دیاہی بصورت طلاق واپس نہوگا - بلکہ	ومتعوھن الخ احزاب ۶ ع
(۴۰)	اسکے ساتھہ کچھہ اور بھی (متعۃ الطلاق) دینا پڑیگا	
(۴۱)	ہان اگر عورت خود اپنا آپ مہر دیکر چھوڑانا چاہی تو مرد کو مہر لے لینا جائز ہوگا - یہ اللہ کی حدین ہین - جو انسی تجاوز کریگا وہ ظالم ٹھہریگا	ولا یحل لکم ان تاخذوا مما اٰتیتموھن الخ بقرہ ۲۹ ع

قانون وراثت مین جو دیوانی مقدمات سی ہی یہ فیصلہ فرمایا ہے۔

نمبر	حکم	حوالہ
(۴۲)	ایک بیٹے کے ساتھہ بیٹی کا ایک حصہ اور بیٹے کے دو حصے	یوصیکم اللہ فی اولادکم نساء ۲ ع
(۴۳)	فقط بیٹیاں ہون تو کل مال سے انکی دو تہائی - فقط ایک	
(۴۴)	ہو تو اسکا نصف - اسیطرح اور اہل فرائض و عصبات ماں باپ میاں بیوی بہن بھائی کے حصص کو بیان فرمایا اور اخیر مین یہ کہدیا کہ یہ اللہ کی حدین ہین جو انسے تجاوز کریگا وہ آگ مین داخل ہوگا۔	

قوانین سیاست وریاست مین جو پولیٹیکل معاملات و کلکٹری مقدمات

کے متعلق ہین ارشاد کیا ہی

نمبر	حکم	حوالہ
(۴۵)	حکام وقت کی اطاعت کرو - جو لوگ حکام کی اطاعت سے خارج و باغی	اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر نساء ۸ ع
(۴۶)	ہوکر انسے لڑین یا رعایا کو لوٹ مار کرین انکو قتل کرو یا پھانسے دو یا جلاوطن کرو	فان بغت احدٰھما علی الاخرٰی حجرات ۱ ع
		انما جزاء الذین یحاربون - مائدہ ۵ ع
(۴۷)	تمہاری ریاستون مین تمہاری مخالفین مذہب رہنا چاہین تو انکو رہنی دو	وان احد من المشرکین استجارک براءۃ ۱ ع

نمبر	حکم	حوالہ
	پھر اُنکے جان و مال سے تعرض نکرو -	
(۴۸)	تمہارے دشمن و مخالف تم سے مصالحت چاہین تو تم قبول کرو	وان جنحو للسلم فاجنح لها - انفال ع۸
(۴۹)	جن مخالفین مذہب سے تمہاری صلح اور دوستی ہو جائے - اُنسے	الا الذین عاہدتم - براءة ع۱
(۵۰)	غدر اور لڑائی نکرو - بلکہ باحسان و سلوک پیش آؤ	لا ینهاکم الله عن الذین لم یقاتلوکم ممتحنہ ع۲
(۵۱)	باہم اتفاق رکہو - منازعت نکیا کرو	ولا تنازعوا فتفشلوا - انفال ع۶
(۵۲)	جمہوری اور اُن بڑے بڑے کامون مین جنمین کچہہ حکم وارد نہین باہم کمیٹی کرکے مشورہ کر لیا کرو	وشاورهم فی الامر ال عمران ع۱۷
(۵۳)	اس کمیٹی کے ممبر تمہارے دوست و ہم خیال لوگ ہون - دشمن و مخالف نہون -	لا تتخذوا بطانة من دونکم لا یالونکم خبالا ال عمران - ع۱۲
(۵۴)	ممبر و مشیر و ہمراز ہوکر اپنا راز مخالفونکو نہ بتاؤ - اور اس خیانت کو ذریعہ دوستی نہ بناؤ - جیسے حاطب بن ابی بلتعہ [illegible] (صحابی بدری) نے [illegible] آنحضرت صلعم کا کچہہ حال اہل مکہ کو لکہہ بہیجا -	لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیهم بالمودة [illegible] ممتحنہ ع۱
(۵۵)	جب مجلس کمیٹی مین حاضر ہو یا اور کسی جمہوری کام کے لئے جمع ہو تو بلا اذن امام (میر مجلس) کے وہان سے نہ جاؤ	واذا کانوا معه علی امر جامع الخ نور ع۹
(۵۶)	رعایا کے عامہ اموال زمین نقدی مواشی سے معاملہ زکوة تحصیل کرو	خذ من اموالهم صدقة الخ توبہ
(۵۷)	تحصیلدار کا خرچ و تنخواہ اسمین سے مقرر کرو	
۵۸ ۵۹ ۶۰	اس مال سے مساکین و مسافرون کی پرورش کرو اور غلامونکے آزاد کرانے مین صرف کرو	انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها توبہ ع۸

اسی قسم کے صدہا احکام متعلق امور معاشرت قرآن مین موجود ہین جنکو خدا نے دین مین داخل ٹہیرایا ہے

(225)

اور اُنکے کرنے نکرنے کا ارشاد فرمایا ہم ان سب احکام کو اس مقام مین بیان نہین کر سکتے - اور دریا کو کوزہ سے ماپ نہین سکتے - اور جن احکام متعلق امور معاشرت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین ٹھیرایا ہے - اور انھین قوانین کو مقرر فرمایا ہے - وہ احکام قرآن سے بڑھکر ہزار در ہزار ہین بلکہ خارج از احصا و شمار - از انجملہ نیز چند تمثیلات کو یہان ذکر کیا جاتا ہے مگر ان امثلہ کی بدستور سابق تفصیل موجب تطویل نظر آتی ہے اسلئے مجمل مضامین کا بیان عمل مین آتا ہے - اور بجائے نقل بارہ حدیث بھی فقط نام کتاب سے جسمین وہ حدیث ہی نشان دیا جاتا ہی - اور ایک کتاب مشکوۃ کا جسمین وہ حدیث منقول ہی اور ہر کسیکو مل سکتی ہے نمبر صفحہ بھی بتایا جاتا ہے -

(کہانے پینے پہننے ملنے وغیرہ اخلاق و عادات کے متعلق احکام)

نمبر			مشکوۃ نمبر صفحات
(۱)	جو شراب بہت سی پینے سے نشہ دے وہ تہوڑی پینی بھی حرام ہے	(ترمذی ابوداود وغیرہ)	۳۰۹
(۲)	شراب کا سرکہ نہ بناؤ	(مسلم)	"
(۳)	دوا مین [illegible] اسکا استعمال نکرو وہ دوا نہین ہے - خود مرض ہے	(مسلم)	"
(۴)	جو پینے کی چیز نشہ دے وہ شراب ہے - جو کوئی اسکو پئیگا خدا اسکو دوزخیون [illegible] کا نچوڑ پلائیگا +	(مسلم)	"
(۵) تا (۸)	گدھا - چوہا - بھیڑیا وغیرہ درندے - چیل وغیرہ ناخن دار پرندے		۳۵۱ سے
(۹)	حرام ہین	(بخاری مسلم - ابوداود وغیرہ)	۳۵۳ تک
(۱۰)	مرغی یا کسی اور جانور کو کسی دیوار یا درخت سے باندہ کر تیرون کا نشانہ نہ بناؤ - جو ایسا کریگا وہ ملعون ہوگا	(مسلم)	۳۴۹
(۱۱)	کسی جاندار کے چہرہ پر زخم یا چوٹ نہ لگاؤ - جو ایسا کریگا وہ بھی ملعون ہوگا	(مسلم)	۳۵۰
(۱۲)	جانور قابو مین ہو تو اسکو ذبح کرو - تمہارے اختیار سے باہر ہو (جیسے شکار - یا کوئین مین گرا ہوا) تو اسکو بسم اللہ پڑہکر تیر مارو - جہان لگیگا اسکو پاک و حلال کردیگا -	(ابوداود و ترمذی وغیرہ)	۳۴۹ ۳۵۰

(۱۳)	جیتے جانور سے کوئی ٹکڑا کاٹ کر نہ کھاؤ۔ جو ٹکڑا قبل ذبح جانور سے کاٹا جاوے وہ مردار ہے (ترمذی وابوداؤد)	۳۵۱
(۱۴)	خالص ریشمین لباس (بلا عذر مرض خارش وغیرہ) مرد نہ پہنین۔ جو پہنیگا وہ آخرت مین اس سے محروم رہیگا (بخاری ومسلم)	۳۶۵
(۱۵)	کسم کا رنگا ہوا کپڑا مرد نہ پہنین یہ کافرونکا کام ہے (مسلم)	۳۶۶
(۱۶)	ٹخنے سے نیچے ازار رکھو جو ایسا کریگا وہ دوزخ مین جائیگا (بخاری)	۳۶۵

نوٹ ہمارے مخاطب والامناقب نے اس حکم کو ہنسی مین اڑایا ہے۔ اور دین سے مٹایا ہے اسکا جواب ہم عنقریب دینگے ———— انشاء اللہ تعالیٰ

(۱۷)	سونا اور ریشم مردون کے لئے حرام ہین اور عورتون کے لئے حلال (ترمذی ونسائی)	۳۶۷
(۱۸)	سونے اور چاندی کے برتنون مین کھانا پینا سب کے لئے ناجائز ہے۔ (بخاری ومسلم)	۳۶۵
(۱۹)	[illegible] مردکی صورت اختیار کرے (بخاری)	۳۷۲
(۲۰)	مشرکین کا خلاف کرو۔ داڑھی بڑھاؤ۔ اور موچھین کترا ؤ۔ جو موچھین نہ کتاوے وہ مسلمانون مین سے نہین ہی (بخاری ومسلم واحمد وترمذی ونسائی)	۳۷۲ ۳۷۳
(۲۱)	مسواک کیا کرو۔ اسمین خدا کی خوشی ہے۔ احمد ودارمی	۳۶

تذکرہ

ایک حدیث صحیح مسلم مین آیا ہے کہ موچھین کترانا۔ داڑھی کو بڑھانا۔ مسواک کرنا۔ ناک مین پانی لینا ناخن کاٹنا۔ انگلیون کے تلی اور پرسی خم دہونا۔ بغلون کے بال اکھاڑنا۔ شرمگاہ کے بال مونڈنا۔ پانی سے استنجا کرنا۔ (کلی یا نچہ اور) یہ دسون فطرتی خصائل ہین۔ یعنی قدیمی ملل وادیان سماوے کی معمولہ ہین جو دین اسلام مین بواسطہ ابراہیم خلیل اللہ پہنچے ہین۔ چنانچہ اہل اسلام کا دعوے ہے۔ یا یہہ کہ انسان کے نیچر مین داخل ہین۔ چنانچہ نیچری مسلمانونکا یہ خیال ہی۔ ولیکن بڑا تعجب ہے کہ وہ اور کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہین تو مدون استنجا پتلون کے بٹن یا پاسجامہ کا ازار بند باندہ لیتے ہین۔ کہانے سے

رسالہ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ

نمبر چہارم (بابت ربیع الثانی ۱۲۹۶ھ مطابق اپریل ۱۸۷۹ء) جلد دوم

جسمین بعض اصول جوابات حضرت مولوی محمد قاسم صاحب کا ثبوت ہے۔ اور بطفیل جناب ممدوح اصل اصول مذہب سے بہی تعرض

منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

اشتہار شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

(۱) یہہ رسالہ مذہبی مسایل مین ہی۔ ملکی یا قومی باتون سے اسمین تعرض
نہین (۲) مہینہ مین ایکبار چھپتا ہی اور ہر مہینہ کی اخیر مین
تقسیم ہوتا ہی (۳) جسقدر روپیہ اسکی عوض مین وصول ہوتا
ہی وہ کسی خاص شخص کا ملک نہین ہوتا۔ اسی رسالہ کے مصارف
اجرا مین صرف ہوتا ہی (۴) جو کچھ اسکے عوض مین کوئی دیتا ہی
[illegible]
بغرض اشاعت سنت سید المرسلین۔ یہی وجہ ہی کہ بعضی صاحب اس
دو جزو رسالہ کے عوض مین تین تین روپیہ ماہواری دیتے ہین بعضے
دو روپیہ۔ اور اکثر ایک روپیہ۔ اور عام خریدار آٹھ آنہ ماہوار دیتے
ہین۔ اور بہت لوگ مفت بلا قیمت لیتے ہین (۵) جو لوگ
ایک روپیہ یا اس سے زیادہ دیتے ہین۔ وہ اس رسالہ اور انجمن اشاعۃ السنہ کے
ممبر تصور کئے جاتے ہین۔ انکو اس رسالہ کے جملہ امور کے متعلق مالکون
کیطرح رای دینے اور جمع خرچ حساب لینے کا استحقاق ہی۔ اور جسقدر
پرچے چاہین خود لے سکتے ہین۔ اور جسکو چاہین بلا قیمت دے سکتے
ہین (۶) مفت لوگ انکو ملتا ہی جو معاونت زر کی استطاعت

نہین رکہتے۔ اور اسکی اشاعت و ترویج کی معاونت کرتے ہین
اور پڑہنے اور سمجھنے کی لیاقت بھی رکھتے ہین (۷) اس رسالہ کی
جملہ امور تصنیف تحریر طبع تقسیم حساب کتاب کا اہتمام راقم
الحروف کے ذمہ ہی۔ اور بعضی امور مین جیسے مطالبہ روانگی خطوط تقاضا کے
چندہ مین منشی عبد العزیز صاحب ساکن امرتسر کٹرہ کہنیان بھی میرے
[illegible] خط و کتابت رسالہ
کسیکو منظور ہو وہ راقم سے کرین یا منشی عبد العزیز صاحب کو مخاطب فرماوین
(۸) جو صاحب بذریعہ چندہ ارسال کرین اگر وہ کسی شہر مین اکیلے ہون تو
وہ اپنا چندہ ششماہی یا سالیانہ بحیثیت روانہ کرین۔ جہان کئی صاحب
موجود ہون وہ ملکر ماہ بماہ بھیجتے رہین یا ششماہہ پیشگی ادا کرے
فرماوین بذریعہ منی آرڈر یا ہنڈی کے۔ اگر نوٹ یا ٹکٹ (۱) دہ آنہ
ہون تو بذریعہ رجسٹری (۹) نمبر (۷۷) و (۷۸) کی پرچے کمیاب
ہین بلکہ نایاب اگر کسیکو بھیجے جاتے ہین تو لوگون سے خرید کر اور مشکل
سے بہم پہونچاکر اسلئے انکی قیمت ہر مہینہ کی پرچون کے عوض مین
ایک روپیہ ماہوار سے کم نہین لیجاتی بس جو صاحب ماہ سنہ کے پورے

مطبع مصطفائی لاہور مین چھپا

یہی مضمون آپکے کئی رسائل و تصنیفات مین مرقوم ہے اور اگر آپ کہین احوال برزخ وحشر مین ایسی تقریرات بھی لائی ہین۔ جنسے حشر روحانی مفہوم ہو۔ یا نعیم و آلام کا وجود خیالی یا عقلی ثابت ہو تو وہ اُن لوگونکو سمجھانے کے لئے جو انبیا کے منکر ہین۔ اور اُنکی ایسی باتونکو جو عقل مین نہ آوین تسلیم نہین کرتے **ان تقریرات** مین **امام غزالی** رحنے اپنا عندیہ ظاہر نہین کیا اور نہ مسلمانونکا اعتقاد بتلایا ہے بلکہ منکرونکو یہ سمجھایا ہے کہ اگر کوئی اُن امور کی اصلی حقائق کو نہ مانے۔ اور اپنی نافہمی سے اُنکو خلاف عقل و محال جانے تو اسی عقلی خیالی وجود سے مان لے۔ اور اسطور پر اسکا امکان تجویز کرکے تکذیب سے باز آوے۔ یہان چند فقرات اُنکی متعدد تصنیفات کے بطور شہادت پیش کئے جاتے ہین

قال الغزالی فی الاصل الاول من الرکن الرابع من الفصل الثالث من کتاب قواعد العقائد من **الاحیاء** الحشر والنشر قد ورد بهما الشرع وهو حق والتصدیق بهما واجب۔ لانه فی العقل ممکن و معناه الاعادة بعد الافناء وذلک مقدور للّٰه تعالی کابتداء الانشاء قال اللّٰه تعالی قال من یحیی العظام وهی رمیم ۝ قل یحییها الذی انشاها اول مرة ۔ فاستدل بالابتداء علی الاعادة

امام غزالی نے احیا مین کہا ہے

حشر ونشر شرع مین آچکا ہے۔ اور وہ حق ہے اور اُسکا ماننا واجب۔ کیونکہ بحکم عقل ممکن ہے۔ اسکے معنے فنا کے بعد دوبارہ پیدا کرنا ہے۔ سو اللہ کی قدرت مین ہے۔ جیسے پہلی بار پیدا کرنا۔ چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ انسان منکر کہتا ہے کہ جب ہڈیان کھوکھری ہوجاوینگی تو اُنکو زندہ کون کریگا تو (اسکے جواب مین اے رسول اللہ) یہ کہدے کہ انکو وہ زندہ کریگا۔ جس نے پہلی بار پیدا کیا۔ سو خدا نے دوبارہ پیدا کرنے پر پہلے پیدا کرنے

وقال فی الباب السابع من کتاب ذکر الموت وما بعدہ من الاحیاء اعلم ان للناس فی حقیقۃ الموت ظنونا کاذبۃ قد اخطأوا فیھا۔ فظن بعضھم ان الموت ھو العدم وانہ لا حشر ولا نشر ولا عاقبۃ للخیر والشر وان موت الانسان کموت الحیوانات وجفاف النبات وھذا رای الملحدین وکل من لا یؤمن باللہ والیوم الآخر۔ وظن قوم انہ ینعدم بالموت ولا یتألم بعقاب ولا یتنعم بثواب مادام فی القبر الی ان یعاد فی وقت الحشر۔ وقال آخرون ان الروح باقیۃ لا تنعدم وانما المثاب والمعاقب ھی الارواح دون الاجساد وان الاجساد لا تبعث ولا تحشر اصلاً وکل ھذہ ظنون فاسدۃ ومائلۃ عن الحق۔ بل الذی تشھد لہ طرق الاعتبار وتنطق بہ الآیات والاخبار ان الموت معناہ تغیر حال فقط وان الروح باقیۃ بعد مفارقۃ الجسد

کو دلیل ٹھیرایا

اور امام **غزالی** نے احیاء مین دوسری جگہہ فرمایا ہے تو جان لے کہ موت کی حقیقت مین لوگون کے کئی جہوٹے خیال ہین۔ جنمین وہ چوک گئے ہین۔ بعضونکا یہ خیال ہے کہ موت ایک نابودگی ہے۔ اور کوئی حشر ونشر نہین ہے اور نہ نیکی وبدی کا کوئی انجام ہے انسان کی موت ایسی ہے جیسی حیوان کا مرجانا۔ یا بوٹی کا خشک ہوجانا۔ اور یہ ملحدونکی راے ہے اور اُن لوگونکی جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہین رکھتے اور بعضونکا یہ خیال ہے کہ موت سے انسان نابود ہوجاتا ہے۔ اور جبتک قبر مین ہے اسکو لذت و عذاب نہین پاتا۔ یہانتک کہ وقت حشر اسکا اعادہ ہو (**مترجم** کہتا ہے یہ معتزلہ وغیرہ اہل بدعت کی راے ہے) اور بعضونکا یہ خیال ہے کہ روح باقی ہے۔ موت سے نابود نہین ہوتی اور ثواب عذاب بھی نہین ارواح کو ہوتا ہے۔ نہ اجسام کو۔ اور اجسام اُٹھائے نہ جاوینگے۔ اور نہ جمع ہونگے اور یہ سب جہوٹے خیالات ہین۔ اور حق سے پہرے ہوئے اور اعتقاد حق جسپر غور وفکر شاہد ہے۔ اور قرآن وحدیث ناطق۔ یہ ہے۔ کہ موت سے مراد فقط ایک حالت کا بدل جانا ہے اور روح بعد مفارقت بدن باقی رہتی ہے

اما معذب به واما منعم الی ان قال ولا
یبعد ان یعاد الروح الی الجسد فی القبر
ثم ذکر ما ورد فی السنۃ من انواع عذاب القبر
من الحیات والعقارب وغیرها ثم قال
فامثال هذه الاخبار لها ظواهر صحیحة
واسرار خفیة ولکنها عند ارباب البصائر واضحة فمن
لم تنکشف له حقائقها فلا ینبغی ان ینکر ظواهرها
بل اقل درجات الایمان التصدیق
والتسلیم
فان قلت فنحن نشاهد الکافر فی قبره
مدة ونراقبه ولا نشاهد شیئا من
ذلک فما وجه التصدیق علی خلاف المشاهدة
فاعلم ان لک ثلاث مقامات
فی التصدیق بامثال هذا
احدها وهو الاظهر والاصح والاسلم ان
تصدق بانها موجودة وهی تلدغ المیت
ولکنک لا تشاهد ذلک فان هذه
العین لا تصلح لمشاهدة الامور الملکوتیة
وکل ما یتعلق بالاخرة فهو من عالم الملکوت اما تری
الصحابة رضی الله عنهم کیف کانوا یؤمنون بنزول
جبرئیل وما کانوا یشاهدونه ویؤمنون بانه علیه السلام

عذاب مین یا نعمت مین۔ اور روح کا جسم کیطرف پھیرنا
قبر مین بعید نہین
پھر غزالی نے اسکا ذکر کیا جو حدیث مین آیا ہے
کہ قبر مین سانپ اور بچھو ہونگے۔ پھر کہا
ایسی احادیث کے ظاہری معنی صحیح ہین۔ اور انکی اسرار
خفی ہین جو صاحبان بصیرت پر منکشف ہین۔ جنپر انکی
حقائق نہ کھلین انکو یہ نہ چاہیئے کہ ظاہر کو نمانے
بلکہ ادنے درجہ ایمان یہ ہے کہ انکو سچ جانے
اور مان لے۔
اور اگر تو اعتراض کرے کہ ہم تو [illegible] کافر کو
قبر مین دیکھتے رہتے ہین۔ اور وہان کوئی سانپ
بچھو نہین پاتے تو ہم انکو خلاف مشاہدہ کیونکر مان
لین۔ تو (اسکی جواب ہین) یہ سمجھ لے
کہ انکی تصدیق و تسلیم کے تین مقام ہین
مقام اول جو بہت ظاہر ہے اور بہت صحیح اور بہت
سالم ہے یہ کہ تو اس بات کو مان لے کہ وہان سانپ بچھو
موجود ہین ولیکن تجھے نظر نہین آتے۔ اسلئے
کہ یہ آنکھین امور آخرت کے مشاہدہ کے لائق
نہین ہین کیا تجھے یہ علم نہین کہ جبرئیل کا آنحضرت
صلعم کے پاس آنا اصحاب نہ دیکھتے اور مان لیتے
کہ آنحضرت انکو دیکھ رہے ہین

فان کنت لاتؤمن بهذا فتصحیح اصل
الایمان بالملائکة والوحی اهم
علیك

وان کنت آمنت به وجوزت ان یشاهد
النبی ما لاتشاهده الامة فکیف لاتجوز هذا
فی المیّت

وکما ان الملك لا یشبه الآدمیین والحیوانات
فالحیات والعقارب التی تلدغ فی القبر
لیست من جنس حیات عالمنا
بل هی جنس آخر وتدرك بحاسة اخرى

ثم ذکر المقام الثانی الذی بین فیه الوجود
الخیالی للحیات والعقاب

وبعده المقام الثالث الذی جوّز فیه الوجود
العقلی او الشبهی لها

وذلك لافهام المنکرین المکذبین
للمرسلین کما شهد بصدر کلامه
الذی نقلناه

ثم فصل ما ورد فی الکتاب والسنة من اللذات
الجسمانیة والآلام الجسدانیة فی الجنة والنار

پس اگر تو ایسی باتونکو نہین مانتا تو تجھے ایمان کی
جڑ (اعتقاد وجود ملئکہ ونزول وحی) کا درست کرنا اور
جمانا بہت ضروری ہی

اور اگر تجھے وحی کے آنے پر ایمان ہو اور تو اسبات
کو ممکن سمجھتا ہے کہ ایک چیز (یعنے جبرئیل) کو آنحضرت
(صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھیں اور تو نہ دیکھے تو پھر میت کے
عذاب مین اسبات کو کیون نہین سمجھتا اور تجویز نہین کرتا
کہ جیسے فرشتہ انسانون اور حیوانات کا ہمشکل نہین
ویسے ہی سانپ اور بچھو جو میت کو ڈستی ہین
اس عالم کے سانپون کی جنس سے نہین
بلکہ وہ اور ہی جنس ہین جو اور ہی آنکھ سے نظر آتی ہین

پھر مقام ثانی کو ذکر کیا جسمین وجود خیالی سانپ
بچھو کا بیان فرمایا

اسکی بعد مقام ثالث کو ذکر کیا جسمین انکی وجود
عقلی یا شبہی کو تجویز کیا

یہ ان لوگون کے سمجھانے کو جو نبوت کے منکر ہین اور
انبیاء کی ان باتونکو (جو عقل مین نہ آوین)
مکذب۔ چنانچہ صدر کلام جناب جو ہمنے نقل کیا ہی
اسپر شاہد وناطق ہے

پھر امام غزالی نے ان لذات وآلام
جسمانی کو مفصل بیان کیا۔ جو بہشت و دوزخ

من الحور والقصور والانهار والثمار و
السلاسل والاغلال ونحوها

وقال فی کتاب الفیصل للتفرقة بین الاسلام
والزندقة بعد ما بین المراتب الخمسة لوجود
الاشیاء ومدلول الفاظها الدالة علیه
من الوجود الذاتی والحسی والخیالی والعقلی والشبهی
وذکر قانون التاویل الذی یعصم صاحبه
عن التکفیر وهذا هو الماخذ لما قاله
المولوی مهدی علی فی المضمون الذی
ثمانین من تهذیب الاخلاق ووقع مسلما
فی المضمون الثانی والثمانین التسلیم له
والوفاق فانه صرح ان الناس من یبادر الی
التاویل بغلبات الظنون من غیر برهان قاطع
ولا ینبغی ان یبادر ایضا الی تکفیره فی کل
مقام بل ینظر فیه فان کان فی امر لا یتعلق
باصول الدین ومهماته فلا یکفر کالتاویل
فی کواکب ابراهیم التی راها بانها جواهر
ونعلی موسی وعصاه وعجل السامری
وما یتعلق من هذا الجنس باصول
العقائد المهمة فیجب تکفیر
من یغیر ظاهره بغیر برهان

مین ہونیوالی ہین اور کتاب و سنت مین وارد
جیسے حور و قصور اور نہرین اور پھل اور زنجیر اور طوق
اور امام غزالی نے کتاب **فیصل للتفرقہ بین**
الاسلام و الزندقہ مین (بعد بیان مراتب
خمسہ وجود اشیاء و مدلولات الفاظ کے جس سے مراد
وجود ذاتی - اور حسی اور خیالی - اور عقلی اور شبہی
ہے اور بعد ذکر قانون تاویل کے جس سے تاویل
کنندہ کفر کیطرف منسوب ہونیسے بچ جاتا ہے - اور
یہی بیان غزالی کا مولوی **مہدی علی** صاحب
کے مضمون نمبر اسی کا (اور آپ نے نمبر بیاسی مین
تسلیم کیا ہے) اصل و ماخذ ہے) باین الفاظ فرمایا ہے
بعض لوگ بدون دلیل قطعی محض خیالات سے تاویل
کیطرف دوڑ پڑتے ہین (یعنی یہ ہرگز نہ چاہیئے)
اور یہ بھی نہ چاہیئے کہ ہر ایک تاویل کنندہ کی تکفیر
پر مبادرت کرین - بلکہ (یہ چاہیے کہ) انکی تاویل
کے محل کو دیکھین - اگر وہ ایسے امر مین ہی جو اصول
و مقاصد دین کے متعلق نہین ہے جیسے ابراہیم ع
کے ستارون مین یہ تاویل کہ وہ جواہر ہین یا موسی
کی جوتیون اور لکڑی مین یا سامری کے بچھڑے
کی تاویل - تو اسکی مرتکب کو کافر نہ کہین - اور
اگر وہ تاویل ایسے امر مین ہے جو اصول دین

قاطع کالذی ینکر حشر الاجساد و
ینکر العقوبات الحسیۃ فی الآخرۃ
بظنون و اوہام و استبعادات
من غیر برہان وکذلک یکفر
من ینفی علم الجزئیات عن اللہ تعالیٰ

قائلین بانہ لما کان صلاح الخلق
فی ان یعتقدوا حشر الاجساد لقصور
فہمہم عن درک المعاد الکلی وکان صلاحہم
فی ان یعتقدوا ان اللہ عالم بما یجری [illegible]
علیہم و رقیب علیہم لیورث ذلک
رغبۃ و رہبۃ جاز للرسول ان
یفہمہم ذلک ولیس بکاذب من
اصلح غیرہ فقال ما فیہ صلاحہ وان لم یکن کما قالہ

وھذا القول باطل قطعا لانہ تصریح
بالتکذیب ثم طلب عذر فی انہ
لم کذب و یجب اجلال منصب النبوۃ
من ھذہ الرذیلۃ قلت وقد صنف
الغزالی الرسالۃ

اور اہم عقائد سے ہے تو اسکے مرتکب کی (جو بلا دلیل
قطعی ظاہر نص کو بدلا دے) تکفیر واجب ہے۔ جیسے
منکرین حشر اجساد و منکرین حسی عقوبات قیامت ہین جو
مجرد اوہام و خیالات سے انکار کرتے ہین۔ اور بلا
دلیل اسکو بعید سمجھتے ہین ایسا ہی انکی تکفیر واجب ہے،
جو خدا تعالے کا جزئیات سے علم مٹاتے ہین۔ اور
اس انکار و استبعاد پر انبیا کیطرف سے یہ عذر پیش
کرتے ہین کہ حشر کلی روحانی کے سمجھنے کا لوگونکو
مادہ نہ تھا۔ اور اعتقاد حشر جسمانی مین انکا فائدہ
[illegible] انکی اس اعتقاد مین [illegible] مین جو ہو
رہا ہے سب خدا جانتا ہے اور وہ ہر ایک کے حال پر
مطلع ہے) انکی اصلاح و ہدایت تھی۔ اور بسبب
وجود خوف و رغبت اسلئے رسول کو ان باتونکا کہنا
جائز ہو گو واقع مین ان باتونکا وجود نہین۔ اور کہتے
ہین کہ جن باتونکی بیان مین لوگونکا فائدہ ہو بحکم
(دروغ مصلحت آمیز بہ) انکا بیان کرنے والا
جھوٹا نہین (غزالی کہتا ہے) یہ قول انکا یقیناً
باطل ہے۔ اسمین انہون نے پہلے نبیونکو جھوٹا
بنایا۔ پھر انکے جھوٹ بولنے کا سبب بتلایا اس
کمینہ پن سے منصب نبوت کا برتر سمجھنا واجب ہے
مین **مترجم** کہتا ہون کہ امام غزالی نے ایک

القدسیة فی العقائد الدینیة

وقسمها علی اربعة ارکان وجعل الرکن الرابع منها فی السمعیات و اثبت فیه الحشر الجسمانی و عذاب القبر وسوال منکر ونکیر والمیزان و الصراط وخلق الجنة والنار ونحوهما من المستبعدات وصنف رسالة اخری سماها المضنون به علی غیر اهله واثبت فیها اعادة الروح الی الجسد ودفع مقالة من استبعدها واثبت فیها اللذات المحسوسة الموعودة فی الجنة وابطل قول من انکرها [illegible] رسالة اخری سماها الاقتصاد فی الاعتقاد وجعل لها اربعة اقطاب اثبت فی القطب الرابع الحشر والنشر والجنة والنار و عذاب القبر وقد رأیت هذه الرسائل کلها بعینی هاتین ووجدت فیها ما نقلت ههنا بلا غین کلها رد علی من ینسب الی الغزالی خلاف ذلک ویدعی موافقته لهواه فیما هنالک وقد اشتهر عن الغزالی القول بالحشر الجسمانی غایة الاشتهار بحیث یعرفه کل احد من العلماء الصغار والکبار وان غبی ذلک علی العوام لا عبرة لهم فانهم کالانعام

قال العلامة التفتازانی فی شرح المقاصد

رسالہ **قدسیہ** تصنیف کیا ہے جسکو چار ارکان پر منقسم کیا۔ انمین سے ایک رکن ان باتونکے بیان کے لیے مقرر کیا جنکا بیان شرع سے سنا گیا ہی۔ اسمین حشر و عذاب وغیرہ چیزونکا اثبات کیا ہی جسکو منکرین نے بعید سمجھ رکھا ہے۔ اور ایک رسالہ اور تصنیف کیا ہے جسکا نام **مضنون بہ علی غیر اہلہ** رکھا ہی۔ اسمین روح کا جسم کیطرف پہیرنا ثابت کیا ہی اور اسکو بعید سمجھنے والے کی بات کو رد کیا ہی۔ اور لذات محسوسہ بہشت کو ثابت کیا ہی اور قول منکرین کو باطل۔ ایک رسالہ آپنے اور بنایا جسکا نام **اقتصاد فی الاعتقاد** [illegible] اسکے چار قطب [illegible] اُنمین سے رابع مین حشر و نشر۔ دوزخ و بہشت وغیرہ امور بخوبی ثابت کئے ہین۔ مینے اپنی ان آنکھون سے ان رسائل کو مطالعہ کیا ہی اور جو کچھ یہان نقل کیا ہی بلا حجاب اسمین پایا[1]۔ یہ سبھی رسائل اُنکی رد مین ہین جو خلاف بیان مذکور کو غزالی کیطرف منسوب کرتے ہین اور اپنی ہوائی نفسانی مین اُنکی موافقت کے مدعی ہین۔ اور اس حشر جسمانی کا قائل ہونا اس غزالی سے ایسا مشہور ہے کہ اسکو چہوٹے بڑے علما پہچانتے ہین۔ اگرچہ عوام پر یہ مخفی ہے۔ اور اُنکا کچھ اعتبار بھی نہین ہے وہ تو جانورون کیطرح ہین

علامہ تفتازانی شرح مقاصد مین فرماتے ہین

[1] مترجم کہتا ہی یہ اصل رسائل ہمارے پاس موجود ہین۔ خوف طوالت سے اُنکی عبارات کو نقل نہین کیا خلاصہ مضمون بتا یا گیا۔

وما وقع في السنة بعض العوام انه ينكر
حشر الاجساد فافتراء عليه - كيف وقد
صرح به في مواضع من كتاب الاحياء
وغيره وذهب الى ان انكاره كفر
وانما لم يشرحه في كتبه كثير شرح لما انه
ظاهر لا يحتاج الى زيادة بيان
قال الصدر الشيرازي في خاتمة شرح هداية الحكمة
ذكر الشيخ الغزالي في بعض مسفوراته
بقوله ان اللذات المحسوسة الموعودة
في الجنة من اكل وشرب ونكاح يجب التصديق
بها لامكانها واللذات كما تقدم حسية
وخيالية وعقلية اما الحسي فلا يخفى
معناه وامكانه في ذلك العالم كامكانه
في هذا العالم فانه بعد رد الروح
الى البدن - وقام البرهان على مكانه

واما الكلام في ان بعض هذه اللذات
مما لا يرغب فيها رغبة كاملة بعض
العقلاء كاللبن والاستبرق والطلح

جو زبان زد عوام ہو رہا ہے کہ امام غزالی حشر اجساد کے
منکر ہین - یہ انپر بہتان ہے - وہ تو کئی جگہہ احیاء مین
حشر اجساد پر تصریح کر چکے ہین - اور اس سے انکار
کو کفر خیال کرتے ہین - اسکو بہت تفصیل سے بیان
نہین کیئے تو اسکی وجہ خود فرما گئے ہین کہ وہ حشر جسمانی
ایسا ظاہر ہے کہ بہت بیان کا محتاج نہین
صدر الدین شیرازی نے شرح ہدایۃ الحکمت
کے خاتمہ مین کہا ہے کہ شیخ غزالی نے اپنی بعض کتب*
مین باین لفظ ذکر کیا ہے کہ لذات محسوسہ جنکی بہشت
مین ہونیکا وعدہ دیا گیا ہے جیسے کھانا پینا
جماع کرنا - انکو مان لینا واجب ہے - اسلئے کہ انکا ہونا
ممکن ہے - اور لذات (چنانچہ پہلے ذکر ہوا) تین
قسم ہین - حسّی - خیالی - عقلی حسّی کے معنے ظاہر
ہین (یعنے جو واقع مین ہو اور آنکھ سے نظر آوے)
اور انکا اُس عالم مین ہو سکنا ایسا ہی جیسا اس
عالم مین ہے وہان ان لذات کا وجود ہوگا تو روح
کے بدن کیطرف پھر آنیکے بعد ہوگا اور اسکی امکان
پر دلیل قائم ہو چکی ہے
رہا یہ **اعتراض** کہ ان لذات مین (جو قرآن
مین مذکور ہین) بعضی ایسی لذتین ہین جنکی طرف
عقلاء کی پوری رغبت نہین - جیسے دودھ -

المنضود والسدر المخضود فان هذا
خوطب به جماعة يعظم ذلك في
اعينهم ويشتهونه غاية الشهوة و
لكل احد في الجنة ما يشتهيه كما قال تعالی
ولكم فيها ما تشتهي انفسكم
ولكم فيها ما تدعون

ثم بين الخيالي والعقلي على وجه لا يصادم
الحسي بل يؤيده ويوافقه وذلك
[illegible] المستبعدين [illegible]
المكذبين للرسلين - كما تقدم
وجهه

ریشمین کپڑا - کیلا - بیری کا درخت (یعنے پھر انکا
ذکر کیون ہوا تو جواب اسکا یہ ہے کہ) ان چیزونکے
بیان سے وہ لوگ مخاطب ہین جنکی نگاہ مین ان
چیزونکی بڑی عظمت ہے - اور انکی پوری خواہش
اور بہشت مین ہر ایک کے لئے وہی ہے جو چاہے
چنانچہ حقتعالے نے فرمایا ہے - تمہارے لئے ان
باغون مین وہی ہے جو تم چاہو اور طلب کرو
پھر صدرا مین امام غزالی سے لذات خیالی و عقلی کا ایسا
بیان ہے جو وجود لذات حسی کا مخالف نہین -
بلکہ موید و موافق ہے [illegible] ان لوگون کے [illegible]
اور ساکت کرنیکو جو وجود لذات حسی کو وہان بعید جانتے
ہین اور بیان انبیاء کو اسباب مین نہین مانتے -

اس تفصیل با دلیل سے ثابت ہوا کہ امام غزالی حشر اجساد کے منکر نہین - اور نہ بہشت و دوزخ کی نعیم و آلام جسمانی سے انکاری ہین - اس زمانہ کے **نیچری مسلمان** اپنے باطل خیالات مین امام غزالی کو ناحق اپنے ساتھ ملاتے ہین اور عوام مسلمانونکو یہ بات جتلاتے ہین کہ امام غزالی جیسے حقائق آگاہ ہمارے خیالات مین شریک ہین تو یہ خیالات خلاف ملت اسلام کیونکر ہو سکتے ہین - اور یہ بات کا کذب ہونا جیسا بیان مذکور سے عیان ہے مستغنی از بیان ہے اور آفتاب نیمروز کیطرح یہ امر نمایان ہے کہ ایسے باطل خیالات ہین بجز فلاسفہ وغیرہ کفار کے کوئی انکا مقتدی و میر سامان نہین ہے - یہ ہمنے چند تمثیلات اختلاف کو ذکر کیا ہے - اسیطرح اور ہزارہا اختلاف ہین جنکی تفصیل اس محل مین اجنبی ہے جسقدر بیان یہان ہوا یہ بھی **حضرات احمدیہ** کی خاطر سے - اور انکی جانب سے وقوع انکار کے خوف سے ورنہ یہ رسالہ ایسی ردی و باطل مذاہب کی نقل کرنیکا محل

نہ تہا - ناظرین ہمکو اس نقل وتفصیل مین معذور
سمجہین - اور ان مذاہب باطلہ کے ابطال سے
تعرض نکرنیکی بہی یہی وجہ خیال کرین کہ وہ
تفصیل وبحث اسمقام مین اجنبی ہے -
مطلب کی بات جو اسمقام سے علاقہ رکہتی
ہے فقط اسیقدر ہے کہ **حکماء فلاسفہ** جنکو
آپ قانون قدرت پر مطلع خیال کرتے ہین نظام
عالم وحقائق وصفات موجودات مین (جسکو
آپ نیچر یا قانون قدرت سے تعبیر کرتے ہین)
[illegible] اسقدر اختلاف [illegible] کہ وہ اختلاف
عامہ جہلار کے خیالات ومقالات مین متحقق
نہین ہین اگر قانون قدرت کوئی مشخص و
مقرر ہوتا اور اُسکا وجود کہین خارج از عقل
پایا جاتا تو اس قانون کے ناظرین ومطلعین
مین اسقدر اختلاف واقع نہوتا
اُنکے اختلاف سے یقین کیا جاسکتا ہی کہ قانون
قدرت کی آجتک کوئی کتاب تصنیف نہین
ہوئی - اور اسکی حالت موجودہ ایسی نہین
جسکے تحصل وتقرر مین عقل کا دخل نہو - اور
اسکے تصرف وذنہو کہ بازی کی وہان گنجائش نہو
اس بیان سے ہماری دوسری بات
(جسکا ذکر صفحہ (۱۸) سے شروع ہے) ثبوت کو پہنچی
اور پہلی بات (یعنے عقل کی خطاکاری و
غداری) آپنے خود مانی ہوئی ہے
اب آپ ہی **انصاف** سے فرمادین کہ ان دو
باتون کے ہوتے عقل انسانی اس دا روغائی
کا کب منصب رکھتی ہے اور اپنے ہادی کی تعلیم
کی ممتحن کلی کسطرح ہوسکتی ہے کہ جس امر یا صیغہ
پر وہ صاد کرے وہ پاس سمجہا جاوے اور
جسپر اسکا صاد نہو وہ فیل قرار پاوے
یا [illegible] قدرتی وجبلی
خطاء مین (جسکا نیچر عقل مین داخل ہونا آپ مان
چکے ہین) کہین نہ پڑیگی ؟ اور اس داروغائی
کی کارگذاری مین **مسٹر بکل** کی بات (جو
صفحہ (۷۷) و (۸۰) مین گذری ہے)
کہین صادق نہ آوے گی ؟
شائد آپ یا آپکے اصحاب واحباب بن سوچے یہ
بات فرمادین کہ ہمنے اس ہادی کا ممتحن عقل
کو نہین ٹہیرایا بلکہ قانون قدرت اور اُسکی
موافقت ومطابقت کو ممتحن قرار دیا ہے
یا اس مطلب کو یون ادا کرین کہ عقل کو ممتحن
بنایا بھی ہے تو اسکی ذاتی وقدرتی قوت پر

(جسمین خطا بھی داخل ہے) اکتفا و اعتماد نہین کیا - بلکہ اُسکے ساتھ اسکی عدالت و استقامت کے لئے ایسا قانون و دستور العمل (جسکی رعایت کرنی و پابند رہنے سے وہ خطا کرنے نہ پاوے اور اسکی کسی کارگذاری مسٹر بکل کی وہ بات صادق نہ آوے) تجویز کر دیا ہے -

ولیکن کچھ سوچ و تامل کو کام مین لاوین اور ہمارے بیان سابق مین غور فرماوین تو یہ باتین ہرگز نہین جس حالت مین ہم ثابت کر چکے ہین قانون قدرت بجز قرار داد عقل کوئی چیز نہین -

اور اس کی کوئی بات بجز لوح عقل کہین لکھی نہین ہوئی - تو پھر قانون قدرت کو ممتحن بنانا عین عقل کو ممتحن بنانا ہوا - سو بھی محض اُسکی ذاتی و قدرتی قوت و لیاقت کے اعتماد پر بدون اسکے کہ اسکے لئے کوئی دستور العمل مقرر کیا گیا ہو یا اسکے ہاتھ مین کوئی کتاب قانون دی گئی ہو -

ایسی حالت مین وہ (عقل) کیونکر خطا نکریگی اور اسکی کارروائی پر مسٹر بکل کی بات کیونکر صادق نہ آئیگی اس بحث سے جیسا کہ عقل انسانی کا اپنے ہادی کی تعلیم پر دارومدار ہونیکے لائق نہونا ثابت ہوا (جس سے اُس ڈبل غلطی جناب کا (جو صفحہ ۸۰ مین بتلائی گئی) ثبوت بہم پہنچا) ویسا ہی یہ بھی ثابت ہوگیا کہ عقل انسانی بدون رہنمائی سچے ہادی کے (جسکو دوسری زبان مین پیغمبر یا نبی کہتے ہین) مرضیات خالق کو پہنچ نہین سکتی اور مجرد مطالعہ قانون قدرت سے ان اخلاق پر جو ہادی بتلاوے ہین مطلع نہین ہوسکتی - اس سے

دوسری غلطی جناب (جو پہلی غلطی سے بڑھکر ہے) ثابت ہوئی اور جو آپ نے اسکے خلاف مین تقریر کی ہے جو نمبر سابق مین بصفحہ ۸۰ منقول ہوئی - وہ سب کے سب کافور ہوئی - اسلیئے کہ جس حالت مین بحکم بیان سابق قانون قدرت کی کوئی کتاب تصنیف نہین ہوئی اور اسکی کوئی بات بجز لوح عقل کہین لکھی ہوئی نظر نہین آتی تو عقل کا غور کرنا کس چیز مین متصور ہے اور کس چیز کے مطالعہ سے اسکا اخلاق صحیحہ پر

مطلع ہونا ممکن ہے

کاش تکے آپ پہلے قانون قدرت کی تشریح کر لیتے یا اسمین کوئی کتاب تصنیف کر دیتے۔ یا پہلے کے مولف نسخہ پر نشان دہی کرتے پھر یہہ **دعوی** (کہ بدون رہنمائی ہادی کی مجرد مطالعہ قانون قدرت سے اخلاق صحیحہ پر اطلاع ممکن ہے اور بعض حکماء کو یہہ حاصل) زبان یا قلم مین لاتے۔ **کما قیل**

ثبت العرش ثم نقش

اور جو آپ نے اِس دعوے کی تائید مین ایک [illegible] دعوے کیا ہے (جو نمبر سابق مین بصفحہ ۹۷ منقول ہے) کہ بعض حکماء کے متعدد اصول بالکل موافق و مطابق اصول انبیاء کے پائے جاتے ہین یہہ ہرگز ہرگز **مسلم نہین** اور نہ تسلیم کرنیکے لائق ہے۔ جبتک کہ آپ بطور تمثیل ایک دو اصول حکماء مفصل بیان نکرین۔ اور اُن اصول پر بدون سماع تعلیم انبیاء کے حکماء کا مطلع ہونا پھر ان اصول کا اصول انبیاء سے متوافق ہونا مدلل نکر دکھائین **ہمارا یہہ خیال ہے** کہ انکی ایک بات بہی اصول انبیاء کے موافق نہین ہے۔ اور اگر کوئی بات موافق نظر آتی ہے۔ تو وہ انبیاء یا انکے اتباع سے سُنی سُنائی ہے۔

جب ہم **امہات اصول انبیاء** مین (جیسے توحید۔ نبوت۔ معاد) حکماء کا اختلاف دیکھتے ہین تو موافقت کی اُمید کہان رکھین۔ اور اپنے اِس خیال کو کیونکر غیر صحیح سمجھین۔ **ہم اِس خیال کو** حکماء سرشار بادہ حکمت (جو واقعہ مین جہل و سفاہت ہے) کی نسبت کیونکر صحیح نہ سمجھین جسحالت مین ہم صاف دیکھتے ہین کہ جسکو ایک دفعہ اس میکدہ مین گذر ہوتا ہے۔ اور ایک جرعہ اس شراب کا اسکے حلق مین پہنچتا ہے۔ تو وہ ہوش و حواس چھوڑ دیتا ہے۔ اور امہات اصول انبیاء کا مخالف بنجاتا ہے۔ گو دل یا زبان سے وہ انبیاء کا مصدق رہے۔ اور انکے سلسلہ اُمت مین داخل کہلاوے۔

رئیس فلاسفہ متاخرین شیخ ابو علی ابن سینا کو دیکھئے کہ آپ مسلمان کہلاتے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرتے۔ پھر اصول دین محمدی (جیسے حشر اجساد یا علم بالجزئیات ہے)

منکر رہے *

دورہ نجائی اپنے ہی گروہ کے جرعہ نوشان جام حکمت کیطرف توجہ فرمای کہ باوجود اعتراف رسالت محمدیہ واعتقاد حقانیت ملت مصطفویہ اصول مذہب اسلام کے مخالف ہین اور وجود ملئکہ وتفاصیل حشر جسمانی و وجود دوزخ وبہشت کے منکر۔

یہ سب اسی حکمت کے آثار ونتائج ہین۔ اور مطالعہ قانون قدرت کے فوائد۔

[illegible] متحقق پاتے ہین تو اسکو ائمہ حکماء کی نسبت کسطرح غلط سمجھ لین اور اسکا خلاف بدون دلیل کیونکر مان

لین۔

خصوصاً اس حالت مین کہ اُنکے مقالات وخیالات مخالف اصول اسلام شہرۂ آفاق ہین۔ اور چہوٹے بڑے کتب فلسفہ مین مرقوم اور ادنے طلباء تک معلوم چنانچہ مجملاً نقل ان اقوال کی نمبر سابق مین ہو چکی ہے اب کسیقدر تفصیل انکے بنقل بعض ثقات اسلام قلم مین آتی ہے۔

جسکو اس مجمل نقل یا اس تفصیل پر اعتماد [illegible] وہ کتب فلسفہ کو دیکہے۔ اور بن دیکھے بے سمجھے رد کیطرف متوجہ نہو جاوے۔

قال الشیخ احمد بن عبد الحلیم الحرانی المشہور بابن تیمیہ الحنبلی فی الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان *

قال المتفلسفۃ ان الافلاک قدیمۃ ازلیۃ

ولا یقولون ان الرب خلق السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام ولا خلق الاشیاء بمشیتہ وقدرتہ

شیخ ابن تیمیہ نے رسالہ فرقان مین کہا ہے۔

فلسفی کہتے ہین کہ آسمان قدیم سے ہین۔ اور ہمیشہ سے چلے آتے ہین۔ کسی خاص وقت مین پیدا نہین ہوئے

اور یہ نہین کہتے کہ اللہ تعالے نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ انمین ہے چھ دن مین پیدا کیا (چنانچہ قرآن مین ذکر ہے)

* شیخ کی تصانیف ... [illegible] ... مین طلبان ... اور ... [illegible]

* اشتہار

یہ وہ رسالہ ہی جسکا ذکر اشتہار رسائل توحید مین ذی قعدہ ۹۵ مین دیا گیا۔ مدت سی یہ چھپکر فروخت ہو رہا ہے قیمت پانچ آنہ۔ محصول ڈاک ایک آنہ۔ طالبین اسکا مطالبہ حافظ بہاء الدین ساکن لاہور کوچہ کندی گران سے کرین۔

المشتہر ابو سعید عفا اللہ عنہ

ولا یعلم الجزئیات

بل الہمان ینکر واعلمہ مطلقا کقول ارسطو او یقولون انما یعلم من الامور المتغیرة کلیاتہا کما یقولہ ابن سینا۔

وحقیقة ہذا القول انکار علمہ بہا فان کل موجود فی الخارج فہو معین جزئی والافلاک کل منہا معین [illegible] وکذلک جمیع الاعیان وصفاتہا وافعالہا فمن لم یعلم الا الکلیات لم یعلم شیئا من الموجودات والکلیات انما توجد کلیات فی الاذہان لا فی الاعیان

والکلام علی ہولاء قد بسط فی موضع اخر فی بحث تعارض العقل والنقل وغیرہ

فان کفر ہولاء اعظم من کفر الیہود والنصاری بل ومشرکی العرب اذ جمیع ہولاء یقولون ان اللہ خلق السموات والارض وانہ خلق المخلوقات بمشیتہ وقدرتہ

اور نہ یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے اشیاء کو قدرت وارادہ سے پیدا کیا ہے۔ اور نہ یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے کو جزئیات کا علم ہے

بلکہ کیا تو بالکل منکر ہین۔ چنانچہ ارسطو کا قول ہے۔ اور کیا اسطرح قائل کہ اللہ تعالے مدلنے والی چیزونکو کلی طور پر جانتا ہے نہ بوجہ جزئی چنانچہ

ابن سینا کا قول ہے

اور انکا یہ کہنا بھی درحقیقت علم آلہی سے کل موجودات کی نسبت انکار کرتا ہے۔ اسلئے کہ جو چیز عالم مین موجود ہے اور افلاک وغیرہ موجودات اور انکی صفات و افعال یہ سب جزئیات ہین

پس جس نے ان جزئیات کو نجانا اُسنے کسی موجود کو نجانا۔ اسلئے کہ کلیات کا تو بدون اذہان عالم میں وجود ہی نہین ہے

ان لوگوں کے ساتھ ہماری گفتگو اور مقام مین بتفصیل موجود ہے۔ جہان عقل ونقل کی باہم مخالف ہونے کی بحث ہی

ان لوگونکا کفر یہود ونصاری سے بلکہ مشرکین عرب کے کفر سے بڑھکر ہے کیونکہ وہ سب قائل ہین کہ اللہ تعالے آسمان وزمین کا خالق ہے۔ اور اُسنے مخلوقات کو قدرت وارادہ سے بنایا۔

وارسطو ونحوہ من متفلسفة الیونان
کانوا یعبدون الکواکب والاصنام وھم
لا یعرفون الملائکة ولا الانبیاء
ولیس فی کتب ارسطو ذکر شی من ذلک
وانما غالب علم القوم الامور الطبیعیة واما الامور
الالھیة فکلامھم فیھا قلیل کثیر الخطأ
والیھود والنصاریٰ بعد النسخ والتبدیل
اعلم بالالھیات منھم بکثیر ولکن متأخروھم
[illegible] سینا ارادوا ان یلفقوا بین
کلام اولئک وبین ما جاءت بہ الرسل
فاخذوا اشیئا من بعض اصول الجھمیة والمعتزلة
ورکبوا منہ ومن قول اولئک مذھبا قد یعتزی
الیہ متفلسفة اھل الملل
وفیہ الفساد والتناقض ما قد نبہ علی بعضہ
فی غیر ھذا الموضع
وھولاء لما راوا ان امر الرسل کموسی وعیسی و
محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم
قد ظھر فی العالم ووجدوا الانبیاء قد
ذکروا الملائکة والجن ارادوا ان یجمعوا بین
ذلک وبین قول سلفھم الیونان الذین
ھم من ابعد الخلق عن معرفة اللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ

اور ارسطو وغیرہ یونان کے فلسفی ستارون اور
بتون کو پوجتے - اور نبوت انبیار و وجود فرشتون کے
معتقد نہ تھے -
ارسطو کی کسی کتاب مین ان باتونکا ذکر نہین
یہ لوگ غالبا امور طبعی کو جانتے الٓہیات مین کم بولے
ہین سو بھی بکثرت خطاء
یہود و نصارے نسخ و تحریف کے بعد انسے بڑھکر
الٓہیات مین عالم ہوئے ہین - ولیکن فلاسفہ کے
متاخرین نے (جیسے ابن سینا) چاہا کہ فلاسفہ اور
انبیار کی کلام کو باہم ملاوین - پس کچھ مسلمانون [illegible]
سے جہمیہ و معتزلہ کے اصول کو لیا اور کچھ اصول
فلسفہ کو اور ان دونون کو ملاکر ایک مذہب بنادیا
جسکی طرف مسلمان فلسفی منسوب ہین
اسمین جو فساد و باہم اصول کا تناقض ہے وہ
دوسری جگہہ بیان ہوچکا ہے
ان لوگون نے جب دیکھا کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ و محمد
(صلوات اللہ وسلامہ علیہم) کی شان عالم مین ظاہر
ہوچکی ہے - اور ان انبیار کو دیکھا کہ یہ فرشتون
اور جنون کو ذکر کرتے ہین - تو چاہا کہ کلام انبیار
اور پہلے یونانیونکو (جو خدا کے اور اسکے فرشتون
اور کتابون اور رسونکی معرفت سے سارے

واولئك قد اثبتوا عقولا عشرة يسمونها
المجردات والمفارقات واصل ذلك
ماخوذ من مفارقة النفس للبدن فسموا
تلك مفارقة لمفارقتها المادة ومجردا
لتجردها عنها واثبتوا للافلاك
لكل فلك نفسا واكثرهم جعلها اعراضا
وبعضهم جعلها جواهر وهذه المجردات
التي اثبتوها ترجع عند التحقيق الى امور
موجودة في الاذهان لا في الاعيان
[illegible] اثبت اصحاب ارسطو اعدادا
[illegible] افلاطونية
مجردة وكما اثبت افلاطون المثل الا
المجردة واثبتوا هيولى مجردة عن
الصورة مدة وخلاء ع
مجردين

وقد اعترف حذاقهم بان ذلك
انما يتحقق في الاذهان لا في الاعيان
فلما اراد هولاء المتاخرون منهم
كابن سينا ان يثبت امر النبوة على اصولهم
الفاسدة زعموا ان للنبوة لها خصائص

جہان کی نسبت دور پڑے ہوئے ہین) باہم ملا دیئے
تو اُنہون نے فرشتون کی جگہہ عقول عشرہ کو ثابت
کیا۔ جنکو مجردات و مفارقات کہتے ہین مفارق نفس
کو کہتے ہین جو بدن سے جدا ہو (انکے نزدیک)
عقول بدن سے جدا ہین۔ اسلئے مفارق کہلاتے
ہین۔ اور ہر ایک آسمان کے لئے ایک ایک نفس
ثابت کیا جنکو اکثر فلسفیون نے عرض (جو کسی
محل مین پایا جاوے اور اُسکی صفت سے ہو)
ٹہیرایا ہے۔ اور بعضون نے جوہر (جو کسی محل
مین نہ پایا جاوے بلکہ بذات خود قائم ہو) اور
یہ مجردات تحقیق کرنیسے موجودات ذہنیہ نکلتے
ہین نہ موجودات خارجیہ۔ چنانچہ ارسطو کے اتباع
نے اعداد مجردہ ثابت کئے ہین۔ اور افلاطون
نے مثالی خبرین جنکو **مُثُل افلاطونیہ** کہتے
ہین۔ اور انہون نے خالی از صورت و خلاء مجرد
بہی ثابت کیا ہے
اور انہین کے ماہرین نے **اقرار** کرلیا ہے کہ ایسے
امور ذہن مین پائے جاتے ہین۔ خارج مین متحقق
نہین ہوسکتی۔ جب ابن سینا وغیرہ متاخرین
فلاسفہ نے اپنے ان اصول پر اثبات نبوت کا
ارادہ کیا تو یہ خیال جمایا کہ نبوت کی تین صفتین ہیں

بہا فہو نبی

ان یکون لہ قوۃ علمیۃ یسمونہا القوۃ القدسیۃ

ینال بہا العلم بلا تعلم

جو کوئی ان صفات سے موصوف ہو وہ نبی ہے

(۱) اسمین ایسی قوت علمی ہو جسکے ہونیسے بن سکھائے

وہ حقائق اشیا کو جان جائے - اسکو وہ

قوت قدسیہ کہتے ہین

مترجم کہتا ہے یہ وہ قوت ہی جسکو ہمارے زمانہ کے فلسفی مسلمان کانشنس کہتے
ہین - اور اسکو قانون قدرت کے مطالعہ مین مصرف کرنیسے بدون ہدائت انبیاء
کے اخلاق صحیحہ کے دریافت کرنیکے لئے کافی سمجھتے ہین - اور ایسی قوت
والوںکو بمنزلہ پیغمبر قرار دیتے ہین - تہوڑا زمانہ گذریگا تو یہ حضرات برملا **پیغمبری**
کا دعوی کرینگے - اور خاتم النبیان کی رسالت کو رلا ملا دینگے - سچ پوچھو تو
یہ اپنا کام ابھی سے کر چکے ہین - اور ابطال نبوت کی پٹری جما چکے کیونکہ [illegible]
نبوت کی خصوصیت انبیا سے مٹا دئے ہین - اور اپنے لئے قولاً و فعلاً انکی تجویز
کر رہے ہین - **قولاً** تجویز انکی اسی مضمون کانشنس سے (جسکے متعلق بحث
ہو رہی ہے) ظاہر ہے اسمضمون کو گو انکے معتقدین مثبت نبوت سمجھتے
ہو گئے - ولیکن مین اسکو مبطل نبوت خیال کرتا ہون - چنانچہ اسکی دلیل عنقریب
قلم مین لاتا ہون **عملاً** یہ کہ تعلیمات نبویہ کو نیچر پر لگا لگا ترمیم کر رہے ہین - اور
نیچر کی مدد سے نئے نئے اعتقادات و اعمال کی از خود تشریع کرتے ہین اور
یہ دونوامر یعنے پہلی شریعت کا نسخ و ترمیم کرنا اور دوسری شریعت کی تشریع پیغمبر
ہی کے کام ہین - اب انکی طرف سے فقط دعوی پیغمبری باقی ہے - وہ بھی
چند روز مین بشرطا انکی امت کے بڑھجانے - اور معارضین کے کم ہو جانیکے ظہور
مین آجائیگا میری اس **پیشین گوئی** کو (جو بقرینہ و قیافہ مشاہدہ حال ان حضرات
کے ہوئی ہے) ناظرین یاد رکھین - اور آج کی تاریخ کو **نوٹ بک** مین لکھیں

نحن نحکم بما نشاھد من الظواھر واللہ یعلم بالضمائر والسرائر

وان یکون لہ قوۃ تخیلیۃ تخیل ما یعقلہ فی نفسہ بحیث یری فی نفسہ صورا ویسمع فی نفسہ صوتا کما یراہ النائم ویسمعہ ولا یکون لھا وجود فی الخارج وزعموا ان تلک الصور ھی ملائکۃ اللہ وتلک الاصوات ھی کلام اللہ

(۲) اسمین ایسی قوت خیالی ہو جسکے سبب سے وہ اپنے عقلی معلومات کو ایسا خیال مین لا سکے کہ آنکھ سے دیکھ لے یا کان سے سن لے - جیسے کوئی خواب مین دیکھتا سنتا ہے - اور واقع مین اسکا وجود نہین ہوتا - ان لوگونکے اعتقاد مین ملائکہ یہی خیالی صورتین ہین جو انبیاء دیکھتے ہین - اور کلام الٰہی یہی خیالی آوازین ہین جو وہ سنتے -

[illegible] بقول فلاسفہ جبرئیل اس خیال کا نام ہے جو آنحضرت صلعم کے دل مین متشکل ہوتا - ہمارے اس زمانہ کے فلسفی (یا نیچری) مسلمان بھی جبرئیل ومیکائیل وغیرہ ملائکہ کو اس سے بڑھکر نہین سمجھتے - اور انکے لئے وجود خارجی تجویز نہین کرتے مارچ ۱۸۶۹ء مین ایک دوست ضلع ہوشیارپور مین میرے پاس دوسرے دوست کی شکایت لائے اور یہ فرمانے لگے کہ فلانے صاحب یہ کہتے ہین کہ جبرئیل آنحضرت صلعم کے پاس قرآن لیکر آتے - اور ہر ملا پڑھکر سنا جاتے دیکھئے یہ صاحب سمجھدار ہوکر کیسا خیال رکھتے ہین اور حقیقت وحی کو کیا سمجھ بیٹھے ہین - مین انکی یہ بات سنکر متعجب ہوا اور یہ سمجھا کہ قرآن مین جہان کہین جبرئیل ومیکائیل کا ذکر ہے - اسکو یہ لوگ محض خیال وسودائی محال سمجھ رہے ہین اور جو احادیث مین وارد ہے کہ ملائکہ نور سے مخلوق ہین - اور جبرئیل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلی صورت پر دیکھا - اور کئی بار جبرئیل آنحضرت صلعم کے پاس بصورت انسان متشکل ہوکر آئے - اور عامہ صحابہ کو دکھائی دیئے

یہ سب آن حضرات کے نزدیک سفتری وموضوع ہے - یا اسی خیال پر محمول - اسدن سے عزم رد مقالات ان حضرات کا میری دل مین پختہ ہوا اور ما فی الضمیر خیدسالہ کا اظہار ضروری نظر آیا - مین امید کرتا ہون کہ میرے وہ دوست اس مضمون کو امعان نظر سے دیکھین گے - اور پوری توجہ سے اپنے خیالات کے اصل ماخذ کو معلوم کر جاوینگے کہ وہ بجز خیالات فلاسفہ اور کچھ نہین اور انکا ان خیالات مین امام یا استاد بجز افلاطون وارسطو و بوعلی سینا وغیرہ اور کوئی نہین -

لوگ ان باتونکا موجد ومجدد **انریبل سید احمد خانصاحب** سی ایس آئی کو سمجھتے ہین - اور اصول مذہب نیچری کو انکے مصنوعات ومخلوقات سے خیال کرتے ہین - ولیکن دراصل وہ اس خیال مین غلطی پر ہین - یہ تو فلاسفہ یونان وغیرہ کے اپنے خیالات ہین - [illegible] عربی مین [illegible] عوام مین شائع نہوئے بلکہ خواص عربی خوان انکو جانتے رہے - جب وہ ایکمدت سے انگریزی وغیرہ زبانون مین ترجمہ ہوکر شائع ہوئے ہین - تو جناب ممدوح انکو عوام مین شائع کرنے لگے ہین - پس جو لوگ فلسفہ قدیم سے بیخبر ہین - وہ انکو جناب ممدوح کے مصنوعات سے سمجھتے ہین - اور نئے خیالات جانتے - والامر ما بیّنا ۸

وان یکون لہ قوۃ فعالۃ یاثر بہا فی ھیولی العالم	اور اسمین ایسی قوت موثرہ ہو جسکے سبب سے وہ ہیولی (مادہ) عالم مین تاثیر کرسکے ⁂
وجعلوا الکرامات ومعجزات الانبیاء وخوارق السحرۃ من قوی النفس	انہون نے انبیا کی کرامات ومعجزات اور جادوگرونکی خرق عادات کو اسی

⁂ یعنی آگ کو پانی بنا دے اور پانی کو ہوا - ایسا ہی اور چیزون مین تبدیل وتغیر کرے - جنکا ہیولی فلسفیون کے نزدیک ایک ہی ہے ۱۲ **حاشیہ**

فاقروا من ذلك بما يوافق اصولهم دون قلب العصا حية ودون انشقاق القمر ونحو ذلك فانهم ينكرون وجود هذا

قوت کی تاثیر سے ٹہیرا رکھا ہی - اسیواسطی جو خوارق اس جنس* سے ہون - انکو مان لیا ہی - اور جو ایسے نہین - جیسے لاٹھی کو سانپ بنا دیا - یا چاند کو دو ٹکڑے کر دینا - انکو نہین مانا

مترجم کہتا ہے ہمارے زمانہ کے مسلمان فلسفیون نے بھی صدور خوارق کا (جنکو وہ براے نام مانتے ہین) منبع واصل اسی قوت موثرہ کو ٹہیرایا ہے - جسکا نام انہون نے **قوت مقناطیسی** رکھا ہے - ولیکن اسکی تاثیر کو اس حد تک نہین مانا کہ وہ حقائق عالم مین تاثیر کرے - اور آگ کو پانی یا پانی کو ہوا بنا دے - بلکہ اسکا اثر اسیقدر مانا ہے کہ وہ خیالات خلائق مین موثر ہو جاوے - جو امر صاحب قوت کے خیال مین آوے [illegible] یا معجزہ نبی کی حقیقت اس سے بڑھکر نہین - سحرہ فرعون اور حضرت موسی کا رسیون اور لاٹھیون کو سانپ بنا دینا واقعی نہ تہا - جو کچھ تھا وہ لوگونکی نظرون اور خیالون مین تھا - مضمون ابطال سحر **تہذیب الاخلاق** اس بیان پر شاہد صریح ہی اور مجمل اشارہ انکار معجزات انبیاء انکے مضمون کانشنس مین بصفحہ (۱۵) سطر (۸) کالم (۲) نیز پایا جاتا ہے -

یہ حضرات ابطال معجزات مین فلاسفہ یونان سے بھی بڑہ گئے - اور انکار خوارق مین انہون نے منکرین کے بھی کان کاٹے **ولیکن** منصفین و عقلاء کے نزدیک یہ انکار انکا بے ٹہکانہ ہے - اور اس مثل کا مصداق کہ **بلئی سے سیانہ سو دیوانہ**

حاشیہ * یعنے جنکا ہیولے مین باہم اتحاد ہے اور اس اتحاد کے سبب آپس مین انقلاب و تبدیل جائز ہے

وقد بسطنا الکلام علی ھولاء فی مواضع وبینا ان کلامھم ھذا من افسد کلام وان ھذا الذی جعلوہ من خصائص النبی یحصل ما ھو اعظم منہ لاحاد العامۃ ولاقل اتباع الانبیاء

اور ہمنے بہت جگہہ منکرین معجزات پر تفصیل اعتراض کئے ہین - اور بیان کر دیا ہے کہ یہ گفتگو انکی بڑی فاسد و باطل ہے - اور یہ کہ جس امر کو وہ مناط و مدار نبوت ٹھیراتے ہین اور خصائص پیغمبر سے بتلاتے ہین - اس سے بڑھکر انبیاء کی عوام امت اور چھوٹے چھوٹے متبعین مین پائی جاتی ہین -

یعنی فقط انہین تین صفتون یا قوتون (کانشنس - قوت خیالی - قوت موثرہ یا تاثیری) کے انسان مین پائے جانے سے اسکی نبوت ثابت نہین ہوتی - یہ تو چھوٹے چھوٹے لوگون مین پائی جاتی ہین - پھر وہ نبی نہین ہو جاتین - انہ الجملہ القاء غیبی ہے [illegible] اور وہ کسبی و اختیاری نہین ہوتا ہے - اور اسکا ماخذ و مخزن کتاب عقل یا دیوان قدرت نہین ہے - اور اسکا حصول سوچ و تروی و تفکر و تدبر سے نہین ہوتا **اسکی تفصیل** اور اسپر دلیل ہم بحث **اثبات نبوت** مین ذکر کرینگے انشاء اللہ تعالے - **مترجم**

وان الملائکۃ التی اخبرت بھا الرسل احیاء ناطقون اعظم مخلوقات اللہ وھم کثیرون ولا یعلم جنود ربک الا ھو ولیسوا عشرۃ ولیسوا اعراضا لاسیما وھولاء یزعمون ان الصادر الاول ھو العقل الاول عنہ صدر کل ما سواہ

اور یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ فرشتے جنکے رسولون نے خبر دی ہے زندہ ہین اور بولنے والے - اور خدا کی جملہ مخلوقات مین سے بہت بڑے - اور وہ شمار مین بہت ہین جنکو خدا ہی جانتا ہے - خالی دس ہی نہین (جیسے فلاسفہ کہتے ہین) اور نہ وہ اعراض ہین خصوصاً جس حالت مین فلاسفہ کا یہ اعتقاد ہے کہ اشیاء عالم سے جسکا صدور حدا سے

فهو عندهم رب كل ما سوى الله وكذالك كل عقل رب كل ما دونه والعقل الفعال العاشر رب كل ما تحت فلك القمر - وهذا مما يعلم فساده بالاضطرار من دين الرب فليس احد من الملائكة مبدعا لكل ما سوى الله

وهولاء يزعمون ان العقل الاول هو العقل المذكور في حديث يروى ان اول ما خلق الله العقل فقال له اقبل فاقبل فقال ادبر فادبر فقال وعزتي ما خلقت اكرم علی منك فبك آخذ وبك اعطی وبك الثواب وعليك العقاب

ہوا ہے وہ عقل اول ہے - اسکے سوائے جو کچھ ہے وہ عقل اول سے صادر ہوا ہے

وہ عقل اول انکے نزدیک اللہ کے سوای سب چیزون کی پروردگار و خالق ہے - اسیطرح ہر ایک عقل دوم سے نہم تک اپنے نیچے کے عقول و افلاک کی پروردگار و خالق - اور عقل دہم (جسکو عقل فعال کہتے ہین فلک قمر (آسمان دنیا) کے ماتحت کل اشیاء کی خالق ہے - اور یہ ایسی باتین ہین جنکا فساد و بطلان بے اختیار دین الٰہی سے معلوم ہو [illegible] خدا کے سوائے خواہ فرشتہ ہو خواہ اور کوئی مخلوقات کا خالق نہین ہے *

یہ لوگ خیال کرتے ہین کہ عقل جسکا ہم اثبات کرتے ہین وہی ہے جسکا اس حدیث مین ذکر ہے جو مروی ہے کہ اللہ تعالے نے پہلے عقل کو پیدا کیا پھر اسکو کہا تو آگے آ - وہ آگے ہوئے پھر کہا پیٹھ پھیر دے اُس نے پیٹھ پھیر دی - پھر خدا نے کہا مجھے اپنی عزت کی قسم ہے مینے تجھ سے بڑھکر معزز کوئی چیز پیدا نہین کی - تیری ہی سبب سے مین لوگونکو مواخذہ کرونگا - تیرے ہی سبب سے بخشش تیری ہی سبب سے جزا دونگا تیرے ہی سبب سے سزا اور اسیکو وہ فلسفی

ویسموند ایضا القلم لما را وانہ قد روی ان اول ما خلق اللہ القلم	مسلمان قلم ٹھیراتے ہین - جب وہ بعض احادیث مین یہ ذکر دیکھ پاتے کہ جسکو خدانے پہلے پیدا کیا ہے وہ قلم ہے
والحدیث الذی ذکروہ فی العقل کذب موضوع عند اولی المعرفۃ بالحدیث کما ذکر ذلک ابو حاتم البیہقی وابو الحسن الدارقطنی وابن الجوزی وغیرہم ولیس ہو فی شئ من دواوین	اور یہ حدیث جسکو اُنہون نے ذکر کیا ہے جھوٹی اور وضعی ہے چنانچہ ابو حاتم اور بیہقی اور ابو الحسن دار قطنی نے اور ابن جوزی نے ذکر کیا - اور کسی معتمد کتاب حدیث مین اسکا ذکر نہین ہے

مترجم کہتا ہے کہ کوئی یہ نہ کہے کہ یہ حدیث تو احیاء العلوم مین موجود ہے - اور غزالی جیسے امام نے اس سے استناد کیا ہے یہ موضوع و بے ٹھکانہ کیونکر ہو سکتی ہے - اسلیے کہ احیا حدیث کی کتاب نہین ہے - اور اسکا مولف امام غزالی حدیث کا امام ہے - اس کتاب مین بہتیری حدیثین وضعی اور بے ٹھکانہ ہین - جنکے سبب سے احیا محدثین کے نزدیک معیوب ہو رہی ہے چنانچہ ناظرین **تخریج عراقی** پر یہ بات مخفی نہین ہے - اور امام غزالی گو علم مکاشفہ و اسرار مین ماہر گنے جاتے ہین ولیکن علم حدیث مین متساہل ہین - اور یہ کچھ انوکھی بات نہین ہے بہتیرے ایسے امام سلف مین ہوے کہ ایک فن مین امام تھے - دوسرے سے محض بے خبر اسکی تائید ہم ضمیمہ سفیر ہند مطبوعہ اگست ۷۷ء مین **ملخص طبقات** ذہبی سے کر چکے - جو چاہے اسکو ملاحظہ مین لائے **علاوہ یہ** کہ امام غزالی نے اس حدیث سے اُس عقل کا اثبات نہین کیا جسکے ثبوت کے فلسفی مدعی ہین یعنی جوہر مفارق مادہ ہے بلکہ اس سے انہون نے اس عقل کو سمجھا اور مراد رکھا ہے جو انسان کی صفت ہے اور اسمین موجود ہے **قطع نظر** اس سے اس حدیث کے معنے یہ نہین جو فلسفی سمجھے ہین کہ خدانے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا - بلکہ معنی

لئے یہ ہین کہ جب خدا تعالے نے عقل کو پیدا کیا تو سب سے پہلے اسکو وہ بات فرمائے جو حدیث مین مذکور ہے اور لفظ اوّل مبتدا ہونے کر مرفوع نہین ہے ۔ بلکہ بنا بر ظرفیت منصوب ہے اور لفظ قال کے متعلق اسبات کی تصریح و تشریح شیخ نے خود کی ہے

اس تفصیل سے ہمارے خیال کا صحیح و باموقع ہونا صاف ظاہر ہے اور یہ تفصیل ہماری سند منع کی پوری مقوی ہے ۔ یہ تفصیل سنکر بھی آپ اپنے دعوے سے دست بردار نہون اور ہمارے خیال کو بیجا سمجہین تو [illegible] اصول حکمار کی اصول انبیار سے ثابت کر دکھا دین ۔ بہت نہین تو کسی ایک حکیم سے فقط ایک ہی بات کا ثبوت دین ۔ یعنی فقط اعتقاد توحید صفات یا توحید عبادت یا اعتقاد ضرورت نبوت عامہ یا اعتقاد حشر جسمانی کے کسی حکیم کی تعلیم مین نشانہی کرین اور اسکا صرف عقل و فکر سے ان باتونکا قائل ہونا او سمجھ جانا مدلل کر دکھا دین

اتنا بھی نہو سکے تو اپنے دل مین آپ ہی انصاف فرما دین اور دعوی بلا دلیل سے (جسکو دھینگا دھینگی کہتے ہین) دست بردار ہو جاوین

اور جو آپنے بمنزلہ دلیل اس دعوی کی یہ تقریر کی ہے کہ "یہ ہمارا اصول نہائت بچا ہوا ہے کہ انسان صرف بسبب عقل کے جو اسمین ہے مکلف ہوا ہے ۔ پس حسبات پر وہ مکلف ہوگا ضرور ہے کہ وہ عقل انسانی سے خارج [illegible] لازم آتا ہے جو محال و ممتنع ہے"

اسکا ظاہر مطلب (جو سیاق و سباق مقام سے مفہوم ہوتا ہے) یہ ہے کہ انسان عقل کے سبب سے مکلف ہے تو ضرور ہے کہ جس امر مین وہ مکلف ہوا ہے اُسکی عقل مین خود بخود آجاوے ۔ اور کوئی نہ کوئی افراد انسان سے اسکو بدون تعلیم ہادی کے عقل سے جان سکے ۔ بناءعلیہ بعض حکمار کا بدون ہدایت انبیار کے اخلاق صحیحہ کو جان لینا جائز ہوا ۔ اور جو نتیجہ ہماری کلام کا ہی اُسکا ماننا پڑا ۔

اور اس تقریر سے اس دعوی کا ثبوت ممکن نہیں ہان قلت تدبر و سوء تفکر جناب (جسکو **تیسری غلطی** کہا جا سکتا ہے) سے ثابت ہو سکتی ہے

جس معنی کر عقل کو آپ نے علت تکلیف سمجھا ہی اس معنی کر وہ علت نہیں - اور جس معنی کر وہ علت ہی اس معنی کر اسکے علت ہونیسے کسی انسان کا بدون رہنمای ہادی کے اخلاق صحیحہ کو جان لینا لازم نہیں [illegible] اسکی نفی سے وجود معلول [illegible] وجود علت لازم آتا ہے -

انسان کا عقل کے سببسے مکلف ہونا - اور عقل کا علت یا سبب تکلیف ہونا تو مسلم ہے ولیکن اسکے یہ معنے نہیں (جو آپ سمجھے ہین) کہ انسان کا جزئیات احکام کو (جن سے وہ مکلف ہے) جان لینا و یا درکات جزئیہ اپنے مطلع ہونا علت تکلیف ہی اسمعنی کر عقل علت تکلیف ہو تو چاہیئے کہ جس فرد انسان مین یہ علت پائی جاوے اور جہان اسکا معلول (یعنے انسان کا مکلف ہونا) متحقق ہو وہان اسمعنی کا لحاظ و اعتبار ہو۔

اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہر فرد بشر (جو مکلف ہونیکی لائق ہو) جملہ احکام کو (جنمین اسکا مکلف ہونا مسلم یا مجوز ہو) مکلف ہونیسے پہلے جان لے - اور اس جاننے کے پہلے کسی فرد کا کسی امر مین مکلف ہونا متصور نہو اسلئے کہ وجود علت کا وجود معلول سے مقدم ہونا ضروری ہے - یا یون کہیئے کہ وجود معلول قبل وجود علت محال و ممتنع ہے بناءعلیہ خصوصیات نماز (مثلا) رکوع و سجود و قیام و قرءت [illegible] جب وہ مکلف ہونیسے پہلے ان سب کو عقل سے جان لے اور حج بھی اسی پر فرض ہو - جو قبل فرضیت اسکے ارکان و اجزاء از خود پہچان لے - وعلی ہذا القیاس

اور اسبات کا اور کوئی مسلمان کب قائل ہوگا آپ خود ہی قائل نہین اور ہر ایک انسان کا اپنی عقل سے جملہ احکام شرعیہ پر (جنکو آپ اخلاق صحیحہ سے تعبیر کرتے ہین) مطلع ہونا تجویز نہین کرتے - بلکہ یہ منصب خاصکر حکمار کے لئے تجویز فرماتے ہین - اور ایسے لوگونکا ہونا صدیون درصدیون مین شاذ و نادر

بتلاتے ہین -

قطع نظر اسکے (کہ اس معنی کا کوئی قائل نہین) اگر عقل کو انہین معنی کر علت سمجھا گیا ہی تو اسکا علت ہونا (باینمعنی) غیر مسلم ہے -

یہی امر تو اول محل نزاع ہے - اور عین دعوے پہر اسیکا دلیل ہونا کب متصور ہے؟ اور اسکو بلا دلیل مان لینا کب جائز ہے؟ ہمارے خیال مین عقل کی علت ہونے کے یہ معنی ہین - کہ انسان عاقل ہونے (یعنے مجنون و صغیر سن نہونے) کے سبب مکلف ہی اور اسکی صفت یا قوت عقل (جو بچہ یا دیوانہ مین نہین ہوتی) سبب یا علت تکلیف ہے

اس معنی کر عقل کی علت ہونے سے کسی امر (متعلق تکلیف) کا قبل ورود شرع عقل مین آجانا ضروری نہین سمجہا جاتا اور نہ اُسکے عدم سے وجود معلول بدون وجود علت لازم آتا ہے - یہ تب ہی لازم آتا - جبکہ کوئی بچے صغیر سن کو مکلف ٹھیراتا - یا مجنون کو مامور و مخاطب باحکام قرار دیتا ولا یقول بہ احد -

خلاصہ کلام لائق فہم عوام یہ کہ عقل کے سبب انسان کے مکلف ہونیکی یہ معنی نہین - کہ قبل ورود شرع وہ عقل سے احکام کو جان سکتا تھا - اسلئے مکلف ہوا (جس سے آپکا دعوے ثابت ہوا اور حکماء کا بدون ہدایت انبیاء احکام شرعیہ پر مطلع ہونا جائز نکلے) بلکہ معنے اسکے یہ ہین کہ انسان عاقل ہونے اور مجنون نہونے کے سبب مکلف ہوا ہے اور اس سے ایک حکم کا بھی جان لینا قبل ورود شرع لازم نہین آتا اسکا لازمہ تو یہی ہے کہ ہادی کے بتانے سے وہ احکام کو جان جاوے - اور مجنون و صغیر سن تکلیف کا مورد نہو

اس بیان سے ثابت ہوا کہ وہ دلیل دعوے جناب کی مثبت نہین - اور اس سے بجز قلت تدبر و سوء تفکر جناب کچھ ثابت نہین ہوتا -

اس دلیل کے ضمن مین آپنے دفع دخل مقدر کیا ہے اور جو آپکے بیان سے بطلان نبوت ظاہر ہوتا تھا اسکی پردہ پوشی کے لئے فرمایا ہے " پس کسی شخص کا بذریعہ اکتساب انکو یا انمین سے بعض کو پالینا نہ منافی ہدایت ہے نہ منافی رسالت اور ان باتون سے

انبیاء کی نبوت کی زیادہ تر تقویت ہوتی ہو
اس سے وہ دخل بقدر دفع نہیں ہو سکتا -
اور اس عذر بدتر از گناہ سے وسمہ ابطال
نبوت آپکے دامن تقریر سے دور نہیں ہوتا
آپکا بیان من اولہ الی آخرہ مبطل نبوت ہو
پھر اسکی اصلاح اس دو حرفی معذرت سے
(جسکو طفل تسلی کہا جا سکتا ہے) کسطرح متصور
ہے ع ولن یصلح العطار ما افسد الدہر
[illegible] ۱۰۶
[illegible]
کر چکے ہیں - اب اسکو بدلائل قطعیہ سچا کر دکھا
ہیں - پس بگوش ہوش سننا چاہئے کہ
اس دعوے پر ہمارے دلائل تین ہیں جو منطوق
یا مفہوم کلام جناب ہی سے مستفاد ہیں
دلیل اول جو منطوق کلام جناب ہے
اور اسکی صحت وتسلیم میں کسیکو دم مارنے
کی جگہہ نہیں یہ ہے کہ آپنے انسان کا
بدون رہنمائی پیغمبر کے اپنی عقل سے احکام
شرعیہ (یا اخلاق صحیحہ) پر مطلع ہونا ممکن ٹھیرایا
اور اس منصب کو حکماء کے لئے ثابت بھی

کر دیا اور ان حکماء کا ہمسر و بمنزلہ پیغمبر ہونا مان
لیا - اور اسباب کو اپنی کلام کا نتیجہ ہونا
تسلیم کر لیا -
اور یہ صاف وصریح اقرار ہے کہ بعثت وہدایت
انبیاء کی حکماء کو ضرورت نہیں - اور وہ اخلاق
صحیحہ کے دریافت کرنیمیں تعلیم انبیاء کے
محتاج نہیں -
بقول جناب انبیاء فقط جاہلوں اور احمقوں کی
تعلیم وہدایت کے لئے آئے ہیں
[illegible]
اور محتاج بعثت وہدایت انبیاء وہی جاہل ہیں
پس یہ وہی بات ہوئی جو ابن صیاد*
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہی تھی
کہ میں اسبات کا اقراری ہوں کہ تو نبی ہے
مگر تیری نبوت امیوں (جاہلوں) کے
لئے مخصوص ہے - ایسی ہی حضرت موسے
علیہ السلام کو کسی حکیم نے سنائی تھی اور
انکی نبوت کو مان کر جاہلوں کے لئے
اسکی تخصیص کی - اسمین گو فی الجملہ
اور خاص جاہلوں کے لئے ضرورت نبوت کا

* ابن صیاد ایک کافر تھا جسنے آنحضرت کے مقابلہ میں پیغمبری کا دعوی کیا تھا ایکدن آنحضرت اسکے امتحان والزام کو اسکے پاس تشریف لیگئے اور ایک سوال بھی کیا جس میں وہ جواب سے رہ گیا اسی اثنا میں آنحضرت نے اس سے فرمایا کیا تو میری نبوت کا اقراری نہیں ہوتا اس نے وہ جواب دیا جو بیان منقول ہوا اشہد انک رسول الامیین - دیکھو صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث حاشیہ

اقرار ہے۔ مگر اسکے عموم و شمول کا صاف
و صریح انکار۔

اگر کسیکو یہ **شبہ** خلجان کرے کہ اگرچہ جناب
خان بہادر نے حکمار کو بمنزلہ پیغمبر قرار دیا ہے
مگر یہ دو فرق انمین لگا دئے ہین

اول حکمار کا اپنی علم و وصول مین مشتبہ رہنا

دوم انکا اپنی باریک اصلاحات پر عامہ
کو مطلع نکر سکنا۔ اور عام ہدائت کے لائق
نہونا۔

اِن دو فرقوں [illegible] سے [illegible] نبوت
انبیار کا ثبوت ممکن ہی۔ اور عموم نبوت باقی
رہتا ہی تو اسکا **ازالہ** یہ ہے کہ فرق ثانی کا
تو اتنا ہی مفاد ہے کہ حکمار آپکے نزدیک
عامہ خلائق کے ہادی یا نبی ہونے کے
لائق نہین اُستے انکا اپنی ذات کے لیئے ہادی
نہونا اور اپنے سلوک مین دوسرے ہادی کا
محتاج ہونا لازم نہین آتا

رہا فرق اول سو اگرچہ اسقدر ضعیف اشارہ
کرتا ہی کہ رفع اشتباہ و حصول یقین کے لئے حکماء
بھی انبیاء کے محتاج ہین لیکن منطوق اصول
جناب جسکو آپنے نہایت جچا ہوا فرمایا ہے

اس اشارہ بیچارہ کا مبطل و مکذب ہی۔ اسمین
آپ نے صاف فرمایا ہے کہ انسان عقل کے
سبب سے مکلف ہوا تو ضرور ہے کہ جبات پردہ
مکلف ہو وہ فہم انسانی سے خارج نہو جسکا
مطلب یہ ہی کہ کسی نہ کسیکا افراد انسان سے
بدون تعلیم انبیار احکام شرعیہ کو جان لینا
ضروری ہے

اور جب بمنطوق اس اصول کے بعض حکمار کا
احکام شرعیہ (یا اخلاق صحیحہ) پر مطلع ہونا
ضروری ہوا [illegible] عقل انسانی [illegible] علت
تکلیف ہے) یہ لازم ذاتی ٹھیرا تو پہر تجویز
و امکان عدم اطلاع (جو اشتباہ کا سبب
یا مدار یا ملزوم ہے) کیا معنے رکھتا ہی؟
کیا ایک شے کی ضرورت ایجاب اور امکان سلب
مین منافاۃ نہین۔ اور قضیہ ممکنہ عامہ سالبہ
قضیہ ضروریہ مطلقہ موجبہ کی نقیض نہین؟
اسبات کو وہ لوگ سمجھ سکتے ہین جو علم منطق سے
فی الجملہ آشنائی رکھتے ہین۔ عوام کو ہم
یہ مطلب یون سمجھا سکتے ہین کہ آپنے بعد تجویز اشتباہ
یہ بھی کہدیا ہے کہ بمقتضاء عقل بعض حکماء
کا اخلاق صحیحہ پر مطلع ہونا ایسا ضروری ہی

ہے جسکا ہونا محال ہے پہر کسی حکیم کے مطلع ہونے مین وجود اشتباہ خود اس شخص کو ہو جسکا مطلع ہونا بوجہ ضرورت تسلیم کیا گیا ہے ۔ خواہ کسی دوسرے عاقل کو (جو اس امر کو ضروری سمجھتا ہے) کسطرح متصور ہے اشتباہ تب ہوتا جبکہ کسی عاقل کے نزدیک عدم اطلاع کا بھی احتمال صحیح ہوتا - اسکے تو آپ قائل نہین پہر قائل اشتباہ کیونکر ہو سکتے ہین [illegible] معلوم نہین اس قول کے ساتھہ اپنے پہلے قول کو منسوخ کر دیا یا پہلا قول بہولکر کہدیا یا اپنے دونو قولونکا مطلب نہین سمجھا- بہرحال اس نچے ہوئے اصول جناب کے مقابلہ مین ہم اس اشارہ ضعیف کا اعتبار نہین کرتے اور آپکے اس تلفظ اشتباہ کو احتمال نسخ یا نسیان یا عدم توجہی پر حمل کرتے ہین- اور آپکے پر زور دعاوی و دلائل کے منطوق سے ہم یقیناً یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ آپ بعض حکماء ناظرین قانون قدرت کو رہنماے انبیاء سے مستغنے جانتے ہین- اور ہدایت انبیاء کی ضرورت خاص جاہلون

اور احمقون کے لئے سمجہے بیٹھے ہین

اور یہ **بات** آپکی ہمارے اور کافہ مسلمین کے نزدیک تسلیم نبوت کے مخالف ہے اور اسکی عموم و شمول کے مبطل

دلیل دوم جو کلام جناب سے مفہوم ہے اور اسکو وہ لازم یہ ہے کہ آپنے منصب نبوت کی انبیاء کے لیئے تجویز تو کی ولیکن انکی تصدیق و انکے حقوق کی تسلیم کی ایسی صورت نکالی ہے جس [illegible] سے وہ تصدیق وجود مین نہ آسکے اور اگر [illegible] لازم تصدیق وجود مین آوے تو انکے حقوق کی تسلیم کبھی ہونے نپاوے اور یہ امر اگرچہ صورتاً اقرار ہے ولیکن معنےً انکار -

اسکی **مثال** یہ ہے کہ کسی شخص کو چیف کورٹ کا جج تجویز کرین اور اسکی لیاقت کا ممتحن کسی چپراسی کو جو نہ فرائض ججی کو جانتا ہے نہ قانون کو پہچانتا ہے بنادین یا کسی ایسے پلیڈر کو جو دقائق قانون اور پارلیمنٹ کے فیصلجات پر مطلع نہین اس عہدہ پر مامور کرین اور ان ممتحنونکو یہ اختیار دیدین کہ اگر تمہاری سمجھہ مین یہ جج اس عہدہ کے

قائل ہو اور اسکے احکام و فیصلجات تمہاری
سمجھ کے مطابق ہون تو تم اسکو جج ماننا اور
اسکی اطاعت کرنا۔ نہین تو اسکی اطاعت سے
ہاتھ کھینچ لینا اسصورت مین کیا وہ جیراسی
اس جج کے احکام و اصول سے بیخبر ہونیکے
سبب سے (بحکم من جہل شیئا عاداہ*)
اسکا منکر نہوگا؟ اور وہ پلیڈر نے الجملہ
قانون دانی کے سبب اسکی ججی کا قائل بھی
ہوا تو پھر کیا اپنی ممتحنی کے ناز پر اسکے
فیصلجات کو اپنی کم عقلی کے سبب خلاف
قانون سمجھکر اسکے فیصلون پر معترض ہوکر اسکی
اطاعت سے باہر نہوگا؟

اسطور پر اس جج کا عہدہ ججی پر مامور کرنا
کالعدم ہے اور اسکو جج کہنا جج نکہنے برابر۔
یہی کام بعینہ آپنے تجویز نبوت انبیاء
مین کیا ہے۔ اور انکی نبوت و اطاعت کا
سررشتہ ان لوگونکے ہاتھ مین دیدیا ہے
کہ اولا تو وہ اس جیراسی کیطرح نبی کی نبوت
ہی کے قائل نہون اور اگر برائے نام ہون
تو پھر اس پلیڈر کیطرح اسکی اطاعت سے
خارج رہین۔

جن لوگون کو آپنے انبیاء کی نصیحتون کا ممتحن
بنایا۔ وہ (بزعم جناب حکماء و قسم اول عقلاء
سے کیون نہون) اہل سنت کے نزدیک
قبل ورود شرع کے ادراک احکام مین انبیاء
سے وہ نسبت رکھتے ہین جو جیراسی چیف کورٹ
کے ججون سے نسبت رکھتے ہین۔ اور فرقہ
معتزلہ وغیرہ (جو عقل کو حاکم جانتے ہین)
بھی انکو اس پلیڈر سے بڑھکر نسبت نہین
دے سکتے۔ یہ لوگ گو حسن و قبح عقلی کے
قائل ہین لیکن انکو [illegible] نہ ہر جائے
مرکب توان تاختن کہ جاہا سپر باید انداختن
بعض احکام کے ادراک سے عقل کو عاجز جانتے
ہین اور انکو محض تقلید انبیاء سے مانتے رہے
ہین۔

ہر چند تمام مسلمانون مین ایک آپ ان
سب کے خلاف کے مدعی ہین اور قسم اول کے
لوگون (حکماء) کو انبیاء سے وہ نسبت دیتے
ہین جو چیف کورٹ کے جج آپسمین نسبت رکھتے
ہین۔ ولیکن آپنے اس خلاف پر کوئی دلیل
قائم نہین کی۔ مجرد دعاوی سے صفحہ
قرطاس کو رونق بخشی ہے۔ لہذا آپکا خلاف

* [illegible]

ہنوز کالعدم ہے اور باتفاق اہل اسلام (سنی - معتزلی - شیعی - خارجی) کوئی شخص انبیا کی نسبت جبراسی اس پایہ سے بڑھکر نہین ہے - پھر ایسے لوگ انبیاء کے ممتحن ٹھہرے - اور اُنکی عقل و تمیز جملہ تعلیمات پیغمبر کی کسوٹی مقرر ہوئی - تو انبیاؑ کی نبوت اور اُنکے حقوق کی تسلیم و اطاعت ہو چکی -

گر ہمین مکتب ست و این ملا * کار طفلان تمام خواہد شد

ان لوگون کی [illegible] ہونے اور انکی عقل کے معیار امتحان ہونے کی صورت مین اولاً تو اس جبراسی کی طرح کوئی نبوت کا اقراری نہوگا - اور اگر برائے نام ہوا تو ہمیشہ اس پایہ رکیطرح اطاعت سے خارج و باغی رہیگا -

شق اول یعنے اقراری نہونا تو بہت ظاہر ہے چندان بیان و ثبوت کا محتاج نہین - جو شخص کسی امر سے جاہل ہوگا وہ اُسکو کب مانیگا جبراسی صحت فیصلجات ججی کا کب قائل ہوگا - اور فن ہندسہ سے ناواقف شکل عروسی یا حمار کا ثبوت کب تسلیم کریگا

اسیطرح منکر رسالت محمدیہ دقائق و اسرار تعلیمات نبویہ کو نماز یا روزہ یا حج مین عقل یا نیچر سے کیا سمجھے گا اور اس سمجھ کے ذریعہ سے نبوت کا کب اقراری ہوگا ؟

بلکہ اگر اسکو ممتحن قرار دیا جاوے اور اسکے عقل و فہم کو ان تعلیمات اور انکی معلم کی صداقت کا معیار بنایا جاوے تو وہ پورے انکاری ہوگا - اور اپنے منصب حکومت کے بھروسے اسی سے ابطال نبوت کریگا -

نماز مین وہ یہ کہیگا کہ اسکے افعال خصوصاً سجدہ نیچر کے خلاف ہے کیونکہ اسمین سر کو نیچے اور مقعد کو اوپر کیا جاتا ہے - اور معدہ کا کہانا منہ کیطرف آتا ہے اور بدن کا خون سر اور آنکھون کیطرف متوجہ ہوتا ہے جسمین کئی امراض کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے

اور روزہ مین یہ کہیگا کہ دن بھر کے فاقہ سے خون خشک ہو جاتا ہے اور رطوبتین سلب اور اعضاء کی غذا کا انقطاع - جس سے انسان کی جسمانی و عقلی کمالات مین نقصان کا احتمال ہے

باقی بنمبر آئندہ

یہہ رسالہ بابت اپریل ۱۹۰۶ء کا ماہ مئی مین ختم ہوا

هٰذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ

(ف) مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ (و) مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ

بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ

نمبر سوم — رسالہ — جلد دویم

اشاعة السنة النبوية

على صاحبها الصلوة والتحية

جسمین حضرت مولوی محمد قاسم صاحب کی ادلہ کاملہ کا بقیہ جواب ہے اور اسکی ضمن مین آپکی طفیل سے حضرات نیچریہ کے اصول مذہب سے بھی تعرض منجانب مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری ... ہے

اشتہار

اس نمبر مین علاوہ حضرات قاسمیہ کے حضرات شیعہ و خوارج و معتزلہ و اہل نیچر سے بھی خطاب ہے۔ اور ہر کسی سے مطالبہ جواب۔ ان مختلف فرقون سے جو صاحب مہذبانہ طور سے ہمکو اسکا جواب دینگے۔ ہم انکے شکرگذار ہونگے۔ اور بڑی خوشی و انصاف سے اسمین غور کرینگے۔ اگر اسکو حق پاوینگے تو دل سے مان جاوینگے ورنہ مہذبانہ طور سے اسکا جواب دینگے۔ پر جو صاحب اسمین کچھ تحریر فرماوین۔ وہ اپنی تحریر براہ راست ہمارے پاس بھیجدین **المشتہر ابو سعید عفا اللہ عنہ**

اعتذار

ہمارے ناظرین پرچہ جو مباحث فروعات کی مطالعہ کے خوگر ہین۔ اس اصولی بحث کو اپنے مقصود سے اجنبی نہ سمجھین اور اس طول کو مفوت مطلب خیال نکرین یہ بحث اولاً اصول اسلام کی موید ہے۔ ثانیاً حضرات قاسمیہ کے جواب مین بہت کارآمد و مع ذالک ہم بہت جلد اسکو ختم کرکے اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین۔ اور حضرات قاسمیہ کی خوب خبر لیتے ہین انشاء اللہ تعالی **المعتذر ابو سعید عفا اللہ عنہ**

٢٦ - ربیع الاول سنہ ١٢٩٦ھ مطابق ٢٠ مارچ سنہ ١٨٧٩ع

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

دفعہ چہارم جناب مخاطب نے باوصف ادعاء بے تعصبی وانتساب بصوفیت وپرہیزگاری اس رسالہ مین سخت کلامی بھی کی ہے - اور جن الفاظ کو عامہ مہذبین پسند نکرین (چہ جائے خواص علماء وصوفیاء) تحریر مین لائے ہین - مثلاً لفظ (واہیات جاہلانہ) ومصرع (جواب جاہلان باشد خموشی) بصفحہ (۳۷) ولفظ (لامذہب) بصفحہ ۳۱ ولفظ (ذلیل) و (خجالت) بصفحہ (۴۴) وفقرہ (ہاتھ پاؤن ہلاینگے) بصفحہ (۲) وامثال ذلک ان الفاظ کے جواب مین اگر ہم بھی یہی الفاظ جواب کی [illegible] لکھتے ہین اور جواب [illegible] بترکی دیتے ہین تو اپنے انداز قدیم سے دور پڑتے ہین - اور محل اعتراض مہذبین عفو پسند بنتے ہین -

ہمنے پہلے بھی کسیکو سخت کلامی کا جواب نہین دیا - اور گالیونکے جواب مین بجز ادائے شکر وسپاس کچھہ نہین لکھا - دیکھو ہمارا سپاسنامہ جو بجواب سبابنامہ حبیب اللہ صاحب امرتسری کے تتمہ سفیر ہند مین نومبر ۸۲ء کو شائع ہوا اسمین ہمنے الفاظ ناملائم حبیب اللہ صاحب کا یہ جواب دیا ہے - اگر جواب ترکی بترکی لکھون تو بحث مسائل مین نرہیگی - سب وشتم کیطرف کلام منجر ہوگی - اور اسمین میرا مقصود فوت ہوگا اسلئے مین اسکے جواب مین سکوت کرتا ہون - اور عفو ومسامحت کو کام مین لاتا ہون کما قال اللہ تعالے وجزاء سیئۃٍ سیئۃ مثلہا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ انہ لا یحب الظالمین ولمن صبر وغفر ان ذلک لمن عزم الامور - ادفع بالتی ھی احسن - فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ - وقالوا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم سلام علیکم لا نبتغی الجاہلین - وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما زاد اللہ بعفو الا عزا - وقال صلعم من تواضع للہ رفعہ اللہ فھو فی نفسہ صغیر وفی اعین الناس کبیر - ومن تکبر وضعہ اللہ فھو فی اعین الناس صغیر وفی نفسہ کبیر حتی لھو اھون علیھم من کلب او خنزیر" اور دیکھو ضمیمہ اشاعۃ السنۃ النبویہ جو بجواب سب وشتم محمود حسن صاحب وغزنوی محمد اسمعیل کے یکم ذیقعدہ ۹۵ھ کو شائع ہوا اسمین ہمنے بجواب سباب

و فاضل [illegible] صاحب جو بکر یہ جواب دیا ہے۔
تجھا بان کلمات طیبات و باقیات صالحات
کے مین جزاکم اللہ کہتا ہون اور اس
کے صلہ مین یہ شعر پیشکش کرتا ہون ؎
بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا +
مین یقیناً جانتا ہون کہ میرے سوالات
کا جواب تو روی زمین کے مقلدون سے
کسیکو نہین آتا۔ آجتک جو کوئی میری
متفاوست کو اُٹھا ہے۔ اُسنے گالیونکو سپر
بنایا۔ یا سوال بیسوال کو متکنڈا ٹھیرایا۔
یا [illegible]
لہذا مین آپ لوگونکو معذور سمجھتا ہون
اور آپکے ایسے کلمات پر جزاک اللہ کے سوا
کچھ عرض نہین کرسکتا۔ بلکہ ایک وجہ سے
شاکر و معترف لسان ہون کہ آپ لوگون نے
باصدار ان کلمات طیبات کے اپنی صالح اعمال
مین مجھے شریک کیا۔ اور مفلسی کے دن جسمین
ظالمون کے اعمال سے مظلومونکو قصاص
دلایا جاویگا مجھے اپنا سہیم بنایا"
جب ان لوگونے دجہ آپکے شاگرد

مین یا نمبر ۱ شاگرد سخت کلامی کا جواب بہتی بجز دعائے
شکر کچھہ نہین دیا۔ **تو آپ جیسی** بزرگونکی سخت
کلامی کا جواب مین کیا دے سکتا ہون اور آپکے مقابلہ
مین بجز عرض انہین الفاظ و معروضات کے اور کیا کہہ
سکتا ہون۔ **ولیکن** ایک یہہ بات بغرض
نصیحت و بطور مصلحت واجب العرض سمجھکر
اگذارش کرتا ہون کہ بدگوئی کا انجام اچھا نہین ہوتا
اور اس سے بجز شر و فساد کچھہ نتیجہ نہین نکلتا دیکھئے
ایک نتیجہ شر تو اس سے یہی نکلا کہ آپنے تہوڑا سا
بُرا کہا آپکے جواب مین محمود حسن صاحب و عزیز محمد اسمعیل
نے اس بدگوئی کو پرلے سرے پہنچایا۔
انہون [illegible] اور اس
بیت پر عمل کیا ؎ بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا + یا برا بھلا کہکر
دیدہ و دانستہ اسپر اقدام کیا۔ اور اس بیت کو تصدیق
کیا ؎ بہ نیم بیضہ چو سلطان ستم روا دارد +
زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ + اگر آپ اُنکی
تحریرات کو دیکھین۔ اور ضمیمہ نور الانوار مطبوعہ
۱۳۔ اکتوبر ۸۴ء جسمین عزیز محمد اسمعیل کا خط
ہے۔ اور اخبار مہر درخشان مطبوعہ ۴۔ اکتوبر ۸۴ء
جسمین محمود حسن صاحب کی تقریر ملاحظہ فرماوین

تو میری اثبات مین ذرہ شک نہ لاوین

اور اگر محمود حسن صاحب کی ایک قلمی تحریر (جو ضمیمہ اشاعۃ السنۃ کی جواب مین تحریر فرما کر بہ سبیل ڈاک میری طرف ارسال کئی ہین اور اسمین عامیانہ گالیان دئی ہین - اور ہر گالی پر ایک شعر کی شہادت لائی ہین) ملاحظہ فرماوین تو اپنا اس تہوڑے کئے پر سخت پچہتاوین - اور ان سب بدگوئیونکو اپنی بدگوئی کا نتیجہ سمجہکر حدیث ذیل کا مصداق خیال کرین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقتل نفس ظلما الا کان علی ابن آدم الاول کفل من دمھا لانہ اول من سن القتل ترجمہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی جو کوئی ظلماً مارا جاتا ہے اُسکے گناہ قتل کا حصہ قابیل کے ذمہ بھی لگتا ہے کیونکہ پہلے اسی نے قتل کی سنت جاری کی ہے اور دوسرا نتیجہ شر شاید یہ بھی نکلے کہ جانب ثانی سے بھی بدگوئی شروع ہو - ہم نہ بولین ہمارے دوست ہی کچھ کہہ بیٹھین اور بدست آویز جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا گالی ایک ایک کلمہ کا بدلہ لین - لہذا مناسب ہے کہ آپ ہی اپنی زہد و بزرگی کا لحاظ فرماوین اور آئندہ زبان و قلم کو ایسی کلمات کی تحریر و تلفظ سے بچاوین

اور اپنی حوارین خصوصاً محمود حسن صاحب کو اس سے ہٹاوین - اور صاحب مضمون اس شعر کو خیال مین لاوین

ہین خویش بدشنام میالا صائب + کین زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

لطیفہ عجیبہ و نصیحہ لطیفہ

(۱) محمود حسن صاحب بجواب میرے اس شکایت کے کہ ادلہ کاملہ مین بدگوئی و سخت کلامی پائی جاتی ہے یہ تحریر فرماتے ہین کہ ادلہ کاملہ مین سخت کلامی کا نام و نشان نہین اسکو مز [illegible] بات خلاف تہذیب اسمین لکھی ہو

مین اسکے جواب مین ادلہ کاملہ کے صفحات (۲) (۲۴) (۲۷) (۳۱) پیش کرتا ہون اور آپکی اس انکاری جواب سے یہ نتیجہ نکالتا ہون کہ اب بر طبق تو ہمان زمان مین تیرا ہمان ادلہ کاملہ کے مصنف تو بن بیٹھے ہین لیکن کبھی اُسکو کھولکر ملاحظہ نہین کیئی

مرد آدمی اپنی فخر یا استاد کے ستر کے لئے مصنف بننے کا ارادہ تھا تو ایک نظر سے اُسکو دیکھ تو لیا ہوتا -

اگر ایکدفعہ بھی اسمین نگاہ فرماتے تو اس انکار

165

گالی کے لفظ سے ضرور تنفر ہاتے - اور اس مصرع
کو خیال مین لاتے ہو کہ عشق و مشک را
نتوان نہفتن - **یا یون کہئی** کہ ان
الفاظ کو آپ خلاف تہذیب نہین جانتے
اور لفظ جاہل و لامذہب کسیکو کہنا یا خود کہلانا
و لفظ ذل و خجالت کو کسیکی یا اپنی طرف
نسبت کرنا برا نہین سمجھتے - یہ بات صحیح ہے
تو پہر آپ پر افسوس نہین - اور جو کچھ آپ
فرماوین ہمارے پاس اسکا جواب نہین -
(۲) عزیزم محمد اسمعیل گنگوہی نے بضمن
اپنے خط کے [illegible] لفظ غیر مقلد [illegible]
لکھنے پر یہ عذر کیا ہے کہ یہ لفظ عنوان
جواب مین مینے نہین لکھا - اہل مطبع
نے اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے -
پہر تعجبا یہ سوال کیا ہے کہ ہم لوگ (مقلدین)
تقلید کو ضروری جانتے ہین تو بڑی خوشی
سے مقلد کہلاتے ہین - آپ لوگ
جبکہ ترک تقلید کو بہتر سمجھتے ہین تو پہر
غیر مقلد کہنے سے برا کیون مانتے
ہین - **انکے جواب مین** نصیحۃً یہ
کہا جاتا ہے کہ اگر ترک تقلید کو بحکم انصاف

و با قتضاء تہذیب خالی از اعتساف یہی امر لازم
ہے کہ تارک تقلید کو غیر مقلد یا لامذہب کہا جاوے
تو پہلے ان الفاظ کے مستحق **حضرت امام ابو حنیفہ**
وغیرہ ائمہ مذاہب ہین کیونکہ وہ بھی تارک تقلید تھے
اور کسی مذہب کے حمادی مسعودی (جیسے حنفی شافعی)
نہین کہلائے - اور اگر ترک تقلید کو یہ امر لازم
نہین اور ان کلمات کو نسبت کرنا ائمہ مذاہب
کیطرف جائز نہین کما ہو الحق الحری بجنابہم
بلکہ بجائے ان الفاظ کے انکو مجتہد یا امام کہنا واجب
یا جائز ہے تو ایسا ہی علماء تارکین تقلید زمانہ
حال [illegible] سنت خیال کرنا مناسب ہے اور انکو بجائے
[illegible]
ان الفاظ کے اہل حدیث یا عامل بالحدیث یا متبع
سنت یا موحد یا محمدی المذہب کہنا لازم یا جائز
ہے - خصوصاً ایسی حالتمین کہ عاملین بالحدیث
لفظ غیر مقلد یا لامذہب کہنے کو گالی سمجھتے ہین
اور ان الفاظ کے کہنے والے کو * و لا تنابزوا
بالالقاب فانہ بئس الاسم الفسوق بعد الایمان
سے مخاطب کرتے ہین - لہذا مناسب ہے کہ آئندہ ایسے
الفاظ سے احتراز کرین اور علمی بات کا علمی جواب دین
اور اگر یہ خیال کر بیٹھے ہین کہ برا بھلا کہکر بطبق
* لا تسمعوا لہذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون

* اس قرآن کو مت سنو اور شور مچاؤ تا کہ غالب ہو جاؤ ۱۲

غلبہ و فتح حاصل کرینگے - اور کاہیکو نکلی ہو جہاں سے اہلحدیث کو میدان مناظرہ سے پیچھے ہٹا دینگے تو محض خیال و سودای محال ہی ✤

اہل حدیث بخوف بدگوی مقلدین کا پیچھا نہ چھوڑینگے اور چھوٹے کو گہر تک پہنچانے کے سوا ایک قدم میدان سے موہنہ نہ موڑینگے تُہبے بہلے کی آواز سنین گے تو کانون مین انگلیان دی لینگے - علمی بات کے متعلق کوی صدا سنینگے تو لبیک پکار کر جواب دینگے - فحالہم نظیر حال من قال فی تبہامہ

اصم اذا نودیت [illegible] [illegible] اذا [illegible]

وجہ تقسیم - رسالہ ادلہ کاملہ کے مستقل جواب لکہنے کی دو وجہ سے جنہے ضرورت نہ تہی ✤

وجہ اول یہہ کہ اسکے جملہ مقاصد کے جوابات ہمارے معمولی پرچون مین ادا ہو چکے ہین کیونکہ امہات مقاصد ادلہ کاملہ کی چار رکن ہین

رکن اول - توہین و تفاخر و طعن و تمسخر

رکن دوم - سوالو نبر سوال

رکن سوم نقول ضعیفہ یا غیر قطعیہ (جو بہوسی ایک دو جگہہ لے)

رکن چہارم - خیالات عقلیہ و تجویزات

وضمیمہ (جو رکن رکین مقاصد رسالہ ہین) اور ان چارون ارکان کے جوابات ہماری پرچون مین تفصیل موجود ہین ✤

رکن اول و دوم کا جواب تتمہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء - و تتمہ سفیر مطبوعہ ۱۵ جون سنہ ۱۸۹۶ء و ضمیمہ اشاعۃ السنۃ مطبوعہ یکم ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۳ھ مین موجود ہی ✤

رکن سوم کا جواب ضمیمجات اخبار سفیر مطبوعہ سنہ ۱۸۹۶ء مین نمبر (۵) سے ۱۲ تک موجود ہے -

رکن چہارم کا جواب اشاعۃ السنۃ [illegible] نمبر (۷) جلد [illegible] اول مین صفحہ ۱۲۹ وغیرہ موجود ہے - اور نمبر پانزدہم ضمیمہ اخبار سفیر مطبوعہ دسمبر سنہ ۱۸۹۶ء سے بھی مل سکتا ہی ✤

وجہ دوم - یہ کہ جواب اس رسالہ کا مجھ سے پہلے حبی فی اللہ و اخی فی دین اللہ مکرمی مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی ایک لکھہ چکے ہین جسکے بعد میرے جواب لکہنے کی حاجت نہین رہی - اور انکی تحریر و تقریر مقبول طبائع خواص و عام ہوگئی - اسکو جواب دندان شکن کہین تو بجا ہی اور اگر جواب ترکی بہ ترکی سے تعبیر کرین تو زیبا ہے ✤

بایں ہمہ ضرور اس کا جواب لکھنے کا اسلئے ارادہ کیا
ہے کہ حضرت مولوی محمد قاسم صاحب کے علم و
فہم کو ظاہر کر دوں - اور جو ان کے معتقدین نے
انکا معقول و منقول میں بے نظیر ہونا مشہور
کر رکھا ہے - اِس کا خلاف واقع
ہونا ثابت کر دکھاؤں ٭
معتقد و مرید تو ہمیشہ سے اپنے پیشواؤن
کی مدح میں بر طبق پیران نمی پرند و
مریدان مے پرانند اطراء و افراط کیا ہی
کرتے ہیں و لیکن بزرگوں کو چاہئے
کہ ان لوگوں کی زیادہ گوئی پر اعتقاد
و اعتماد کر لیں اور اِس خیال سے
کہ اتنے مسلمان ہماری شان میں
جھوٹ تھوڑا ہی بولتے ہیں اپنی
بزرگی کے معتقد ہو بیٹھیں - اور اپنے
علم و فہم کو جہان کے علم و فہم سے برتر
سمجھنے لگیں - مگر افسوس صد افسوس
کہ مولینا محمد قاسم صاحب سے بھی امر جو
شایان شان بزرگان نہیں ہے)
سرزد ہوا - آپنے اِن دروغگویوں کی
بیجا تعریفوں پر ایمان لا کر اپنے آپکو
وحدہٗ لا شریک فی العلم والفہم سمجھ لیا
آپ کسی شخص کو اپنے معاصرین سے اپنا نظیر نہیں
سمجھتے بلکہ بعض اکابر اپنے مذہب کو بھی خیال
میں نہیں لاتے ٭
یعنی بمقام میرٹھ و دہلی متعدد مجلسوں میں
آپ کے پاس بعض اکابر معاصرین کا ذکر گیا
تو آپنے اُنکے حق میں یہی فرمایا کہ ہاں وہ
اچھا آدمی ہے - اور نیک نیت - و لیکن خدا داد
فہم نہیں رکھتا ٭
طرفہ یہہ کہ ایکدن بمقام دہلی پھاٹک حبش خان
[illegible] حسین صاحب [illegible] شیخ فضل الدین
صاحب سوداگر کے پاس کرایہ پر تھا) آپ میری
ملاقات کے لئے تشریف لائے - اور بعض
مسائل میں مجھسے ہمکلام ہوئے - تو رفتہ رفتہ
آپکے رسالہ تراویح کے متعلق گفتگو چل نکلی
اِس رسالہ میں آپکا ایک یہہ دعوی تھا
کہ جو خصوصیات اذکار رکوع و سجود و استفتاح
نماز آپ سے مختلف احوال میں مروی ہیں یہ
کل یوم ہو فی شان کے مقتضیات سے ناشی ہیں
ان خصوصیات کا پابند وہ شخص ہو سکتا ہے جو جملہ
شیون الٰہی سے واقف ہو - چونکہ یہ بات

آنحضرت صلعم مین منحقق تہی اسلئے پابندی ان خصوصیات کی آنحضرت کے خواص سے تہی - اس دعوی کی تکذیب و فہم جناب کے تخطیہ کے لئے مینے بعض آئمہ تلامذہ ابو حنیفہ کا قول پیش کیا - تو آپنے اُسپر ناک چڑہائی اور یہ بات فرمائی کہ مین اُسکا مقلد نہین امام ابو حنیفہ کا مقلد ہون - اسوقت کی تقریر سے جناب کی یہ تشریح ہو رہا تہا کہ آپ سوائے امام ابو حنیفہ کے کسیکے علم و فہم کے قائل نہین - اور اُنکے سوائے اور ائمہ ... امام کو اپنے برابر بھی نہین سمجھتے اگر آپکو وہ دن اور وہ مذاکرہ یاد ہوگا تو اس کلمہ سے انکار آپکی قلم یا زبان مین آئیگا اسلئے کہ اگرچہ ایکمدت سے مجھے آپکے علم و فہم کی نسبت سوءِ ظنی پیدا ہوگئی ہے ولیکن ابتک آپکی دیانت و پارسائی کی نسبت بدگمانی نہین ہوئی **نہین نہین** مین بہول گیا کچھ کچھ اسمین بھی خلل واقع ہو گیا ہے - کیونکہ رسالہ ادلہ کاملہ کو آپنے خود بنایا - اور محمود حسن صاحب کے نام سے مشتہر کرایا - شاید اسیطرح اس قول سے بھی انکار کر جائین

امام ابو یوسف یا امام محمد [۱]

خود نہ سہی - محمود حسن ہی کیطرف سے اس انکار کو مشتہر کرائین - ایسا کرینگے تو پہر مین آپکو قسم دونگا یا اور طرح اپنے بیان کا ثبوت بہم پہنچا دونگا

الحاصل یہ عجب و خود پسندی جناب ان جہوٹی باتون سے معتقدین کے پیدا ہوئی ہے - اور ان ناعاقبت اندیشون کی حُبّ و حسن اعتقادی آپکے حق مین ایک بلا ہو گئی - اسلئے مینے آپکے علم و فہم کے اظہار کا ارادہ کیا اور پہر دونو فریق کو انکی خطا پر متنبہ کرنا چاہا -

مین اس امر کے اظہار کا مدت سے خواہان تہا - **ولیکن** اسکا موقع نہ پاتا - جب کبہی مولانا کے خیالات و عندیات کے تعاقب کا ارادہ کرتا تو یہ مصلحتی خیال مانع ہوتا کہ تعاقب و تقابل سے تعصب پیدا ہو جاتا ہے اور خصم کا حق بھی ناحق معلوم ہوتا ہے - لہذا بحکم الصلح خیر مصالحت بہتر ہے اور مخاصمانہ رد و قدح سے خلوتی نصیحت مفید تر -

اب جو مولویصاحب نے کمال لطف و کرم سے مجھے اپنا مخاطب بنایا - اور جو نہ کہنا تہا میرے

خطاب مین کہاتو میرے اس خیال مصالحت کو اٹہادیا
اور وہ موقع جسکا مین مدت سے مترصد تہا خود
عطا فرمایا - لہذا اب مین بے تردد اپنے اس ارادہ
کے اظہار کے لئے مستعد ہون - اور مولانا کے
علم وفہم کی تنقید کو بڑی خوشی سے حاضر - جو علم
وفہم جناب ادلہ کاملہ مین خرچ ہوا ہے اُسکا اظہار
واشتہار تو ہماری اس تحریر کا مدار ہی ہے
علاوہ بران جو علم وفہم جناب بقیہ تحریرات وتقریرات
کے ذریعہ سے مندرج آفاق ہو رہا ہے اسکی
تنقید وتحقیق کے لئے بھی یہ تحریر پوری معیار
ہے - ولیکن ناظرین وسامعین مین علم وفہم کا ہونا
شرط ہے [illegible]
حکمت پیش نادان + بنخوانی آیدش بازیچہ در گوش
یہ **دفعات** خمسہ تو امور خارج از مقصد رسالہ
ادلہ کاملہ کے جواب مین ہین - اب **جوابات**
مقاصد رسالہ شروع ہوتے ہین - ولیکن
وہ بھی تمہید چند امور پر موقوف ہین جو بضمن
دفعہ ششم ممہد کئی جاتے ہین
دفعہ ششم جسمین چند اصول موضوعہ علوم
متعارفہ ومنوع صحیحہ کے تمہید ہی
اول عقل انسانی احکام شرعیہ مین حاکم نہین

اور حسن وقبح اشیاء عقلی وذاتی نہین اسمعنی کر کہ عقل
قبل ورود شرع اشیاء کو متعلق مدح یا مذمت
منجانب حق تعالی ٹہیراوے - یا انپر خدا کیطرف
سے ثواب یا عذاب تجویز کر کے حکم حرمت یا وجوب
لگاوے
یہ اصل مولانا مخاطب کے کل تحریرات وتقریرات
کا جواب ہے کیونکہ مبنی ومدار مذہب وتقریر وتحریر
جناب کا یہی حسن وقبح عقلی ہے - جملہ رسائل وتحریرات
مین آپ غالبا نقل سے تعرض نہین کرتے -
کچہ نہ کچہ عقلی وجہ نکالکر اثبات احکام کردیتے
ہین - مینے بمقام دہلی اسی جلسہ مین جسکا ایک
[illegible] کہا کہ آپکی
تصنیفات مین یہ کیا بات ہی کہ نقل کتاب سے
کہین تعرض نہین ہوتا فقط توجیہات عقلیہ ہی کام نکالا
جاتا ہی - آپنے جواب مین فرمایا کہ نقل کتاب تو وہ
شخص لاوے جو کتابین دیکھی - یا اپنے
پاس رکھی - مین تو بے ہتہیار رہا ہی
ہون هذا لفظه
اور نیز یہ اصل جیسا مولانا مخاطب کے جواب مین
کارآمد وکافی ہی - ایسا ہی جناب **سید احمد**
خان صاحب ستارۂ آف انڈیا کے اصول مذہب نیز

کلام کرنے کے لئے حجت وافی ہے

یہ صاحب بھی عموماً بے ضبط خفیہ اور خصوصاً حضرت قاسمیہ کیطرح عقل کو حاکم سمجھتے ہین - اور مسائل صحیحہ شرعیہ کی بحکم عقل ترمیم کر رہے ہین -

اس نظر سے اُسکی تفصیل و تطویل مین باستحاطر جناب بھی مقصود ہی - و افہام و اعلام اتباع جناب جو بن دیکھے بے سمجھے آپکے اجتہادیات پر ایمان لے آئے ہین نیز مطلوب -

یہ امر بھی عرصہ تقریباً دو سال سے مرکوز خاطر فاتر تھا - لیکن یہی لحاظ جو مولانا مخاطب کے خطاب سے [illegible]

علاوہ بران یہان یہ بھی لحاظ رہا - کہ آگے ہی مین ایک ہون اور میرے مخاطب ہزار بر طبق مثل مشہور یک انار و صد بیمار - اب صدہا نیچری مذاہب کو اور کیون دشمن بناؤن - اور ہر ایک کی جوابدہی سے کسطرح بسر آؤن - ولیکن جب ضرر اس مذہب کا بہت نظر آیا - اور اسکی نسبت اس لحاظ کا فائدہ کم معلوم ہوا - تو ناچار اِسکے ابطال مین کلام کرنا واجب سمجھا - اور سکوت ناجائز **ضرر مذہب نیچری** مسلمانون مین خصوصاً مسلمانان اضلاع پنجاب لاہور - جالندھر - لودہانہ - ہوشیارپور انبالہ - وغیرہ مین اس کثرت سے پہیلتا جاتا ہی کہ کس و ناکس عقل کو شریعت پر حاکم بناتا ہی جو لوگ اردو کے سوائے کسی فن مین لیاقت نہین رکھتے - وہ بھی عقل و نیچر کو احکام شرعیہ پر حاکم جانتے ہین اور برملا کہتے ہین کہ جس حکم شرعی یا خبر قرآنی کو ہم خلاف عقل پائینگے - اسپر ایمان نہ لائینگے اور جو موافق عقل پائینگے اسکو حکم خدا بتائینگے ان لوگون کا قول ہی کہ نیچر جو انکے نزدیک عقل کا نتیجہ و محافظ از خطا ہے خدا کا فعل ہے اور [illegible] قول اور ایک سچے خداوند کے قول و فعل باہم مخالف نہین ہوتے -

بناءً علیہ صدہا اخبار و احکام صحیحہ شرعیہ کو ہنسی مین اڑاتے ہین اور بیسون احکام عقلیہ کو نیچر پر لگا کر احکام شریعت بناتے ہین - کوئی سود کو حلال بتلاتا ہی - کوئی جواز استرقاق کو شریعت سے مٹاتا ہی - کوئی تعدد نکاح کو حرام بہر زنا ٹھیراتا ہی - کوئی ٹخنے سے اونچے ازار پہننے کو ہنسی مین اڑاتا ہی - کسیکو وجود ملائکہ سے انکار ہے کسیکو وجود جن و شیاطین مین تکرار ہی - نعیم جسمانی

حور و قصور کا ذکر سنتے ہین تو کہتے ہین کہ کیا وہ رنڈیون کا چکلا ہے؟ دوزخ کے آلام اور اُسکے ملائکہ و زبانیہ کا حال سنتے ہین تو کہتے ہین - کیا وہ جیلخانہ یا پولیس کی حوالات ہے - اسکی زیادہ تفصیل و تمثیل اسمقام مین اجنبی ہے - وہ پھر کسی موقع پر وقوع مین آویگی - شاید اسی پرچہ کے ضمیمہ مین وہ نکلی یا آئندہ کسی پرچہ کے ساتھہ چھپے -

اسمقام مین بہ طفیل مولوی محمد قاسم صاحب ابطال بالاجمال اس مذہب کا بخوبی ہوگا - اور بطور کلی و اجمالی [illegible] اصل اصول کا ابطال [illegible] واضح ہوگا - ناظرین شائقین ملاحظہ حال مذہب قاسمیہ و نیچریہ اس اصول کو پوری توجہ سے سنین اور سمجھین اور جو قلت علم کے سبب اسکو خود نہ سمجھہ سکین وہ اور اہل علم سے اسکو دریافت کرین

مضمون اصل اول مین قدیم سے اہل اسلام کے تین قول ہین -

اول قول معتزلہ - خوارج - شیعہ - کرامیہ وغیرہ کہ عقل حسن و قبح اشیاء قبل ورود شرع سمجھتی ہے و بناء علیہ اشیاء پر حکم وجوب و حرمت از خود لگا سکتی ہے - یہ لوگ کہتے ہین کہ شارع نہ بھی ہوتا - اور یہ افعال پائی جاتے تو انپر بحکم عقل یہی احکام لگائی جاتے

دوم قول اشاعرہ کہ عقل ادراک حسن و قبح اشیاء سے بالکل بیکار ہے - اور حسن و قبح اشیاء کا فقط بیان شارع مدار ہے - جس چیز کا شارع نے حکم دیا - وہ اچھی ہے جس سے منع کیا وہ بری - اگر شارع بری چیز کا حکم دیتا تو اسیکو اچھا کہا جاتا -

سوم قول ماتریدیہ (حنفیہ) کہ عقل نہ حاکم ہے نہ محض بیکار - نہ قبل ورود شرع کسی چیز کا حسن بالقصد سمجھ سکتی ہے - نہ بعد ورود شرع محض مقلد و مسلم بنجاتی ہے - بلکہ بعد ورود شرع یہ سمجھتی ہے کہ اچھی چیز مین یہ خوبی ہے - اسلئے شارع نے اسکا حکم دیا - اور بری مین یہ برائی - اس لئے شارع نے اس سے منع کیا - ان اقوال و انکی قائلین کی تفصیل علماء کو معلوم ہے اور ہمارے **اشاعۃ السنۃ** نمبر (۷) جلد اول صفحہ (۱۲۹) مین مرقوم اسلئے اسمقام مین اسپر شہادت و نقل لانے سے تعرض نہین ہوا اور ان اقوال سے قول حق کا احقاق و باطل کا ابطال عمل میز آتا ہے - **اولاً** یہ بات معلوم کرنی چاہیئے

کہ جیسے حسن و قبح اس معنی کر مستعمل ہی جسکا ذکر
عنوان اصل اول مین ہوچکا ہی (یعنی متعلق مدح
و ذم دنیاوی و ثواب و عقاب اخروی کا ہونا)
ایسا ہی استعمال اُسکا اور دو معنی سے بھی مروج ہے
معنی اول یہ کہ حسن وہ ہی جو طبع یا عادت یا غرض
دنیاوی کے موافق ہو- اور قبیح وہ جو اُسکے مخالف ہو
معنی دویم یہ کہ حسن وہ ہی جو صفت کمال سمجھی جاوے
جیسے علم و انصاف و رحم دلی- اور قبیح وہ جو
صفت نقصان شمار ہو- جیسے جہل اور ظلم اور
سنگدلی آن دو معنی کے راہ سے حسن و قبح کے
[illegible]
ہمکو اسمین کلام ہے- اسلئے ہمنے معنی ثالث
کو محل نزاع ٹھیرایا ہے- اور اسیکو عنوان اصل
اول مین درج کیا ہی
جب معنی حسن و قبح کے (جو محل نزاع ہین) مقرر
ہوئے تو اب احقاق حق و ابطال باطل عمل مین
آتا ہے-
پس واضح ہو کہ قول حق ان اقوال ثلثہ سے
قول ثالث ہی جو ماتریدیہ (حنفیہ) کا قول ہی-
اور قول ثانی جسکے اشعریہ قائل ہین نیز من وجہ
سقیم ہے اور اسکے تطبیق و توفیق مذہب

حق سے ممکن و متصور اور قول اول جسکے معتزلہ وغیرہ
اہل بدعت قائل ہین سراسر باطل اور محض بی اصل
دلیل نقلی بطلان قول اول پر (جسپر ہمکو
اعتماد ہے) یہ ہے کہ اگر حسن و قبح اشیاء
قبل ورود شرع عقل سے مفہوم ہو- اور اسپر
احکام وجوب و حرمت کا لگانا جائز تو چاہیے
کہ بدون بعثت انبیاء مجرد عقل سے انسان
مکلف باحکام ہو- اور ترک ان احکام پر معذب
و ملام حالانکہ نص قرآنی اس امر کی مکذب ہے
اور قبل بعثت انبیاء عذاب نہونیکی مثبت-
قال اللہ تعالی وما کنا معذبین حتی نبعث
رسولا **ترجمہ** اللہ تعالی نے فرمایا ہی
ہم کبھی عذاب کرنیوالے نہین ہین جب تک رسول
نہ بھیجین وقال تعالی رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَ
مُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ
بَعْدَ الرُّسُلِ **ترجمہ** اور اللہ تعالی نے
فرمایا ہی ہمنے رسول خوشخبری سنانیوالے اور ڈرانے
والے اسلئے بھیجے ہین- کہ لوگونکو رسول
پہنچنے کے بعد اللہ کے سامنے کوئی عذر
باقی نہ رہے- وہ **عذر** یہ ہے جو آیت
ذیل مین مذکور ہے قال اللہ تعالی

ولو انا اهلكناهم بعذاب من قبله لقالوا ربنا
لولا ارسلت الينا رسولا فنتبع اياتك
من قبل ان نذل ونخزى ترجمہ اللہ تعالی
نے فرمایا ہے کہ اگر ہم انکو قرآن یا اور بینہ بھیجنے کے

پہلے ہلاک کر دیتے - تو وہ کہتے - اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف
رسول کیون نہ بھیجا - کہ ہم اسکی پیروی کرتے اس سے پہلے
کہ ہم دنیا مین ذلیل ہوتے اور آخرت مین خوار
اور اس مضمون کی آیات قرآن مجید مین اور بہت ہین اور علماے
اسلام نے حسن و قبح عقلی کے ابطال پر انسے استدلال کیا ہے

قال الآمدی فی الاحکام

احتجت الاشاعرة بالمنقول والمعقول
اما المنقول فقوله تعالى وما كنا معذبين
حتى نبعث رسولا ووجه الدلالة منه
انه آمن من العذاب قبل بعثة الرسول
وذلك يستلزم انتفاء الوجوب والحرمة
قبل البعثة والا لما امن من العذاب
بتقدير ترك الواجب وفعل الحرام اذ
هو لازم لهما وايضا قوله تعالى
لئلا يكون للناس حجة بعد الرسل
ومفهومه يدل على الاحتجاج قبل
البعثة ويلزم من ذلك نفي الواجب
والمحرم

امام آمدی نے کتاب احکام مین کہا ہے
اشعریون نے اپنے مذہب پر نقلی و عقلی دلیل
قائم کی ہے - نقلی یہ قول اللہ تعالے کا ہے
ہم عذاب کرنیوالے نہین جبتک رسول
نہ بھیجین - وجہ دلالت اس آیت کی اس سبب
پر یہ ہے کہ اللہ تعالی نے قبل رسول بھیجنے
کے عذاب کرنے سے امن دیا ہے اس سے لازم
آیا کہ قبل رسول بھیجنے کے واجب و حرام کا
وجود نہین ہے - اسلئے کہ درصورت
ترک واجب اور فعل حرام کے عذاب سے امن
نہوتا - اسلئے کہ ترک واجب و فعل حرام کو
عذاب لازم ہے اور نیز یہ قول اللہ تعالے
کا کہ اللہ تعالی نے رسول اسلئے بھیجے ہین
کہ لوگونکو بعد پہنچ جانے رسولونکے جای کلام نرہے
اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ قبل رسول پہنچنے کے
انکو جای عذر وکلام ہے اور اس سے وجود

قال البغوی فی تفسیر الآیة الاولی وفیه دلیل علی ان ما وجب وجب بالسمع لا بالعقل

وفی تفسیر الآیة الثانیة فیه دلیل علی ان الله تعالی لا یعذب الخلق قبل بعثة الرسول قال الله تعالی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا

وقال البیضاوی فی تفسیر الآیة الاولی فیه دلیل علی انه لا وجوب قبل الشرع

وفی تفسیر الآیة [illegible] علی ان بعثة الانبیاء الی الناس ضرورة لقصور الکل عن ادراک جزئیات المصالح والاکثر عن ادراک کلیاتها

وقال الشوکانی فی تفسیر الآیة الاولی فبین سبحانه وتعالی انه لم یترکهم سدی ولا اخذهم قبل اقامة الحجة علیهم والظاهر لا یعذبهم لا فی الدنیا ولا فی الآخرة الا بعد الاعذار الیهم وبارسال الرسل

واجب وحرام کی نفی لازم آتی ہے

بغوی نے پہلی آئت کی تفسیر مین کہا ہے - اسمین اس بات پر دلیل ہے کہ جو واجب ہی شریعت سے واجب ہے عقل سے واجب نہین

اور دوسری آیت کی تفسیر مین کہا اسمین یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالی مخلوق کو رسول بھیجنے کے پہلے عذاب نکریگا - خدا تعالی یہ فرماتا ہے ہم کبھی عذاب نہین کرتے جبتک رسول نہ بھیجین

بیضاوی نے پہلی آئت کی تفسیر مین کہا ہے - اسمین اس بات پر دلیل ہے کہ قبل ورود شرع وجوب کا وجود نہین [illegible] تنبیہ ہے کہ رسولونکا لوگونکے طرف بھیجنا ضروری ہے کیونکہ جزئیات (فروعات) احکام کے ادراک سے سب عقلاء قاصر و عاجز ہین - اور کلیات (اصول) کے ادراک سے اکثر عقلاء

شوکانی نے پہلی آئت کی تفسیر مین کہا ہے - کہ اللہ تعالی نے اسمین یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالی نے انکو بیکار نہین چھوڑا - اور نہ قبل اقامت حجت (یعنے بھیجنے رسولون کے) انپر مواخذہ کیا ہے - اور ظاہر معنی آئت کے یہ ہین کہ دنیا و آخرت دونو جہان مین انکو عذاب نکرے جبتک انکا عذر دور نکرلے اور

قد قالت طائفة من اهل العلم وذهب الجمهور الى ان المنفى ههنا هو عذاب الدنيا لا عذاب الآخرة

وفيه دليل على ان ما وجب انما وجب بالسمع لا بالعقل

وفى تفسير الاية الثانية وفيه دليل على انه لو لم يبعث الرسل لكان للناس عليه حجة فى ترك التوحيد والطاعة وعلى ان الله لا يعذب الخلق قبل بعثة الرسل كما قال وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا

وفيه حجة لاهل السنة على ان معرفة الله لا يثبت الا بالسمع

وفى تفسير الاية الثالثة وقد قطع الله معذرة هولاء الكفرة بارسال الرسول اليهم قبل اهلاكهم و لهذا حكى الله عنهم انهم قالوا بلى قد جاءنا نذير فكذبنا وقلنا ما نزل الله من شى -

رسول نہ بہیجدے

یہی معنی ایک جماعت اہل علم نے کئی ہین - اور اکثر لوگ یہ کہتے ہین کہ یہان جس عذاب کی نفی ہی وہ عذاب دنیا ہی نہ عذاب آخرت

اس آیت مین اسبات پر دلیل ہی کہ جو واجب ہوا وہ شرع سے واجب ہوا نہ عقل سے

اور دوسری آیت کی تفسیر مین کہا ہی - اسمین اس مسئلہ کی دلیل ہی - کہ اگر اللہ تعالی رسول نہ بہیجتا تو لوگونکو توحید و طاعت الہی چہوڑ دینے مین خدا کے سامنے عذر باقی رہتا - اور اسبات کی دلیل ہی کہ اللہ تعالے لوگونکو رسول بہیجنے سے پہلے عذاب نہین کرتا چنانچہ فرمایا ہی - ہم کبھی عذاب کرنیوالے نہین جبتک رسول نہ بہیجین

اسمین اسبات کی بھی سند ہی کہ اللہ تعالی کی معرفت بھی (جیسے کہ چاہئیے) شرع کے سوائے حاصل نہین ہوتی -

اور تیسری آئت کی تفسیر مین کہا ہی - اللہ تعالے نے قبل ہلاک کرنے کفار کے رسول بہیجکر انکا عذر دفع کر دیا - اسیواسطے ان سے یہ حکائیت کی ہی کہ وہ اقرار کرینگے کہ بیشک ہمارے پاس رسول آیا - پر ہمنے اُسکو جہٹلایا اور کہا خدا نے کچھ بھی نہین اُتارا -

معتزلہ وغیرہ قائلین حسن وقبح عقلی ان آیات کے جوابات مین یہ کہتے ہین (۱) لفظ رسول سے مراد یہان عقل ہے اسلیئے کہ وہ بھی ایک ہادی وسچا رسول ہے (۲) جس عذاب کے قبل رسول پہنچنے کے ان آیات مین نفی ہی - اس سے مراد عذاب دنیاوی ہے - اور دنیاوی عذاب کے نہونیسے اخروی عذاب کا نہونا لازم نہین آتا -

انکا جواب یہ ہی

(۱) رسول عقل کے پہنچنے سے پہلے تو کسیکی معذب ہونیکا خوف واحتمال نہ تہا - پہر اللہ تعالے نے اس سے اپنی برات کیون کی - اور بندون کو اس سے تسلی کیون دی - یہ عذر یا اعتراض تو کسی کی جانب سے متوقع تہا کہ ہمارے پاس رسول عقل نہین پہنچا - ہمنے جنون یا صغر سنی مین زمانہ بسر کیا - پہر ہمکو واجب عقلی کے ترک پر کیون معذب کیا - یا ایسا یہ قول اللہ تعالے نے کیون فرمایا - اور کس عذر یا اعتراض کا اسسے ازالہ کیا؟ اور نیز جس عذر وحجت کے ازالہ کے لیئے اللہ تعالے نے دوسری آیت نازل فرمائی ہے اسمین رسول عقلی کے نہ پہنچنے کا ذکر نہین - بلکہ اس رسول کا ذکر ہے جسپر وحی نازل ہوئی - اور قرآن اترا اور

اسکو لوگون نے جھٹلایا چنانچہ تیسری آیہ کا صریح ہے

(۲) جس عذاب کی رسول پہنچنے سے پہلے نفی ہے اسکو عذاب دنیا سے خاص کرنا تخصیص بلامخصص ہی اور بلاوجہ ابطال اطلاق نص ومع ذلک وہ بیفائدہ ہی ومحض عبث - اسلیئے کہ عذاب دنیا کے نہونے سے عذاب آخرت کا ہونا یقینا سمجھا جاتا ہی اور یہ اسکو لازم نظر آتا ہے اسلیئے کہ عذاب دنیا بہ نسبت عذاب آخرت خفیف ہی اور اہون - اور عذاب آخرت اسکی نسبت شدید ہی وسخت تر - اور جبکہ رسول پہنچنے سے پہلے عذاب اہون کی نفی ان آیات سی متیقن ہی تو عذاب شدید کی نفی بطریق اولی متیقن ہونی چاہیئے - یا یون کہو کہ جسحالت مین بمنطوق آیات مذکورہ رسول پہنچنے سے پہلے ترک واجب عقلی پر عذاب دنیا کا ہونا غیر متصور ہے تو عذاب آخرت کا ہونا کب متصور ہے

اور اس خداوند رحیم عادل کی یہ کب شان
ہے کہ قبل ارسال رسل و اقامت حجت دنیا مین
تو بندوں کو معافی دے۔ اور آخرت مین گرفتار عذاب
کرے۔ لاجرم عذاب دنیا کی نفی کو عذاب آخرت
کی نفی لازم ہے۔ اور وہ تخصیص بلا مخصص معتبر
عبث ہے و کالعدم۔

یہ دلائل تو اسکے لئے ہین جو قرآن کو مانے
اور انبیاء کو برحق جانے۔ یعنی فریق اہل سنت
اور انکے مقابل معتزلہ و خوارج اہل بدعت۔ یا مسلمانون
مین سے نیچری مذہب کے لئے۔ رہے وہ لوگ جو قرآن
کو نہین مانتے اور نیک و بد کی عقل تمیز کے لئے
رسالت کو ضروری نہین جانتے جیسے برہم [illegible]
یا جسلی نیچول اسٹ (جنکا ایک شعبہ ہماری مسلمان
بھائیون مین آملا ہے) سو انکا افہام یا افحام اکثر
دلائل عقلیہ سے ہوگا جنکو بطور الزام پیش کیا
جاتا ہے۔

دلائل عقلیہ بطلان قول اول پر (جنکا ذکر
بطور الزام ہے نہ بوجہ تحقیق و التزام) یہ ہین جو
نمبروار پیش ہوتے ہین۔

دلیل اول عدم وجدان دلیل یعنی عقل کے مثبت
احکام و مدرک حسن و قبح ہونے پر کسی دلیل کا پایا نہ جانا

تفصیل اسکی یہ ہے کہ ادلہ ثبوت مسائل و دعاوی
دو ہی قسم ہوتے ہین عقلی یا نقلی۔ اور یہ
عقل کے مثبت و مدرک ہونیمین دونو قسم دلائل کا
وجود نہین۔ یا یون کہئے کہ دونو سے اثبات
اس مسئلہ کا ممکن نہین۔

دلائل عقلیہ سے اسلئے ممکن نہین کہ عقل کا مثبت
احکام ہونا تو عین محل نزاع ہے۔ اور اصل
دعوی۔ پس اسی کے اثبات کے لئے اسیکا
دلیل ہونا کیونکر ممکن ہے۔

دلائل نقلیہ سے اس لئے ممکن نہین کہ نقلی
دلیل کوئی اسباب مین ثابت نہین جس سے
عقل کا مثبت احکام و مدرک ہونا [illegible]
معلوم ہو۔ اور اگر بالفرض کوئی دلیل ظناً یا
یا اشارۃً اسپر دلالت بھی کرے تو وہ ثبوت
محل نزاع کیواسطے کافی نہین۔

نزاع ادراک حسن و قبح اشیاء مین قبل ورود
شرع و نقل کے ہے پس اسکا اثبات شرع سے
قبل وجود شرع کیونکر ہو سکتا ہے یعنی جسوقت شرع
نہ تھی اسوقت ثبوت اس مسئلہ کا بدست آویز
شرع کیونکر ممکن تھا۔

فما حررنه وقررته احسن و اصرح مما قالہ

الآمدی فی الاحکام حیث قال واما من
جھة المعقول فلان ثبوت الحکم اما بالشرع
او بالعقل بالاجماع ولا شرع قبل ورود
الشرع والعقل فغیر موجب ولا محرم لما
سبق فی المسئلة المتقدمة فلا حکم

ترجمہ اسکا وہی ہی جو ہمارے بیان مین گذرا
دلیل دوم عقل انسانی (جس سی ہم جملہ افراد
انسان کی عقل مراد رکھتی ہین) اور اک حسن و قبح
اشیاء مین مختلف ہی - ایک انسان ایک چیز کو
اچھا سمجھتا ہی دوسرا اسکو برا - بلکہ ایک ہی شخص
ایک وقت مین ایک چیز کو اچھا سمجھتا ہی - دوسرے
وقت مین برا -
مین ایسی باتو نمین اختلاف عقل کا ذکر نہین کرتا جو
شاذ و نادر ہوتے ہین - اور ہر ایک عاقل کی عقل
یا خیال یا بر تاؤ مین نہین آتین - بلکہ ایسی باتو نمین
اختلاف کا مدعی ہون جنکی طرف سب عقلاء کی
توجہ ہے اور ہر ایک کی بحث ہو رہی ہے -
پھر وہان اتفاق رائے عقلاء کا پتہ نہین
دیکھو وجود عالم یا وجود خالق یا توحید خالق
غرا سمہٗ ہماری تمہاری عقل کی رو سے کیسے
فطریات یا بدیہیات یا یقینیات نظریات سی ہین

مگر کئی جماعات عقلاء کو اسمین بھی اختلاف ہی
سوفسطائیہ وجود عالم ہی کے منکر ہین اور
ہر چیز کو محض خیال اور وہم بتلاتے ہین -
دھریہ وجود خالق کے منکر ہین - اور عالم
کو مستغنی از خالق جانتے ہین -
مجوس وغیرہ توحید ذات باری کے منکر ہین
اور تعدد خالق کے قائل - ایک کو خالق خیر
سمجھتے ہین دوسرے کو خالق شر -
اور توحید صفات مین اس سے زیادہ اختلاف ہے
اور توحید عبادات مین اس سے بڑھکر -
جب ایسی یقینیات مین آراء عقلاء موجود ہے تو
بناء علیہ یہ کہا جا سکتا ہی کہ عالم کی کسی چیز مین
اتفاقِ عقلاء کا وجود نہین اور کوئی چیز اختلاف
سے خالی نہین ہی - یہ تو ادراک واقعات و حقائق
موجودات مین عقل کا اختلاف ہی -
رہا اختلاف ادراک صفت حسن و قبح موجودات مین
سو محتاج بیان نہین -
روی زمین کے مختلف اشخاص اس حسن و قبح مین
مختلف و متناقض خیالات رکھتی ہین - اور صدہا
مذاہب عقلیہ اسی اختلاف سی پیدا ہوئے ہین
کوئی توحید عبادت کو برا سمجھتا ہی - اور جعل

الا لهۃ الٰها واحدا ان هذا لشیٔ عجاب
پکار رہا ہے - کوئی اسکی نقیض اشراک کو برا خیال کرتا ہے
کوئی انسان سے ادعاء رسالت برا سمجھتا ہے - وما انتم
الا بشر مثلنا وما انزل الرحمن من شیٔ ان انتم
الا تکذبون کا دم مارتا ہے - کوئی اسکے
خلاف پر ہے
باوجودیکہ یہ سب کے سب عقلاء ہین اور جو کہتے ہین بحکم
عقل کہتے ہین -
مجھے اسمقام کے مناسب ایک **لطیف حکایت**
یاد آئی ہے جو مینے بزمانہ طالب العلمی سنہ ۸۲ یا
۸۳ ہجری مین **سید احمد خانصاحب**
کی [illegible]
مین ایکدن سید احمد خانصاحب کے مکان پر مولوی
فیض الحسن صاحب سہارنپوری کے پاس
بیٹھا تھا ناگاہ سید احمد خانصاحب اپنے کمرہ سے تشریف
لائے اور یہ کلمہ (کہ بدون اتباع پیغمبر پوری توحید
کی راہ پر چلنا دشوار ہے) فرماکر کسی کتاب
تواریخ سے یہ حکائت نقل کی کہ افلاطون (یا
ارسطو) نے مرنے کیوقت یہ وصیت کی تھی
کہ فلانے بت کے نام میری طرف سے ایک مرغا
ذبح کرنا"

یعنی طائر عقل کا یہانتک پرواز ہے - اور توحید
جیسے روشن اشیاء مین اتنی بڑی عقلاء کی یہ
روش و انداز - جب ادراک عقل کی یہ قوت
و جولانی ہے - تو وہ حسن و قبح کے سچے و دانا
مدرک و حسن و قبیح احکام کی اصلی حاکم کیونکر ہوسکتی
ہے -
یہ ہو تو اجتماع نقیضین لازم آوے جو قائلین
حسن و قبح عقل کے نزدیک محال ہے - یا حسن
و قبح کا وجود جہان سے اٹھہ جاوے جسکا
خلاف اصل مسئلہ مین مفروض ہے -
اس دلیل (دوم) کا مضمون سید احمد خانصاحب
[illegible]
اور اسی کی مدد سے در زعم خود نبوت کا ثبوت بہم پہنچاتے
ہین -
اسمقام مین نقل کرنا کلام جناب کا افہام اتباع
جناب کے لئے مناسب سمجھتا ہون - اور جس امر مین
ہماری آپ سے نزاع ہے اسمین جناب کو الزام دینے
کے لئے اسکو کارآمد دیکھتا ہون -
آپ بضمن پرچہ نمبر ۲ جلد ۶ فرماتے ہین -

مضمون نمبر ۲۰۳

کانشنس

کانشنس نس یعنی وہ قوت ممیزہ جو خدانے ہر ایک انسان کے دل مین پیدا کی ہو اور جو نیک و بد کا ان مین تمیز کرتی ہو۔ انسان کے لئے سچی ہادی اور اصلی پیغمبر ہے۔

یہ وہ مسئلہ ہو جسپر اس زمانہ کے آزاد منش اور انسان کو مختار اپنی افعال کا ماننی والی اپنی مذہب یا شرع کا اصل اصول قرار دیتی ہین۔ مگر درحقیقت یہ مسئلہ ایک بہت بڑا دہوکا ہو۔

کیا کانشنس نس کوئی ایک جدا قوت ہی جو انسان مین جداگانہ اسکی ہدائت کی لئی خدانے پیدا کی ہے [illegible] بھی کرلین تو اس سے کوئی نتیجہ سچی ہدائت اور اصلی رہنمائی کا نہین کانشنس نہائت عمدہ چیز ہے اور انسان کو برائی سی بچانے اور بہلائی کیطرف راغب کرنیکو بہت اچہا رہنما ہو۔

مگر درحقیقت وہ ایک حالت انسان کی طبیعت کی ہے۔ اور اسکی تربیت کا ایک نتیجہ ہو۔ پس فی نفسہ وہ کوئی چیز نہین بلکہ تربیت سی یا خیالات سے جو کیفیت انسان کی طبیعت مین پیدا ہوتی ہو اسکا یہ نام ہے۔

اگر فی الواقع وہ ایک قوت رہنمائی کے لئی بمنزلہ ایک پیغمبر کے انسان مین ہو تو ضرور ہے کہ وہ تمام انسانونکے لئی یکسان رہنما ہو۔ یعنی جس بات کو ایک انسان نیک سمجہی اسیکو تمام انسان نیک سمجہین۔ اور جس بات کو ایک انسان بد جانے وہ سب انسانونکی نزدیک بد ہو۔ مگر کانشنس انسانونکی مختلف بلکہ متضاد بلکہ نقیض باتونکی طرف رہنمائی کرتا ہو اور وہ دونو سچی ہدائتین نہین ہوسکتین۔

اس شبہ کی نسبت کہ ان متناقض کانشنسون مین ایک غلط اور صرف دہوکا ہوگا ہمنے یہ بات کہی ہو [illegible] کہ ایسی حالت مین "ہم پوچہینگے کہ وہ کونسی چیز ہے جو صحیح اور غلط یا سچی اور جہوٹی کانشنس مین تمیز کرتی ہو" یہ کہا جاسکتا ہو کہ ہر ایک انسان فی نفسہ ایک جداگانہ مخلوق ہو۔ اور ہر ایک کا پیغمبر یعنی اسکا کانشنس خود اسکے ساتہہ ہے اور اسلئے مجموعی اتحاد کانشنس کی کچہ ضرورت نہین ہو۔ بلکہ ہر ایک کو اپنی پیغمبر کی ہدایت پر چلنا چاہیئے۔ تو یہ کہنا بھی درست نہوگا۔ کیونکہ ابھی تک یہ ثابت نہین ہوا ہو کہ کانشنس درحقیقت ایک جداگانہ مخلوق قوت انسان

کی رہنمائی کے لئے ہے - بلکہ ابھی تک جو
معلوم ہوا ہی وہ یہ ہی کہ وہ طبیعت کی ایک
حالت ہی - اور اگر یہ بات ہی تو بقول سٹربکل
کے بحث ختم ہو گئی "
علاوہ اسکی جبکہ ہر ایک کا کانشنس اسکا رہنما
پیغمبر ٹہیرا - اور ایک دوسری کے کانشنس میں
اختلاف و تناقض کا وجود بالیقین پایا گیا -
توان دونو کا صحیح ہونا بھی جو ایک دوسرے
کے نقیض ہین ضرور ماننا پڑیگا - شاید اُنکا
تناقض نسبت یا حیثیت کی رو سے رفع کیا جاویگا
اور یون کہا جاویگا - کہ رام دین کا مہادیو
کی [illegible]
کانشنس اسکو نیک بتاتا ہی - اور محمود غزنوی
کا سومنات کی بت کو توڑنا اسلئے نیک ہی کہ
اسکا کانشنس اسکو نیک بتاتا ہی تو اسکے یہ معنی
ہونگے کہ دنیا مین درحقیقت نیک و بد کوئی چیز
نہین ہی بلکہ صرف خیال ہی خیال ہی - کوئی
اہل مذہب تو یہودی ہو یا عیسائی - مسلمان ہو،
یا ہندو - بدھسٹ ہو یا برہمو - اسبات کو تسلیم
نہین کریگا - باقی رہا دہریہ - وہ بھی اسبات کو
قبول نہین کر سکتا - کیونکہ بالفرض اگر ثواب
وعقاب ایک شئی معدوم ہو تو بھی خود دہری اس
دنیا مین ہمکو وہ باتین بتاتا ہی جو کرنے اور
نہ کرنے کے قابل ہین - اور انہین کو ہم دوسرے
لفظون مین نیک و بد سے یا ممنوع و جائز سے
تعبیر کرتے ہین -
قطع نظر اسکے اگر ایک شخص کا کانشنس ہمیشہ ایک
ہی حال پر رہتا تو بھی یقین ہو سکتا کہ اسکا پیغمبر اُسمین
ہی مگر وہ ایک حالت پر بھی نہین رہتا - عمر کے
لحاظ سے تجربہ کی ترقی سے صحبت کے اثر سے
معلومات کے بڑہنے سے خیالات کے تبدیل ہونے سے
بالکل بدلتا رہتا ہے - مسلمان کا عیسائی ہونے
پر [illegible]
عیسائی کا برہمو ہونے پر برہمو کا دہریہ ہونے پر
کانشنس بالکل بدل جاتا ہے - اور وہ پہلے کو
جسکی سچائی پر یقین کامل رکھتا تھا بالکل غلط
اور جھوٹا سمجھتا ہے - پس یہ صاف دلیل اسبات کی
ہی کہ انسان کا کانشنس اسکا پیغمبر اور سچا رہنما نہین
ہو سکتا - بقول سٹربکل صاحب کے کہ " اگر بعض
باتو نمین کانشنس ہمکو دہوکا دیتا ہی تو کیونکر
یقین ہو سکتا ہی کہ اور باتو نمین دہوکا نہ دیگا "
پس صحیح اور غلط کا نشنس مین تمیز کرنے کو

از بخشر

کو دوسری کسی چیز کا ہونا لازم ضرور ہے

یا اس مطلب کو یون ادا کرو کہ ہمارے لئے

کسی ایسی دوسری چیز کا ہونا ضرور ہی جسکے

سبب ہمارا کانشنس یعنی ہماری طبیعت کی

حالت ایسی ہو جاوے کہ ہمارے سچی رہنما

اور بمنزلہ سچے پیغمبر کے ہو —

یہ بلفظہ کلام جناب ہی۔ اسکے بعد جو آپنے

اسپر ثبوت نبوت کو متفرع کیا ہے اسکا خلاصہ

نقل کیا جاتا ہی۔ ایک سوال آپنے اس عنوان

[illegible]

ہماری طبیعت کی حالت ایسی کیونکر ہو جو

دھوکہ ندی" پھر اسکا جواب امور ذیل

کے ضمن مین ادا کیا —

(۱) انسان اور حیوانات کی نسبت علمی و روحانی

ترقی کی لیاقت رکھتا ہی —

(۲) انسان کی روحانی ترقی صحیح اخلاق

یا مذہب کے پیدا کرنیسے ہو سکتی ہی —

(۳) اخلاق یا مذہب کا صحیح و سچا ہونا قانون

قدرت سے جسمین ذرہ اختلاف نہین وہ چھوٹے

سے لٹہ مین بھی ایسا ہی جیسا بڑی پہاڑ مین اُن

فکر کرنے اور ان اخلاق کو اسکے مطابق کرنے سے

ہو سکتا ہی —

(۴) بوجہ مذکورہ صحیح اخلاق یا مذہب کے

پیدا ہونیسے انسان کی طبیعت ایسی حالت پر

ہو سکتی ہی جو اسکو دھوکہ ندے —

پھر یہ عنوان قائم کیا ہی۔ **انسان کی طبیعت کو ایسی حالت پر کرنیکے لئی جو کبھی دھوکا نہ دے ہادی کا ہونا ضرور ہی جسکو ہم دوسری زبان مین نبی یا پیغمبر یا رسول کہتی ہین"** اسکا ثبوت بضمن امور ذیل

بیش کیا ہی —

(۱) بیشک قانون قدرت مطالعہ و غور سے اخلاق

صحیحہ کا پیدا ہونا ممکن و متحقق ہی۔ و لیکن ایسی لوگ

جو مجرد فکر و غور سے مطلب کو پہنچین صدیون در

صدیون مین کم ہوئے ہین —

لابد حکمت الٰہی اس امر کی مقتضی ہی کہ وقتاً فوقتاً ایسے

لوگونکو بھی پیدا کرے کہ اخلاق صحیحہ کے علم و بیان

کا وہبی ملکہ رکھین اور اپنی فطرت و جبلت سے

اُن اخلاق تک واصل ہون اور بیان کرین —

(۲) پہلا شخص جو قانون قدرت مین فکر و غور

کرنیسے اخلاق صحیحہ کو پہنچتا ہی۔ وہ

اپنی وصول مین مشتبہ رہتا ہی کہ پہنچا ہی

یا نہین - اور دوسرا جو وہبی ملکہ دیا گیا ہی یقیناً واصل ہو جاتا ہی -

اور نیز پہلا شخص اپنی اصطلاحات عوام سے پر عوام کو مطلع نہین کرسکتا - اور دوسرا اپنی وہبی تعلیم کو عامہ خلائق تک پہنچا سکتا ہی - ان دو وجہ فرق سی لائق منصب رہنمائی عامہ خلائق وہی دوسرا شخص ہے جسکو پیغمبر کہا جاتا ہی

(۳) پہلا شخص گو پیغمبر نہین اور نہ وہ اس منصب کے لائق ہے ولیکن جو پیغمبرون نے اخلاق صحیحہ [illegible] وہ دریافت کرسکتا ہے -

اس امر سوم کی تائید مین آپنے یہ بھی کہا ہے ہمارا یہ اصول نہایت جچا ہوا ہے کہ انسان صرف بسبب عقل کے جو اسمین ہی مکلف ہوا ہے پس جس بات پر وہ مکلف ہوگا ضرور ہے کہ وہ فہم انسانی سے خارج نہو - ورنہ معلول کا وجود بغیر علت کے لازم آتا ہے جو محال وممتنع ہی - پس جن اخلاق کے پکڑنے اور چھوڑنے پر انسان مکلف ہی وہ ضرور عقل انسانی سے خارج نہین پس کسی شخص کا بذریعہ اکتساب کے انکو یا انمین سے بعض کو پالینا نہ منافی ہدائت کی ہی نہ منافی رسالت کے اور یہی سبب ہے کہ متعدد اقوال اور اصول بعض حکماء کے بالکل مطابق اقوال واصول انبیائ کے پائے جاتے ہین اور ان باتون سے انبیاء کی نبوت کے زیادہ تر تقویت ہوتی ہے - ہان ان نازک معاملون مین تدبر درکار ہے " -

پھر ایک سوال اس عنوان کا وارد کیا ہی "اگر ایسی ہم دیو نکا ہونا ضرور ہی تو انکی تصدیق کی [illegible] ہے [illegible] ایک جواب [illegible] آپنے مخاطبین انبیاء کو چار قسم ٹھیرایا ہی اول وہ جو قانون قدرت پر کلا وجزاً مطلع ہین - دوم وہ جو انخود اطلاع نہین رکھتے مگر سمجھانے سی سمجھ جانے کا ملکہ رکھتی اور سمجھ جاتے ہین

سوم وہ جنمین یہ ملکہ بھی نہین ولیکن جبلی استقامت وسداوت کے سبب حق بات کو مان لیتی ہین -

چہارم وہ جو سمجھ بوجھ رکھتی ہین - پھر دیدہ دانستہ غرور یا شرم یا نفسانیت سے نہیں مانتی - جیسے ابوجہل پھر کہا - ان فرعون

مین اس سوال پر بحث کرنے والے وہی لوگ ہو سکتی ہین جو پہلے اور چوتھے یا دوسرے فرقہ مین داخل ہین۔ اور انکو ہم اس سوال کا یہ جواب دیتے ہین کہ اس ہادی کی نصیحتونکا ہم قانون قدرت سے مقابلہ کرینگے۔ اور بقدر اس زمانہ کے علم و عقل و تجربہ کے اُن دونون کے اصولونکو تلاش کرینگے جو ابتداءً یا بعد سمجھنے و سمجھانے کے دریافت ہوئے ہین۔ اگر مطابقت پاوینگے تو تمیز کرینگے کہ بلاشبہ وہ ہادی سچا ہے [illegible] ہین [illegible]

اس کلام سے جو ہماری دلیل دوم کی تائید و تصدیق ہو رہی ہے سو عیان ہے۔ اور جو اس سے کانشنس (یعنی عقل انسانی) کا بدون رہنمائی ہادی کے واقعی ادراک حسن و قبح اشیاء سے عاجز ہونا ثابت ہوتا ہے وہ مستغنی از بیان۔

و مع ذلک اسکو اس سے کچھ تخالف بھی ہے۔ اور وہی فیما بین ہمارے اور آپکے موجب نزاع و اختلاف ہی اور اسی سے تعرض کرنے کے لئے ہمنے اس تمام کلام کو نقل کیا ہے۔

وہ یہ ہی کہ آپنے باوجود اثبات اس امر کے کہ عقل انسانی واقعی ادراک حسن و قبح اشیاء سے عاجز ہے اور بدون رہنمائے ہادی کے وہ بیکار ہے۔ اور دھوکہ دینے کے سبب وہ بے اعتبار۔ پھر اسی عاجز دھوکہ باز کو اس ہادی کا ممتحن کلی بنا دیا۔ اور اس ہادی کی تعلیم (صحیح اخلاق) کی سچائی کا معیار اسی خطاکار کو ٹھیرایا۔

ہمارے نزدیک [illegible] غلط [illegible] عقل انسانی اس ڈیوٹی یا عہدہ کے لائق نہین۔

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

ہماری مراد اس سے یہ نہین کہ سچے ہادی کی تعلیم قانون قدرت کے موافق نہین ہوتی یا اسکی کوئی بات عقل مین نہین آتی۔ بلکہ مراد اس سے یہ ہی کہ عقل انسانی اس گمراہی و نارسائی کے ساتھ (جسکے آپ معترف ہین) اس داروغائی کے لائق نہین کہ جس بات کو ہادی کہے وہ قانون قدرت کے موافق سمجھ لے اسکو سچ مانے

اور جو اسکی سمجھہ مین نہ آوے اسکو جھوٹ جانے۔
اس دارو غائی کے لائق وہ تب ہوئے[1] جبکہ جملہ
حقایق کے واقعی ادراک مین وہ پاس ہو جاتے
اور عجز و خطا سے بری سمجھے جاتے[2] - یا یہ کہ قانون
قدرت کی کتاب کوئی ایسی بن جاتی - جسمین
عقل کے فہم و ادراک کی مداخلت نہوتی -
اور اسمین عقل کی اس تصرف دہوکہ بازی
کی گنجائش نرہتی - کہ جس امر کو وہ چاہی اس
قانون کے موافق بتاوے جسکو چاہے
خلاف قانون ٹھیراوے -

اور جس حالتمین نہ عقل نے وہ درجہ پاس کیا ہے
[illegible]
نہ قانون قدرت کی کوئی ایسی کتاب بنی ہے
تو ایسے بدلیاقت یا بددیانت کو ایسی نازک عہدہ
پر مامور کرنا اور ایسے مجمل و مبہم ذو معانی کتاب کو
اسکے لئے دستور القضاء (قانون فیصلہ) ٹھیرا دینا
کب جائز ہے - جس نے اس عہدہ پر مامور ہونے
سے پہلے دہوکہ بازی و جعلسازی کی - اس سے
اس عہدہ کے فرائض و فیصلجات مین دہوکہ
بازی نہو گی؟ اور وہ بات سٹریکل کی
کہ اگر بعض باتون مین کانشنس ہمکو دہوکہ
دیتا ہی تو کیونکر یقین ہو سکتا ہی کہ اور باتونمیں
دہوکہ ندیگا - یہان صادق نہ آوے گی؟

یہ بات تو ہماری آپ کی مانی منائی ہوئے
ہے - اور اسمین بحث و نزاع کی جگہہ باقی نہین رہی
رہی دوسری بات کہ قانون قدرت مین ایسے
کوئی کتاب تصنیف نہین ہوی جسمین عقل
کی مداخلت یا دہوکہ دہی کی گنجائش نہو - سو یہی
بحکم انصاف و مشاہدہ محل نزاع و اشتباہ نہین ہے
قانون قدرت اسی نظام عالم اور اسکی
بناوٹ کا نام ہے جسکو عقل انسانی کچھ کچھ سمجھ
رہی ہی - کہ آسمان کی یہ حقیقت ہی اور زمین
کی - انسان کی یہ ماہیت و خواص ہین -
[illegible]
اور حیوان کے یہ وعلی ہذا القیاس
اور اس مجموعہ حقائق و خواص اشیاء کے
بیان مین حقتعالے نے کوئی کتاب نہین بنادی
جسمین ان سب کی تشریح ہو اور نہ اشیاء کو زبان
قال دی ہے جس سے ہر ایک چیز اپنی اپنی حقایق
و تاثیرات و صفات کے مظہر و مبین ہو - بلکہ
انکی حقائق و صفات کا تعین و تقرر ہر کسی نے
اپنی عقل سے کیا ہی - اور جو کچھہ کسیکی سمجھہ مین
آیا ہی اسیکو اسنے قانون قدرت یا دیوان فطرت
(جو آپکے ہان نیچر کہلاتا ہی) ٹھیرا دیا ہی -

یہی وجہ ہے کہ جسقدر عقول وادراکات عقلاء مین اختلاف ہی۔ اسیقدر تشریح قانون قدرت مین اختلاف ہی اور اس قانون کا حال موم کی ناک یا اندھی کے ہاتھی کا سا ہو رہا ہے

کوئی کہتا ہی وجود آسمان جسمانی ہی)

کوئی کہتا ہی محض خیال و وہمانی ہی۔

کوئی سورج چاند وغیرہ ستارونکی حرکت کا قائل ہے۔

کوئی برخلاف اسکے حرکت زمین کیطرف مائل ہے

کوئی اگر [illegible]

ہیولے عناصر کے سبب جائز سمجھتا ہی

کوئی ان سبکو محال و خلاف نیچر خیال کرتا ہی وبنا بر علیہ معجزات انبیاء کو باطل کر رہا ہی۔

وعلی ہذا القیاس۔

یہ اختلاف عوام الناس و جہلا رمین نہیں جنکو آپ عقل سی عاری ٹھیرا وین۔ یا نوع انسان سے خارج کر دین بلکہ خاص کر ان عقلاء مین ہے جنکو آپ حکماء بتلاتے ہین اور ادراک حقائق و حِکَم مین ہمسر انبیا فرماتے ہین۔ اور قانون قدرت پر مطلع خیال کرتے ہین

تفصیل اقوال اختلافات ان لوگونکی کی کتب فلسفہ و کلام مین ہر قوم ہی وعلماء کو بخوبی معلوم۔ ولیکن چونکہ اتباع جناب غالباً علم فلسفہ و مذاہب حکماء سے بیخبر ہین۔ اسیوجہ سے آپکو غواص بحر حکمت سمجھتے ہین اور ان قانون ہین (جو آپنے فلسفیونکی تقلید سی کہہ رکھی ہین) مجدد و مجتہد خیال کرتے ہین۔ اسلیئے وہ میری ان باتونکو بدون تفصیل نمانینگے۔ اور بمقابلہ اس قول جناب کے "کہ قانون قدرت مین ذرہ اختلاف نہین" اسکو خلاف واقع جانینگے —

لہذا مشت نمونہ خروارو یکی از ہزار کی تفصیل سے تعرض کیا جاتا ہی۔

واضح ہو کہ عنصریات (بسائط و مرکبات) وفلکیات وغیرہ طبعیات اور الٰہیات کوئی اختلاف سی خالی نہین (منجملہ انکی ہر ایک کی تمثیلات اختلاف کو نمبروار نقل کیا جاتا ہے۔

(۱) اجسام کے قدیم و حادث ہونے مین حکماء کے **تین قول** ہین —

بعضے کہتے ہین کہ اجسام بذات وصفات حادث ہین۔

ارسطو اور اسکے اتباع کہتے ہین - وہ بذات وصفات قدیم ہین - **افلاطون** وغیرہ متقدمین کہتے ہین

ذات سے قدیم ہین - اور صفات سے حادث

پھر ان متقدمین مین کئی اختلاف ہین (۱) وہ ذوات قدیمہ جسیم ہین یا نہین (۲) جسم ہین تو عناصر اربعہ ہین یا ایک انمین سے - اور باقی انہین کے بخارات سے پیدا ہوے ہین - یا کوئی اور جوہر یا چھوٹے چھوٹے اجسام گروے شکل ہین یا پہلودار (۳) جسم نہین تو پھر کوئی کہتاہے کہ نورانیت وظلمت کے ملنے سے عالم پیدا ہوا ہے - کوئی کہتاہے کہ نفس و مادہ [illegible]

کے خیالات سے بڑھکر نہین

(۲) تولید و پیدایش انسان وغیرہ حیوانات مین حکماء کے کئی اختلاف ہین کہ کسطرح ہوئی اور کسنے کی

بعضے قائل ہین - منی مین ایک قوت مولدہ ہے جس سے انسان وغیرہ کی پیدایش ہے -

یہ کہتے ہین - منی مین تین فعل ہین

اول خون کو بعضون کیطرف کھینچنا - اور اسکو اپنے فعل وتصرف کے ساتھ منی بنانا - اس فعل کے سبب وہ متصلہ کہلاتی ہے

دوم اسکی کیفیات مزاجیہ کو جدا جدا کرنا - اور ہر ایک عضو کے مناسب اسمین ان کیفیات کا ملانا پھر ہر ایک کو مزاج خاص عطا کرنا - اس فعل کی نظر سے وہ منفصلہ کہلاتی ہے

سوم ہر حصہ منی کو خاص خاص صورت اعضا ربہ کرنا اور شکل ومقدار وکیفیت خاص عطا کرنا - اس فعل کی راہ سے وہ مصورہ کہلاتی ہے

غرض یہ تینو فعل ایک قوت کے ہین - ان تینونکا مجموعہ وہ ایک قوت مولدہ ہے - چنانچہ **شفا و اشارات** سے یہی مفہوم ہے

متقدمین [illegible] قائل ہین کہ تولید فقط قوت متصلہ سے ہے اور مولدہ اسیکا نام ہے [illegible] یہ قول بھی **ابن سینا** سے منقول ہے

جمہور حکماء کہتے ہین کہ یہ تولید قوت متصلہ و منفصلہ دونو سے ہے اور مولدہ اسکا نام ہے - یہ بھی **قانون شیخ** مین مصرح ہے

بعض حکماء کہتے ہین کہ قوت مولدہ کوئی چیز ہی نہین - اور صدور ان افعال ثلثہ کا ایک قوت بسیطہ سے جسکو شعور وادراک نہین بحکم عقل ممکن ومتصور نہین - **یہ لوگ** تائید انکار مین **قول ارسطو** پیش کرتے ہین کہ اجزاء منی سبب

متحد الحقیقہ ہین اور ہر جز اپنی کل کے ساتھ تعریف
و نام مین متفق - بنا بر علیہ جو شکل اس سے پیدا ہو اسکا
کروی ہونا لازم ہے چنانچہ امر واحد نے متشابہ الاجزار
کی جو شعور رکھے یہی شان ہے -
اور کہتے ہین کہ بقراط کا جو قول ہے کہ منی کے
اجزا مختلف الحقائق ہین جس سے گوشت بنتا ہے
اسکی حقیقت اور ہے جس سے ہڈی بنتی ہے اسکی حقیقت اور
و علی ہذا القیاس اس سے بھی اس وضع و ترتیب کا صدور
اس سے ممکن نہین - کیونکہ وضع و ترتیب کے
[illegible]
مختلف الحقائق کے انضمام سے ایسی شکل کا پیدا
ہونا لازم ہے جیسے کئی کروی اجسام کے ملانے
سے حاصل ہوتی ہے

(۳) انسان کے سوائے اور حیوانات کے
لئے نفوس و ادراک کلی کے اثبات مین حکمار
کا اختلاف ہے - جمہور منکر ہین اور بعض متوقف
اور بعض اسکے مثبت ہین
مثبتین دلیل ثبوت مشاہدات ذیل پیش
کرتے ہین
(۱) **شہد کی مکھی** اپنے چھتے کے خانے مسدس
بناتی ہے - اور یہ فعل اسکا ان اصول کلیہ کے
علم پر متفرع ہے
اول شکل مسدس کے زاوئے کشادہ ہوتے
ہین
دوم کئی اشکال مسدسہ کے ملانے سے باہم اتصال
ہوتا ہے اور بیچ مین خالی جگہہ نہین چھوٹتی
سوم شکل مسدس کے سوائے اور اشکال جیسے مربع
یا مسبع مین دو نو باتین نہین ہوتین مسبعات
آپسمین ملائے جاوین تو خالی جگہہ چھوٹنی کے
سوائے مِل ہی نہین سکتے - اور مربعات و
[illegible] ہین - بر
اُنکے زاوئے تنگ ہوتے ہین - پہر وہ ان
اشکال کے خطوط و زوایا مین ایسی مساوات
و موازنت عمل مین لاتے ہے - کہ عقلار نقشہ نویسون
سے بدون استعانت پرکار وغیرہ آلات کے
متصور نہین آور نیز وہ اپنی رئیس مکھی کی (جسکو
عربی مین یعسوب کہتے ہین) اطاعت مین ایسی
سرگرم رہتی ہے جیسے عاقل انسان اپنے حاکم یا
بادشاہ کی اطاعت مین -
(۲) **چیونٹی** (اپنے بل رگھر) مین زمانہ آئندہ
کے لئے غلہ ذخیرہ کرتی ہے جب دانو نکو زمین کے
نم پہنچتی ہے تو انکو دو ٹکڑے کر دیتی ہے - اور جب ہو بے نکلنے

ہی تو دہوپ مین سوکہنے ڈالدیتی ہی یہ خیال اسکی بدون علم ان امور

اول زمین کی نم ثابت دانوکو اگا دیتی ہے

دوم دانہ کا ٹکڑا کبہی نہین جمتا ہے

(۳) **چوہا** تیل کی بوتل مین مونہ نہین ڈال سکتا

تو اپنی دُم اسمین ڈبوکر اسکو چوس لیتا ہے

یہ فعل بہی بدون علم ان امور کے ممکن نہین -

اول بوتل کا مونہ تنگ ہی

دوم تنگ چیز مین اس سے زیادہ موٹی

چیز گہس نہین سکتی -

(۴) **اونٹ** اور **گہوڑا** اور **خچر** اور

گدہا جب کسی سمت چلتا ہی تو اسکی خوب [illegible]

[illegible]

یاد رکہتا ہی - اور اندہیری راتو مین سوار

کی رہنمائی کرتا ہی - اور یہ امر ادراک عقلی سے

خالی نہین ہے -

(۵) **ہاتھی** سے ایسے افعال عجیبہ وغریبہ

سرزد ہوتے ہین جنسے عقلاء متعجب ہین -

اور وہ افعال مشہور ہین

(۶) **بعض حیوانات** سے ایسے معالجات

شاہد و منقول ہین جنہین عقلاء اطباء انکی شاگرد

ہوگئی ہین

ایک حکیم سے جو شکار کا شائق و عادی تہا

حکایت ہی کہ اُسنے ایک موقع شکار پر **سانپ**

کو جراد (ایک جانور ہے جسکو فارسی مین چرز کہتے

ہین) سے لڑتے دیکہا تو کسی اوٹ مین چہپ کر

تماشا دیکہنے لگا - چرز جب مغلوب ہوتا تو بہاگ

کر کہین چلا جاتا - وہان سے واپس آکر پہر سانپ

کا مقابلہ کرتا - وہ حکیم چہپ کر اُسکے پیچہے

گیا تو اُسکو ایک بوٹی جنگلی خس کہاتے دیکہا

اور یہ سمجہ لیا کہ یہ بوٹی زہر کے لئے تریاق

ہے - اور چرز اسکے کہانے سے سانپ کے

زہر کا علاج کرتا ہے - جب چرز وہان سے

ہٹا تو اس حکیم نے اس بوٹی کو اکہاڑ لیا چرز

جب پہر مغلوب ہوا تو اس بوٹی کیطرف

معالجہ کے لئے دوڑا - وہان بوٹی کو نپایا

تو تڑپ کر مرگیا - اسوقت حکیم کو اس بوٹی

کے تریاقِ سموم ہونیکا یقین ہوا اور اُس

نسخہ مین اُس جانور کا شاگرد بنا ایسی ہی اور

عجائبات و عاقلانہ حرکات اور جانورون سے

جیسے مکڑی - لومڑی - ریچہ - کچہوا

نیولا - سنسار - ابابیل - کتا - شتر مرغ

سنگخوار - خارپشت غرنوق وغیرہ حیوانات

سے امام رازی کے مطالب عالیہ

کی کتاب الارواح مین نقل کئی ہین خوف طوالت
سے ان سب کا استیعاب نہوا

(۴) وجود جسمانی افلاک مین حکمار کا اختلاف ہے
حکمای یونان (قائلین نظام قدیم)
تو ان کے وجود جسمانی کے قائل رہے
اور ان اجسام کے ساتھہ نفوس فلکیہ اور
انکے ادراک و شعور و حرکات ارادیہ کو مانتے
رہے - اور اختلاف حرکات ستارون کے
سبب ہر ایک ستارہ کے لئے ایک ایک
[illegible]
کے لئے رجعت کی سبب سے افلاک کے ثخن
مین ایک ایک چھوٹا آسمان اور بھی تجویز
کر گئے -

اور قائلین نظام جدید (جسکو نئی روشنی
یا تہذیب کے لوگ مان رہے ہین) اسکے وجود
کے منکر ہین - اور اختلاف حرکات ستارونکو
دوسرے طریق سے رفع کرتے ہین جسکو
اسوقت عوام وخواص طلبار مدارس
جانتے ہین اور آپ بھی اسکو مانتے ہین
اور اسی سبب سے قائلین نظام قدیم کو
بمبحث افلاک تہذیب الاخلاق مین بلفظ
یونانی کافریاد کرتے ہین

(۵) قائلین وجود جسمانی افلاک پھر اسکی
صفات مین باہم مختلف ہین - افلاطون
فیساغورس - ہرمس وغیرہ
اشراقین انہین وجود قوی حیوانیہ
(جیسے سونگھنا) کے قائل ہین - انکے
اتباع سے بعض متاخرین کا قول ہے کہ جب
ہمکو فلکیات کا خواب یا بیداری مین قرب
ہوتا ہے تو ہم وہان ایسی خوشبوئین
[illegible]
ہین اور انکو ہم کسی چیز سے تشبیہہ
نہین دے سکتے - **حکمار مشائین**
اسکے منکر ہین وہ کہتے ہین کہ وہان ہوا
نہین تو افلاک کا سونگھنا کیونکر متصور ہے

(۶) اکثر فرق عقلار **فلسفی** حکیم وغیرہ سفہار
برائے نام گو خدا کے قائل ہین ولیکن درحقیقت
منکر - اس معنی کہ جن اوصاف سے خدا کو
پہچانا جاتا ہے - انکو نہین مانتے اور اس
خدا تعالے کو خالق - قادر مختار - مدبر
کائنات - عالم جزئیات نہین جانتے
خدا کا خالق ہونا اس دلیل سے باطل کرتے

ہین الواحد لا یصدر منہ الا الواحد
یعنی ذات واحدہ بسیطہ سے ایک ہی چیز صادر
ہوسکتی ہی - اور اس دلیل پر اس خرافات کو
متفرع کر گئی ہین کہ خدا تعالے نے بجز عقل
اول کوئی چیز پیدا نہین کی پھر عقل اول
نے ایک آسمان اور عقل دوم پیدا کی عقل دوم
نے ایک آسمان اور عقل سوم پیدا کی وعلی
ہذا القیاس عقل نہم تک سلسلہ چلا - عقل نہم
نے ایک آسمان اور عقل دہم پیدا کی عقل
دہم نے بقیہ عالم پیدا کیا - انکے نزدیک
خالق دنیا وہی عقل عاشر ہی - جسکو عقل
فعال [illegible]
رکھتے ہین

اسی قسم کے خرافات وہ نفی قدرت و اختیار
وعلم خدا کی بوجہ جزوی ہین پیش کرتے
ہین جو کتب فلسفہ وکلام مین موجود ہین -
اور عقلاء اہل ملت اس انکار کو کفر جانتے ہین
اور یقین ہی کہ آپ بھی جملہ اہل ملت محمدیہ
سے اسباب مین متفق الرائے ہونگے -
چنانچہ جناب مولوی مہدی علی صاحب کا
خدا کے علم بالجزئیات کے انکار کو مضمون

نمبر ۸ مین ضلالت قرار دینا اور آپکا اس
مضمون کو مضمون نمبر ۲۸ مین تصدیق کرنا
اس یقین کا موید ہی

(۷) نفس کی وحدت وتعدد مین حکماء کا
اختلاف ہی
ارسطو وغیرہ قائل وحدت ہین - اور
جالینوس قائل تعدد -

(۸) نفس کے حادث وازلی ہونے مین حکماء
کا اختلاف ہی **ارسطو** حادث ہونیکا قائل
ہی - اکثر لوگ ازلی ہونیکے

(۹) مفارقت بدن کے بعد نفس کے بقاء
[illegible] مین اختلاف ہی [illegible] قائل ہین
کہ مفارقت بدن کے بعد وہ فانی ہوجاتا
ہے - پھر اسکا وجود واعادہ محال ہی
جالینوس اسمین متوقف ہی اکثر
اسکی بقاء کے قائل ہین -

(۱۰) اس اختلاف پر ایک اور اختلاف متفرع
ہی - کہ نفس کے لئے معاد ومحل تحقیق
ثواب وعقاب ہی یا نہین قائلین
فناء نفس کو اس سے انکار کلی ہی -
جالینوس کو اسمین توقف -

قائلین بقاء نفس پھر آپسمین مختلف ہین **بعض** حکماء تناسخ کے قائل ہین - اور اسی دنیا کو جزا و سزا کا محل بتاتے ہین - جیسے اس زمانہ کے ہنود اعتقاد رکھتے ہین - **اکثر** حکماء تناسخ کے منکر ہین اور سوای اس عالم دنیا کے اور عالم معاد کی قائل ہین ولیکن وہ بھی معاد جسمانی کو نہین مانتے - فقط معاد روحانی کو صحیح جانتے ہین - حشر اجساد کو وہ محال سمجھتے ہین اور اعادہ معدوم کو خداتعالی سے مشکل و ناممکن خیال کرتے ہین - جیسے منکرین و [illegible] نقل کیا ہے وقالوا ءاذا ضللنا فی الارض ءانا لفی خلق جدید ءاذا متنا وکنا ترابا ذلک رجع بعید ۵

ان لوگون کے نزدیک دوزخ نفس کے اسی غم و افسوس کا نام ہی جو اسکو بعد مفارقت بدن ملکات ردیہ و خیالات باطلہ کے حاصل کرنیسے پیدا ہوگا -

بہشت اسی فرحت و سرور کا نام ہے جو نفس کو عمدہ خیالات و صالحہ عملیات کے حاصل کرنیسے بہم پہنچیگا -

اسکے سوا نہ کوئی آگ ہی - نہ سانپ - نہ طوق - نہ زنجیر - نہ باغ ہی - نہ نہرین - نہ میوی ہین نہ حورین - جنکا اثبات انبیا کرتے چلے آئے ہین اور قرآن وغیرہ آسمانی صحیفے اسکے مظہر و مبین ہی

ہماری اس زمانہ مین جو بہشت کو کہتے ہین کیا وہ رنڈیو نکا چکلا ہی؟ اور دوزخ کو کہتے ہین کیا وہ جیلخانہ یا حوالات ہی؟ انہین منکرین کی باتین ہین اور جملہ امت محمدیہ فرق ملت سماویہ کے مخالف -

[illegible]

ائمہ دین و اکابر مسلمین کو اپنا ہم مشرب و خیال کرتے ہین - اور یہ زعم رکھتے ہین کہ غزالی وغیرہ اہل اسرار و حقائق بھی فقط اسی حشر روحانی و نعیم و آلام غیر جسمانی کے قائل ہین یہ بات انکی سراسر کذب ہی و محض بے اصل - علماء مسلمین مین کوئی حشر اجساد کا منکر نہیں - اور نہ نعیم و آلام جسمانی بہشت و دوزخ کا غیر معتقد اور خاصکر امام غزالی کتاب احیاء مین بہت جگہہ حشر ابدانی و نعیم جسمانی پر تصریح کر چکی ہین اور اس سے انکار کرنے کو کفر لکھ گئی ہین

* کیا جب ہم مر جاوینگے اور مٹی ہو جاوینگے تو کیا پھر اٹھائے جاوینگے یہ تو پھرنا بعید ہی

باقی آئندہ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

على صاحبها الصلوة والتحية

نمبر ششم — جلد دوم

بابت ماہ جمادی الثانیہ ۱۲۹۶ھ مطابق جون ۱۸۷۹ء

جو دو حصون پر منقسم ہے

حصہ اول مین مضمون کانشنس کے متعلق بحث ہے حصہ دوم مین نیچری سے بحث اور اسمضمون کا جواب جسکو آنریبل سید احمد خان صاحب بہادر سی ۔ ایس ۔ آئی نے پرچہ اول تہذیب الاخلاق ۱۲۹۶ ہجری مین شائع کیا

معہ ضمیمہ

جو سید احمد خان صاحب کے اسمضمون کا جواب ہے جسمین اُنہون نے اہل حدیث کو وہابی کہا ہے

[illegible]

اشتہار شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

(۱) یہ رسالہ مذہبی ہے ملکی یا قومی باتون سے اسمین تعرض نہین

(۲) اسکی عام قیمت آٹھ آنہ ماہوار ہے ۔ اور خاص قیمت جو اغنیاء و رؤساء سے لیجاتی ہے کم سے کم ایک روپیہ ہے اور بعض اغنیاء دو دو تین تین روپیہ بھی دیتے ہین وہ لوگ انجمن اشاعۃ السنہ کے ممبر ہین

(۳) ۱۲۹۵ھ کے پرچے کمیاب بلکہ نایاب ہین اسلیئے اُن سالونکے پورے پرچے با ترتیب ایک روپیہ ہوا ہے کم کو نہین مل سکتے ۔

(۴) جنکی نام یہ پرچہ بلا درخواست پہنچے وہ ثمن اسکا مہینے سے خریدہ واجب الادا سمجھین جس مہینے سے پرچہ وصول پائین

(۵) زرچندہ بذریعہ ہنڈوی یا منی آرڈر ارسال فرماوین اگر نوٹ یا ٹکٹ بھیجین تو بذریعہ رجسٹری کے بھیجین ٹکٹ آدہ آنہ والے ہون اور انکے ساتھ فی روپیہ دو آنہ بابت فیس زاید بھی ہو ۔

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

اور **غزالی** نے یہ بھی کہا ہے کہ شیطان کو عرش اور لوح محفوظ کی صورت بن جانے کی قدرت ہی۔ جسکے مشاہدہ سے صاحب کشف یہ گمان کرتا ہے کہ مینے عرش یا لوح سے علم حاصل کیا ہے۔ اور واقع مین وہ شیطان سے ہوتا ہے۔ چنانچہ **امام شعرانی** کہ وہ بھی بڑے صوفی والہامی مشہور ہین اور مشاہدہ عین شریعت و دوزخ و بہشت کے اپنی اُن آنکھون سے مدعی اور کشف والہام کی بڑے بھارے معتقد **میزان کبری** صفحہ (۱۳) مین فرماتے ہین۔

فان قلت فلای شئی لم یوجب العلماء باللہ تعالی العمل بما اخذہ العالم من طریق الکشف مع کونہ ملحقا [illegible] الصحة عند [illegible] بعضھم فالجواب لیس عدم ایجاب العلماء العمل بعلوم الکشف من حیث ضعفھا ونقصھا عما اخذہ العالم من طریق النقل الظاھر۔ وانما ذلک للاستغناء عنہ فی الموجبات بصرائح ادلة الکتاب والسنة عند القطع بصحتہ ای ذلک الکشف فانہ حینئذ لایکون الا موافقا لھا۔ اما عند عدم القطع بصحتہ فمن حیث عدم عصمتہ

اگر تو سوال کرے کہ جس بات کو طریق کشف سے کوئی عالم حاصل کرتا ہے۔ باوجودیکہ وہ بعضون کے نزدیک حکم صحت مین نصوص (آیت یا حدیث) [illegible] واجب نہین کیا تو جواب اسکا یہ ہے کہ علماء کا اسپر عمل کرنیکو واجب نکہنا اس سبب سے نہین کہ وہ ضعیف ہی اور اس علم کی نسبت (جو علماء طریق ظاہری نقل سے اخذ کرتے ہین) ناقص ہے وہ تو فقط اسلئے ہے کہ کتاب وسنت کے ہوتے کشف کو (جو صحیح قطعی ہو) حجت و دلیل ٹھیرانے کی حاجت نہین۔ اسلئے کہ وہ قطعی ہونے کی صورت مین کتاب وسنت کے موافق ہی ہوگا۔ یعنے پہر اسکو حجت مستقل ٹھیرانے کا کیا فائدہ اور اگر کشف کی صحت کا یقین نہوا ور وہ اسجگہہ ہی جہان اُسکے حاصل کرنیوالے مین عصمت

(171)

الآخذ لذلك العلم فقد يكون
دخله التلبيس من ابليس فان
الله تعالى قد اقدر ابليس كما قال
الغزالي على ان يقيم للمكاشف
صورة المحل الذي ياخذ علمه
منه من سماء او عرش او كرسي
او قلم او لوح - فربما ظن المكاشف
ان ذلك العلم عن الله تعالى
فاخذ به فضلّ واضلّ
فمن ههنا اوجبوا على المكاشف
ان يعرض ما يحصل له من العلم عن
طريق كشفه على الكتاب والسنة
قبل العمل به فان وافق فذلك
والا حرم عليه العمل به

نہین تو وہان تلبیس ابلیس کا دخل ہی اسلیئے اللہ تعالے
نے شیطان کو چنانچہ غزالی وغیرہ نے کہا ہے یہ
قدرت دی ہے کہ وہ صاحب کشف کے سامنے اسکے
محل کشف کی جس سے وہ علم لیتا ہے آسمان کی
صورت بنا دی یا عرش کی یا کرسی کی یا قلم کی یا لوح محفوظ
کی - پھر بسا اوقات صاحب کشف سمجھتا ہی کہ مینے
خدا یتعالے سے علم حاصل کیا ہی سو اسکو لیتا ہے
پس آپ بھی گمراہ ہوتا ہی اور لوگونکو بھی گمراہ
کرتا ہے -
اسی جگہہ سے علماء نے صاحب کشف پر واجب
کیا ہے کہ وہ پیش کرے اس علم کو جو بطریق کشف سے
لیتا ہے عمل کرنے سے پہلے قرآن وحدیث
پر پیش کرے - پس اگر موافق ہووے تو اُسپر
عمل کرے ورنہ اسپر عمل کرنا حرام ہے

شیخ ابن تیمیہ حنبلی اگرچہ کشفی وصوفی مشہور نہین اور نہ حضرات مخاطبین کا
معتقد فیہ - ولیکن اسباب مین اُنہون نے وہ کچھ کہا ہے جو کتاب سنت سے مدلل ہے -
اور ائمہ کشف کے اقوال پر مشتمل - لہذا نقل کلام جناب بھی اس مقام مین خالی از فائدہ
عام و تائید تام نہین -

قال في رسالته الموسومة بالفرقان
بين اولياء الرحمن واولياء الشيطان
وليس من شروط ولي الله ان يكون معصوما

آپ نے رسالہ فرقان مین اولیاء الرحمن واولیاء
الشیطان مین کہا ہے
ولی کے شرائط سے یہ نہین کہ وہ معصوم ہو

لا یغلط ولا یخطی بل یجوز ان یخفی
علیہ بعض علم الشریعۃ ویجوز ان
یشتبہ علیہ بعض امور الدین حتی
یحسب بعض الامور مما امر اللہ بہ
ویکون مما نھی عنہ ویجوز ان یظن
فی خوارقھا انھا من کرامات
اولیاء اللہ وتکون من الشیطان
لبسھا علیہ لینقص درجتہ ولا یعرف
انھا من الشیطان ولم یخرج بذلک
عن ولایۃ اللہ فان اللہ سبحانہ تجاوز
لھذہ الامۃ عن الخطاء والنسیان
ولما کان ولی اللہ یجوز ان یغلط لم یجب
علینا الایمان بجمیع ما یقولہ من ھو ولی اللہ
الا ان یکون نبیا بل لا یجوز لولی اللہ ان یعتمد
علی ما یلقی اللہ فی قلبہ وعلی ما لہ مما یراہ الھاما
ومحادثۃ وخطابا من الحق بل یجب علیہ ان
یعرض ذلک جمیعہ علی ما جاء بہ محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم فان وافقہ قبلہ وان خالفہ لم یقبلہ
وان لم یعلم اموافق ھو ام مخالف توقف فیہ
فالناس فی ھذا الباب ثلثۃ اصناف طرفان
وواسطۃ منھم من اذا اعتقد فی

کبھی غلطی وخطا نہ کرتا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ اُسپر کچھ
علم شریعت مخفی رہے یا کچھ اسکو دینی امور مین
اشتباہ ہو جاوے۔ جن کامون سے خدا نے منع
کیا ہے انکو وہ حکم خدا سمجھ لے اور اپنے خلاف
عادت فعل کو وہ کرامت سمجھ بیٹھے۔ اور واقع
مین وہ شیطان کی طرف سے ہو اور اِسکا اُسکو
علم نہو اور وہ اِس خطا واشتباہ کی سبب سے ولی ہونے سے
نکل نہین جاتا اسلئے کہ اللہ تعالے نے اس امۃ
کے خطا و نسیان کے مواخذہ سے درگذر کیا ہے
اور جب ولی اللہ سے غلطی کا صدور ممکن ہوا تو
سوائے نبیون کے [illegible] ولی کے سب باتون پر ایمان لانا
واجب نہوا۔ بلکہ خود اس ولی کو اپنی باتون پر جو
خدا تعالے اُسکے دل مین بطور الہام یا بات کرنے
یا مخاطب فرمانے کے القا کرے اعتماد جائز نہوا
بلکہ یہ واجب ہوا کہ اُن باتون کو کتاب وسنت
پر جو آنحضرتؐ لائے ہین پیش کرے اگر اُسکے
موافق ہون تو قبول کرے اور اگر مخالف ہون
تو نمانے۔ اور موافقت یا مخالفت کا کچھ پتہ
نہ لگے تو اسمین متوقف رہے
لوگ اسباب مین تین قسم ہو رہے ہے دو قسم دو جانب
ہین اور ایک بیچ مین۔ ایک جانب مین وہ

شخص انہ ولی اللہ وافقہ فی کل ما یظن انہ حدثہ بہ قلبہ من ربہ سلم الیہ جمیع ما یفعلہ

ومنہم من اذا راہ قال وفعل ما لیس بموافق للشرع اخرجہ عن ولایۃ اللہ بالکلیۃ وان کان مجتہدا مخطیا - وخیار الامور اوسطہا وھو ان لا یجعل معصوما ولا ماثوما اذا کان مجتہدا مخطیا فلا یتبع فی کل ما یقولہ ولا یحکم علیہ بالکفر والفسق مع اجتہادہ - والواجب علی الناس اتباع ما بعث اللہ بہ ورسولہ

وقد ثبت فی الصحیحین عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم انہ قال قد کان فی الامم قبلکم محدثون فان یکن فی امتی احد فعمر منہم وروی الترمذی وغیرہ عن النبی صلی اللہ

لوگ ہین کہ جب وہ کسیکو ولی سمجھتے ہین تو وہ اسکی سب باتون مین جو اُسکے خیال مین اُسکے دل نے خدا کیطرف سے کہی ہین تابع ہو جاتے ہین - اور اپنے سب کام اُسکے سپرد کر دیتے ہین -

دوسری جانب مین وہ لوگ ہین کہ جب وہ کسی ولی کو خلاف شرع کچھ کہتا یا کرتا دیکھتے ہین تو اسکو ولی ہونے سے خارج کر دیتے ہین اگرچہ وہ اس قول وفعل مین مجتہد ہو اور بھولے سے کیا ہو اور بیچ والے کام (جو بیچ والے قسم کے ہین) بہتر ہوتے ہین [illegible] سے معصوم سمجھا جاوے نہ ماثوم (یعنے گناہگار) جبکہ وہ مجتہد ہو - پس نہ تو اسکی ہر بات مین پیروی کرین اور نہ اسپر مجتہد ہونے کی حالت مین کفر یا فسق کا فتوی لگا دین اور خود اتباع آنحضرت صلعم کو واجب سمجھین -

صحیح بخاری ومسلم مین ثابت ہو چکا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے تمسے پہلے امتون مین ایسے لوگ ہوتے تھے جنسے خدا تعالے یا فرشتے باتین کرتے - اس امت مین ایسا کوئی ہوا تو از انجملہ عمر ہو گا - اور ترمذی وغیرہ نے آنحضرت سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا

انه قال لولم ابعث فيكم لبعث فيكم عمر

وفی حدیث اخر ان الله ضرب الحق

علی لسان عمر وقلبه وفيه لوكان بعدی

نبی لکان عمر وكان علی بن ابی طالب

رضی الله عنه يقول ماكنا نبعد

ان السكينة تنطق على لسان عمر

ثبت هذا عنه من رواية الشعبی

وقال ابن عمر ما كان عمر يقول لشئ

انی لا[illegible] كذا الا كان كما يقول

وعن قيس بن خارق كنا نتحدث

ان عمر ينطق على لسانه ملك

وكان عمر يقول اقربوا من افواه

المطيعين واسمعوا منهم ما يقولون

فانه تتجلى لهم امور صادقة وهذه

الامور الصادقة التی اخبر عمر بن

الخطاب انها تتجلى للمطيعين هی فی

الامور التی يكشفها الله لهم

فقد ثبت ان لاولياء الله مخاطبات

ومكاشفات

اگر مین تم مین نبی نہوتا تو عمر نبی ہوتا -

ایک اور حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالی نے

عمر کی زبان اور دل پر حق کو لگا رکھا ہے - اسمین

یہ بھی ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے ہم اس بات کو

بعید نہ سمجھتے کہ حضرت عمر کی زبان پر ایسی بات

جاری ہو جس سے دلوں کو طمانیت و یقین حاصل

ہو جاوے یہ بات حضرت علی علیہ السلام سے بروایت

شعبی ثابت ہے ابن عمر نے کہا ہے کہ حضرت عمر نے

[illegible]

کرتا ہون تو وہ ویسا ہی ہو جاتا

قیس سے روایت ہے کہ ہم آپسمین یہ کہا کرتے

کہ حضرت عمر کی زبان پر فرشتہ بول رہا ہے

حضرت کا اپنا قول ہے لوگو (اللہ کے) تابعداروں کے

مونہ سے قریب ہو اور جو وہ کہین سنو - اسلئے

کہ ان کو سچی باتین منکشف ہوتی ہین یہ آپ کا

قول ان باتون کی نسبت ہے جو اللہ تعالی انپر

کھولتا ہے

یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اولیا اللہ کے لئے

مکاشفات اور اللہ تعالے کے خطابات ہوا

کرتے ہین

وافضل ھولاء فی ھذہ الامۃ بعد ابی بکر ھو عمر بن الخطاب فان خیر ھذہ الامۃ بعد نبینا ھو ابو بکر ثم عمر	اس امت محمدیہ مین ان سب لوگون سے بعد صدیق اکبر کے حضرت عمر فاروق افضل ہین انکا افضل ہونا صدیق اکبر کے بعد اسلئے کہا کہ اس امت مین آنحضرت کے بعد صدیق اکبر افضل ہین انکے بعد عمر

مترجم کہتا ہی یہ ترتیب فضیلت مجمل طور پر اہلسنت کے نزدیک چلی آتی ہی - اور اسکا مستند اقوال صحابہ ہین جو کتب صحاح مین مروی ہین ابن عمر سے صحیح بخاری مین بصفحہ (۵۲۳) منقول ہے کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نفاضل بینھم اور حضرت علی مرتضی علیہ الصلوۃ والسلام سے صحیح بخاری مین بصفحہ ۵۱۸ مروی ہے عن محمد بن الحنفیہ قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو بکر قال قلت ثم من قال عمر وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین - ولیکن مین باوجودیکہ پکا سنی ہون اور شیعہ وغیرہ مخالفین اہل سنت کا ہمیشہ مخالف و معارض رہتا ہون اسکو عام مطلق طور پر صحیح نہین سمجھتا - اور اسکی تاویل فضیلت جزوی کے ساتھ واجب جانتا ہون اور اسکی مستندات سے (قول ابن عمر) کے معنے یہ صحیح سمجھتا ہون کہ خلافت وغیرہ امور ریاست و سیاست و تدبیر و مشاورت و امثال ذلک جو کبر سنی و تجربہ کاری سے علاقہ رکھتے ہین - یا مثل اسکی اور امور جزئیہ مین خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کو امیر المومنین علی مرتضی علیہ الصلوۃ والسلام پر ترجیح تھی - نہ یہ کہ جملہ امور فضائل علم و تقوے و شجاعت و دیانت و ولایت و قرابت سب مین انکو فضیلت تھی - مینے اپنے اس خیال پر شہادت علماء اہل سنت کو ٹٹولا تو امام **ابو سلیمان خطابی** کو جو اعاظم اہل سنت و اکابر حفاظ حدیث سے ہین اپنے خیال مین موافق پایا - حیث قال رحمہ اللہ

وجہہ انہ اراد بہ الشیوخ و ذوی الاسنان فہم الذین کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا حزبہ امر شاورہم وکان علیؓ رضی اللہ عنہ فی زمانہ صلی اللہ علیہ وسلم
حدیث السن و لم یرد ابن عمر الازراء بعلی رض ولا تاخیرہ عن الفضیلۃ بعد عثمان لان
فضلہ مشہور لا ینکرہ ابن عمر ولا غیرہ من الصحابۃ وقال غیرہ لابد من نحو ھذا التاویل
والا یلزم علیہ نقض کثیر من القواعد المقررۃ من عدم تقدم تتمۃ العشرۃ علی غیرہم و
اہل بدر و بیعۃ الرضوان و اصحاب الہجرتین و نحوہم - کذا قالہ الکرمانی الحنفی فی شرح
البخاری - وقال علی القاری فی المرقاۃ فی شرح حدیث ما طلعت الشمس علی رجل
خیر من عمر - ھو اما محمول علی ایام خلافتہ او بعد ابی بکر او المراد فی باب العدالۃ او فی
طریق السیاسۃ او نحو ذلک اور یہی تاویل قول مرتضی علیہ السلام کا محمل ہے اور وہ جناب کے
تواضع [illegible]
قائل ہوں تو اسکی وجہ یہ نہیں سمجھتا کہ حضرت علی مرتضی علیہ السلام انکے سامنے لائق خلافت
نہ تھے - اگر وہ خلیفہ اول ہوتے تو نیابت و خلافت کا کام نہ کر سکتے - نعوذ باللہ من ھذا
الظن السوء بجنابہ علیہ السلام - بلکہ اسکی وجہ یہ سمجھتا ہوں کہ نفس الامر میں تو ہر ایک
صاحب ان حضرات سے یہ لیاقت رکھتے ولیکن چونکہ حسب صوابدید و مشورہ اہل شوری صدیق
اکبر کا خلیفہ ہونا تجویز ہوا اور انکے استخلاف سے حضرت عمر کا اور مشورہ اصحاب ستہ سے
جنمیں حضرت مرتضی بھی داخل تھے حضرت عثمان کا خلیفہ ہونا قرار پایا تو ان حضرات کو حسب
اتفاق منصہ غیب سے ترجیح حاصل ہوئی - اور اگر بحسب اتفاق رائے اہل شوری خلافت
مرتضی ع کی تجویز ہوتی تو یہی ترجیح انکو حاصل تھی **غرض** یہ ترجیح خلافت اتفاقی ہے
جو اتفاق رائے ارباب شوری سے ناشی ہے - حضرت علی مرتضی کے عدم لیاقت سے
پیدا نہیں ہوئے اس تجویز فضیلت جزی و عدم تسلیم فضیلت کلی سے ہمکو کئی احادیث
مانع ہیں - جو بہتیری فضائل میں جناب مرتضی علیہ السلام کو خلفاء ثلثہ کا ہمسر و سہیم بتلاتے

ہین اور بعض مسائل مین (جو جناب ممدوح سے مخصوص ہین اور کسی صحابی مین متحقق نہین) انکو خلفاء ثلثہ بلکہ جملہ اصحاب پر ترجیح دیتے ہین - **ازانجملہ** چند احادیث اسمقام مین نقل کرتا ہون جنسے میرے خیال کی تائید ہو اور اہل سنت ومحبان عترت کے دلون مین اہل بیت نبوی کی محبت بڑھے - اور انکی آنکھونکو ٹھنڈک پہنچے اور اس رسالہ کو اس ذکر خیر کے انوار کی برکت نصیب ہو -

(۱) فعن سہل بن سعد رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لاعطین الرایة غدا رجلا یحبه الله ورسوله

سہل بن سعد سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے مرتضی کے حق مین خیبر کے دن فرمایا - مین کل اس شخص کو جھنڈا دونگا جسکو اللہ اور اسکا رسول دوست رکھتے ہین

(۲) وعن سعد بن ابی وقاص انه صلی الله علیه وسلم قال لعلی رضی الله عنه حین خلفه فی غزوہ تبوک انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی - رواهما الشیخان

سعد بن وقاص سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو جب غزوہ تبوک کے دن اپنے پیچھے خلیفہ مقرر کیا تو یہ فرمایا کہ تم میرے نسبت اس رتبہ مین ہو جو ہارون کو موسی کی نسبت تھا فرق اتنا ہے کہ میرے بعد نبی نہین ہی اسلیے تمکو نبی نہین کہا جاتا - ان دونو حدیثونکو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہی

(۳) وعن سعد بن ابی وقاص ان معاویة قال له مالك لا تسب ابا تراب فقال اما ذکرت ثلثا قالهن له رسول الله صلی الله علیه وسلم فلن اسبه

سعد سے روائت ہی کہ معاویہ بن ابی سفیان (عفا اللہ عنہ وغفر لہ ما صدر عنہ) نے آپکو کہا تم علی مرتضی کو گالیان کیون نہین دیتے - سعد نے جواب دیا تجھے وہ باتین یاد نہین جو آنحضرت نے انکے حق مین فرمائی ہین (وہ باتین سنکر) کبھی بھی انکو

فذکر قوله له یوم خیبر وما قاله حین
خلفه ثم ذکر الثالثة فقال لما نزلت
علیه هذه الآیة ندع ابناءنا
وابناءکم دعا رسول الله صلی الله
علیه وسلم علیا وفاطمة وحسنا وحسینا
فقال اللهم هؤلاء اهلی - رواه
مسلم والترمذی

(۴) وعن عائشة قالت خرج النبی صلی
الله علیه وسلم غداة وعلیه مرط مرحل
من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخله
ثم جاء الحسین فدخل معه ثم جاءت
فاطمة فادخلها ثم جاء علی فادخله
ثم قال انما یرید الله لیذهب عنکم
الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا
رواه مسلم

وللترمذی انه لما نزلت هذه الآیة
ادخلهم النبی صلی الله علیه وسلم فی
کساءه ثم قال اللهم هؤلاء اهل
بیتی فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا

گالیاں ندوں - پھر وہ قول آنحضرت کا جو خیبر کے
دن انکے حق میں فرمایا تھا اور وہ قول جو بوقت
خلیفہ کرنے کے کہا ہے ذکر کیا پھر تیسری بات
یہ ذکر کے کہ جب آنحضرت پر یہ آیت نازل ہوئی
ندع ابناءنا وابناءکم الخ تو آنحضرتؐ نے علی مرتضے
و فاطمہ و امام حسنؑ و امام حسینؑ کو بلایا اور کہا یا اللہ
میرے اہل یہ لوگ ہیں - اس حدیث کو مسلم و ترمذی نے
ذکر کیا

اور عائشہ سے روائت ہے کہ ایکدن آنحضرتؐ باہر
نکلے [illegible]
[illegible]
شتر کی سی نقش سیاہ بالوں کے تھے پھر امام حسنؑ
آئے تو آپ نے انکو اس کملی میں لے لیا پھر امام حسینؑ
آئے تو وہ بھی اُسمیں داخل ہوئے پھر خاتون جنت
آئیں تو انکو بھی داخل کرلیا پھر علی مرتضیٰ آئے
تو وہ بھی داخل ہوئے پھر آنحضرت نے یہ آئت
پڑھی کہ اللہ یہی چاہتا ہے کہ تمسے نجاست دور کرے
(اے میرے اہل بیت) اور تمکو پاک کرے اور
ترمذی کی روایت میں یوں ہے - کہ آنحضرت نے
انکو کملی میں لیکر کہا اے پروردگار یہ میرے اہل
بیت ہیں اُن سے پلیدی دور کر اور اُن کو
پاک کر -

(۵) وعن زید بن ارقم قال قام رسول الله صلی الله علیه وسلم یوما فینا خطیبا بماء یدعی خما بین مکة والمدینة فحمد الله واثنی علیه ووعظ وذکر ثم قال اما بعد الا ایها الناس انما انا بشر یوشك ان یاتینی رسول ربی فاجیب وانا تارك فیکم الثقلین اولهما کتاب الله فیه الهدی والنور فخذوا بکتاب الله واستمسکوا به فحث علی کتاب الله ورغب فیه ثم قال واهل بیتی اذکرکم الله فی اهل بیتی اذکرکم الله فی اهل بیتی [illegible]

وفی روایة الترمذی قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انا تارك فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی - احدهما اعظم من الاخر - کتاب الله حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما - وهذه الزیادة الاخیرة رواه احمد ایضا فی مسنده

(۶) وعن عمران بن حصین قال رسول الله

زید بن ارقم سے روایت ہی کہ آنحضرت ایکدن بمقام خم غدیر کھڑے ہوئے - اور خطبہ ارشاد کئے - پھر بعد حمد و ثنا کے کہا لوگو مین بھی بشر ہون قریب ہے کہ میرے پاس فرشتہ (پیغام موت لیکر) آوے اور مین اسکی اجابت کردن یعنے حاضر ہوجاؤن - اور مین تم مین دو بڑی بھاری چیزین چھوڑ جاتا ہون - اول کتاب اللہ ہی جسمین ہدائت اور نور ہے اسکو (خوب) پکڑو پھر اسپر لوگونکو رغبت دلائی پھر فرمایا (دوم) میرے اہل بیت ہین تمہین اپنی اہل بیت کی حقوق کی رعایت مین خدا کا نام یاد دلاتا ہون [illegible] مسلم نے روایت کیا ہے

اور ترمذی کی روائت مین اسطرح ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ مین تم لوگون مین وہ چیز چھوڑ جاتا ہون کہ اگر تم اسکو پکڑو تو کبھی گمراہ نہوگے - وہ ایک تو کتاب اللہ ہی جو دوسرے سے بڑی ہی اور وہ اللہ تعالی کی رسی ہے جو آسمان و زمین مین تنی ہی ہے (دوسری) میرے اہل بیت - یہ دونو جدا نہونگے یہانتک کہ دونو میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جاوین - اس لفظ اخیر کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہی -

عمران بن حصین سے روائت ہی کہ آنحضرت صلعم

صلی الله علیه وسلم ان علیا منی وانا منه وهو ولی کل مومن ومومنة بعدی رواه الترمذی

وروی الحاکم والنسائی نحوه

(۷) وعن علی رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اللهم ادر الحق معه حیث دار رواه الترمذی

(۸) وعنه رضی الله عنه ان النبی الامی عهد الی ان لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق رواه مسلم

(۹) وعن حبشی بن جنادة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی منی وانا من علی ولا یودی عنی الا انا او علی ۔

(۱۰) وعن ابن عمر قال آخی رسول الله صلی الله علیه وسلم بین اصحابه فجاء علی تدمع عیناه قال آخیت بین اصحابک ولم تواخ بینی وبین احد فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم انت اخی فی الدنیا والاخرة

نے فرمایا کہ علی مجھسے ہے اور مین اس سے اور وہ ہر مومن مرد اور عورت کا میرے بعد ولی ہی ۔ اسکو ترمذی وغیرہ نے روایت کیا

اور خود جناب مرتضے سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے انکے حق مین دعا کی کہ اسد حق کو ادہر ہی پہیر جدہر علی پہرے ۔ اسکو ترمذی نے روائت کیا ہے

اور آپ ہی سے یہ بھی روائت ہی کہ آنحضرت نے مجھے یہ وصیت کی ہی کہ بجز مومن مجھکو کوئی دوست نہ رکھیگا ۔ اور منافق کوئی مجھسے بغض نہ رکھیگا اسکو مسلم نے روایت کیا

حبشے سے روایت ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے اور یہ بات (یعنے کہ مین سورہ براءۃ کا سنانا اور مشرکین مکہ کے عہد مصالحہ کو اٹھانا) بجز میرے اور علی کے کوئی نہین کرسکتا ۔

ابن عمر سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے اصحاب مین سے ایک کو دوسرے کا بہائی بنایا تو حضرت علی روتے ہوئے آئی اور فرمانے لگے کہ آپ نے مجھے کسیکا بھائی نہ بنایا تو آپنے فرمایا کہ تو میرا بہائی ہی دنیا اور آخرت مین

(۱۱) عن انس بن مالک قال کان عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم طیر فقال اللھم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی ھذا الطیر فجاء علی فاکل معہ رواہ ھذہ الثلثۃ الترمذی

انس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم کے پاس ایک جانور (بریان) تھا آپنے دعا کی یا اللہ ایسے آدمی کو میرے ساتھ کھانیکو بھیج جو تمام مخلوقات سے تجھے پیارا ہو۔ پس حضرت علی آئے اور وہ جانور آنحضرت کے ساتھ تناول فرمائی ان تینو حدیثو نکو ترمذی نے روایت کیا ہے

(۱۲) وعن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت ولیی فی الدنیا والاخرۃ۔ رواہ الحاکم والنسائی فی حدیث طویل ذکرہ [illegible] ولی اللہ فی ازالۃ الخفاء

ابن عباس سے روائت ہے کہ آنحضرت نے حضرت مرتضی کو فرمایا تو میرا دنیا و آخرت مین ولی ہے۔ اسکو حاکم اور نسائی نے ایک حدیث طویل کے ضمن مین روائت کیا ہے جسکو شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفاء مین [illegible] ذکر کیا ہے

اس مضمون کی اور بہت احادیث ہین جنسے حضرت مرتضی کی خصوصیت مزیت یا مساواۃ بہ نسبت خلفاء ثلثہ ثابت ہے ان احادیث پر نظر رکھنے والا افضیلت کلی خلفاء ثلثہ کا کبھی قائل نہوگا۔ اور بجز تجویز فضیلت جزوی کچھ اس سے بن نہ پڑیگا یہ فضیلت جزوی فقط میری ہی تجویز و مستغرد بات نہین ہے مجھ سے پہلے بھی بعض اکابر اہل سنت سے صادر ہو چکی ہے۔ انکا نام مین تب بتاؤنگا۔ جب کسیکو اسپر معترض و منکر پاؤنگا۔ اس تجویز کا مان لینا اہل سنت پر تو واجب ہی ہے۔ اور اگر شیعہ انصاف سے غور کرین تو انکا بھی اسکے ماننے مین کچھ حرج نہین۔ مگر ہوای زمانہ و عادات اہل زمانہ کو ہم دیکھتے ہین تو کسی فریق سے تسلیم کی توقع نہین پاتے۔ ولیکن ہم کسیکی رد یا تسلیم کی پرواہ نہین رکھتے ایسے مضامین کے بیان سے اپنے خیال کا اظہار چاہتے ہین سو کر دیتے ہین

حاشیہ (جو صفحہ ۱۶۰ سے شروع ہوا تھا تمام ہوا اب عبارت فرقان کو پورا کیا جاتا ہے)

وقد ثبت فی الحدیث الصحیح تعیین عمر بانہ محدث فی ھذہ الامۃ

اور حدیث صحیح مین حضرت عمر کے محدث ہونیکی تعیین ثابت ہو چکی ہے پس اگر کوئی محدث یا خدا کیطرف سے

فای محدث ومخاطب فرض فی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم فعمر افضل منہ۔ ومع ھذا فکان عمر یفعل ماھو الواجب علیہ بعرض مایقع لہ علی ما جاء بہ الرسول فتارۃ یوافقہ فیکون ذلک من فضائل عمر کما نزل القرآن بموافقتہ غیر مرۃ ووافق ربہ غیر مرۃ وتارۃ یخالفہ فیرجع عمر من ذلک کما رجع یوم الحدیبیۃ لما کان رای المشرکین وقال فعملت لذلک اعمالا [illegible] فی البخاری وغیرہ

مخاطب اس امت مین فرض کیا جاویگا تو حضرت عمر اس سے افضل ہوگئے۔ باوجود اسکے حضرت عمر اپنے الہام کی نسبت جو کچھ واجب تھا عمل مین لاتے پھر کبھی انکا الہام موافق کتاب وسنت ہوتا۔ تو وہ فضائل عمر سے گنا جاتا۔ چنانچہ بہت دفعہ قرآن اسکے موافق اترا۔ اور کئی بار انکو اللہ تعالیٰ سے توافق حاصل ہوا۔ اور کبھی انکا الہام (یا خیال) مخالف قرآن ہوتا تو وہ اس سے رجوع کرتے۔ چنانچہ حدیبیہ کے دن جب مشرکین کے باب مین [illegible] رجوع فرمایا اور کہا ہینے اس مخالفت کے کفارہ مین کئی نیک عمل کئے۔ یہ حدیث* بخاری وغیرہ مین مشہور ہے

*

بخاری مین صفحہ ۳۸۰ حدیث ہی کہ ہجرت سے چھٹے سال آنحضرت بارادہ عمرہ مکہ کیطرف روانہ ہوئی۔ جب بمقام حدیبیہ پہنچے تو مشرکین مکہ عمرہ کرنے سے مانع ہوئی۔ بعد قیل وقال اس بات پر صلح ٹہیری کہ اس سال خالی واپس جاوین اور سال آئندہ عمرہ کرین۔ اور جو کوئی مشرکین سے مسلمان ہوکر آنحضرت کے پاس جاوی تو آنحضرت اسکو مشرکین کیطرف واپس کرین۔ اور جو مسلمان مرتد ہوکر مشرکین مین آملی۔ تو مشرکین اسکو واپس نکرین۔ اس مضمون مصالحت پر حضرت عمر کو بڑا جوش آیا اور انہون نے آنحضرت کو اس صلح سے منع کیا اور یہ کہا کیا ہم حق پر نہین اور ہمارے دشمن باطل پر کیا ہم ماری جاوین تو بہشت مین نہ جاوینگے اور ہمارے دشمن دوزخ مین۔ پہر ہم اپنے دین مین کیون ذلت اٹھاوین اور مشرکین کے آگے کیون دب جاوین۔ آخر جب آنحضرت صلعم نے سمجھایا کہ مین اللہ کا رسول ہون۔ اور جو کرتا ہون اسکی مرضی سے کرتا ہون۔ ایسا ہی صدیق اکبر نے کہا تو حضرت عمر اس اعتراض واصرار سے باز آئے اور تائب ہوئے۔ اور اس معترضانہ گفتگو کی کفارہ مین کئی نیک عمل کئے حاشیہ

وكذلك لما مات النبي صلى الله
عليه وسلم والصحابة وسائر الكرموته و لا
حتى قال ابو بكر انه مات فرجع عمر عن
ذلك

وكذلك في قتال مانعي الزكوة قال عمر
لابي بكر رضي الله عنه كيف تقاتل الناس وقد
قال رسول الله صلى الله عليه واله واصحابه وسلم
امرت ان اقاتل الناس حتى يشهدوا
ان لا اله الا الله واني رسول الله
[illegible] تقدم ابي بكر
على عمر مع ان عمر محدث فان مرتبة
الصديق فوق مرتبة المحدث لان
الصديق يتلقى عن الرسول المعصوم
كل ما يقوله ويفعله - والمحدث
ياخذ عن قلبه اشياء وقلبه ليس
بمعصوم فيحتاج ان يعرضه على ما جاء
به النبي المعصوم ولهذا كان
عمر يشاور الصحابة ويناظرهم ويرجع
اليهم في بعض الامور

دنيا زعونة في اشياء فيحتج عليهم و

ایسا ہی جب آنحضرت نے وفات پائی تو اُنہون نے
اس سے انکار کیا (اور اسکو مشکل سمجھ لیا) یہانتک
کہ حضرت ابوبکر نے آپکا فوت ہونا قرآن سے ثابت
کر دکھایا - تو حضرت عمر نے اپنے انکار سے رجوع فرمایا
ایسا ہی زکوۃ نہ دینے والون سے لڑنے کے باب مین وہ
حضرت ابوبکر رض پر معترض ہوئے اور بولے کہ تو لوگون کو
کیون مارتا ہے جسحالت مین آنحضرت صلعم نے صاف
فرمایا ہے کہ مین لوگون سے اسوقت لڑنیکا مامور ہون
کہ وہ اللہ کی وحدانیت اور میری رسالت کی مقر ہون
[illegible] مقدم
ہونا ثابت ہوتا ہے - انکے مقدم ہونیکی یہ بھی وجہ
ہے کہ حضرت عمر محدث تھے اور ابوبکر صدیق تھے -
اور صدیق کا رتبہ محدث کے رتبہ سے بڑھکر ہوتا ہے
اسلئے کہ صدیق رسول معصوم کے قول و فعل سے
علم لیتا ہے - اور محدث اپنے دل سے جو معصوم
نہین ہوتا - اسلئے وہ اسکو آنحضرت کے قول
و فعل پر عرض کرنیکا محتاج ہوتا ہے - اسیواسطے عمر
فاروق اور اصحاب سے مشاورہ و مناظرہ کرلیا کرتے
اور بعض کامون مین انکی بات کیطرف رجوع
کرتے -

اور وہ لوگ کئی باتون مین اُن سے جھگڑتے

یحتجون علیہ بالکتاب والسنۃ ویقرھم
علی منازعتہ ولا یقول لھم انی محدث
ملھم مخاطب فینبغی لکم ان
تقبلوا منی ولا تعارضون

پس وہ اُن لوگونپر دلائل قائم کرتے - لوگ انپر
کتاب اللہ و سنت سے دلائل قائم کرتے - اور وہ
اُنکے جھگڑنے و دلائل پیش کرنیکو جائز رکھتے - اور
یہ کہتے کہ مین محدث و ملہم ہون میری بات کو مان لو
اور مجھ سے جھگڑا مت کرو

مترجم کہتا ہے مینے انکی مواخذات و معارضات کو ضمیمہ اخبار سفیر ہند نمبر دوازدہم مطبوعہ اپریل
مین مفصل بیان کردیا ہے طالب شائق اس پرچہ کیطرف رجعت فرماوین - اور اگر آپ سے پہلے نمبرون کو
جنمین مخفیات صحابہ مذکور ہین مطالعہ مین لاوین تو اور بھی حظ پاوین ۱۲

حاشیہ

فای من ادعی او ادعی لہ اصحابہ انہ
[illegible] اللہ وانہ مخاطب و[illegible]
ان یقبلوا کل ما یقولہ ولا یعارضوہ
ویسلموا لہ حالہ من غیر اعتبار بالکتب
والسنۃ فھو وھم مخطئون - ومثل
ھولاء من اضل الناس

پس جو کوئی مدعی ہو یا اسکی صحبتی دعوے کرین
کہ فلان شخص ولی [illegible] ہے اور وہ [illegible]
مخاطب ہوا کرتا ہے - اور اور اُسکے تابعدارون
کو اسکی سب باتونکا قبول کرنا اور اُسکا مقابلہ
نکرنا اور کتاب اللہ و سنت پر پیش کرنیکے سوائے
اسکو مان لینا واجب ہے وہ ولی (اسبات کا مدعی)
اور اسکے مرید و صحبتی سب خطا پر ہین - اور یہ
لوگ سب لوگون سے بڑھکر گمراہ ہین

وھذا الذی ذکرتہ ھو ما اتفق
علیہ اولیاء اللہ ومن خالف فی ھذا
فلیس من اولیاء اللہ الذین امر اللہ
باتباعھم بل اما ان یکون کافرا واما ان یکون
مفرطا فی الجھل -

یہ جو مینے ذکر کیا ہے یہ ایسا امر ہے جسپر سب اولیا اللہ
متفق ہین - اور جو اسکا مخالف ہے وہ اللہ کا ولی
نہین جنکی اتباع کا خدانے حکم دیا ہے - بلکہ کیا
تو وہ کافر ہے اور کیا حد سے بڑھکر
جاہل -

وهذا الذي في كلام المشائخ كقول الشيخ ابي سليمان الداراني انه ليقع في قلبي النكتة من نكت القوم فلا اقبلها الا بشاهدين الكتاب والسنة

وقال ابو القاسم الجنيد علمنا هذا مقيد بالكتاب والسنة فمن لم يقرء القرآن ولم يكتب الحديث لا يصلح له ان يتكلم في علمنا ولا يقتدى به۔

وقال ابو عثمان النيسابوري من امّر السنة على نفسه قولا وفعلا نطق بالحكمة ومن امّر الهوى على نفسه قولا وفعلا نطق بالبدعة لان الله تعالى يقول وان تطيعوه تهتدوا وقال عمر بن جنيد كل وجد لا يشهد له الكتاب والسنة فهو باطل الى ان قال لا طريق الى الله لاحد من الخلق الا بمتابعة ظاهرا وباطنا حتى لو ادرك موسى وعيسى وغيرهم من الانبياء لوجب عليهم

یہ جو ہمنے کہا ہے بھی بہتیرے مشائخ کا قول ہے ۔ چنانچہ شیخ ابو سلمان دارانی کا قول ہے کہ میرے دل پر قوم (اولیار) کی کوئی باریک بات آتی ہے تو مین اسکو بدون شہادتہ کتاب وسنت قبول نہین کرتا۔

امام ابو القاسم جنید (بغدادی) نے کہا ہے یہ ہمارا علم (اسرار) کتاب اللہ اور سنت کا پابند ہی پس جو قرآن نہ پڑھے اور حدیث جمع نکرے اُسکو لائق نہین کہ ہمارے علم مین کچھ بولے یا اُسکی پیروی کرے

اور ابو عثمان نیشاپوری نے فرمایا ہے جو کوئی سنت کو اپنی قول وفعل پر جاری کریگا وہ حکمت کی بات کہیگا ۔ اور جس نے اپنی قول وفعل پر ہوائے نفس کو چلایا وہ بدعت کی بات بولا ۔ اسلئے کہ خدا تعالے نے فرمایا ہے کہ اگر تم رسول کی اطاعت کروگے تو راہ پاؤ گے اور عمر بن جنید نے کہا ہی جس وجد پر کتاب اللہ وسنت کی گواہی نہو وہ باطل ہے ۔ یہانتک کہ شیخ ابن تیمیہ نے کہا خدا کیطرف سے بجز ظاہر باطن متابعت آنحضرت صلعم کے کوئی راستہ نہین یہانتک کہ اگر موسی وعیسے وغیرہ انبیار آنحضرت کو پاتے تو انپر آنحضرت کا اتباع

کما قال تعالیٰ واذا اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول اللہ مصدق الی قولہ فاولئک ھم الفاسقون

قال ابن عباس ما بعث اللہ نبیا الا اخذ علیہ المیثاق لئن بعث محمد وھو حی لیومنن بہ ولینصرنہ۔ انتہی مختصرا

واجب تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبیون سے عہد لیا کہ مین جو تمکو کتاب وحکمت دون پھر تمہارے پاس رسول آوے تو اسکو مان لینا اور اُسکی مدد کرنا

ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر مین کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہین بھیجا جس سے یہ عہد نہ لیا ہو کہ اگر تمہاری زندگی مین محمد نبی ہو تو تم اُسپر ایمان لانا اور اُسکی مدد کرنا۔ کلام شیخ باختصار تمام ہوا

بالجملہ ان احادیث وآثار واقوال علماء اخیار واصحاب کبار وصوفیاء ابرار سے ثابت ہوتا ہے کہ الہام [illegible] ولایت [illegible] نبوت نہین [illegible] اور کوئی ولی ہمکو اپنے الہام سے وہ باتین نہین بتا سکتا جو آنحضرت بتا گئے ہین اور یہان وہ مثل بھول دکھانیکی صادق نہین آتی جسکو آپ یہان لگاتے ہین - وہ بات سوائے دہن مبارک جناب کسی مونہہ سے نہین نکلے اور کسی حدیث یا اثر سے اسکی تصدیق نہین ہوتے نہ حدیث موضوع متمسک جناب اسکی مصدق ہے نہ اور احادیث وآثار مثبتہ الہام اولیاء اسپر شاہد اور اُس سے جیسا خصوصیت نبوت محمدیہ کا ابطال ہوتا ہے اور خصوصیت فرائض نبوت کا خاتم المرسلین سے ارتفاع لازم آتا ہے وہ شروع تقریر دلیل سیوم مین بیان ہو چکا ہے اس تقریر سے دلیل سوم کا اختتام ہوا اور اُسکے ختم ہونیسے دلائل ثلثہ اس دعوے کا (کہ مضمون کانشنس جناب مبطل نبوت ہے نہ مثبت اجو نمبر چہارم صفحہ ۱۱۶ سے شروع ہے) اتمام ہوا - اور اُسکے تمام ہونیسے ہماری بحث وکلام کا جو ہمکو اس مضمون کی نسبت ہے خاتمہ ہوا - اب ہم اپنی اس کلام کا جو نوے [۹۰] صفحہ مین مفصل ہوا ہے ایک دو صفحہ مین خلاصہ کرتے ہین اور اپنے مخاطبین وبقیہ ناظرین کو اسمین غور کرنے اور رائے لگانے کا

سہل راستہ نکالدیتے ہین -

فذلکۃ الکلام و خلاصۃ المرام

اس خلاصہ کے بیان کا اصلی باعث یہ ہے کہ بعضے لوگ ہمارے مفصل کلام کا مطلب نہین سمجھے اور بعض اخبارات مین یہ بات شایع کیٔ ہین کہ ہم باوجودیکہ بڑے بڑے پرزور اور نازک فاضلانہ مضامین مولوی مہدی علی صاحب و مولوی چراغ علی صاحب و سید احمد خانصاحب کو بخوبی سمجھ لیتے ہین - اس کلام کا مطلب نہین سمجھے - اور یہ بھی تحریر فرمائی ہین کہ سید احمد خانصاحب بھی تو کانشنس کو ہادی نہین جانتے - اور یہی صاحب اشاعۃ السنۃ خیال رکھتے ہین - تو پھر اس کلام کا مضمون کانشنس کا رد و نقیض ہونا کیونکر متصور ہے

اسکا **جواب** حضار مجلس نے جنہین وہ مضمون [illegible] سمجھا گیا ہے تو وہ یا تو انکا اصل مطلب [illegible] نہ سمجھنے کا اظہار اپنی کم علمی یا نافہمی کا اشتہار ہے اس صورت مین مناسب ہے کہ علوم دینی پڑھو یا کسی پڑھے ہوئے سے اس کلام کا مطلب پڑھ اور سمجھ لو - ولیکن اس جواب مین ایک طرح کی درشتی و علیحدگی پائی جاتی ہے - اور ہمکو اپنے مذہبی یا دینی بھائیونکا نرمی سے اپنے ساتھ ملانا منظور ہے اور اس بیت کا امتثال مد نظر ہے

تو برائے وصل کردن آمدی + نے برائے فصل کردن آمدی + اسلئے

ہم اُنکے جواب مین وہ بات نہین کہتے بلکہ [illegible] کلام کا خلاصہ بیان کر دیتے اور اسمین اپنی مخاطبین و عامہ ناظرین کو بھی کلام کرنے اور راے لگانے کی سہل راہ نکالدیتے ہین - وباللہ التوفیق - خلاصہ مقاصد اس کلام کا چند امور ہین جو بدفعات ذیل پیش ہوتے ہین -

(۱) سید احمد خانصاحب نے پہلے کانشنس (یعنی عقل و تمیز) کو بدون رہنمائی ہادی (پیغمبر) کے بے اعتبار بنایا اور اسکے صداقت کا مدار موافقت تعلیمات ہادی

(پیغمبر) کو ٹھیرایا - پھر اس ہادی کی تعلیمات کو بدون شہادت عقل بے اعتبار بنایا اور انکی صداقت کا مدار و معیار اسی عقل کی توافق کو ٹھیرایا - یہ بات پہلی بات کے مخالف ہے ومع ذلک غلط

(۲) ہر چند بحسب ظاہر آپ نے مجرد عقل کو مدار و معیار صداقت تعلیمات نہین ٹھیرایا - بلکہ ساتھ اسکے قانون قدرت کو بھی لگا دیا ہے ولیکن چونکہ قانون قدرت علاوہ از قرار داد عقل کوئی چیز نہین اسلیے [illegible] قانون قدرت کا ساتھہ ملانا کان لم یکن اور اسکو مدار ٹھیرانا بعینہ عقل کو مدار ٹھیرانا ہوا

(۳) نقل اختلاف حکماء نظام عالم و قانون قدرت مین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قانون قدرت ایسا مشخص و مقرر نہین جسمین مداخلت عقل کی گنجائش نہین

(۴) آپکا یہ دعوے کہ بدون رہنمائے پیغمبر مجرد ملاحظہ قانون قدرت بھی اخلاق صحیحہ کا دریافت کرنا ممکن ہی اور حکماء کو یہ امر حاصل تھا **دوسری غلطی** ہے اور اسمین اس پہلی بات کی رد کہ عقل بدون رہنمای ہادی کے بے اعتبار ہے) مخالفت اور کسی حکیم کا بدون استعانت تعلیمات انبیاء کے کسی اصل صحیح پر مطلع ہونا مسلم نہین -

(۵) نقل مخالفت حکماء امہات اصول انبیاء ہے جو ہماری سند منع کی تقویت و تائید کرتی ہے

(۶) دعوی مندرجہ دفعہ چہارم پر آپکا اس دلیل کو پیش کرنا کہ انسان عقل کے بسبب مکلف ہوا ہی [illegible] جب وہ مکلف ہوا ہی وہ بدون تعلیم نبوی کے اسکی عقل مین آ جاوے **تیسری غلطی** جناب ہی اور مصادرہ علی المطلوب یعنے عین دعوی کو دلیل ٹھیرانا - اور عقل کے سبب سے مکلف ہونیکے یہ معنی نہین جو آپ سمجھ بیٹھے ہین

(۷) ہمارے اس خیال پر کہ مضمون جناب مبطل نبوت ہی نہ مثبت **پہلی دلیل** جسکا خلاصہ یہ ہی کہ آپنے حکماء کو بعثت انبیاء سے مستغنے کر دیا ہے

(۸) اس خیال پر **دلیل دوم** جسکا محصل

× یہ امر کہ قانون قدرت ہمارا خیال ہی جسکو نیچریون کی قانون قدرت سمجھ رکھا ہی نہ قدرت الہی کی سنت جو مشاہد و محسوس ہی اسمین اسمین فرق بعض حصہ دوم رسالہ کے ہوگا ۱۲

یہ ہے کہ آپنے تسلیم و تصدیق نبوت کا ایسا رستہ نکالا ہے جس سے اولًا تصدیق و تسلیم تک وصول نہو اور اگر وصول ہو بھی جاوے تو اُسپر ثبات نہو

(۹) اس دلیل پر آپ اور آپکے فلاسفہ اسلاف کے قول و فعل سے شہادت کہ آپ لوگ مسلمان کہلاتے ہین - پھر اصول و فروع اسلام کو جو آپ کی عقل مین نہ آوین نہین مانتے - جیسے حشر و نشر جسمانی و عذاب و ثواب جسے و جسدانی - تھوڑی سی شراب کا پی لینا یا تھوڑے [illegible] کا [illegible] لینا [illegible]

(۱۰) امام غزالی سے اسپر شہادت اور اپکے ہم خیالون اور آپکے اسلاف فلاسفہ کی تکفیر - اور اسبات کا اظہار کہ امام غزالی آپ لوگونکے ہم مشرب و ہم خیال نہین

(۱۱) اس خیال پر **دلیل سوم** جسکا ملخص یہ ہے کہ آپنے ختم رسالت کے ایسے تحریف یا تفسیر کی ہے جسمین خصوصیت نبوت محمدیہ اس امت کے لئے باطل ہوتی ہے اور آپ جیسون کو دعوی نبوت کی گنجائش نکلتی ہے یا یون کہو کہ آپ جیسونکو تشریع احکام و اداے فرائض نبوت کی اجازت نکلتی ہے -

(۱۲) اس اجازت پر جو آپنے نقلی دلیل پیش کی ہے اسکا نقل سے جواب اور حدیث و آثار و اقوال سے اس اجازت کا ابطال یہ خلاصہ مقاصد کلام ہے - اسمین اگر ہمارے مخاطب عالیجناب یا انکی حوارین و احباب یا عامہ ناظرین اولے الالباب کچھ کلام کرنا یا راے لگانا چاہین وہ ہر ایک امر کی جوابدہی کے تکلیف نہ اٹھاوین بلکہ از انجملہ چار امور منصوص دلیل یا چارون [illegible] ایک امر کا اثبات کر دکھاوین اور اس ترخیص و تخفیف تصدیع کی صلہ مین ہمارا احسان مناوین اور شکریہ ادا کرین

(۱) قانون قدرت ایسا مشخص و مقرر ہے جسمین عقل کا دخل نہین اور اسکی وہ ہو کہ دہی کے اسمین گنجائش نہین

(۲) نظام عالم مین کافہ خلائق یا خاصکر حکمار کا اتفاق ہے وہ اختلاف جو ہمنے نقل کیا ہے واقعی نہین ہے

(۳) دنیا مین ایسا کوئی ایک شخص ہوگذرا ہے یا اس زمانہ مین موجود ہے یا آئندہ تا قیامت

اسکے وجود کی امید ہی جو بدون استعانت
تعلیمات نبویہ کے مجرد ملاحظہ قانون قدرت
سے اخلاق صحیحہ پر مطلع ہو

(۴) آپ لوگ یا آپکے ائمہ و اسلاف فلاسفہ
حشر و نشر و دوزخ و بہشت کے نعیم و آلام جسمانی
یا اسکے مثل اور چیزونکو جو عقل مین نہ آوین
بتقلید انبیاء مانتے ہین - یا خدا و رسول
بھی آپکی طرح صریح و صاف طور پر (جسمین
آپکی تحریف و تصرف کا دخل نہو) ان امور
سے منکر ہین

بلکہ ان امور چہارگانہ سے اگر ایک امر کا بھی
فیصلہ ہو جاوے تو ہماری آپکی نزاع اس
مسئلہ مین اختتام پاوے اگر آپنے کسی امر
کا اثبات کیا تو میدان آپکے ہاتھ آیا - ورنہ
حق ہمارے ساتھ رہا -

ان سب امور دوازدہ گانہ کی تفصیل سے
ہمارا مقصود یہ ہے کہ آپکے مفاسد خیالات
و فواحش اغلاط کی تفصیل تمام لوگونکو معلوم
ہو اور جو آپکو بڑا دقیقہ رس و حقیقت شناس
سمجھتے ہین انکو اپنے خیال کی غلطی ثابت ہو
اور یہ بھی ظاہر ہو کہ جن باتونکو لوگ آپکی

اجتہادیات و عندیات سے سمجھتے ہین وہ
آپکے علم و فہم کے نتائج سے نہین ہین -
بلکہ وہ پرانے فلاسفہ کی کفریات یا بدعات
سے ہین - جنمین انکا اور آپکا اہل ادیان
سماویہ سے کوئی امام نہین ہی

اور بڑا مقصود ہمارا اس قسم کی تفاصیل سے
یہ ہوا کرتا ہے کہ لوگونکو مسائل دین کے دلائل
پر اطلاع ہو اور مختلف فیہ امور سے امر حق
کا علم حاصل ہو - یہی وجہ ہی کہ بلا ضرورت
[illegible]
مسائل دین ادنے تعلق کے لحاظ سے بسط
سے بحث کرتے ہین اور اسکے دلائل و متعلقات
کو تفصیل سے قلم مین لاتے ہین ایسی
تفصیل کو سخن ناشناس اجنبی سمجھتے ہین اور
جو ہمسے سوء ظنی رکھتے ہین وہ اسکو دفع الوقتے
پر حمل کرتے ہین اور درحقیقت دونو فریق
ہمارے مقصود پر مطلع نہین -

---

(۱۸۱)

(حصّہ دوم)

خدا کا نیچر اور ہی اور جناب سید احمد خانصاحب بہادر سی ایس ای کا نیچر اور

وہم واشتباہ ہمیشہ انسان کو خطا مین ڈالتا ہی
وہ انیچر وہم یا اشتباہ+ سی لفظ کے اصلی معنی
چھوڑکر اسکو اجنبی معنون مین مستعمل سمجھتا ہے
اسمین وہ ڈبل غلطی یہ کرتا ہی کہ ٹھیٹ محاورہ
اہل لسان کو جنمین وہ لفظ بولا گیا ہی۔ لحاظ
نہین کرتا۔ اور اس سے وہ معنی مراد سمجھتا
ہی جو اہل لسان کے خواب و خیال مین بہی نہین آئے
ان سے پچھلے لوگون+ اپنی اصطلاح مین مقرر
کئی ہین اور کبھی وہ اس غلطی مین ایسا تیز قدم
ہو چلتا ہے کہ لغت قدیم و اصطلاح حادث

دونو کو طاق مین کہدیتا ہی اور دونون سے
مغائر معنے مراد سمجھ لیتا ہے
اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی لفظ صلوة یا حج
کے معنے وہ نہ سمجھے جو آنحضرت کے قول
وفعل سے ثابت ہین اور اسلام مین مروج
بلکہ معنے نماز مین وہ یہ کہی جو کسی بیباک نے
کہا ہے ؎ صلوة عاشقان ترک وجود است
اور بیان معنی حج مین یہ شعر پیش کرے ؎
دل بدست آور کہ حج اکبر است ۔ از ہزاران کعبہ یکدل بہتر است
یا یہ کہی کہ حج کے معنے تو وہی مسلم ہین جو

+ جناب سید احمد خانصاحب نے پرچہ تہذیب الاخلاق نمبر ۲ جلد ۶ مطبوعہ ۵ محرم ۹۲ھ مین کہا ہی "مشکل یہ ہی کہ الفاظ کے عام مشہور معنی آدمی کے دل کو شبہ مین ڈالدیتی ہین۔ اسکو خیال نہین رہتا کہ وہ عام لفظ اس خاص مقام پر کس مراد سے بولا گیا ہی" ۱۲

+ جناب سید احمد خانصاحب نے تہذیب نمبر ۴ جلد ۵ مین فرمایا ہی "الفاظ قرآن مجید کے وہی معنے لینگے جو ان پڑھ عرب انکے معنی حقیقی یا مجازی موافق اپنی بول چال سمجھتے تھے نہ وہ معنی جو کسی علم کے عالمون نے بموجب اپنی اصطلاح کی قرار دئی ہین"

ایسا ہی حافظ ابن قیم نے اعلام الموقعین مین کہا ہے۔ واقبح غلطا من حمل لفظ لا ینبغی فی کلام اللہ و رسولہ علی المعنی الاصطلاحی الحادث وقد اطرد فی کلام اللہ و رسولہ استعمال لا ینبغی فی المحظور شرعا وقدرا وفی المستحیل الممتنع کقولہ تعالے وما ینبغی للرحمن ان یتخذ ولدا الخ ۱۲

جو مسلمانون مین مروج ہین یہ اس گہر سے
جسکا حج فرض ہے وہ گھر مراد نہین ہے
جو مکہ مین ہے - وہ گھر کوئی اور ہی جو لنڈن
یا کیمبرج مین ہے جہانکا حج آجکل مہذب
حج کعبہ سے بڑہکر سمجھتے+ ہین اور وہان جاتے
یا وہان سے واپس آتے بھی اس مقدس گھر
سے گذر نہین کرتے -

محققین اہل اسلام جنکو آپ بھی مانتے ہین ایسے
معنی مراد لینے کو تحریف کہتے ہین اور اُس کے
مرتکب کو منکر لفظ و محرف قرار+ دیتے
ہین - گو وہ بزعم خود متمسک لفظ کہلاوے
اور اپنی اس تحریف کا تاویل نام رکھے -
اس قسم کے وہمی تاویلون نے بہت لوگون
کو فطرت اللہ سے (جس سے مراد خدا کا دین ہے)

+ جب جناب سید احمد خانصاحب بہادر سفر انگلنڈ سے سالماً و غانماً واپس تشریف لائے تو انکے بعض معتقدین کے پاس جو لاہور مین ہین ہمارے بعض احباب کی ملاقات ہوئی کہ سید صاحب نے لندن مین اتنی سال بسر کئے آتی جاتی ہوئی حج کر آئے وہ جواب بولے کہ سید صاحب حج سے بڑھکر کام کر کے آئے ہین **حاشیہ**

+ قال الغزالی فی کتاب التفرقة بین الاسلام والزندقة [illegible] التکذیب [illegible] رسول اللہ [illegible] فی
الفروع فلو قال قائل البیت الذی بمکہ لیس ہو الکعبة التی امر اللہ بحجہا - اذ ثبت تواترا عن رسول اللہ
خلافہ فلو انکر شہادة الرسول لذلک البیت انہ الکعبة لم ینفعہ انکارہ بل یعلم قطعا انہ معاند الا ان یکون
قریب عہد بالاسلام - وقال فی الاقتصاد فی الاعتقاد الباب الرابع فی بیان من یجب تکفیرہ من الفرق
الی ان ذکر فرقا اربعة مر ذکر ثلثة منہا فی الصحیفة السابقة ثم قال الرتبة الخامسة من ترک التکذیب
الصریح ولکن ینکر اصلا من اصول الشرعیات المعلومة بالتواتر عن رسول اللہ صلعم ویقول لست اعلم
ثبوت ذلک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کقول القائل الصلوة الخمسة غیر واجبة فاذا قرء
علیہ القرآن و الاخبار قال لست اعلم صدور ہذا عن رسول اللہ صلعم فلعلہ غلط و تحریف
وکمن یقول انا معترف بوجوب الحج ولکن لا ادری این مکة واین الکعبة ولا ادری این البلد الذی
یستقبلہ الناس و یحجونہ ہل ہی البلدة التی حجہا رسول اللہ صلعم ووصفہا القرآن و ایضا
ہذا ینبغی ان یحکم بکفرہ لانہ مکذب لکنہ محترز عن التصریح والا فالمتواترات
یشترک فی درکہا العوام والخواص **حاشیہ**

شرک کیا ہے اور جو خواص انہین انکو فطرت سے بنا دکھایا
اس امر کو مصنف الرسائل مین ایک ... مخاطب ...
مین ... قرآن کے ... کرکے اسمین ... بیان ...
ہے ... اکثر آیات قرآن کی ویسی ہی الٹی پلٹی
سمجھی جو آجتک اہل اسلام کے خیالمین نہین آئی بیان کرتے
ہین اسکی ایک مثال لفظ فطرت یا فاطر یا فطر ہے جو قرآن مین
کئی جگہ واقع ہین

ان الفاظ کو انہی اپنی طبعزاد یا کسی اپنے درخانہ ساز نیچر کے معنو مین
سمجھا ہے اور اسکے ثبوت مین ایک طولانی مضمون ... سے
بھرا ہوا تہذیب الاخلاق ۱۲۹۶ ہجری کے پہلے پرچہ مین شایع کیا ہے

از انجملہ یہ مواضع ہین

قل اغیر الله اتخذ ولیا فاطر السموات والارض	انعام ع ۲
انی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض	انعام ع ۹
فاطر السموات والارض انت ولیی فی الدنیا والاخرة	یوسف ع ۱۱
قالت رسلهم افی الله شک فاطر السموات والارض	ابراهیم ع ۲
قال بل ربکم رب السموات والارض الذی فطرهن	انبیاء ع ۵
فطرة الله التی فطر الناس علیها	روم ع ۴
الحمد لله فاطر السموات والارض	ملئکه ع ۱
قل اللهم فاطر السموات والارض	زمر ع ۵
ومالی لا اعبد الذی فطرنی	یس ع ۲
الا الذی فطرنی فانه سیهدین	زخرف ع ۳

اسکا خلاصہ جسقدر امور مین فہمات ذیل پیش ہوتے ہین

(۱) خدا تعالیٰ نے آیت فطرة الله التی فطر الناس علیها مین نیچر کو اپنا دین بتایا ہے

(۲) موسیٰ نے (علیہ السلام) رب ارنی کا سوال کیا تو اسکو بھی پہاڑ پر (جو نیچر کا ایک نمونہ تھا) نظر کرنیکا حکم ہوا

(۳) خدا خود بھی اپنے آپ کو کچھ بتا نہین سکا اور بتلایا تو نیچر بولا کہ جسنے زمین کو تمھارے لئے بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی برسایا جس سے تمہارے لئے طرح طرح کے میوونکو اگایا وہی خدا ہے"

یہ بعینہ الفاظ جناب ہین جو بعض آیات قرآن کا ترجمہ ہے ... تعالیٰ کی مخلوقات کا بیان ہے اصل آیات عنقریب بضمن ایک حاشیہ کی قلم مین آوینگی انشاء الله تعالیٰ

(۴) موسیٰ نے (علیہ السلام) فرعون کے سامنے وجود خدا کو ثابت کیا تو اسی نیچر کو پیش کیا ۔ اور بولا کہ خدا وہ ہے جو آسمان و زمین کا اور جو اسمین ہے اسکا رب ہے

(۵) جو پیغمبر آیا اسنے لوگونکو نیچر کا رستہ بتایا

(۶) ابراہیم نے (صلی الله علیہ وسلم) خدا کو پہچانا تو اسی نیچر سے پہچانا یعنی ستارونکو دو بڑے دیکھکر یقین کر لیا کہ میرا خدا وہ ہے جسنے ان سب کو بنایا

(۷) امور مستعد سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ہم نیچری ہمارے باپ دادا نیچری

موسی نیچری۔ ابراہیم نیچری۔ ساری انبیا نیچری یہانتک کہ خدا خود نیچری ہے۔ وہ نہ ہندو ہے نہ عرفی مسلمان نہ مقلد نہ لامذہب نہ یہودی نہ عیسائی وہ تو چھٹا ہوا نیچری ہی

تعالی اللہ عما یقولون علوا کبیرا

اسمضمون مغالطات مشحون مین آپنے وہی کلام کیا ہی اور لفظ فطرت وغیرہ کے سمجھنے اور اسکے معنی بیان کرنے مین اسی وہم کو دخل دیا ہی جو معنی اس لفظ کے قدیما وحدیثا محاورہ عرب مین چلے آتی ہین انکو تو آپنے بالائی طاق رکھدیا ہی۔ اور جو معنی آپکے وہم و خیال مین آئے [illegible] عرب مین پیدائش یا نئے سرے سے پیدا کرنیکے معنو مین مستعمل ہوا… جسکو دوسری آیات† مین بلفظ خلق و ابداع وغیرہ کی تعبیر کیا ہی

اسی معنی کو خدا تعالے نے اسکو استعمال فرمایا ہی اسی معنی سے اسکی سورتون نے یہی معنی اصحاب رسول اللہ نے سمجھے ہین یہی ان سے پہلے مفسرین نے یہ محاورات و الفاظ آیات (فطر السموات و فطرہن فطر فی فطر الناس) سے صاف ظاہر ہو رہا ہی مع ذلک اقوال بعض صحابہ و مفسرین کو بھی اسکی تائید و شہادت مین ذکر کیا جاتا ہی

اخرج ابو عبید فی الفضائل من طریق مجاهد عن ابن عباس قال کنت لا ادری ما فاطر السموات [illegible] یختصمان فی بئر فقال احدهما انا فطرتها یقول انا ابتدأتها ذکره السیوطی فی تفسیر الاتقان والبیضاوی فی تفسیره وابن طاهر فی مجمع البحار وقد فسر فی تفسیر البیضاوی والمعالم والجلالین وفتح البیان وغیرها قوله تعالی فاطر السموات والارض بلفظ خالقهما ومبدعهما ومبدیهما

ابو عبید نے ابن عباس سے (جنکو ترجمان قرآن کہتے ہین) روایت کیا ہی کہ ابن عباس نے فرمایا کہ مین فاطر السموات کے معنے نہ جانتا تھا یہانتک کہ دو اعرابی ایک [illegible] اُنمین سے ایک نے کہا انا فطرتہا (یعنے اسکو مین نے بنایا اور نیا نکالا ہے) اسکے اس محاورہ سے معلوم ہوا کہ فطر بمعنی پیدائش ہی اور تفسیر بیضاوی و معالم و جلالین و فتح البیان مین لفظ فاطر السموات والارض کو جو سورہ انعام مین واقع ہی بلفظ خالق و مبدع و مبدی کی تعبیر کیا ہی

اگر آپ اس لفظ سے یہ معنی قدیمی مراد لیتے اور اسیکو نیچر قرار دیتے تو ہم آپ سے نزاع نکرتے اور نہ اس معنی نیچر سے انکاری ہوتے

حاشیہ

† جیسے آیت

آیت	حوالہ
ان فی خلق السموات والارض الخ	بقرہ ع ۲۰
یا ایها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم الخ	النساء ع ۱
ان الله فالق الحب والنوی الخ	انعام ع ۳۴
هو الذی انزل من السماء الخ	״
ان ربکم الله الذی خلق السموات الخ	اعراف ع ۷
قل من یرزقکم من السماء الخ	یونس ع ۴
هو الذی مد الارض الخ	رعد ع ۱
خلق السموات والارض الخ	نحل ع ۱
انزل من السماء ماء الخ	״ ع ۲
ان لکم فی الانعام الخ	نحل ع ۹
ان الله یزجی سحابا الخ	نور ع ۶
ومن ایاته ان خلقکم من تراب الخ	روم ع ۳
بدیع السموات والارض الخ	بقرہ ع ۱۴

اسی قسم کی اور صدہا آیات ہین جو خدا کی خلق یا مخلوقات کے بیان مین وارد ہین۔ یہی یا اسی قسم کی اور آیات کا ترجمہ نیچر کے ثبوت مین جناب مخاطب اپنی تحریر مین لائی ہین

سب کوئی جانتا ہے کہ خداتعالے نے مخلوقات
کو بنایا اور اسی سے اپنا ہونا ہمکو بتایا۔ اسیکے
ذریعہ سے انبیاء نے لوگونکو خدا کیطرف بلایا
اور اسی سے خداتعالے کے وجود پر استدلال
کیا۔ پھر اس سے انکار کون کرسکتا ہے۔
ہان اس سے کسیقدر انکار ہے تو آپ لوگونکو
ہے۔ جو خداتعالے کی بہتیری پیدایش کو
(جسکے وجود کی خدانے خود خبر دی ہے۔
جیسے دوزخ بہشت۔ جن۔ ملک۔ شیاطین
وغیرہ) آپ لوگ نہین مانتے اور تاویل
و تحریف کی آڑ مین اس سے انکاری ہین۔
ولیکن آپ اس لفظ سے یہ معنی مراد نہین لیتے
اور نیچر فقط اسی پیدائش کو نہین کہتے۔ بلکہ اسے
پیدائش کی وہ حالت مراد لیتے ہین جسکو بذریعہ
عقل وجود پیدائش سے اختراع کرتے ہین۔
اور اسکو قانون قدرت قرار دیتے ہین
اور اسکو بمنزلہ ایک کتاب کے (جسمین جملہ اخلاق
یا احکام حلال و حرام کے تفصیل ہو) خیال
کرتے ہین۔ اور اسکے مطالعہ کو ادراک احکام
کے لئے کافی سمجھتے ہین۔ اور اسکے ناظرین یا
مطلعین کو ان کتابون کی (جو خداتعالے نے
رسولونپر اتارے ہین) مراجعت سے مستغنی جانتے
ہین اور ان لوگونکو (گو وہ آپکے نزدیک صدیون
در صدیون مین شاذ ہوتے ہین) بمنزلہ پیغمبر
مانتے ہین اور انکو ہدایت و رہنمائی پیغمبر سے
بے پرواہ خیال کرتے ہین

یہ صفتین اس حالت یا نیچر یا قانون قدرت
کی آپکے مضمون کانشنس مین جسکے ہم بتفصیل
شرح کر چکے ہین موجود ہین

اس حالت پیدائش کے مجوز آپ ہی ہین اور
اس قانون قدرت کے مقنن آپ اور اس
خیالی نیچر کے خالق آپ پھر [illegible] اقرار
اسکو قانون قدرت الٰہی بتاتے ہین۔ اور
اسکو خدا کا نیچر کہتے ہین

اس حالت (یا قانون قدرت یا نیچر) کے وجود
پر خداتعالے نے اپنی کتاب مین شہادت
نہین دی۔ اسکے رسولون نے اسکی
تصدیق نہین کی۔ عرب کے ان پڑھون
نے (جنکی زبان پر لفظ فطرت قرآن مین
نازل ہوا) اس حالت کو نہین سمجھا اور
لفظ فطرت کو اس معنی سے تفسیر نہین
کیا۔

خدا تعالے نے حضرت موسی (علیہ السلام) کو پہاڑ پر نظر کرنے کا ارشاد کیا یا تمام بندونکو آسمان و زمین وغیرہ پیدائش بتا کر غور و فکر کرنیکا حکم دیا تو اس سے فقط اپنے وجود و کمال عظمت کا اثبات کیا اور ان چیزون سے ان امور کے اثبات پر لوگونکو آمادہ کیا -

ساتھہ اسکے یہ نہین فرمایا کہ یہ پہاڑ یا تمام مخلوقات ہماری ایک کتاب ہی جس سے جملہ احکام حلال و حرام دریافت ہو سکتے ہین -

حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے سامنے **پیدائش** خدا کا ذکر کیا تو اس سے خدا کے وجود ہی کا اثبات کیا اور اسکو کتاب و دراک احکام نہین فرمایا

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے ستارون مین نظر و تامل کیا تو اس سے خدا کا ہونا پہچانا - بقیہ احکام حلال و حرام کا دستور العمل نہین جانا - ایسا ہی در انبیاء نے وجود مخلوق کو وجود خالق پر دلیل ٹہیرایا ہے - کسی نے یہ نہین کہا کہ یہ مخلوقات یا انکے حالات احکام شرعیہ کے لئے بمنزلہ کتاب ہین جس سے بدون مراجعت انبیاء و کتب سماویہ احکام حلال و حرام دریافت ہو سکتے ہین -

اسیطرح عرب عربا سمجھتے چلے آئے ہین - کہ جنمے قول خدا یا اقوال انبیاء کے جو فطرت مین وارد ہین وہ جبلی معنی نہین کہئے اور جب خدا تعالے اور اسکے رسولون نے پیدائش کی ایسی حالت نہین بتائی اور یہ حالت لفظ فطرت کے بولنے اور سمجھنے والون کے خیال [illegible] ہین [illegible] لفظ فطرت سے یہ حالت کیونکر مراد ہو سکتی ہے -

بالجملہ وہ لفظ محاورہ عرب مین بمعنی پیدائش ہے اور اسے معنے سے اللہ اور اسکے رسولونکی کلام مین مستعمل ہوا ہے اور جنابنے اسکو ایک حالت کے معنون مین سمجھا ہی جو آپکی عقل یا خیال یا وہم سے متولد یا مخلوق ہے اور اس پیدائش اور اس حالت مین جو فرق ہے سو ظاہر ہے - محتاج بیان نہین ہے - ومع ذلک بنظر مزید توضیح اسکی چند تمثیلات کو ذکر کیا

جاتا ہے۔

(۱) حضرات کی آنکھ ناک کان خدا کی پیدائش یا نیچر ہے اور انکو مین مثلاً ایسی قوت تجویز کرنا کہ وہ ہر موجود کو جیسے جن۔ فرشتہ۔ روح۔ ذات باری دیکھ لے اور جو اس سے نظر نہ آوے اسکو موجود نکہا جاوے۔ یہ ایک حالت ہی جسکو یہ حضرات نیچر سمجھتے ہین اور بنا برعلیہ قبر کے سانپ و بچھو کو بتاویل رد کرتے ہین [illegible] کسی کی آنکھ سے اس صفت کا مشاہدہ ہوا بہتیری آنکھین ایسے بھی ہین جو فرشتونکو دیکھتی ہین۔ اور بہتیرے کان ایسے ہین جو عذاب قبر کی آوازین سنتے ہین وقس علی ہذا

(۲) وجود حیوانات و جمادات پیدائش یا نیچر ہے اور انمین یہ امر مقرر کرنا کہ یہ کبھی انسانون کیطرح کلام نہین کرسکتے اور نہ اور عاقلانہ افعال اُنسے صادر ہوسکتے ہین یہ ایک حالت ہی جسکو منکرین معجزات و خوارق انبیاء نیچر بتاتے ہین۔ اور بنا برعلیہ (مثلاً) حضرت سلیمان علیہ السلام کے چیونٹی کا کلام کرنا اور اصحاب فیل کو پرند جانورونکا کنکر مارنا اور جمادات کا ظاہری تسبیح کرنا (جو لوگونکے سننے مین آوے) اور درختونکا آنحضرت کی نبوت پر شہادت دینا اور ایک پتھر کا موسے علیہ السلام کا کپڑا لے بھاگنا یہ حضرات نہین مانتے اور بتاویل اسکو رد کردیتے ہین یہ نیچر خدا تعالے نے نہین بنایا انہین کے خیال مین آیا ہے

(۳) انسان اور حیوانات کا منی سے پیدا ہونا ایک نیچری امر ہے مگر اسی منی کو مدار خلقت ٹھیرانا اور سوا ہی منی کے پیدائش انسان و حیوان کو محال جاننا اور بنا برعلیہ مسیح کی پیدائش سے بدون باپ کے منکر ہونا یا قبر کے مٹی سے انسان کا زندہ ہوکر نکل آنے کو نماننا ایک حالت ہی جسکو منکرین نے انسان و حیوان کے نیچر مین داخل سمجھ رکھا ہی یہ امر خدا کا نیچر نہین ہے

اسی قسم کے ایک نہین ہزارون حالات پیدائش ہین جنکو یہ لوگ اپنی عقل سے نکال لیتے ہین پھر انکو خدا کا نیچر بتاتے ہین اور واقع

ہین وہ حالات بجز ان لوگون کے خیالات کے
کہین پائی نہین جاتی

تفصیل اسکی ہم اسوقت کرینگے جب ان حضرات
سے انکی فروعات مین مخاطب ہونگے
اس اجمالی بیان سے ناظرین یہ سمجھہ سکتے ہین
کہ پیدایش اور ہی اور حالات پیدائش (جسکو ہر کوئی
اپنی اپنی سمجھ کے موافق قرار دیتا ہے) اور ۔
پیدائش کو فطرت اللہ یا نیچر کہہ سکتے ہین ۔
انکی حالات کو جو حضرات مخاطبین یا اور لوگ
اپنی عقل [illegible] تجویز کر [illegible] ہین خدا کا نیچر
نہین کہہ سکتے ۔ اگر وہ نیچر ہے تو انہین
لوگونکا نیچر ہے ۔ جنہون نے اُسکو از خود تجویز کیا
یہان اگر کوئی یہ **سوال** کرے کہ آیت فطرۃ
اللہ التی فطر الناس علیہا مین فطرت یا
نیچر کو دین ٹہیرایا ہی اور اسکے التزام کا
ارشاد کیا ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
فطرت سے یہان کوئی حالت پیدائش مراد
ہے جسکو دین کہا جا سکتا ہی نہ نفس پیدایش
جسکا دین ہونا اور اسکا لازم کر لینا متصور نہین
تو **جواب** اسکا یہ ہی کہ بیشک جسکو دین کہا
ہے وہ کوئی حالت ہی نہ نفس خلقت ۔

ولیکن وہ حالت وہ نہین ہے جسکو قائلین
نیچر حالت پیدائش سمجھتے ہین ۔ اور اسکو
قانون قدرت بنا بیٹھے ہین ۔ اور اسکو
جملہ احکام حلال وحرام کے بمنزلہ ایک کتاب کے
جانتے ہین جسکے مطالعہ کرنیوالون کو بمنزلہ پیغمبر
مانتے ہین اور انکو ہدائت وبعثت انبیا سے
مستغنی سمجھتے ہین
بلکہ وہ ایک خاص حالت ہی جو فقط اعتقاد توحید
واعتراف ربوبیت ووحدانیت رب حمید کا مخزن
[illegible] اسحالت کو خدا
نے بنایا اور نیچر انسان مین داخل کیا اور بروز
میثاق اسکی زبان پر اسکو جاری کیا اور ہر ایک
انسان کو اسکے ذریعہ سے خدا کو پہچان لینے
کا ملکہ دیا اور اسحالت کو دین کہا اور اسکی
ملازمت ومحافظت کا ارشاد کیا
اس سے کوئی جملہ حالات پیدائش کو (گو وہ
اسکی یا اُسکے بہایون کی خود تجویزی حالتین
ہون) مراد سمجھے اور اسکو ادراک جملہ احکام
شرعیہ کے لئے مخزن خیال کرے تو یہ
اسکی سمجھہ ہے ؏ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست
مگر اسکی اس سمجھہ پر نہ قرآن وحدیث کی شہادت

ہے۔ اس سے علماء امت کو موافقت۔ قرآن
مین اس آیت سے پہلے اولاً آیات اثبات
قدرت اور وحدت باریتعالے کا ذکر ہے
پھر ایک مثال کا جس سے توحید تصرف ربوبیت
ثابت ہو بیان ہے۔ پھر اس آیت مین دین توحید
کا فطری ہونا ظاہر کیا۔ اور فرما دیا تو اپنے
مونہ کو خدا کے دین کیطرف (جو توحید ہو)
سیدھا رکھہ (لوگو) تم اس توحید کو جسپر
ہمنے لوگونکو بنایا لازم پکڑو۔ اسمین کچھہ تبدیل
و تغیر مت کرو۔ یہی توحید سیدھا دین ہو پر اکثر
لوگ نہین جانتے
حضرت شاہ ولی اللہ یا مصنف تفسیر عباسی نے
(جنکا قول آپ لائے ہین) اسکا ترجمہ دین کیا ہے
تو انکی یہی مراد ہو کہ خدانے دین اسلام کو فطرت کہا
اور مفسرین۔ بیضاوی۔ بغوی۔ جلال الدین
محلی۔ محمد بن علی شوکانی نے اس فطرت کو دین
یا اسلام سے تعبیر کیا ہو تو انکی بھی یہی مراد ہے
کہ دین توحید کو خدانے فطرت کہا ہو
کسیکی کلام کا منشا و مفاد یہ نہین ہو کہ جس کسے
چیز کو کوئی فطرت سمجھہ لے یا اسپر فطرت کا اطلاق
ہوسکے وہی خدا کا دین ہے۔ اور فطرت

عالم جملہ احکام شرعیہ کا مخزن ہوسکتی ہے
جسکے ہوتے رسولونکے بھیجنے اور آسمان سے
کتابون کے نازل کرنیکے حاجت عام باقی
نہین رہتی۔ جیسا کہ آپکا خیال ہے۔
حاصل مرام لائق فہم عوام یہ کہ جس چیز کو اس آیت
مین فطرت کہا ہو اس سے توحید مراد ہے جسکو
دین یا اسلام سے تعبیر کیا ہے۔ اس سے
توحید کے سوا اور امور فطرت کا (واقعی ہون
خواہ خیالی) دین ہونا ثابت نہین ہوتا اور
علما جو منطق سے فی الجملہ اشنا ہین اس مطلب
[illegible] فطرت مین
جانبین سے تصادق کلی نہین ہو۔ جس
چیز کو اس آیت مین دین کہا ہے بیشک وہ
فطرت ہو۔ پر جس کسی چیز کو فطرت کہا جاوے
وہ عموماً دین نہین ہوسکتی ہے اور یہ بات
دعوے جناب کے مخالف ہے جو عموماً فطرت
کو عین دین سمجھہ بیٹھے ہین اور قانون قدرت
کو بدون بعثت انبیا و ادراک اخلاق یا احکام
کے لئے (گو شاذ لوگو نکے واسطے کیون
نہو) کافی سمجھتے ہین۔
اب مین اپنے بیان کی تائید مین چند اقوال

مفسرین و محدثین کو نقل کرتا ہون اور جو معنی اس آیت کے مینے بیان کئے ہین وہ اورون سے ثابت کرو کھاتا ہون

قال البیضاوی وھو من علیہ اعتماد کم فطر الناس علیہا خلقہم علیہا وھی قبولہم للحق وتمکنہم من ادراکہ اوملۃ الاسلام فانہم لو خلوا وما خلقوا علیہ ادی بہم علیہا

وقیل العھد الماخوذ من آدم وذریتہ۔

قال المحلے فطر خلق الناس علیہا وھی دینہ۔ ذلک الدین القیم المستقیم توحید اللہ

قال البغوی ای خلق الناس علیہا وھذا قول ابن عباس وجماعۃ من المفسرین ان المراد بالفطرۃ الدین وھو الاسلام

ثم ذکر حدیث من یولد یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ

ثم فسرہ بقولہ یعنی علی العھد الذی

بیضاوی نے جسپر انکا اعتماد ہے کہا ہے

فطر الناس کے معنی یہ ہین کہ خدا نے انکو اس حالت پر پیدا کیا کہ وہ حق کو قبول کر لین اور اسکے سمجھہ لینے کی قدرت رکھین یا اس سے دین اسلام مراد ہے اسلئے کہ اگر وہ لوگ جبلت پر چھوڑے جاوین یعنی کوئی انکا مانع و مزاحم نہو تو وہ جبلت انکو دین اسلام کیطرف پہنچا دے یعنے اسکو مان لین

اور بعض نے کہا ہی کہ اس سے وہ عہد مراد ہے جو آدم [illegible]

جلال الدین محلی نے کہا ہے۔ خدا نے لوگو کو جس جبلت پر بنایا ہے وہ اسکا دین ہے۔ یہ سیدھا دین ہے جو خدا کے توحید ہے

بغوی نے کہا ہے اس آیت سے مراد یہی کہ خدا نے لوگو نکو اسے پیدائش پر بنایا جس سے بنا بر قول ابن عباس و مفسرین کے ایک جماعت کے دین اسلام مراد ہے

پھر بغوی نے اس حدیث کو ذکر کیا کہ جو کوئی پیدا ہوتا وہ جبلت پر پیدا ہوتا ہے پھر اسکے مان باپ اسکو یہودی بنالیتے یا نصرانی یا مجوسی

پھر اس حدیث کی تفسیر اس قول سے کی کہ اس جبلت سے

اخذ الله عليهم بقوله الست بربكم
قالوا بلى

وكل مولود في العالم على ذلك الاقرار
وهو الحنيفية التي وقعت الخلقة عليها
وان عبد غيره

قال الله تعالى ولئن سئلتهم من خلقهم ليقولن
الله وقالوا ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله
زلفى

ولكن لا عبرة بالايمان الفطري في احكام
الدنيا وانما يعتبر الايمان الشرعي المامور
به المكتسب على الارادة والفعل
الا ترى انه يقول فابواه يهودانه فهو
مع وجود الايمان الفطري محكوم عليه
وعن عبد الله بن المبارك انه قال معنى
الحديث كل مولود يولد على خلقته التي
جبل عليها في علم الله تعالى من السعادة
والشقاوة فكل منهم صائر في العاقبة الى
ما فطر عليها وعامل في الدنيا بالعمل

وہ عہد مراد ہے جو اللہ تعالے نے اُن سے بروز میثاق
یہ کہکر کہ کیا مین تمہارا رب نہین ہون لیا تھا
انہون نے اسکے جواب مین بلی (یعنے ہان) کہا۔
اس دنیا مین جو کوی پیدا ہوا ہے وہ اسی اقرار پر پیدا
ہوا ہے یہی ہے یکسو ہونا جسپر سبکے پیدائش ہے
چاہے کوئی اللہ کے سوا اور چیز وںکو پوجتا ہے
خدا تعالے نے فرمایا کہ اگر تو ان بت پرستون سے
پوچھے کہ تمہین کس نے پیدا کیا تو یہی کہینگے کہ خدا نے
اور یہی وہ کہتے ہین کہ ہم بتونکو اس لیئے پوجتے
ہین کہ وہ ہمکو خدا سے نزدیک کر دین
ولیکن اس جبلی ایمان کا احکام دنیاوی مین کچھ اعتبار
نہین ہے۔ اعتبار اُسی ایمان کا ہے جسکا شرع مین
امر آچکا ہے اور وہ ارادہ اور فعل سے حاصل کیا جاتا ہے۔
دیکھو آنحضرت نے اس جبلی ایمان کے ہوتے اسکو ماں باپ
کے تابع ہو جانے سے یہودی ونصرانی کہا۔
عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہی کہ انہون نے
اس حدیث کے یہ معنے کئے ہین کہ سب کوئی اپنی اصلی
جبلت پر پیدا ہوتا ہے جسکو خدا جانتا ہے (یعنے
ہم نہین جانتے) نیک بختی پر یا بدبختی پر پس
سب کوئی انجام کو اسیطرف رجوع کرتا ہے جو اسکی
جبلت مین ہوتا ہے۔ اور دنیا مین وہی کام کرتا ہے

المشاکل لہا

فمن امارات الشقاوة للطفل ان یولد

بین یہودیین

وقیل معناه کل مولود یولد فی مبداء خلقه

علی الجبلة السلیمة والطبع المتہی لقبول

الدین فلو ترك علیها لاستمر علی لزومها

لان هذا الدین موجود حسنه فی العقول

جو اسکے مناسب ہین

بدبختی کی علامت یہ ہی کہ وہ یہودیون کے گھر پیدا ہوا اور اسکے

ماں باپ اسکو یہودیت کی تلقین کرین

بعضون نے کہا ہے اسکے معنی یہ ہین کہ وہ ابتدائے

خلقت مین جبلت سلیم اور ایسی طبیعت رکھتا ہی کہ اگر وہ

اسپر چھوڑا جاوے کوئی مزاحم ومانع نہ کھڑا ہو جاوے

تو وہ اسی دین کو لازم پکڑے - اسلئے کہ اس دین

کی خوبی عقل مین آچکی ہے

لا تبدیل لخلق الله حمل الفطرة علی

الدین قال معناه لا تبدیل لدین الله

وهو خبر بمعنی النهی ای لا تبدلوا دین

الله قال مجاهد وابراهیم معنی الآیة

الزموا فطرة الله واتبعوه ولا تبدلوا

التوحید بالشرك

لا تبدیل لخلق الله کے معنی ان لوگونکے قول پر جو

فطرت سے دین [illegible] سمجھے ہین یہ ہین کہ دین کو بد[illegible]

ندو - یہ گو بظاہر ایک بات سنادی ہی ولیکن حقیقت

مین ایک امر سے ممانعت کی ہی یعنے یہ کہا ہی کہ دین کو

مت بدلاؤ مجاہد وابراہیم نے اسکے یہ معنی کئے ہین

کہ خدا کے دین کو لازم پکڑو - اور توحید کو شرک

سے نہ بدلو -

ان اقوال سے ثابت ہوا کہ لفظ فطرت سے

اس آیت مین وہ حالت مراد نہین جسکو یہ لوگ

نیچر خیال کرتے ہین اور اسکو اور اک جملہ احکام

کے لئے بمنزلہ ایک کتاب کے سمجھتے ہین -

بالجملہ ان معنی کر نیچر کسی لفظ قرآن کا

مدلول نہین اور جس معنی پر آیات متضمنہ

ذکر فطرت کو آپ حمل کرتے ہین وہ واقعی

اسکے معنے نہین

اس سے مراد خیال کہ امر مذکور الصدر کے

آپ مصداق ہین اور ہمیشہ قرآن کے

سمجھنے وبیان کرنے مین اسی وہم مین مبتلا

رہتے ہین ثابت ہوا اور اسکے ضمن مین

مضمون عنوان (اگر خدا کا نیچر اور ہے اور سید احمد خان صاحب کا نیچر اور ہم نیچری کو بتیا) اور جواب مضمون جناب جو اثبات نیچر مین آپنے زیب رقم فرمایا تہا ادا ہوا اسکے ضمن مین میرے اسبات کے (جو نیچر بحث کانشنس کے ضمن مین قانون قدرت کی نسبت کہی تہے کہ وہ کوئی امر مشخص نہین اور اسکی شرح و تفصیل بجز لوح عقل کہین لکہی نہین ہوئی) نیز شرح ہوگئی کہ اس قانون قدرت سے وہ قانون مراد ہے جسکو آپ لوگ قانون سمجہہ بیٹھے ہین نہ نفس قدرت و پیدائش - جس سے کوئی انکاری نہین ہے - آیندہ توفیق فہم و تسلیم منجانب ہادی مطلق ہے

من یہد اللہ فہو المہتد و من یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری

اشتہار نصح آثار

رسالہ مصباح الادلہ لدفع الادلہ التی ردی تالیف شریف مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی بجواب ادلہ کاملہ حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی (جسکا مژدہ مین ضمیمہ اشاعۃ السنۃ نمبر چہارم جلد دوم مین سنا چکا ہون) مدت سے چہپکر شائع ہو رہا ہے - طالبین دین و متبعین سنت سید المرسلین اس رسالہ کو نقد جان دیکر بھی خریدین تو ارزان ہے - مین اس رسالہ کو اکثر لوگونکی حق مین انہی رسالہ اشاعۃ السنۃ کی نسبت زیادہ مفید سمجہتا ہون - اور اسکے خریدنے کو اسکی خرید سے مقدم جانتا ہون جواب ترکی بہ ترکی کے مثل کو مین سنا کرتا پر جیسا اسکا مشاہدہ اس رسالہ مین کیا ہے کہین آگے نہین کیا -

مسائل کا کوئی طالب ہو تو اسمین دیکھ لے مناظرہ کا ڈہنگ سیکہنا ہو تو اس سے سیکہے - طرز

ظرافت جہدبانہ معلوم کرنا ہو تو اس سے
کرے

مکرمی شیخ عبید احمد صاحب اسکی تقریظ مین کیا خوب
لکھتے ہین " فقیر نے اس رسالہ کو کلام محقق اور
مدلل اور مطابق عقائد اہل سنت کے اور موافق
مذہب سلف صالح کے پایا اور جامع بہت
مضامین اور اکثر مسائل ضروریہ کا - اگرچہ
اسکے بعض مقام مین مثل مولف رسالہ ادلہ کاملہ
کے کلام شجاعانہ اور ظرافت آمیز بھی ہے
و ہر چند یہ امور ادلہ اربعہ شرعیہ مین داخل
نہین ہین لیکن [illegible]
ہوتے ہین چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے
"بہ پرویزنِ معرفت بیختہ بشہدِ ظرافت برآمیختہ"
مین اسکو اس سے بھی زیادہ سمجھتا ہون اسلئے
اسکے خرید کی ناظرین اشاعۃ السنۃ کو خصوصًا
و جملہ موحدین کو عمومًا دل سے رغبت دلاتا
ہون - اسکی قیمت کی شرح یہ ہے - م

اغنیا و اہل وسعت سے فی نسخہ	۸ر
عامہ خریداران سے	٦ر
کم وسعت لوگون اور بیس تیس نسخون کے خریدارون سے فی نسخہ	۵ر
محصول ڈاک فی نسخہ	۱ر

یہ کتاب دہلی مین مولوی نور محمد ملتانی مقیم
مدرسہ مولانا و شیخنا سید محمد نذیر حسین
صاحب محدث دہلوی - و میر معظم صاحب
مہتمم مطبع فاروقی سے مل سکتی ہے
اور دیرہ دون ضلع سہارنپور مین محمد حنیف
صاحب سوداگر ولد پیرجی خدا بخش سوداگر
بابازار دہامون والہ سے مل سکتی ہے
اور خاص کر سکنہ پنجاب کو بذریعہ راقم الحروف
لاہور مسجد چینیانوالی سے - مقدار کتاب [illegible]
ہے - زبان اردو سلیس - طبع مصفّا

المشتہر ابو سعید عفا اللہ عنہ

ہندؤنکی تعجب ناک حالت

اور معنی وہابی کی تحقیق

تعجب ہے کہ باوجودیکہ آنریبل جناب سید احمد خانصاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ اپنی تحریرون مین نیچری بلکہ انبیاء کے نیچری ہونیکے مدعی ہین۔ پہر ہماری اس لفظ کے استعمال سے اسقدر آشفتہ ہوئی کہ باوجود عادت مسامحت و عدم تعرض یا سوء حسن ظن ہمکو اسکے بدلہ قصاص مین بلفظ وہابی† وغیر مقلد وغیرہ مکروہ الفاظ مخاطب فرمائی ہین

تعجب پر تعجب یہ کہ خود بدولت اپ ان الفاظ یا صفات سے موصوف ہین بڑے زور و شور سے اپنا وہابی‡ ہونا مشتہر کر چکے ہین۔ اور غیر مقلدی مین اعلی درجہ کا امتحان پاس کئے ہوئی ہین پہر ہمارے مقابلہ مین اس سے معنی انکار کرتے ہین ہم ان الفاظ کا استعمال اپنی نسبت برا نہ سمجھتے۔ اگر ہم واقعی ان الفاظ کے اہل

† آپنے پرچہ اول تہذیب الاخلاق بابت ۱۲۹۶ھ مین زیر عنوان [illegible] کی افسوسناک حالت اقرام [illegible] فرمایا ہے کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری ہر مہینہ ایک رسالہ نکالتے ہین جسکا نام اشاعۃ السنۃ ہے یہ رسالہ در اصل انہون نے اپنے چہوٹے بہائیونکی خدمتگزاری کے لئے نکالا تہا۔ یعنے اس زمانہ مین جنکو لوگ وہابی کہتے ہین دو فرقون مین منقسم ہو گئے ہین ایک وہابی مقلد دوسرے وہابی لامذہب یا غیر مقلد جو اپنے تئین موحد یا اہل حدیث کے نام سے موسوم ہونا پسند کرتے ہین۔ اور لوگ جو حنفی کہلاتے ہین پہلے فرقہ کو چہوٹے بہائی اور دوسرے فرقہ کو بڑے بہائی کے نام سے تعبیر کرتے ہین ۱۲ **حاشیہ**

‡ آپ کا وہابی ہونا عموماً انگریزی و اردو اخبارات انگلستان و ہندوستان سے ظاہر و عیان ہے۔ اور خصوصاً آپکے رسالہ جواب ڈاکٹر ہنٹر صاحب سے ایسا ثابت ہے کہ مستغنی از بیان ہے آپ اس رسالہ مین بصفحہ ۲۷ و ۹۹ وہابیونکو اپنا ہم مذہب بناتے ہین اور صفحہ ۱۱۵ مین وہابی ہونیکو موجب ناز فرماتے ہین۔ وہ رسالہ تائید و حمایت مذہب وہابی مین ایک دریا ہے جو گوناگون موجین مارتا ہے۔ اور ہر ایک موج مین جواہر آبدار انصاف ساحل پر ادہر ڈالتا ہے۔ اسکے چند فقرات و بعض مضامین کی فہرست اسی پرچہ کے پانچوین حاشیہ مین آویگی۔ ناظرین وشاید یقین اصل رسالہ کو جو سید احمد خانصاحب کے پاس معرض بیع مین موجود ہے خریدین تو بڑا ہی حظ پاوین ۱۲ **حاشیہ**

یعنی کہ جو لوگ انکے خیال مین ہین) مصداق ہوتے -

انصاف یا تہذیب کا اسمین قانون یہ ہے کہ مذہب یا اخلاق کے راہ سے جس لفظ کو کوئی اپنی نسبت استعمال کرے یا اسکو جائز رکھے اسی لفظ سے وہ مخاطب کیا جاوے اور جس لفظ کا اطلاق کوئی مکروہ سمجھے (گو واقع مین یا بزعم خصم وہ اسکا محل و مصداق ہے) کیون نہین اس سے وہ مخاطب کیا جاوے (اے اہل تہذیب) انصاف سے کہو اگر ہم ہندو یا عیسائی یا یہودی کو (جو ہمارے نزدیک کفار ہین) بلفظ کافر مخاطب کرین یا شیعہ کو رافضی کر کے پکارین تو وہ ہمارے اس لفظ کو پسند کرینگے ؟ اور ہمکو وہ مہذب خیال کرینگے -؟

ہمنے آپکی نسبت اس لفظ کے استعمال کرنے (یعنی لفظ نیچری ۱۲) مین اس قانون کا خلاف نہین کیا - آپکو اسکا مدعی پایا اور استعمال کرتے دیکھا تو اس لفظ کو ہمنے آپکے خطاب مین ذکر کیا - اور آپ نے اسکا خلاف کیا کہ ہمکو ان الفاظ کے استعمال کو برا سمجھنے والے جانکر پھر ہمکو انسے مخاطب کیا

ان الفاظ سے لفظ غیر مقلد کے استعمال کو پسند نکرنے کی وجہ تو ہم اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ جلد دوم مین بیان کر چکے ہین لفظ وہابی کے استعمال کو پسند نکرنیکی وجہ یہان بیان کرتے ہین ہم لوگ کسی وجہ سے اس لفظ کے استعمال کا محل نہین ہین اگر اسمین وہاب کیطرف نسبت ہے تو بھی[۲] لوگ جو وجود باوحدانیت با

---

۲ اسی نظر سے سید [illegible] صاحب نے رسالہ اجابت [illegible] ۱۴ صفحہ مین کہا ہے لیکن ہمتو عام مسلمانون اور ہمارے بیوہ مین کچھ تفرقہ نہین پاتے اور یہ کچھ ضرور نہین کہ وہابی وہی ہو جو صرف عبدالوہاب کا مقلد ہو نہین حنفی مالکی یا اہل اسلام کے دوسرے فرقہ کا آدمی بھی وہابی ہو سکتا ہے اور جہانتک ان اطراف و بلاد مین ہمکو وہابیون کے دیکھنے کا اتفاق ہوا - جب کسی وہابے سے پوچھو کہ تم کس فرقہ مین ہو ہمیشہ وہ اپنے تئین اہلسنت والجماعت کے ظاہر کرتا ہے وہابی وہ ہے جو خالص خدا کی عبادت کرتا ہو اور موحد ہو - اور اسکا اسلام ہوائے نفسانی اور بدعت کی آمیزش سے پاک ہو"- **حاشیہ**

یا اطاعت یا عبادت خدا کے قائل ہین (خواہ وہ کسی مذہب یا ملت سے ہون) وہابی کہلانے کو مستحق کہتے ہین - اور اگر یہ محمد بن عبد الوہاب عالم نجد کیطرف نسبت ہے✝ تو ہمکو اس سے کچھ علاقہ نہین ہے نہ ہمنے اسکو دیکھا نہ اُسکی کتاب سے اپنا عمل و اعتقاد حاصل کیا نہ اسکا کلمہ پڑھتے ہین - نہ اسکو اپنا امام جانتے ہین -

یہ تو بلحاظ معنی لغوی کے اس لفظ کے استعمال سے انکار کی وجہ ہے - اب معنی عرفی کے لحاظ سے اُسکے استعمال کی وجہ ممانعت بیان کیجاتی ہے

عرف عام مین یہ لفظ دو معنی سے مستعمل ہے - ایک بمعنی منکر شفاعت و معجزات و کرامت -

دوسرے بمعنی مخالف و باغی گورنمنٹ اور ان دونون معنی کر اہلحدیث وہابی نہین ہین - بلکہ ان معنی کر وہابی ہونیکو وہ سخت جرم و گناہ سمجھتے ہین اسلیئے وہ اس لفظ کا استعمال اپنی نسبت پسند نہین کرتے -

معنی اول کے راہ سے وہابی ہونے کو جرم سمجھنا تو اُنکی جملہ کتب حدیث سے جنمین شفاعت کا اقرار ہے اور معجزہ انبیاء و کرامت اولیاء کا اثبات موجود ہے

ایسا ہی معنی ثانی کی راہ سے وہابی ہونیکو جرم سمجھنا انکی زبان و قلم مین جاری رہتا ہے -

✝ جو سید احمد خانصاحب نے رسالہ جواب ہنٹر صاحب کے صفحہ ۱۴۱ مین کہا ہے - اس زمانہ سے عبد الوہاب کے پیرو بجائے اہلحدیث کے وہابی کہلانے لگے ہین اس سے وہ لوگ مراد ہین جو خصوصاً نجد یا عموماً عرب مین محمد بن عبد الوہاب کے معتقد و ملنے والے تھے چنانچہ سیاق و سباق عبارت اُنہین کے ذکر پر مشتمل ہے

موحدین ملک ہند مین ہمنے اپنے بیس برس کے مشاہدہ و تجربہ مین کوئی محمد بن عبد الوہاب کا معتقد یا مرید یا شاگرد نہ دیکھا اور اُسکی پیروی کا مدعی نہ سنا - ان لوگونکے پیشوا و مقتدا نبی آنحضرت ہین (صلی اللہ علیہ وسلم) اور انکی کتب مذہب جنپر یہ عمل کرتے ہین اور اعتقاد رکھتے ہین قرآن مجید و کتب حدیث ہین بس ۱۲ **حاشیہ**

مین اپنی مجالس وعظ و درس مین ہمیشہ اس مسئلہ کو بیان کرتا ہون - اور اسباب مین ایک رسالہ مستقل

اقتصاد فی مسائل الجہاد نیز لکہہ چکا

ہون یہ وہ رسالہ ہے جسکو مینے شروع ۱۲۹۲ء مین تصنیف کیا پہر ایک سفر طویل کرکے علماء ہندوستان کے سامنے پیش کیا - اور انکو اپنے خیال سے متفق کیا

آپکو پاس بہی بمقام بنارس مین وہ رسالہ لیکر پہنچا تہا - مگر آپکو اسطرف متوجہ نپایا - تب مینے اسکے [illegible] اور اسکے غایۃ و مقصود سے [illegible] فرمایا کہ " مین اسمین رائے نہین دینے کا " -

یہ رسالہ اصل مضمون مین تو آپکے اس رسالہ کے برابر ہے جو آپنے رسالہ ڈاکٹر ہنٹر کے جواب مین تصنیف کیا ہے اور بحث و تفصیل دلائل مین اس سے چہار چند بڑہکر

حاصل مضمون اس رسالہ کا یہی ہے کہ ہم لوگون رعایا گورنمنٹ انگلشیہ کو جو گورنمنٹ کے عہد و امن مین ہین اور اُنکی طرف سے شعار دین کے ادا کرنے مین خود مختار و آزاد ہین اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا جائز نہین ہے اور جن اصول پر جہاد کی بنیاد ہے اور وہ شروط جہاد کے ہین وہ یہان متحقق نہین ہین مین اس رسالہ کو [illegible] وحکام منصفین کی اسطرف پوری توجہ یا ترغیب یا اجازت پاؤنگا - ہر چند آپنے کمال دلسوزی و کرمحوشی سے وہ کام جو اس رسالہ کی تشہیر سے مدنظر ہے پورا کردیا ہے اپنے رسالہ جواب ڈاکٹر ہنٹر

۴ اس رسالہ مین آپ نے عجیب گوہر افشانی کی ہے - اور انصاف وہابیت کی پوری داد دی ہے اسکے بعض فقرات کی بعینہا تفصیل اور بعض مضامین کے بطور فہرست مجمل نقل اسمقام مین وارد کرتا ہون طالبین و شایقین تفصیل اصل رسالہ کو خرید کر ملاحظہ مین لادین - ہر ایک موحد کے لئے مین اس رسالہ کا پاس رکھنا ضروری سمجھتا ہون اور اسکو بمنزلہ ایک عمدہ سارٹیفکٹ کے خیال کرتا ہون -

	صفحہ	مضمون
		میری دانست مین تمام دنیا کے باشندون نے شائد وہابیت کے اصلی معنی کو بہت ہی کم سمجہا ہی اور اسکی اصلیت کو اسطرح بیان کرنا کہ وہ عوام کی سمجہ مین آجاوے نہایت مشکل ہے میری دانست مین جو نسبت پراٹسٹنٹ والوں کو رومن کیتھلک کے ساتہ ہے وہی نسبت اکثر وہابی [illegible]

۷

کو اسلام کے اور فرقونکے ساتھہ ہے

بہرکیف یہ ظاہر ہے کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحبنے اس اصلی مطلب کو بدل دیا ہے اور اس زمانہ
کے وہابیون کی نسبت یہ بیان کیا ہی کہ انکو انگریزون پر فتحیاب ہونیکے لئے اس زمانہ
مین ایک امام کے پیدا ہونیکی توقع ہے چہٹے مسئلہ مین بھی ڈاکٹر صاحب موصوف نے
کچھہ تصرف کیا ہے حالانکہ اگر وہ یہ الفاظ اور زیادہ کر دیتے کہ بشرطیکہ جو مسلمان
جہاد کرنا چاہین وہ ان کافرونکی رعایا نہون جن پر جہاد کیا چاہتے ہون اور
امن وامان کے ساتھہ نرہتے ہون اور انکے حق مین کسی طرحکا تشدد کیا جاتا ہو
اور اُنہون نے اپنا اسباب اور بال بچے ایسے کافرون کی حفاظت مین نہ
چہوڑے ہون اور انکے اور اُن کافرون کے درمیان کسی قسم کا عہد پیمان
نہو اور مسلمانون کو اپنی طاقت پر فتحیابی کا بہروسا ہو توجو معنے انہون نے اس
مسئلہ کے بیان [illegible]
وہابیونکے مسئلونکو اسطرح پر بیان کرین جس سے نہایت سختی ظاہر ہو اسوجہ سے
انہون نے دانشمندی کے ساتھہ ان سب کا بیان فروگذاشت کر دیا ہے

۹ سے ۱۰ تک

معنی وہابیت کی اصلیت اور وہابیان عرب کی تاریخ

(۱۱) سے (۱۴) تک

تمام وہابیون کو علی العموم جہادی کہنا بالفعل غلطی ہے

(۱۵)

ہندوستان کے وہابیون کی تاریخ اور انکا زمانہ کی نظر سے پانچ قسم پر ہونا

(۱۹)

پہلے زمانہ کے حالات جنکا حاصل یہ ہی کہ سید احمد صاحب مرحوم مولوی اسمعیل صاحبنے انگریزون سے
جہاد کرنیکا ارادہ نہین کیا اور مولوی اسمعیل صاحبنے کلکتہ مین برملا مجلس وعظ مین کہا کہ ہمکو انگریزون
سے جہاد کرنا جائز نہین اور گورنمنٹ انگلشیہ نے انکی کارروائیون میں تعرض نہین کیا بلکہ اعانت
و محافظت کی

۲۰ سے ۲۲ تک

لعنت و ملامت کرنا

پانچوین زمانہ کے (جسکو کاتب نے غلطی سے چوتھا زمانہ لکھدیا ہے) حالات
اسکو آپنے اس عنوان سے شروع کیا ہے زمانہ حال مین بھی سے کہ ان ہم مذہبون کے نسبت
جو اب ہندوستان مین رہتے ہین کسی قسم کی بدگمانی کی کوئی وجہ نہین -
اسکے بعد یہ بات ثابت کی ہی کہ مولوی ولایت علی و مولوی عنایت علی روسا پٹنہ نے بھی
اس گورنمنٹ سے جہاد کا ارادہ نہین کیا

۲۷ سے ۴۳ تک

وہابی وہ ہے جو خالصہ خدا کی عبادت کرتا ہو اور موحد ہو اور اسکا اسلام ہوای نفسانی
اور بدعت کی آمیزش سے پاک ہو - اسکو یہ کہنا کہ وہ ہمیشہ درپردہ تخریب سلطنت کی فکر مین
رہتا ہی اور چپکے چپکے تدبیرین کیا کرتا ہے اور غدر اور بغاوت کی منادی پیٹتا ہی محض
تہمت ہے - ہم اس وقت بھی ایسے [illegible]
ملازم ہین اور ملازم بھی ایسے کہ اُن سے زیادہ سرکار کا خیرخواہ اور معتمد کوئی نہین اور
باانیہمہ وہ اپنی تئین کھلے خزانہ بے تامل وہابی کہتے ہین اور اس کہنے پر انکو ایک طرح کا ناز
ہے اور کچھ یہ نہین کہ سرکار نے بے سوچے سمجھے اُنکو معتمد علیہ گردان رکھا ہی - زمان غدر
مین جبکہ آتش فتنہ ہر طرف مشتعل تھی اُنکی وفاداری کا سونا اچھی طرح تایا گیا ہی اور وے
خیرخواہی سرکار مین ثابت قدم رہی

۱۱۴
۱۱۵

ناقل کہتا ہی اسمضمون کے مصداق آپ ہین یا ہندوستان مین آپکے زمرہ احباب جو بڑے بڑے
عہدہ و نیز مامور ہین باوجودیکہ اسی وہابیت سے مشہور ہین ۱۲

حاشیہ

اور اخبارات مین اس کے مضمون کو خوب ظاہر
کیا اور فرقہ متہم بوہابیت بلکہ تمام مسلمانون کو
تہمت مخالفت گورنمنٹ سے بری کردیا اور فرقہ
موحدین بلکہ تمام مسلمانون پر اس احسان کا
بوجہ رکھا - جزاک اللہ عنا و عن سائر المسلمین
احسن الجزاء - ولیکن بعض اضلاع مین جہان
آپکے تصانیف نہین پہنچی یہ امر ہنوز مخفی
ہے اسلئے بنظر اعلام عام اس رسالہ کے

تشہیر مرکوز خاطر فاتر ہے خدا نے چاہا تو کوی
موقع اُسکے اظہار و اشتہار کا آجائیگا
بالجملہ بلحاظ وجوہ مذکورہ استعمال لفظ وہابی
کو ہم پسند نہین کرتے - اسلیئے بحکم قانون
مذکور الصدر ہم اس سے معاف رکھے جانیکے
مستحق ہین - اور آپ نیچری ہونے اور کہلانے
کو موجب فخر سمجھتے ہین اسلیئے آپ اس لفظ سے

مخاطب ہونیکے بہت لائق ہین - اور اگر وہ
تقریر جناب جو ہمین نیچری ہونیکی تقسیم و تحسین کی
ہی زبانی زبانی ہے اور دلمین برخلاف اُسکے
اس لفظ کی کراہت جمی ہوئی ہے تو ہم یہ لفظ
آپکی نسبت ہرگز نہ لکھینگے آپ اس امر سے
ہمکو اطلاع دین اور جس لفظ سے اپنے فرقہ
کا مخاطب ہونا پسند خاطر ہو اُسپر آگاہ کرین*

الراقم ابو سعید محمد حسین لاہوری

ہدایات [illegible] اعلان [illegible] ہدایت

(۱) ان دنون اس ہادی مطلق و رہنمای برحق تعالے شانہ کی اعانت اور برٹیش گورنمنٹ (جسکے ظل حمایت مین ہر کس کو اپنے مذہب کی اشاعت مین آزادی ہے اور خاص کر جماعہ موحدین متبعین سنت سید المرسلین کو خیر القرون کے بعد تمام پچھلے زمانون کی نسبت اسی اشاعت کا عمدہ موقع ملا ہے) کی حمایت سے کئی اور رسائل توحید و اتباع سنت مطبوع ہو کر شائع ہو رہی ہین - انکی تفصیل و شرح اسمقام مین دشوار ہے - لہذا مجمل بیان انکا بطور فہرست درج کیا جاتا ہے ناظرین ان رسائل کو مغتنمات وقت سے شمار کرین اور انکے خریداری مین حتی الوسع ہمت کو متوجہ فرماوین -

نام رسالہ	نام مصنف	مضمون	زبان جس مین لکھا گیا	نشان مکان جہان سے مل سکتا ہے	تعداد صفحات	قیمت	محصول ڈاک	کیفیت
تحفۃ القاریین	[illegible]	[illegible]	اردو	ڈیرہ دون ضلع سہارنپور دوکان میر جی خدا بخش	۴۲	۲/	۰/	اسمین اس امر کا خوب اثبات کیا ہے کہ جو ضاد کو دواد پڑھتے ہین فقہ و قرائت و نحو وغیرہ علوم عربیہ کے مخالف ہین

رسالہ تعدیل ارکان	”	نماز کو ادا کرنا کو برابر کرنا	”	”	صفحہ ۸	/۰	/۰	
مجموعہ نور السنہ و قرۃ العینین	محمد فاخر الہ آبادی	مسائل نماز	عربی فارسی	لاہور کوچہ کندیگران مکان حافظ بہادر دین ٹھیکہ دار	صفحہ ۷۶	۱/۰	/۰	اسمین موافق مذہب خالص محمدی کے (جسمین زید و عمر کی تقلید کا دخل نہین) مسائل نماز کا بیان ہے
مجموعہ تحفہ و رسالہ سبحانیہ و رسالہ محمد بن ناصر و فتاوے ابن تیمیہ	امام شوکانی محمد فاخر خازمی ابن تیمیہ	صفات باری و مسائل مختلفہ	عربی و فارسی	”	صفحہ ۷۷	۲/	/۰	انمین استوا علی العرش وغیرہ صفات مین مذہب سلف کا بیان ہے
مجموعہ رسائل ستہ	مصنفین مختلف	مسائل متعددہ	اردو	”	۴۰	۴/	/۰	اسمین پہلا رسالہ راقم الحروف کی تالیف ہے جسمین رسمی دعوتون اور نکاح شادی کا بیان ہے
اولیاء الرحمان و اولیاء الشیطان	ابن تیمیہ	[illegible]	عربی [illegible]	”	[illegible]	۵/	۱/	[illegible] مین نقل ہے۔
سبیکۃ الذہب الابریز فی فہرس مقاصد الکتاب العزیز	مولوی [illegible]	مقاصد قرآن مجید	فارسی	لاہور بازار کشمیری دوکان شیخ محی الدین کتب فروش	۲/۱	۸/	۱/	یہ کتاب ان سب لوگون کے لئے جو قرآن کے مقاصد پر اطلاع چاہین موحد ہون خواہ رسمی مسلمان ضروری ہے۔

(۲) کتاب **براہین احمدیہ** (جسکا اشتہار ضمیمہ نمبر چہارم مین درج ہو چکا ہی) کی اشاعت اور مسلمانون کو اسکے مصارف طبع مین اعانت نہایت ضروری ہی۔ اہل وسعت کو چاہئے کہ اُسکی قیمت جو فی نسخہ پانچ روپیہ ٹھہری ہے مصنف کتاب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے پاس بھیجین اور کتاب کو جلد چھپوائین

(۳) جن صاحبون نے قیمت رسائل توحید معلوم کہ حافظ بہادر دین ہنوز ارسال نہین فرمائی اور باوجود دکرر کرر تقاضا کے اسطرف توجہ نہین کی وہ اب خواب غفلت سے بیدار ہون اور ادائے حق العباد سے فارغ۔ اور اگر دینے کا ارادہ نہو تو مجھے اس سے مطلع کرین تاکہ مین اس کشمکش تقاضا سے باز آؤن اور اپنی اوقات کو خراب نکرون۔ رہا انکا معاملہ سو وہ جانین۔ دنیا مین ان سے سمجھ لین یا آخرت پر چھوڑین

(۴) رسالہ اشاعۃ السنۃ کیطرف بھی حضرات ادہندگان توجہ فرمائین تو مضائقہ نہین۔ اور اگر ارادہ دگرگون ہو تو مجکو

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر یازدہم
جلد دوم

بابت ذیقعدہ ۱۲۹۶ھ
مطابق نومبر ۱۸۷۹ء

جسکے
حصہ اول مین بعض مقدمات اثبات نبوت سے بحث ہے حصہ دوم مین مضمون ذیل بمعاشرت تہذیب الاخلاق کا جواب

منجانب ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

گل دیگر شگفت

از اپیل سید احمد خانصاحب بہادر سی ایس آئی نے ایک اور گل کھلایا ہے۔ اب لوگونکو انبیا اور کتب آسمانی اور احکام مذہبی و ایمانی کی قید سے بھی آزاد کر دیا۔ جو باتین ہم مفہوم کلام جناب سے [illegible] ۲۸ مین کر چکے ہین اُن باتونکو آپنے پورا پورا التصدیق کیا۔ اور صاف صاف فرما دیا کہ جو شخص نہ کسی نبی کو مانتا ہے نہ کسی کتاب کو الہامی جانتا ہے نہ کسی حکم مذہبی (فرض واجب) کو قبول کرتا ہے بلکہ صرف خدائے واحد پر یقین رکھتا ہے وہ بلاشبہ مسلمان و محمدی و ناجی (نجات پانیوالا) ہے چنانچہ تہذیب الاخلاق ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۶ھ کے صفحہ ۲۴۲ مین فرمایا ہے "اسلام کی اصل اصولون کی موافق نہ اون اصولونکی جنکو علمانے قرار دیا ہے۔ وہ شخص جو نہ کسی نبی کو مانتا ہو۔ نہ کسی اوتار کو نہ کسی کتاب الہامی کو نہ کسی حکم کو جو مذاہب مین فرض و واجب سے تعبیر کئے گئے ہین اور صرف خدا واحد پر یقین رکھتا ہو کون ہے؟ ہندو ہے؟ نہین۔ زردشتی ہے؟ نہین۔ موسائی ہے؟ نہین۔ عیسائی ہے؟ نہین۔ محمدی ہے؟ نہین۔ پھر کون ہے؟ مسلمان"۔ گو ہمنے اس شخص کی محمدی ہونے سے انکار کیا ہے مگر اسکا محمدی ہونا ویسا لازم ہے جیسے کہ اسکا مسلمان ہونا۔ کیونکہ انہی کی بدولت وہ مسلمان کہلایا ہے پس وہ بھی

مطبع مصطفائی لاہور مین چھپا

درحقیقت محمدی ہے - پر تاشکر امحمدی جیسے ہمارے زمانہ مین بعضی فرقی ہین جو غالبا توحید ذات باری پر بکمال یقین رکہتے ہین اگر کہو کہ وہ کافر ہین تو غلط ہے - کیونکہ کافر تو نجات نہین پانیکا مگر موحد سے تو خدا نے نجات کا وعدہ کیا ہے جہان فرمایا ہے وقالوالن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاری تلک امانیھم قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین - بلی من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون - سورہ البقرہ ۱۰۵ و ۱۰۶ اور پہر ایک جگہ فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد افتری اثما عظیما - سورالنساء ایۃ ۵۱ - اور محمد رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے من شھد ان لا الہ الا اللہ مستیقنا بھا قلبہ فدخل الجنۃ - پس جو شخص اس کلمہ پر یقین رکھتا ہے وہ بلاشبہ مسلمان و محمدی ہے" پہر اپنے **یہ غضب کیا ہی** کہ جو لوگ وجود باری سے منکر کہلاتے ہین انکو بھی [illegible] [illegible] دیا ہے [illegible] انکی وجود باری سے انکاری یہ تاویل کی ہے کہ انکو وجود باری سے انکار نہیں بلکہ اس وجود کی دلیل کے علم سے انکار ہے پہر فرمایا انکے اہل جنت ہونے مین کیا شک باقی رہا" **اور ہر چند** اپنی تقریر اول کی نسبت یہ بھی فرمایا ہے کہ نہ ہمارا یہ مدعا ہے کہ لوگ انبیاء سے انکار کرین نہ ہمارا یہ منشا ہے کہ لوگ کتب الہامی کو نہ مانین نہ ہمارا یہ مقصد ہے کہ لوگ پابندی احکام چہوڑ دین بلکہ ہمارا یہ مطلب ہے کہ تمام موحد مسلم و ناجی ہین پہر جو کوئی چاہے اپنے خیالات فاسد سے ہماری اس قول کی اور کچھ معنی قرار دے لے **ولیکن** یہ فرمانا آپکا بعینہ یہ کہنا ہے کہ ہمنے یہ الفاظ تو بولے ہین پر اُنکے معانی مراد نہین رکھی - یا یہ کہ ہم ملزوم کو زبان پر لائے مگر اُسکے لازم کا ارادہ دلمین نہین رکہتے **جنابمن** انبیاء و کتب الہامی و احکام مذہبی کے منکر کو کافر نکہنا منکر ہو جانے کی صاف اجازت دینا ہے اور یہ اجازت عدم تکفیر کا مفہوم و عین منشا ہے **فرض** کیا یہ بدگمانی اور فاسد خیالی ہے جیسیکہ اپنے فرمایا ہے یہ منکر ہو جانے کی اجازت کا عدم تکفیر کو لازم ہونا - تو ایسا ہی جیسے مسلمان کو باوجود انکار کے محمدی ہونے سے

محمدی ہونا لازم ہے جس جرم سے مواخذہ اُٹھایا جاتا ہے وہ جرم سنگین کہان رہتا ہے اور
اُسکے ارتکاب کی فی الجملہ اجازت کے لزوم مین کیا شک رہتا ہے **اسکی مثال** یہ ہے
کہ ایک شخص واقف قوانین سیاست کہتا ہے کہ بادشاہ کی اطاعت سے سرکشی بغاوت نہین اور
اسکے مرتکب پر مواخذہ نہین - پس لوگونکو اطاعت سے منحرف کرنا اولاً تو اس کلام کا مفہوم
اور اس شخص کا عین مدعا معلوم ہوتا ہے - اور اگر اسکو کوئی نمانے تو اس کلام کو انحراف
کا لازم ہونا توکسیکے شک کا محل نہین ہے **دوسری مثال** ایک شخص کہتا ہے
زہر کہانے یا شراب پینے مین ہلاکت یا نقصان نہین یہ کہنا بھی معنی زہر کہانے اور شراب پینے کی
اجازت ہے اسکو کوئی نمانے تو اس کلام سے اجازت کی لزوم مین توکسیطرحکا شک نہین
اس سے صاف ثابت ہوا کہ آپنے اس تقریر سے لوگونکو اتباع انبیا و کتب الہامی و احکام
مذہبی سے التزاماً یا لزوماً صاف آزاد کیا ہے - اور ہمارے خیالات کو صحیح کر دکھایا -
اب رہا یہ امر کہ آپکا دعویٰ ہے کہ منکر انبیا و کتب و احکام کافر نہین - اور آپکی بتقیید ہونا اصول
اسلامی کے موافق جرم مانع نجات نہین یہ اصول اسلام کے موافق ہے یا مخالف ہے اسکا
تصفیہ ہم قران ہی سے کرتے ہین جسکا اصول اسلام سے ہونا آپ بھی مانتے ہین نہ اون
اصول سے جنکو علمانے از خود قرار دیا ہے - ایسے اصول کی ہم بھی (آپکی طرح) مقلد نہین
اور یہی ہماری بحث مین بمقابلہ جناب لطف ہے - ورنہ علما کی اصول و اقوال سے آپ کب
قائل ہوتے ہین اور تقلیدی اصول کو آپ کب سنتے ہین پس توجہ سے سنین کہ قرآن
مجید نے انبیا و کتب سماویہ و احکام مذہبیہ کی انکار کو صاف صاف کفر بتایا ہے اور تصدیق
انبیا و کتب سماویہ و احکام کو جزو ایمان قرار دیا ہے قرآن مین اسمضمون کے صدہا آیات ہین ازانجملہ چند آیات
نقل کیجاتی ہین (آیات متضمنہ وجوب ایمان بکتب و انبیا و تکفیر منکر آنہا بلا اخفاء)

امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ — سورہ بقر مین ہے رسول اور مومن سبھی
والمومنون کل امن باللہ وملائکتہ — کتب منزلہ اور خدا اور فرشتون اور رسولون

وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد
من رسلہ - بقرہ ع ۴۰

پر ایمان لاتے ہین اور کہتے ہین ہم کسی مین
تفرقہ نہین ڈالتے -

یا ایہا الذین امنوا امنوا باللہ ورسولہ
والکتب الذی انزل علی رسولہ والکتب الذی
انزل من قبل ومن یکفر باللہ وملائکتہ
وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر فقد ضل ضلالا
مبینا نساء ع ۲۰
ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون
ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون
نؤمن ببعض [illegible] ونکفر ببعض ویریدون
ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک
ہم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین
عذابا مہینا نساء ع ۲۱

سورہ نساء مین ہے لوگو جو ایمان کا دعوی
رکھتے ہو اللہ اور اُسکے رسول اور اُسکے کتاب
کو جو آپ اور اس سے پہلے اتاری ہے مانو اور
جو خدا اور اسکے فرشتون اور کتابون اور رسولون
سے اور پچھلے دن سے منکر ہوگا وہ دور بہولا ہے
اُسی سورہ مین ہے جو لوگ اللہ اور اسکے رسولونکے
ساتھ کفر کرتے ہین (اسطرح کہ) اللہ اور اسکے
رسولون [illegible]
مانتے ہین اور رسولونکو نہین یا یہ کہ کسی
رسول کو مانتے ہین کسیکو نہین مانتے) اور
وہ بیچ کی راہ کہ خدا کو ماننا اور رسول کو نماننا نکالنا چاہتے ہین وہ
ٹھیک ٹھیک کافر ہین اور خدانے کافرون کی
لئے خوار کیا عذاب تیار کر رکھا ہے -

(آیات متضمنہ تکفیر منکرین آیات واحکام و وعید شدید جہنم بر مخالفت نبی کہ از لوازم کفر ست بلا کلام)

فلا وربک لا یومنون حتی
یحکموک فیما شجر بینہم نساء ع ۹

تیرے رب کو اپنی قسم ہے کہ یہ لوگ جبتک تیرا
حکم نمانینگے مسلمان نہونگے (یوری
آیۃ مع ترجمہ کے نمبر ۸ صفحہ ۲۴۵ گذری)

من لم یحکم بما انزل الیہ فاولئک
ہم الکافرون - مائدہ ع ۶

جو کوئی کتاب منزل کے موافق فیصلہ یا حکم
نہ کرے وہ کافر ہے -

(یہہ آیۃ یہودیون کی حقمین اتری ہے جو باوجودیکہ خدا کو مانتے اور موسی رسول کو برحق جانتے پر رجم وغیرہ احکام توراۃ سے منکر ہو بیٹھے تھے - چنانچہ شان نزول آیۃ اسپر شاہد ہے جو صحیح مسلم ص۷۱ جلد۲ اور تفاسیر مین مذکور ہے)

ان الذین کفروا بایاتنا سوف نصلیہم نارا کلما نضجت جلودھم بدلناہم جلودا غیرہا لیذوقوا العذاب ۔ نساء ع۸
ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا ۔ نساء ع۱۷

جو لوگ ہماری آیات سے کفر کرتے ہین اونکو ہم دوزخ مین داخل کرینگے جب انکی کہالین جل جاوینگی تو اونکی کہالین ہم بدل ڈالینگی تا کہ وہ عذاب چہکتے رہین ✤

اور جو کوئی بعد ظہور ہدایت کی رسول کی مخالفت کرے اور مومنون کی راہ کو چہوڑکر اور رستہ چلی اسکو ہم جدہر وہ جاہتا ہے پہیر دینگے اور دوزخ مین داخل کرین گے اور وہ بازگشت نہایت بُری ہے ✤

جب ہماری آیات [illegible] نبی کو کافر بتاتے ہین تو وہ دو آیتین اور ایک حدیث متمسکہ جناب مخاطب جنمین توحید پر وعدہ نجات ہے عموم پر کب محمول ہو سکتے ہین اور بجز موحدین کے (جو باوجود توحید کے انبیا و کتب الہامی کو بہی مانتے ہین) اور موحدین منکرین انبیا کو کب شامل ہو سکتے ہین - وہ آیتین اور حدیث تو انہی لوگون کی نسبت ہین جو کفر چہوڑکر تابع نبی ہوئی انکو خدا نے وعدہ دیا ہے کہ باوجود ایمان پہر اگر تم سے کوئی گناہ سوائے شرک ہو گا تو وہ چاہیگا تو بخش دیگا - اور شرک باوجود مومن ہو جانے کے بہی عمل مین لاؤگے تو بخشا نہ جائیگا - ان آیات و حدیث مین کافرون و منکرون کو شامل کر لینا آپ ہی کی بہادری ہے - آپکے سوائے زمانہ نبوت سے لیکر آجتک کسی مسلمان سے یہہ جرأت نہین ہوئی - اور نہ کسی آیۃ و حدیث مین یہہ عمومیت و شمولیت پائی جاتی ہے -

آیات متضمنہ تکفیر منکرین نبوت کی موید آحادیث بہی بہت ہین جو باتفاق مسلمانون کی صحیح ہین ولیکن اسمقام مین انکی نقل اسلئے فروگذشت ہوئی کہ شاید جناب مخاطب ان آحادیث کی مطعون ہونے یا کسی اور بہانہ سے انکی صحت کو نہ مانین اور اصلی اصول سے انکو خارج کر ڈالین -

اب اگر کوئی ہمسے سوال کرے کہ جناب ممدوح کے اس قول و اعتقاد پر آپکے اسلام کا کیا حال ہے اور انکی

نسبت اب بہی تمہارا وہی اعتقاد و خیال ہے جو تمنے نمبر ۵ بصفحہ ۱۴۴ - اور نمبر ۱ مین بصفحہ ۲۹۳ - ۲ - انکی نسبت ظاہر کیا ہے ؟ - یا اب اسمین کچہہ فرق آگیا ہے ؟ - **تو جواب** اِسکا یہہ ہے کہ اب میرے اس خیال مین فرق آگیا ہے اور جناب کے اس قول نے جسمین آپنے ضروریات و قطعیات دین کا انکار کیا ہے اور کفر کو اسلام بنا دیا مجہے آپکی نسبت شک و تردد مین ڈالدیا ہے اب مین آپکے اسلام کا مدعی نہین بن سکتا - اور اسپر کوئی دلیل قایم نہین کرسکتا - اور لوگونکو آپکی تکفیر سے روک نہین سکتا - اور آپکے خطاؤن کو اجتہادی نہین بنا سکتا - امور مستلزمہ کفر مین اجتہادی خطا اس شخص کی خطا ہے جو کفر کو کفر جانے پہر از راہ خطا اسمین جا پڑے و مع ذلک وہ محل جسمین اِسنے خطا کی ہو شبہہ و اجتہاد کا محل بہی ہو - اور جو شخص کفر کو کفر نہین جانتا اور قطعیات و ضروریات دین سے جہان تاویل و اجتہاد کا مساغ نہین انکار کرتا ہے اسکے خطا کو اجتہادی کہنا توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ سے [illegible] [illegible] ہان اس امر کی تفصیل پہر کسی موقع پر کرونگا بالفعل اپنی کلام سابق کے ناظرین کو اپنی تبدل خیال پر (جو جناب ممدوح کی تبدل حال سے پیدا ہوا ہے نہ اپنی غلطی معلوم ہونے سے) آگاہ کرتا ہون - اور اسپر بہی جناب ممدوح سے یہہ اُمید رکہتا ہون کہ میرے اس شک و تردد پر جسکو میرا دل پسند نہین کرتا اور دلیل کا نہ ملنا اسکا باعث ہے آپ مجہسے ناراض نہونگے - اور یہہ خیال فرمائینگے کہ جس حالت مین دہریہ کا دلیل نہ ملنے کے سبب وجود باری کا اقرار ہی نہ ہونا آپکی آشفتگی خاطر کا موجب نہین ہوا تو آپکے اسلام کی دلیل نہ ملنے کے سبب اِسکا مدعی نہونا کیون موجب آشفتگی خاطر عاطر ہوگا

رفع اشتباہ

اشاعۃ السنہ نمبر ۹ مین بصفحہ ۲۷۰ - ۲ کابل کی اس کارروائی کے متعلق جو اِنسے قتل سفارت کے متعلق ہوئی ایک مضمون درج ہے اِسکے تائید مین ایک حدیث سنن ابی داؤد سے منقول ہے جسکا ترجمہ بعینہ درج ذیل ہے ایکدفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسیلمہ کذاب کی (جو آنحضرت کے مقابلہ مین پیغمبری کا دعوی کرتا تہا اور آنحضرت کا سخت دشمن تہا) وکیل آئے اور آنحضرت کے سامنے کلمات گستاخی و انکار اسلام زبان پر لائے آنحضرت نے یہی جواب دیا کہ قاصدونکو مارنا ہمارا طریق نہین

ورنہ تم بچکر نہ جاتے آخر وہ صحیح سالم چلے گئے +

اسمین ہمارے ایک شفیق کو شبہ پڑہ گیا اور اسنے اسکا مطلب یہہ سمجہا ہے کہ "محض وکیل اور سفیر ہی بچکر جاسکتا ہے اور کوئی بچکر نہین جاسکتا"۔ مگر یہہ شبہ اس شفیق کی کم توجہی کا نتیجہ ہے ورنہ لفظ (تم بچکر نہ جاتے) اور لفظ (کوئی بچکر نہین جاسکتا) مین زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور صیغہ خاص مخاطب عام معنے مراد لینا کسی عرف و محاورہ کے موافق نہین ہے +

ہان اسمین شک نہین کہ وہ لوگ اگر سفیر نہوتے تو ہرگز نہ بچتے اس لفظ کا مفہوم بلکہ عین منطوق ہے ولیکن اسکی وجہ یہہ نہین ہے کہ وہ کافر تہے اور عموماً کافرون کا مار دینا آنحضرت کا طریق تہا بلکہ وجہ اسکی یہہ ہے کہ وہ آنحضرت کی دشمنونکی جماعت کے لوگ تہے اور آنحضرت کو ہمیشہ تکلیف پہونچایا کرتے اور مقابلہ و محاربہ کا دعوی رکہتے رہتے اسلئے آنحضرت نے وہ کلمہ فرمایا کہ اگر تم قاصد نہوتے تو تم (اس دشمنی و ایذا رسانی کے سبب [illegible] بلکہ اسی عبارت مین یہہ لفظ (کہ وہ آنحضرت کا سخت دشمن تہا) پہلے سے موجود ہے اور اسکے تصدیق و تفصیل کتب احادیث و تواریخ مین پائی جاتی ہے +

اور دشمنون اور باغیون اور ایذا رسانون کو مارنا کسی قوم کے نزدیک مہذب ہون خواہ غیر مہذب برا نہین ہے۔ اور تعصبات مذہبی و ظلم مین داخل نہین غرض کہ جو شخص رئیس گورنمنٹ کا باغی و سرکش ہے اور ہمیشہ تکلیف رسانی کے درپے رہتا ہے ایسا شخص گورنمنٹ کی قابو مین آوے تو کیا وہ گورنمنٹ سے بچکر جاسکتا ہے؟ دور کیون جاؤ۔ کابل ہی کے معاملات پر غور کرو جنہون نے گورنمنٹ کی سفیر کو قتل کیا اور مخالفت و بغاوت مین سر اوٹہایا اونہون نے اپنا کیا پایا۔ اور انکو ہم مسلمانون ہی نے برا کہا اور اپنی تحریرون مین انکا مجرم ہونا شائع کیا +

پس اگر ایسا ارادہ آنحضرت سے پایا گیا تو وہ کونسے اعتراض و شبہ کا محل ہوا +

عذر

اس دفعہ بہی کاپی نویس قدیم نے تغافل کیا، ۱۰ نومبر کا مضمون لیا ہوا ۱۰ دسمبر تک تمام نکلا آخر دوسرے

شخص سی پورا کرایا ناظرین اس دیر مین ہمکو معذور سمجھین +

ھدایات

(۱) بعضے صاحب بعوض قیمت رسالہ کورٹ فیس یا آدہ آنہ سے زیادہ کی ٹکٹ بہیجتے ہین اونکی فروخت کرنے مین ہم زیادہ نقصان اوٹہاتے ہین آئندہ آدہ آنہ سے زیادہ والے ٹکٹ نہ بہیجین انکی ساتھہ بہی فی روپیہ آدہ آنہ بابت فیس زیادہ ہو -

(۲) بعض صاحب یاست غیر سے میعادی ہنڈیان بہیجتے ہین اونپر یہانکے مہاجن دو آنہ کی کورٹ فیس لگاتے ہین اسمین بہی خسارہ پڑتا ہے جو صاحب ہنڈی بہیجین درشنی ہو - ورنہ خسارہ فرستندہ سے لیا جاویگا +

(۳) بعض صاحب پوسٹ کارڈ (یعنے پیسہ کا ٹکٹ) پر جو خط لکہتے ہین تو اوسکی جانب نشان مکتوب الیہ مین بجز نام و نشان [illegible] قانون ڈاکخانہ [illegible] وہ خط بیرنگ ہوجاتا ہے اور ہمکو محصول دینا پڑتا ہے - آئندہ جانب نشان مین بجز نام و نشان مکتوب الیہ کچہ نہ لکہین ورنہ اونکا خط واپس ہوگا +

(۴) بعض صاحبان ہمکو ایسے امور (جنکو نہ ہمسے خصوصیت ہے نہ ہمارے رسالہ سی) کی فرمائشین لکہتے ہین اونکی تعمیل و جواب عدم فرصتے کی سبب معذور ہین ہمکو وہ بات لکہین جو ہمسے خصوصیت رکہتی

اعلام

بعضے صاحبان نہ خود چندہ بہیجتے ہین نہ ہماری منشی یا کسے اور دوست کی خطوط تقاضا کے جواب لکہتے ہین نہ ہماری مجمل شکایتونکی طرف توجہ کرتے ہین اونکی نام مینے اس مہینہ مین خاص رقعات جاری کئے ہین اگر اونہونے میرے رقعات کا بہی جواب نہ دیا اور چندہ ارسال فرمایا تو دسمبر کے پرچہ مین انکی فہرست اسامی ارشائع کرونگا پہر اسکو شکایت نہ سمجہین اور بہتر یہی ہے کہ قبل اشاعت اوس فہرست کی اپنی باقیات کی صفائی کرین معہ موضع سکونت اون صاحبونکی یہہ ہین ملتان امرتسر دیوبند گہنتولی ضلع مظفر نگر کیرٹی ضلع مظفر نگر کانگڑہ ضلع ہوشیارپور سوہاکپور ضلع ہوشنگ آباد داری ضلع سیونی علیگڈہ دہاکہ مئو ضلع اعظم گڈہ راوت پور ضلع کانپور -

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

فواللہ لیظهرن الروم علی فارس ما اخبرنا بذلک نبینا فقام الیه ابی بن خلف فقال کذبت فقال انت کذبت یا عدو اللہ فقال اجعل بیننا وبینك اجلاً اناجیك علیه المناحبه والمراهنة علی عشر قلائص وجعلوا الاجل ثلث سنین فجاء ابو بکر الی النبی صلعم فاخبره بذلك - وذلك قبل تحریم الربوا - فقال [illegible] انما البضع ما بین الثلث الی التسع فزائده فی الخطر وماده فی الاجل فخرج فلقی ابیا فقال لعلك ندمت قال لا فقال ازائدك فی الخطر وامادك فی الاجل فجعلها مائة قلوص ومائة قلوص الی تسع سنین وقیل الی سبع سنین قال قد فعلت فظهرت الروم علی فارس یوم الحدیبیة عند راس سبع سنین فقمر ابو بکر ابیا فاخذ مال الخطر من ورثته فجاء به یحمله الی النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال

بضع کا تین سے نو تک مستعمل ہونا خیال میں نہیں لاتا - میں نے تین سال تجویز کیے - پس مدت کو بڑھا دے - اور اس زیادتی کے عوض میں شرط کے اونٹ بھی زیادہ دینے مان لے - آخر غایت مدت نو سال ٹھیری اور دس کے سو اونٹ مقرر ہوئے - اسدن سے چھ سال گذر کر ساتواں شروع ہوا تھا کہ روم فارس پر غالب آ گئے [illegible] ابی بن خلف سے (جو اس عرصہ میں داخل جہنم ہو چکا تھا) حضرت ابوبکر نے بھر لیے - اسوقت اسطرح کی شرط و قمار کی حرمت میں وحی تو نہ آئی تھی - پر آنحضرت نے بنور نبوت و روحانی طاقت کے حرمت آئندہ کے موافق اس شرط کے اونٹوں کو کام میں لانا پسند نفرمایا - اور انکے خیرات کردینے کا حکم دیا

النبی صلی اللہ وسلم تصدق بہ (معالم التنزیل)

اس خبر کو امام بخاری اپنی تاریخ مین - دارقطنی نے افراد مین - ابونعیم نے دلائل النبوۃ مین بیہقی نے شعب الایمان مین - ترمذی اپنی جامع کے صفحہ ۱۶۸ ج ۲ مین ذکر کیا ہی - اور جملہ مفسرین نے اپنی تفاسیر مین نقل کیا ہے - اور ترمذی نے اسکی اسناد کو صحیح کہا ہے

اسمین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدت کو مبہم چھوڑا اور ٹھیک ٹھیک سال فتح نہ بتایا تو اُسکی وجہ یہ تھی کہ مشرکین ہر وقت اسی فکر مین دبے رہین - اور وقت سے پہلے اسکی واقع ہونے کو شائع نکرنے پاوین - چونکہ روم مکہ سے فاصلہ دراز پر تھا [illegible] وقت موجود و نیسر مین اوسوقت موجود نہ تھیں اسلئے مخالفین کو قبل وقوع واقعہ کے دعوے وقوع ممکن تھا - اور وقت وقوع مین اختلاف و شبہ ڈالنے کی گنجائش جس سے کم عقلو نکے پھسل جانیکا اندیشہ تھا - اور نفس وقوع مین جو باوجود فاصلہ محل کے چھپا نہین رہتا (گو ایک زمانہ کے بعد کیون نہو) - انکا خلاف ممکن نہ تھا اسلئے نفس وقوع بتایا گیا - اور اسکی مدت کا ایک اندازہ و مقدار جسمین دور سے دور اور بیخبر سے بیخبر کو بھی خبر پہنچ سکے مقرر

فی تفسیر فتح البیان لمجدد هذا الاوان مشهر العلم فی البوادی والعمران النواب علی الجاه صدیق حسن خان امیر ریاست البوفال - سقاه اللہ من عین الکمال الاجل [illegible] وان کان معلوما للنبیه صلی اللہ علیه وسلم لادخال الرعب والخوف علیهم فی کل وقت کما توجد من تفسیر الفخر الرازی انتهی وفی تفسیر الفخر الرازی - ابهم الوقت مع ان المعجزة فی تعیین الوقت اتم - فنقول للسنة والشهر والیوم والساعة کلها معلومة عند اللہ وبینها للنبیه وما اذن فی اظهارها لان الکفار کانوا معاندین والامور التی تقع فی البلاد النائیة تکون معلومة الوقوع بحیث لا یمکن انکارها ولکن وقتها

یمکن الاختلاف فیہ - فالمعانہ کان
یتمکن من ان یرجف بوقوع الواقعۃ قبل
الوقوع لیحصل الخلف فی کلامہ

کر دیا اور اگر کوئی ہماری اسبات کو نہ مانے اور آنحضرت کا ٹھیک ٹھیک مدت فتح کو جان لینا تسلیم نہ کرے تو یہ بھی ہمارے مدعا کے مخالف نہین - کیونکہ آنحضرت کا فقط اسیقدر جان لینا (کہ فتح روم تین سال سے پہلے نہو گی اور نو سال سے تجاوز نہ کرے گی) بھی غیب دانی اور پیشین گوئی سے خالی نہین - عقل سے ایسی تحدید کب ہوسکتی ہے - پہر اسکے بہروسے معرکہ اعدا مین اسپر شرط کا بھی مان لینا عاقل سے کب متصور ہے -

اُس بیان سے ثابت ہوا کہ یہ خبر آنحضرتؐ کی ایسی خبر ہے جسکے صادق اور واقع کے مطابق ہونے مین کسیکو شک نہین - اور نہ اسکے غیب الغیب سے ہونے مین کسی کی تاویل کو گنجایش ہے ومع ذلک ایک بے انصاف نے اُسکو بھی تاویل سے نہین چھوڑا - اور اُسکی نسبت یہ کہا ہے کہ یہ قیافہ اور تجربہ کی بات ہے - آنحضرتؐ نے فارس کی بے انتظامی دیکھکر یہ خبر دی ہے یہ کوئی پیشین گوئی یا غیب دانی نہین - ولیکن **اہل انصاف** کے نزدیک اس تاویل کی اس خبر مین گنجائش نہین - اور اس خبر کا قیافہ یا تجربہ سے پیدا ہونا تین وجہ سے ممکن نہین (۱) قیافہ سے یہ تب ناشی ہوسکتی جبکہ فارس کی تباہی و تنزل کے آثار دیکھکر بتائی جاتی اور اس خبر دینے کے وقت فارس کی حالت تنزل و تباہی مین ہوتی - یہ خبر تو فارس کے کرّ و فرّ و شان و شوکت کے وقت (جسمین انہون نے روم پر فتح پائی) بتائی گئی ہے پہر اسکا قیافہ و تجربہ سے پیدا ہونا کیا معنی رکھتا ہے ؟ (۲) قیافہ محض تخمینہ ہوتا ہے جسمین تحدید خاص ممکن نہین ہے اور یہ خبر ایک تحدید پر مشتمل ہے (۳) اگر کوئی قیافہ و تخمینہ سے کوئی تحدید کر بھی دیتا ہے تو اُسپر ایسا یقین و بہروسہ نہین کر سکتا جو اس خبر مین کیا گیا ہے - یعنے معرکہ اعدا مین برملا اس تحدید کا دعوے کرنا - پہر بصورت خلاف سو اونٹ کی شرط مان لینا -

ان وجوہات کی تصدیق نظائر ذیل سے بخوبی ہو سکتی ہے - دیکھو - اگر کوئی کسی نوجوان صحیح وسالم قوی وتندرست کی نسبت یہ خبر دے کہ یہ نو دن کے اندر تین دن کے بعد مر جائیگا - اور اسپر ایسا یقین کرے کہ بصورت خلاف کوئی شرط بھی مان لے - ایسی خبر کو قیافہ نہ کہا جاویگا - اور اگر کوئی صد سالہ ضعیف یا مریض مایوس الصحۃ کو دیکھکر اتنی مدت مین اسکا مر جانا تجویز کرے (جتنی مدت مین اُسکے امثال واقران مرجایا کرتے ہین) ومع ذلک اسمین وہ ایسا مدعی نہو بیٹھے کہ بصورت خلاف شرط کا ذمہ وار ہو جائے تو ایسی خبر کو بیشک قیافہ کہا جائیگا -

ان وجوہات ونظائر کی شہادت سے اس خبر کا قیافہ سے پیدا ہونا بحکم انصاف تو ممکن نہین - انصاف کو چھوڑ کر جو کچھ کوئی کہے (دن کو رات یا رات کو دن) مشکل نہین +

خبر دوم از قسم اول

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء حال مین دشمنون سے ڈرتے اور اپنی جان کی حفاظت کے لئے پہرہ رکھواتے - یہانتک کہ خدا تعالے نے آپ کو مطمئن کر دیا اور قتل سے عصمت و محافظت کا وعدہ دیا - پس آپنے پہرہ کو اٹھا دیا - اور لوگونکو خبر دی کہ اب اللہ تعالے نے میری حفاظت خاص اپنے ذمہ لیلی ہے تم اب ہٹ جاؤ - اور پہرہ موقوف کرو پہر اس خبر کا صادق ہونا بھی لوگونکے امتحان مین آگیا - بارہا مخالفون نے آنحضرت کی قتل کا قصد کیا - پر خدا تعالے نے آپ کے دشمنون سے

قال اللہ تعالی - واللہ یعصمک من الناس سورہ مائدہ ع ۱۰

عن عائشۃ رض قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحرس حتی نزلت ہذہ الآیۃ واللہ یعصمک من الناس فاخرج رسول اللہ صلعم راسہ من القبۃ فقال لہم یا ایہا الناس انصرفوا عنی فقد عصمنی اللہ رواہ الترمذی - فی تفسیر سورۃ المائدۃ من جامعہ صـ ۱۴۶ جلد ۲ وھکذا فی التفسیر الکبیر والجلالین

والبیضاوی فی المعالم وغیرها من کتب
التفاسیر - وقال فی التفسیر الکبیر
کیف یجمع بین ذالک وبین ما روی
انه علیه الصلوة والسلام شج وجهه
یوم احد وکسرت رباعیته
والجواب من وجهین - احدهما ان المراد
یعصمه من القتل وفیه التنبیه علی انه
یجب علیه ان یتحمل کل مادون النفس
من انواع البلاء فما اشد تکلیف
الانبیاء علیهم السلام - وثانیهما
نزلت بعد یوم احد [illegible]
علی صحة الوجه الثانی ما اتفق علیه المفسرون
ان المائدة اخر ما نزل من القرآن -
ونص علیه اصحاب النبی علیهم الرضوان

آنحضرت کو بچایا - یہانتک کہ خود اپنے پاس
بلالیا - ہرچند قتل کے سوے اور تکلیفین
(جیسے احد کی لڑائی مین آپکے سر مبارک کو
زخم پہنچا یا دانت کا شہید ہو جانا) آپکو
مخالفین سے پہنچی ہین - ولیکن اس آیت
مین ایسی تکالیف سے بچانے کا وعدہ نہین
ہے - قطع نظر اس سے یہ وعدہ ان تکالیف
پہنچنے کے پیچھے ہوا ہے چنانچہ نزول
سورۂ مائدہ کا جسمین یہ وعدہ ہے اسپر گواہ ہے
آپکے قتل کا ارادہ [illegible] بہت لوگون نے
کیا پر خدائی حمایت وحفاظت کے سبب کوئی
اسپر قادر نہو سکا - اس قسم کے واقعات
بہت ہین پر بطور تمثیل ایک دو واقعات
ذکر کئے جاتے ہین

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک خاردار درختون کے جنگل مین پہنچے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب درختون کے سایہ مین متفرق ہو بیٹھے - آنحضرت ایک ببول کے درخت

عن جابر نزل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تحت سمرة فعلق بها سیفه
ونمنا نومة فاذا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یدعونا واذا عنده اعرابی
فقال ان هذا اخترط علی سیفی وانا نائم

کے نیچے اسپر تلوار لٹکاکر سو گئے اتنے مین
ایک اعرابی (غورث بن حارث جسکو دعثور
بھی کہتے تھے کفار کے کہنے سے کہ محمد
اکیلا پڑا ہے اسکو پکڑ لے) آنحضرت صلعم کے
سر پر تلوار کھینچکر آ کھڑا ہوا اور بولا تجھے

فاستيقظت وهو فى يده صلتا فقال
من يمنعك منى فقلت الله ثلثا فشام
السيف - رواه البخارى
وفى رواية محمد بن كعب القرظى فرعدت
يد الاعرابى وسقط السيف من يده
ذكرها البغوى فى المعالم - وفى رواية
محمد بن اسحاق ان الكفار قالوا لله غورث
وكان شجاعا قد انفرد محمد فعليك به -
وفيها ان جبرئيل دفع فى صدره فوقع
من يده فاخذه النبى صلى الله عليه و
سلم وقال من يمنعك منى قال لا احد
قال قم فاذهب لشانك فلما ولى قال
كنت خيرا منى فقال صلى الله عليه وسلم
انا احق بذلك منك ثم اسلم بعد و فى
لفظ قال اشهد ان لا اله الا الله و
اشهد انك رسول الله ثم اتى
قومه فدعاهم الى الاسلام - ذكرها
القسطلانى فى شرح البخارى
عن ابى هريرة رض قال لما فتحت خيبرا هديت
لرسول الله صلى الله عليه وسلم شاة
فيها سم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

مجھسے کون بچائیگا آنحضرت صلعم نے تین دفعہ
فرمایا اللہ تعالے بچائیگا - یہ سنکر اسنے تلوار
میان مین بند کرلے پہر اُسکا ہاتھ کانپنے لگا
تو وہ زمین پر گر گئی اور آنحضرت صلعم نے
اُٹھالی اور اسکو وہی بات کہی جو اُسنے
آنحضرت صلعم کو کہی تھی - اس سے جواب بجز
اس کلمہ کے کہ میرا بچانیوالا کوئی نہین
کچھ بن نہ پڑا آنحضرت صلعم نے لطف و کریم
الاخلاقی سے اسکو چھوڑ دیا - یہ امر اُسکے
ہدایت کا باعث ہوا اور وہ مسلمان ہو گیا
اور اُس نے اپنی قوم مین آکر اُنکو
بھی اسلام کیطرف بلایا -
ایکدفعہ آنحضرت صلعم کو یہود خیبر نے زہر آمیختہ
گوشت کہلا دیا اللہ تعالے نے اُس سے
بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
جان کو بچالیا باوجودیکہ اسی گوشت
کے کہانے سے ایک رفیق خباب کا
شہید ہوگیا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو بھی اس زہر کا اثر ہمیشہ
محسوس ہوتا رہا - آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہود یون کو اسکا سبب

265

اجمعوا الی من کان من الیهود فقال هل جعلتم فی هذه الشاة سمًّا قالوا نعم قال ما حملکم علی ذلك فقالوا ان کنت کذابا نستریح منك وان کنت نبیا لم یضرك - رواه البخاری وذکر القسطلانی انه مات باکلها بشر بن البراء - الخ

پوچھا تو اُنھون نے یہ بیان کیا کہ ہمنے یہ کام اس لئے کیا تھا کہ اگر آپ نبی ہون گے تو اس سے بچ جائینگے ورنہ ہم آپ سے چھٹی پائین گے

خبر سوم از قسم اوّل

قال تعالیٰ انا کفیناك المستهزئین بجر رکوع ۶ کانوا خمسة نفر من المشرکین الولید والعاصی وعدی والاسود بن مطلب والاسود [illegible] بن عبد یغوث قال جبرئیل لرسول الله صلی الله علیه وسلم امرت ان اکفیکهم فاوما الی عقب الولید فمر بنبال فتعلق بثوبه سهم فلم ینعطف تعظما لاخذه فاصاب عرقا فی عقبه فقطعه فمات واوما الی العاصی فدخلت فیها شوکة وقال لدغت لدغت وانتفخت رجله حتی صار کالرحی فمات واشار الی عینی الاسود بن المطلب فعمی واشار الی انف عدی بن قیس فامتخط قیحا فمات واشار الی الاسود بن عبد یغوث

مکہ مین پانچ شخص تھے اسود بن مطلب ولید عاصی عدی بن قیس اسود بن عبد یغوث یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] اور ان کو ہنسی مین اڑاتے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے سبب سے دل مین بہت تنگی پاتے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی ہلاکت کے لئے خدا سے التجا کی - خدا نے آپ کی دعا قبول فرمائی - اور جبرئیل علیہ السلام کو انکی ہلاکت کی خدمت سپرد کی جبرئیل علیہ السلام نے یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگو نکو بتائی اور لوگو نکے تھان مین آگئے - اسود بن مطلب کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندھا ہو جانیکے

وهو قاعد فی اصل شجرة فجعل ينطح راسه بالشجرة ويضرب وجهه بالشوك حتى مات - كذا فی التفسير الكبير۔ وفی المعالم ان الاسود بن المطلب كان دعا عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اللهم اعم بصره واثكله بولده الخ	دعا کی تھی وہ اندھا ہوگیا اسیطرح ہرایک واصل جہنم ہوا تفصیل قصہ تفسیر کبیر و معالم وغیرہ مین ہے۔ طالب تفصیل اصل کتابونکا ملاحظہ کرے

اخبار قسم دوم

واضح ہو کہ اخبار قسم دوم (یعنی آنحضرت صلعم کی وہ غیبی خبرین جو حدیث مین آئی ہین اور لوگون نے آزمائی ہین) اس کثرت سے پائے جاتی ہین کہ تفحص و تلاش سے ضبط و شمار مین نہین [illegible] بطرز تفصیل قسم اول موجب تطویل ہے اسلئے انہین بجائے نقل عبارت مجرد حوالہ کتب پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

نمبر خبر	مضمون خبر	حوالہ کتب معہ صفحہ
۱	حبشہ (ابیسینیا) کا بادشاہ جسوقت حبشہ مین فوت ہوا آنحضرت صلعم نے اسیوقت (باوجودیکہ مدینہ مین تار برقی نہ تھی اور نہ کوئی ایسی سبیل جس سے ایک پل مین اتنے فاصلہ سے خبر کا پہنچنا ممکن ہو پائے جاتے تھے) لوگونکو اسکے فوت ہونیکی خبر دی۔ اور غائبانہ اسپر نماز جنازہ بھی پڑھی۔	بخاری ص ۱۶۷
۲	رؤسا کفار مکہ نے باہم یہ عہد کیا کہ بنی ہاشم و بنی عبد المطلب اقربائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لین دین معاملت مناکحت چھوڑ دین اور انکا کھانا پینا تنگ کرین یہانتک کہ وہ رسول اللہ کو اونکے حوالہ کردین۔ اس عہد کو	بخاری ص ۲۱۶ و مسلم ص ۳۴۴ معہ شرح

نمبر خبر		حوالہ کتب بقید صفحہ
	بطور وثیقہ تحریر کیا اور جوف کعبہ مین لٹکا یا اور تین سال ہیر علدرآمد بھی رہا بیچارے بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب اپنے گھر چھوڑ کر ابو طالب کے شعب (دو پہاڑون مین میدان مین جا بسے وہانسے بجز ایام حج (جنمین ہر کسیکو آزادی ہوتی ہے) کبھی نہ نکلتے - آخر خدا تعالے نے اس وثیقہ پر ایک کیڑے کو مسلط کیا وہ جور وجفا کے سب باتونکو چاٹ گیا اور جہان اوسمین خدا کا نام تھا اسکو رہنے دیا - یہ بات حضرت جبرئیل عہ نے آنحضرت صلعم کو بتائی آنحضرت صلعم نے ابو طالب سے کہی - ابو طالب اہل وثیقہ کے سامنے اسبات کا مدعی ہوا کہ یہ بات جھوٹ نکلے تو مین بھتیجے کو تمہارے سپرد کر دونگا تم اسکو قتل کرو چاہو زندہ رکھو سچ نکلے تو تم اس خیال فاسد سے باز آؤ - مشرکین اہل وثیقہ نے یہ شرط مانکر وثیقہ کو کھولا تو موافق خبر آنحضرت صلعم کے پایا - پس وہ اپنے فعل پر نادم ہوئے اور بنی ہاشم بنی عبدالمطلب اپنے گھرون مین آبسے یہ اصل قصہ بخاری و مسلم مین ہے اور اسکی تفصیل انکے شروح نووی عینی قسطلانی وغیرہ مین ہے	
۳	آنحضرت صلعم نے عدی بن حاتم کو خبر دی کہ اگر تو زندہ رہا تو دیکھ لے گا (یعنے ایسا امن ہو جائیگا) کہ اکیلی عورت اپنی ہودج (ڈولہ یا محافہ) مین حیرہ (قریب کوفہ کے شہر ہے) سے کعبہ تک چلی جائے گی اور بجز خدا کے کسی سے نہ ڈرے گی - عدی راوی حدیث نے کہا مین نے اسوقت دلمین کہا کہ طی (قبیلہ) کے ڈاکو اور بدمعاش جنہون نے تمام بستیون مین لوٹ اور فساد کی آگ جلا رکھی ہے کہان چلی جائیگی - پھر مینے بچشم خود دیکھ لیا کہ ایک عورت حیرہ سے کعبہ پہنچکر طواف کرتی ہے - اور کسی سے بجز خدا نہین ڈرتی	بخاری صفحہ ۵۰۷
۴	آنحضرت صلعم نے فرقہ خوارج کے (جنہون نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے جنگ کیا) حال سے خبر دی اور انکی یہ نشانی بتائی کہ انمین ایک شخص ایسا ہوگا جسکا بازو ایسے	بخاری صفحہ ۵۰۹ مسلم صفحہ ۳۴۳ جلد ۱

نمبر خبر	مضمون	حوالہ کتب بقید صفحہ
	نیچے ایک ہات نہوگا اور اس بازو کی صورت ایسی ہوگی جیسی عورت کا پستان - اسپر چند سفید بال بھی ہونگی - ابو سعید خدری راوی حدیث نے کہا مجھے خدا کی قسم ہے - مینے اس حدیث کو آنحضرت سے سنا - پھر ایسا شخص حضرت علی مرتضی سے لڑنے والون مین پایا - حضرت علی مرتضی نے بھی یہ حدیث آنحضرت سے سنی تھی اسلئے انہون نے اون مردون کی لاشون کو ڈہونڈوایا - اور ایسے آدمی کے لاش کو پایا -	
۵	آنحضرت نے اپنے لخت جگر فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا وعلی ابیہا کو یہ خبر دی کہ میرے مرنیکی بعد میرے اہل بیت سے (یعنے جنکو آیت تطہیر مین اہل بیت کہا ہے اور آنحضرت نے انکو چادر مین لیا) سب سے پہلے تو مجھے ملیگی [illegible] اور ایسا ہی وقوع مین آیا آنحضرت کی رحلت کے چھ مہینے پیچھے سب اہل کے پہلے حضرت فاطمہ کا انتقال ہوا -	بخاری ص ۵۱۲ و ص ۴۳۵
۶	آنحضرت نے خاص اپنی ازواج مطہرات مین سے سب سے پہلے بی بی زینب کے فوت ہونیکی خبر دی - اور یہی بات وقوع مین آئی	مسلم ص ۲۹۱ جلد ۲
۷	آنحضرت صلعم نے زید اور عبد اللہ بن رواحہ اور حضرت جعفر بن ابی طالب کے جنگ موتہ مین بہ ترتیب فوت ہوجانے سے خبر دی - قبل اسکے کہ ویسی ہی خبر مدینہ مین پہنچے -	بخاری ص ۵۱۲ و ص ۶۱۱
۸	آنحضرت نے ایک شخص کے دوزخی ہونے کی خبر دی - پھر اس شخص کی خودکشی سے اس خبر کی تصدیق ہوگئی	بخاری ص ۶۰۲
۹	آنحضرت نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی نسبت یہ خبر دی کہ انکے سبب دو جماعت مسلمانون مین مصالحہ ہوگی اسکی تصدیق یہ ہوی کہ آپکے سبب لشکر امیر معاویہ	بخاری ص ۵۱۲ و ص ۱۰۵۳

نمبر خبر	مضمون خبر	حوالہ کتب بقید صفحہ
	اور انکے مقابلین مین صلح ہوئی۔	
۱۰	آنحضرت نے حضرت عمار کی نسبت یہ خبر دی کہ انکی موت باغیونکی جماعت کے ہاتھون سے ہوگی۔ اور یہی امر وقوع مین آیا۔ جماعت امیر معاویہ نے جب وہ حضرت علی مرتضی علیہ السلام کے باغی تھی انکو قتل کیا	بخاری ص ۶۴ مسلم ص ۳۹۵ جلد ۲
۱۱	آنحضرت نے خبر دی ہے کہ میری امت کے ہلاکت قریش کی لونڈون کے ہاتھ سے ہوگی۔ اور ایسا ہی وقوع مین آیا۔ یزید وغیرہ ظالمان بنی امیہ نے اس امت کو ہلاک کیا۔	بخاری ص ۵۰۹
۱۲	ایک عیسائی مسلمان ہوکر آنحضرت کے پاس وحی وغیرہ لکھا کرتا۔ وہ مرتد ہوگیا۔ اور لوگونسے کہنے لگا محمد کیا جانتا ہے۔ جو کچھ مین اسکو لکھ دیتا تہا اتنا ہی اسکا علم ہے۔ آنحضرت نے اسکی نسبت خبر دی کہ اسکو زمین قبول نہ کریگی جب وہ مرا اور دفن کیا گیا تو زمین نے اسکو باہر پھینک دیا۔	بخاری ص ۵۱۱ مشکوہ ص ۵۲۷
۱۳	آنحضرت نے خبر دی ہے کہ قیامت سے پہلے ملک حجاز سے ایک آگ نکلے گی جس سے بصری مین اونٹونکی گردنونپر روشنی پڑے گی۔ یہ آگ ۶۵۴ھ ہجری مین مدینہ کی جانب مشرق سے ظاہر ہوئی اور شام وغیرہ بلاد تک اسکی خبر مشہور ہوئی۔ چنانچہ نودی نے شرح مسلم مین تصریح کی ہے	بخاری ص ۱۰۵۴ مسلم ص ۳۹۳
۱۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے ایک شب مین بیت المقدس کی سیر کرائی۔ پہر وہان سے آسمانون پر بلایا۔ آنحضرت صلعم نے اہل مکہ کو فقط بیت المقدس جانے کا حال سنایا۔ تو انہون نے (جو خدا کی قدرت کو ظاہری اسباب مین منحصر سمجھتے ونبا علیہ ایک شب مین مکہ سے بیت المقدس سے پہر آنے کو محال جانتے ہین۔ اور انکو خلاف نیچر سمجھکر ہنسی مین اڑاتے	بخاری ص ۵۴۸ مسلم ص ۹۶ تفسیر معالم ص ۵۱۷

(جیسے آجکل کے نیچری مسلمان کہلاکر ان باتون کو محال جانتے

نمبر خبر	مضمون خبر	حوالہ کتب بقید صفحہ
	مین) آنحضرت صلعم کی بات کو ہنسی مین اُڑایا - اور آنحضرت سے (جو مدۃ العمر مین کبھی بیت المقدس نہ گئے تھے اور نہ بیت المقدس وغیرہ مکانات کے نقشہ بناکر اسوقت کے لوگ پاس رکھا کرتے) بیت المقدس کے پتے پوچھنے لگے - آنحضرت نے وہان کے پتے بخوبی یاد نکئے ہوئے تھے - اسلئے اُنکے سوالات سے گھبرائے - اللہ تعالے نے بیت المقدس کا قدرتی نقشہ آنحضرت کے سامنے رکھدیا - پس آنحضرت نے مشرکین کے ہرسوال کا عمدہ جواب دیا - اور اُسکے ضمن بہت سی غیبی باتونکا اظہار کیا جنکو مشرکین نے امتحان کرکے آخر ھذا اسحر مبین کہدیا	
۱۵	آنحضرت صلعم نے مسلمانون کی قوم ترک کے ساتھ مقابلہ ہونیکی خبر دی ہے - اس [illegible] بلہ کا ایک واقعہ یہ بتایا ہے [illegible] کے پاس [illegible] انکا مقابلہ ہوگا - اسمین مسلمان تین گروہ ہو جاوینگے - ایک فرقہ اپنے بیل لیکر جنگل کو چلے جاوینگے فرقہ دوم کافر ہوکر اپنا آپ بچاوینگے - فرقہ سوم انکا مقابلہ کرینگے اور انکے ہاتھ سے مارے جاوینگے اصل خبر بخاری اور مسلم مین ہے - اور خاص واقعہ سنن ابی داؤد مین - اور اس خبر کا وقوع ماہ صفر ۶۵۶ ہجری مین ہوچکا ہے - چنانچہ مرقاۃ مین تصریح ہے اور امام فن مناظرہ اہل کتابنے اس خبر کا وقوع کتب تواریخ سے ثابت کیا ہے دیکھو نوید جاوید صفحہ ۵۲	مسلم ج ۲ صفحہ ۳۹۵ ابوداؤد ج ۲ بخاری [illegible]
۱۶	آنحضرت صلعم نے وجود دجال سے خبر دی ہے - چنانچہ احادیث صحیحہ مین اسکا ذکر آچکا ہے اور اس خبر کی تصدیق بھی آنحضرت صلعم کے زمانہ مین ہوچکی ہے تمیم داری اور تیس (۳۰) آدمی بنی لخم و بنی جذام سے ایک جہاز مین تھے - اس جہاز کو مخالف ہوانے ایک مہینہ خراب کیا - آخر وہ جہاز ایک مشرقی جزیرہ مین جالگا	مسلم ج ۲ صفحہ ۴۰۴ ابوداؤد ج ۲ صفحہ ۲۳۳ ترمذی ج ۲ صفحہ ۴۳

یہہ رسالہ ماہ دسمبر مین چھپا

باقی نمبر آئندہ

(268)

حصہ دویم
بقیہ مضمون مذہب و معاشرت

سوال اس تقریر سے یہ تو خوب ثابت ہوا کہ انقباض و انبساط روح کی صفت ہے ولیکن روح کی اس صفت (انقباض وانبساط) مین رعایت منصب نبوت سی اجنبی ہے - انکا منصب تو عبادت سکھانا اور اچھی باتین و اعتقادات یا خیالات بتانا ہے - نہ روح کی خوشی کی تدبیرین سکھانا - یہ تو ہم آپ سمجھ سکتے ہین اور جسطرح چاہین روح کو خوش کر سکتے ہین

جواب یہی تو وہ دہوکہ ہے - جسنے معاشرت کو مذہب سے جدا سمجھنے والوںکو غلطی مین ڈال رکھا ہے اور جسکے دفع کرنیکو یہ مضمون لکھا جاتا ہے - **انبیاء علیہم السلام** جیسے کہ ہمکو عبادت سکھانیکو آئے مین ویسی ہی امور معاشرت جنمین ہماری جانکو دنیا اور آخرت مین تکلیف نہ پہنچے - اور [illegible] مین حاصل ہو (و مع ذلک اسمین خالق کی مرضی بھی متحقق ہو) بتانے کو آئے ہین - اور یہ انقباض وانبساط تو ایسی چیزین ہین جو قوام عبادات و اعتقادات مین پورا دخل رکھتی ہین - جسکی روح کو انقباض ہوگا - وہ عبادت کیا کریگا - اور اچھی اعتقاد کو خیال مین کسطرح لا دیگا - اسی نظر سے آنحضرت صلعم نے طاعات و عبادات مین نشاط کا ہونا شرط ٹھیرایا ہے - اور ان امور سے جو مفوتِ نشاط ہین منع کیا چنانچہ فرمایا ہے - تمکو چاہیئے کہ جبتک تمہاری طبع مین نشاط رہے - نوافل پڑہو - جب تم تھک جاؤ تو چھوڑ دو - یہ حکم اپنے بے بے زینب کو فرمایا ہے - جو نوافل مین قیام طویل کرتی - جب تھک جاتی تو ایک رسی پر (جو دو ستونون مین تنی ہوئی تھی)

دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا حبل ممدود بین الساتین فقال ماھذا الحبل قالوا ھذا حبل زینب

فاذا فترت تعلقت فقال النبی لا حلوہ لیصل احدکم نشاط فاذا فتر فلیقعد صحیح بخاری ص ۱۵۴

قال رسول اللہ صلعم اذا وضع عشاء احدکم واقیمت الصلوۃ فابدءوا بالعشاء ولا یعجل حتی یفرغ منہ قال ابو الدرداء من فقہ الرجل اقبالہ علی حاجتہ حتی یقبل علی صلوتہ وقلبہ فارغ - بخاری ص ۹۲

دخل النبی صلعم علی عائشہؓ عندھا امرءۃ قال من ھذہ قالت فلانۃ تذکر من صلوتھا قال مہ علیکم بما تطیقون فواللہ لا یمل اللہ حتی تملوا بخاری ص ۱۱

عن النبی صلعم قال انی لاقوم فی الصلوۃ وارید ان اطول فیھا فاسمع بکاء الصبی فاتجوز فی صلوتی کراھیۃ ان اشق علی امہ بخاری ص ۹۵

تک کر اپنا معمولی قیام پورا کرتی اور ارشاد فرمایا جسکے آگے کھانا آجاوے - اور ادھر نماز طیار ہو تو وہ پہلے کھانیکو کھالے نماز کے لیے کھانے میں جلدی نکرے - اپنا کام پورا کرکے اُٹھے - حضرت ابوالدرداء صحابی فرماتے ہین کہ یہ سمجھہ کی بات ہے کہ انسان نماز کیطرف متوجہ ہو جب اسکا دل فارغ ہو - اور ارشاد فرمایا - تم تھک کربھی عبادت مین لگے رہوگے - تو اسکا کچھہ ثواب نپاؤگے - یہ حکم اپنے ایک عورت ان الفاظ مین فرمایا جو بہت سے نفل پڑھا کرتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین طوالت کا ارادہ کرتے - جب کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اس خیال سے کہ اُسکی ماں کا دل بیقرار نہو - نماز کو مختصر کردیتے

اسی قسم کے اور بہت موقع ہین جو اسوقت میری یاد مین - اوہان کتابون مین جو میرے سامنے اسوقت کھلی ہوئی ہین موجود ہین - جنمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشاط خاطر کو عبادت ٹھیرایا ہے اور امور مفوت نشاط سے بوعید و تشدید منع فرمایا جیسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نشاط طبع کا لحاظ منصب نبوت کے منافی نہین ہے ناظرین اس بیان کو یاد رکھین - اور آئندہ جس حکم و تعلیم نبوی مین ہم نشاط کو ذکر کرین - اسکو اسی بیان کی شہادت سے روحانی اصلاح پر مشتمل سمجھہ لین

رجوع بہ متن

عبارت سابق کے ضمن مین سر اور ڈاڑہی کے بکھرے بالونکو (جو دھونے مین نہ آوین اور صفا نہ ہین) نیز اسباب قبض خاطر سے شمار کیا ہے - ولیکن انکی اصلاح بغلونکی طرح حلق کے ساتھ تجویز ہونے مین کہی اور روحانی اصلاحونکا فوت ہونا متصور تھا - اسلئے انکی اصلاح غسل و صفائی سے تجویز ہوئی - اور موچھونکے کٹانیمین کسی روحانی اصلاح کی تفویت نہ تھی - اسلئے انمین ازالہ ہے مصلح قرار پایا - ان باتون کی تشریح مولانا یون فرماتے

واللحیۃ ہی الفارقۃ بین الصغیر والکبیر وجمال الفحول وتمام ہیئتہم - فلا بد من اعفائہا وقصہا سنۃ المجوس وفیہ تغییر خلق اللہ - ولحوق اہل السوق والکبار بالرعاء

ہین اور ڈاڑہی چہوٹی بڑی مین فرق کرتی ہے - اور مردون کے لئے زینت ہے - اور اُنکی اصلی ہیئت و صورت جسمین مرد کو عورتون اور بچون سے تمیز ہوتی ہے - بتاتی ہے - اسلئے اسکا [illegible]

رکھنا یا مونڈنا مجوسیون کا طریق ہے اور اسمین خدا کی پیدایش کو جو اسنے جمال کے لئے بنائی ہے نہ کاٹنے کے لئے بدل ڈالنا اور اکابر اہل عزت کا چرواہون سے ملجانا

مترجم کہتا ہی جناب شاہ صاحب نے ڈاڑہی بڑہانے کے حکم مین تین فائدے بتلائ ہین (۱) بڑے چھوٹے مین قدرتی تمیز (۲) مردون کے لئے زینت (۳) مرد ہونے کا نشان یا تمغہ - اور مونڈنے مین تین نقصان ظاہر کئے ہین (۱) کفار مجوس (جو خدا کی طاعت سے سرکش ہین اور اس طاعت کی علامت اپنے بدن پر طاری ہونی نہین چاہتے ہین) سے تشابہ (۲) قدرتی وضع کے تبدیل و تغییر (۳) اکابر کی اصاغر سے مماثلت -

اور **ان سبہ فوائد** کی ترغیب اور نقصانون سی ترہیب مین **روحانی اصلاح** مد نظر ہے **فائدہ اولے** مین یہ رعایت ہے کہ چھوٹے بڑے

مین تمیز چھوٹے پر رحم کرنے اور بڑے کی توقیر کرنے کے باعث ہی بچے کو چھوٹا دیکھکر ہر
کسی کو رحم آتا ہے - مرد شبہ ڈاڑہی ہر کسی کو مرد آدمی واجب التوقیر معلوم
ہوتا ہے - بے ریش کیسا ہی باکمال کیون نہو بادی الراے مین بیقدر معلوم
ہوتا ہے - اور **رحم و توقیر و تواضع** سبہ روحانی خصلتین ہین - اسی نظر سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم و توقیر کو دین ٹھیرایا ہے - اور اسکے خلاف کو خلاف
دین فرمایا چنانچہ ارشاد کیا ہے لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا یہ وہ
حدیث ہے جسکا ترجمہ حکم نمبر ۱۱ منجملہ احکام سنت ہے اور رسالہ نمبر ۹ مین بصفحہ ۲۶۶ گذرا

فائدہ دوم من یہ روحانی رعائت ہے کہ زینت بھی توقیر کا (جو روحانی خصلت ہے)
سبب ہے اور اسمین اظہار نعمت الہی اور بزبان حال شکر خداوندی (جو عین عبادت
و روحانی خصلت ہے) نیز متحقق - اسی بہید کی نظر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ اللہ تعالے کو اپنی بندہ پر | ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ - ترمذی |
اپنی نعمت کا اثر نظر آتا خوش لگتا ہے اور اسمین ایک روحانی اصلاح اور بھی مدنظر ہے -
جسکی طرف اللہ تعالے کا یہ قول کہ عورتوں کا مردون پر ویسا ہی حق ہے جیسے مردونکا عورتون پر

| ولہن مثل الذی علیہن بالمعروف - بقرہ ع ۲۸ |
| ہن لباس لکم وانتم لباس لہن - بقرہ ع ۲۳ |

اور یہ قول کہ عورتین مردونکے لئے لباس (یعنی جمال) ہین اور مرد عورتون کے
لئے اشارہ کرتا ہے **وہ یہ** کہ مرد اپنی عورتون کے لئے اپنے چہرہ پر خوبصورت ڈاڑہی
رہنے دین - اور اسکو خوب چکنی چپڑی کنگہی سی سلجہائی رکھین ابن عباس صحابی اس آئت

| قال ابن عباس فی الایۃ انی لاحب ان اتزین لامرأتی کما احب ان تتزین لی لان اللہ قال ولہن الخ تفسیر البیان و معالم |

کے یہی معنی سمجھی ہین - اور فرماتے ہین مین چاہتا ہون کہ اپنی عورت کے لئے زینت سے رہون - جیساکہ اسکا اپنے لئے بازینت رہنا چاہتا ہون -

جو لوگ اس زینت کو عورتونکا حق نہ سمجھین - وہ عورتونکے سر پر بالونکو اپنا حق بھی خیال نکرین یا اسمین آئین کوئی شرعی نہسہی قدرتی ہی فرق (جس سے بحکم قانون قدرت عورتونکے بالونکا باعث زینت ہونا ثابت ہو اور مرد کی ڈاڑہی کا باعث عدم تزین ہونا) بیان کرین

اب رہی یہ بات کہ اس زینت اور اسمین عورتونکی رعایت کرنے مین روحانی اصلاح کیا پائی جاتی ہے سو یہ ہے کہ مردونکی زینت انکی عورتونکی سیر چشمی و عفت کا باعث ہے - اور اسمین انکی روحانی اصلاح متحقق ہے - عورت اپنے مرد کو با زینت دیکھیگی تو دوسری طرف نگاہ کرنے سے مستغنی رہیگی - اور زنا نظر و زنا حقیقے سے عصمت مین رہیگی -

یہ بات ایسی بدیہی ہے کہ ہر کسی کے مشاہدہ و تجربہ مین آتی ہے - اس بیان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو بعض عیسائی قرآن کی ان تعلیمات [۱] کو جو حقوق زوجین کے متعلق ہین - اور انمین مباشرت و معاشرت زوجین کے آداب سکہائے ہین جسمانی بتاتے ہین - وہ ان احکام کے اسرار و غایات سے [illegible] عفت و لطافت [illegible] روح کی صفات ہین نہین جانتے ہم ان عیسائیونپر کیا افسوس کرین - اپنی ہی گھر کے عیسائی طرز کے مسلمانون پر کیون غم نہ کہائین جو اسی خیال مین مبتلا ہین - اور ان تعلیمات کو جسمانی سمجھکر اسلام سے خارج کر رہے ہین - اور اس بات کو پرلے درجہ کی ہمدردی قومی و تہذیب مذہبی سمجہہ رہے ہین فانا للہ و انا الیہ راجعون

حاشیہ

[۱] جیسے فانکحوا ما طاب لکم من النساء نساء ع ۱ - جو عورتین تمکو اچھی لگین اُن سے نکاح کرو
[۲] اور نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم بقرہ ع ۲۸ - عورتین تمہاری کھیتی ہین تم اپنی کھیتی کو جس کیفیت سے چاہو آؤ
[۳] اور فاعتزلوا النساء فی المحیض بقرہ ع ۲۷ - حیض مین عورتونکے پاس نہ جاؤ
[۴] اور فالآن باشروھن بقرہ ع ۲۳ - اب ماہ صیام مین راتکو عورتون سے مباشرت کرو
[۵] و امثال ذالک - اور مثل انکے

فائدہ سوم مین یہ روحانی رعایت ہے کہ اس تمغہ و علامت کا ایک نتیجہ تو وہی توقیر ہے جسکا روحانی ہونا معلوم ہوچکا ہے **دوسرا** یہ کہ اس تمغہ و علامت کا ملتزم مطیع سمجہا جاتا ہے - اور اسکے ظاہر حال سے انقیاد و اطاعت امر آلہی کا جو روحانی امر ہے مشاہدہ کیا جاتا ہے

یہ تو ان فوائد مین روحانی رعائتین ہین **انہین سے** وہ روحانی رعائتین جو ان نقصانون سے فوت ہوتی ہین سمجہ مین آسکتی ہین **پہلے نقصان** مین وہ رعایت فوت ہوتی ہے جسکے تیسری فائدہ مین رعائت کی گئی ہے اور **دوسرے نقصان** مین وہ رعایت فوت ہوتی ہے جو دوسرے فائدہ مین مرعی ہے - **تیسرے نقصان** مین وہ رعائت فوت ہوتی ہے جو پہلے فائدہ مین رعائت کی گئی ہے

شاید یہان کوئی **اعتراض** کرے کہ ڈاڑہی رکہنے کا فائدہ سوم (یعنی زینت کا ہونا) سر کے بالون مین بہی متحقق ہے پہر اسلام مین حلق سر کیون تجویز ہوا - **اسکا جواب** یہ ہے کہ اولاً تو شارع نے حلق سر کو پسند نہین کیا - اور مدۃ العمر مین سواے وقت حج کے احرام کہولنے کے (جسمین اول سے آخر تک ہیئت ولباس وصورت و افعال مین ذلت و مسکنت کا اظہار اس شاہنشاہ کے حضور مین مطلوب ہے) کبہی حلق سر نہین کرایا - اور نہ سواے ایسے شخص کے جس سے سر دہونیکا تعہد نہو سکے اور جوُون سے تکلیف پہونچے - (جیسے کعب بن عجرہ یا حضرت جعفر طیار کے یتیم ذریات) کسی دوسرے کو حلق کرانیکا حکم دیا -

اور جو عوام مین مشہور ہے کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضے علیہ السلام نے ہمیشہ حلق کرایا ہے یہ غلط ہے - آپ نے حلق نہین کرایا - بلکہ بالونکو مبالغہ سے کترایا ہے - اور اسمین بہی معذوری ولاچاری کا اظہار کیا اور ارشاد فرمایا کہ غسل جنابت مین دراز بالونکے

عن علی رضؓ ان رسول اللہ صلعم قال من ترك موضع شعرة من جنابة لم يغسلها فعل بها كذا وكذا قال علی ومن ثم عاديت راسی وكان يجزه - سنن ابو داؤد ص۳۱ ج۱

خشک رہجانے کے خوف سے مینے بالونکو کٹا یا - اور اپنے سر کے ساتھہ دشمنونکا سا معاملہ کیا - اور جو اسوقت عام مسلمانون مین حلق کا رواج ہے - یہ انکی معذوری سے یا پست ہمتی وسستی یا ریاکاری یا کفائت شعاری کے سبب سے ہے ثانیاً اس زینت کا بدلہ عمامہ کلاہ مقرر کیا گیا ہے جو اس ننگ کا پردہ پوش ہے - اور اس نقصان کا جبیرہ کفارہ ہے - اور ایسا کفارہ وجبیرہ ڈاڑہی مین کوئی نہین ہے - پس اسمین تمیز فرق ظاہر ہے -

رجوع بہ متن

ومن طالت شواربه تعلق الطعام والشراب بها واجتمع فيها الاوساخ وهو سنة المجوس - وهو قوله صلى الله عليه وسلم خالفوا المشركين قصوا الشوارب واحفوا اللحى -

اور جسکی موچھین دراز ہوتی ہین - انمین [illegible] لگ جاتی ہین - اور وہان میل کا بھی جمگھٹا ہوتا ہے - اور یہ مجوسیون کا بھی طریق ہے - اسی نظر سے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے + مشرکین (مجوس) کا خلاف کرو - موچھین کترواؤ - ڈاڑہیان بڑہاؤ -

مترجم کہتا ہے - یہ وہی فواید ونقصان ہین جو ڈاڑہی رکھنے نہ رکھنے کے بیان مین گزر چکے ہین **ازانجملہ** فائدہ اول ہر کسی کے مشاہدہ مین آتا ہے - **دیکھو** جسکے موچہون کے بال لبون کو ڈہانکے رہتے ہین وہ اون بالون کے سبب کیسی تکلیف پاتا ہے - جو کچھہ اسکے موہنہ سے نکلتا ہے یا موہنہ مین ڈالا جاتا ہے وہ موچہون سے لگ جاتا ہے و مع ذلک اسکا موہنہ صاف نہین رہتا -

موچھون کے بال مونہہ مین رہتی ہین کچھہ نہ کچھ کھایا پیا اسکی موچھون سے لگا رہتا ہے - جو بدون آئنہ رکھنے کے پوچھنے سے بھی پوچھا نہین جاتا - اسی نظر سے بعضے ہنود و عیسائی موچھین دراز نہین رکھتے - کسیقدر اختصار ضرور انمین کرتے ہین

و فی المضمضۃ والاستنشاق ازالۃ المخاط والبخر

اور کلی کرنی اور ناک مین پانی لینے سے رینٹھ وغیرہ رطوبتونکا نکالنا - اور مونہ کی بدبو کا دور کرنا پایا جاتا ہے

مترجم کہتا ہے یہ فائدہ بھی ہر کسی کے مشاہدہ مین آتا ہے - جو صاحب کھانا کھا کر کلی نہین کرتے اور نہ مسواک استعمال فرماتے ہین انکے پیلے پیلے دانت دور ہی سے ڈراتے ہین اور اُنکے مونہہ کے پاس مونہہ کرو تو اوسان جاتے ہین - انبیاء علیہم السلام کا ہمپر بڑا احسان ہے جنہون نے ہمکو ان تکالیف روحانی سے بچایا - اور [illegible] سکھایا

والختان عضو زائل یجتمع فیھا الوسخ ویمنع الاستبراء من البول وینقص لذۃ الجماع

ختنہ کی جلد ایک زاید عضو ہے جسمین میل جمع ہوتا اور وہ بول وغیرہ آلائشون سے صفائی کا بھی مانع ہوتا ہے اور وہ ایک بندش ہونیکے سبب لذت مباشرت کو (جو انسان کے لیے ایک قدرتی عطیہ ہے اور اُسکی عفت کا ذریعہ) بھی نقصان پہنچانے والا ہے

مترجم کہتا ہے ان فوائد کی حقیقت وحقیت وہ لوگ جانتے اور پہچانتے ہین جو بڑی عمر مین مسلمان ہوکر ختنہ کراتے ہین - اور پہلی حالت کے نقصانون کو دوسری حالت کے فوائد سے موازنہ کرتے ہین - یا وہ لوگ جو بے ختنہ لوگونکو انواع امراض و تکالیف مین مبتلا دیکھتے ہین - اور انکے علاج مین ڈاکٹرون سے ختنہ کی تجویز مشاہدہ کرتے ہین -

و فی التورٰیۃ ان الختان میسم اللہ علی ابراھیم وذریتہ معناہ ان الملوک جرت عاداتھم

توریت مین ذکر ہے کہ ختنہ خدا کیطرف سے حضرت ابراہیمؑ اور انکی اتباع پر ایک نشان اور داغ ہے

بان یسموا ما یخصهم من الله واب لتتمیز من غیرها والعبید الذین لا یریدون اعتاقهم فکذلك جعل الختان میسما علیهم - وسائر الشعار یمکن ان یدخلها تغیر و تبدیل - والختان لا یتطرق الیه تغییر الا بجهد

اس سے مراد یہ ہے کہ بادشاہوں کی عادت ہے کہ جو جانور (گھوڑا یا بیل) انکے خاص کارآمدنی ہوتے ہین یا وہ غلام جنکو وہ آزاد کرنا نہین چاہتے - انکے بدن پر وہ کوئے نشان لگا دیتے ہین (جیسے اسوقت فوجے گھوڑون اور بیلون پر نمبر لگائے جاتے ہین) اسیطرح اس شاہنشاہ کی طرف سے حضرت ابراہیم اور انکی ذریت پر ختنہ بمنزلہ داغ ہے - جو انکی طاعت و انقیاد روحانی خصال کی ظاہر نشانی ہے - اور نشانیون مین تغیر و تبدیل بھی ممکن ہے - ختنہ وہ نشانی ہے جو بدلانے سے بھی بدلی نہین جاتی

[illegible]

نے اس فائدہ مند رسم کو (جسکا فائدہ مند ہونا اصول ڈاکٹری سے بھی ثابت ہے اور توریت مقدس مین بھی اسکا حکم آچکا ہے چنانچہ امام فن مناظرہ اہل کتاب نے نوید جاوید کے کلیساکہ سکرمنٹا مین بصفحہ ۲۹ ثابت کیا ہے اور اسمین ظاہری صفائی جو تہذیب کے اصل اصول ہے نیز پائی جاتی ہے) یک لخت چھوڑ رکھا ہے - پھر انکا حال دیکھکر مجھے اپنے مسلمان بھائیون سے (جو طرز یورپ کو اختیار کرتے جاتے ہین) یہ ڈر لگتا ہے کہ یہ بھی بتقلید یوروپ اس سنت قدیمہ کو موقوف کر دینگے اور اسکو روحانی تعلیم کے سررشتہ سے خارج کرکے دنیاوی امر بتا دینگے - اور بدستاویز انتم اعلم بامور دنیاکم اسکے موقوفی کے وجوہات بہم پہنچا دینگے - فالله خیر حافظا وهو ارحم الراحمین خدا ہی اس دین کا محافظ ہے اور وہی اسپر بڑا رحم کرنے والا۔

اور جناب ممدوح نے حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۲،۷،۳ مین **لباس و زینت** کے احکام مین فرمایا ہے

اعلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نظر
الی عادات العجم وتعمقاتہم فی الاطمینان باللذات
الدنیا فحرم روسہا واصولہا۔ وکرہ
ما دون ذلک۔ لانہ علم ان ذلک مفضی
الی نسیان الآخرۃ مستلزم للاکثار
من طلب الدنیا۔ فمن تلک الروس
اللباس الفاخر۔ فان ذلک اکبر ہمہم و
اعظم فخرہم والبحث عنہ من وجوہ
منہا الاسبال فی القمص والسراویلات
فانہ لا یقصد بذلک الستر والتجمل [illegible]
اللذین ہما المقصودان فی اللباس۔
وانما یقصد بذلک الفخر واراءۃ
الغنی ونحو ذلک والتجمل الیسر الا فی
القدر الذی یساوی البدن قال
صلی اللہ علیہ وسلم لا ینظر اللہ یوم
القیامۃ الی من جر ازارہ بطراً۔ وقال
صلعم ازرۃ المومن الی انصاف ساقیہ
لا جناح علیہ فیما بینہ وبین الکعبین
وما اسفل ففی النار

تو جان لے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب
عادات اور انکی لذات میں مطمئن ہو بیٹھنے کے
استغراق کو دیکھا تو انکے اصول کو حرام کر دیا
اور جو انسے کچھ کم تھے انکو مکروہ ٹھیرایا۔ اسکا
سر یہی تھا کہ آنحضرت صلعم نے جانا کہ اس استغراق
کا انجام آخرت کو بھول جانا ہے۔ اور دنیا کی
طلب بکثرت کرنا ہیں منجملہ ان اصول کی استغراق
لباس فاخر تھا کیونکہ اسکی طرف انکی بڑی توجہ
تھی۔ اور وہ انکا بڑا باعث فخر۔ اس لباس
[illegible] ازانجملہ [illegible]
اور کورتہ (وغیرہ) قدر ضرورت سے زیادہ
دراز رکھنا۔ اور گھسٹتے ہوئے چلنا۔ اس
فعل سے نہ پردہ پوشی مقصود ہوتی ہے نہ
زینت۔ بلکہ فخر اور دولت کی نمائش۔ اسلئے
کہ زینت (یا پردہ پوشی) تو اتنی مقدار
میں حاصل ہو جاتی ہے۔ جو بدن کے برابر
ہے۔ اس سے زیادہ لٹکانا اور زمین پر
گھسٹتے ہوئے چلنا بجز ارادہ فخر و نمایش
کچھ معنی نہیں رکھتا۔ اسی نظر سے آنحضرت
نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نگاہ نہیں کرتا جو فخراً ازار گھسٹتا ہوا چلتا ہے۔ اور
ارشاد فرمایا مومن کے لئے نصف پنڈلی تک ازار کافی ہے۔ اور جو اس سے نیچے اونچی اور

ٹخنے سے اونچی رکھی اسپر بھی گناہ نہین ہے

مترجم کہتا ہے جناب شاہ صاحب نے نیچے ازار رکھنے کا فخر و نمائش پر مبنی ہونا ایسا بیان کیا ہے کہ ان دونو مین تلازم ثابت کر دیا - اور اس فعل کو ملزوم فخر - اور فخر کو اسکا لازم بنا دیا اور یہ قاعدہ بنا دیا کہ قدر حاجت سے زائد لباس جس سے نہ زینت مقصود ہے نہ تستر مقصود ہو سکتا ہے جو کوئی پہنے گا عرب کا باشندہ ہو خواہ عجم کا زمانہ حال کا ہو خواہ زمانہ قدیم کا - وحشی قوم سے ہو خواہ مہذبین سے - اسکا مقصود بجز فخر و نمایش اور کچھ نہوگا - اور اسبات کو ہم خود بھی مشاہدہ و تجربہ کر رہے ہین - دیکھو ولایتی لوگ جو کورتہ کی آستینین دو دو بالشت کف دست سے نیچے رکھتے ہین - اور بیس تیس گز کی شلوارین پہنتے ہین جو پشت قدم کو ڈھانک لیتی ہین - انکا مقصود بجز فخر و نمایش کچھ نہین ہوتا اور جن صاحبون کی پتلونین پاؤن پر گری رہتی ہین بلکہ بوٹ کے ایڑیون کے نیچے دب کر کٹ جاتی ہین اور جو عورتین گون اتنا دراز پہنتی ہین جو مٹی مین گھسیٹا جاتا ہے - اور خاک مین خراب ہوتا ہے - اور جو دہلی و لکھنو کی عورتین بڑے بڑے کلیون کے پاجامے پہنتی ہین - انکا مقصود بھی بجز نمائش کچھ زینت یا ستر نہین ہوتا - ستر اسلئے نہین کہ وہ محل ستر سے زاید ہوتا ہے - اسی زیادتی و نامساواتی بدن کے سبب وہ زینت بھی نہین رہتا - بلکہ بد نما معلوم ہوتا ہے جسکو وہ لوگ بھی دل سے برا جانتے ہین اور بحکم عقل نامناسب خیال کرتے ہین گو بہ پابندی فخر اسکو چھوڑ نہین سکتے -

ہان اسمین شک و انکار نہین کیا جاتا کہ اس فعل کے بعض مرتکب اس فعل کا ارتکاب قصد و تحری سے نہین کرتے - اور نہ فخر و نمایش کا وہ ارادہ رکھتے ہین بلکہ فقط عادت و رواج عام کے پابند ہین یا کوئی پابندی نہین رکھتے - جیسا مل گیا اچھا یا برا کم یا زیادہ ویسا ہی پہن لیتے ہین - انکی نسبت ہم غرور و فخر کو تجویز نہین

کرتے ۔ اور نہ انکے دراز کپڑے ہین وہ علت تحریم قائم کر سکتے ہین ۔ ولیکن مع ذلک سیاست ملیہ (شرعی سیاست) کا حکم انکے ایسے لباس کے متعلق بھی وہی تحریم و ممانعت پاتے ہین ۔ اور ان متواضعین منکسرین کا بھی ایسے متکبرانہ لباس سے روکنا مطلوب شارع دیکھتے ہیں اسکی وجہ یہ نہین ہے کہ انکی لباس ہین وہ علت تحریم (یعنی فخر و نمایش) پائی جاتی ہے بلکہ وجوہات اسکی کئی اور ہین ۔ جنکی تاثیر اس علت کی تاثیر سے کچھ کم نہین ہے بلکہ منجملہ انکے بعض وجوہات اس علت کے اسباب و ذرائع سے ہین ۔ از انجملہ یہ کہ ان متواضعین کو بتغیر قانون کی ہئیت و لباس سے (جو ظاہر اطاعت شریعت سے بغاوت کی نشانی ہے) احتراز لازم ہے ۔ اور اپنے بدن پر شعار اطاعت کا قائم کرنا واجب ۔ اور از انجملہ یہ کہ انکے متکبرانہ لباس اختیار کرنے سے (گو تکبر کی نیت سے نہو) متکبرین کو بھی یہ بہانہ عدم تکبر ہی تکبر و تفاخر کی گنجائش باقی رہتی ہے ۔ و از انجملہ یہ کہ انکے لباس کی ترویج سے غرض شارع جو اس حکم سے مطلوب ہے [illegible] تفاخر) حاصل نہین ہوتی ۔ و از انجملہ یہ کہ بدون [illegible] کلی اس حکم کی عظمت و سیاست لوگونکے دلونپر نہین جمتی اسلئے کہ فروعات (یعنی لباس فاخر کے مفاسد) کا ازالہ بدون قلع و قمع اصل (یعنی لباس فاخر کے) ممکن نہین ۔ ان وجوہات کی نظر سے مسکین متواضعین کے لباس کو بھی وہ حکم شرعی شامل ہے گو اسمین وہ علت (تفاخر) پائی نہین جاتی ۔

اور بجز شارع موسس قانون شریعت اور کسیکا یہ منصب نہین ہے کہ قانون عام شریعت سے کسی فرد کو مستثنے کر دے ۔ اور جہان اس حکم کی علت جسکا مدار حکم ہونا منصوص نہو نہ پاوے وہان سے اس حکم کو باوجودیکہ نص اسکو شامل ہو اٹھا دے

یہ منصب ہے تو شارع ہی کو ہے جو حقیقت حکم اور محل حکم سے بخوبی واقف ہے اور ضرر و نفع حال و مآل کو پہچانتا ہے ۔ اور اسکی تخصیص و مستثنے کرنے کے بعد بھی اس قانونکا عموم بقیہ افراد اور محلون سے نہین اٹھ جاتا اور سوائے ان محلونکے

جنکو شارع نے مستثنے کیا - کسی اور محل کے مستثنے ہونیکا اندیشہ نہین رہتا - و بناءً علیہ اس حکم کی عظمت و سیاست کا ازالہ نہین ہوتا - اور نہ غرض و مقصود حکم (جسکے فوت ہونیکا دوسرے کے تصرف سے ڈر تھا) یہان فوت ہوتا ہے - جس محل یا فرد کو شارع مقنن قانون شریعت نے مستثنے کیا وہ مستثنے رہیگا - اسکے سوا اور محلون اور فردون مین حکم شارع اسی عظمت و سیاست و شان و شوکت سے قائم رہیگا -

اسکی مثال آنحضرت کا ٹخنے سے نیچے ازار رکھنے کی ممانعت سے حضرت ابوبکر صدیق کو مستثنے[+] کرنا ہے - اور نور نبوت کے ذریعہ سے انکا سینہ فخر و تکبر سے خالی دیکھکر ازار کے نیچے ہو جانے مین (جو انکی فربہی شکم کے سبب تھا) معذور رکھنا

دوسری مثال خزیمہ انصاری کی شہادت کو اس قانون شہادت سے (کہ گواہ کم سے کم دو ہون) مستثنے کرنا - اور اکیلے خزیمہ کی شہادت کو قبول فرمانا -

تیسری مثال [illegible]

اس حکم قربانی سے کہ بکری ہو تو کم سے کم مسنہ (یعنے دو سال کی) ہو مستثنے کرنا - اور انکو یکسالہ گوسفند قربانی کرنیکی اجازت دینا و قس علی ہذا

اور اگر یہ منصب سوا شارع کے اورون کو ملجاوے - اور انکو تخصیص اور مستثنے کرنیکا اختیار حاصل ہو تو احکام شریعت (بالخصوص وہ احکام جنکی علت معلوم نہین) سب کے سب درہم برہم ہو جاوین جسکا جی چاہے وہ عمومات احکام مین تخصیص لگا دے - اور اس بہانہ سے کہ یہان اس حکم کی علت نہین پائی جاتی جس محل کو چاہے حکم عام سے مستثنے کر دے اس طریق سے

[+] بخاری مین حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو کوئی فخر سے کپڑا گھسٹتا ہوا چلیگا - خدا قیامت کے دن اسکی طرف نظر نہ کریگا - تو حضرت ابوبکر بولے - یا رسول اللہ میری ازار لٹکی رہتی ہے سوا اسکے کہ مین کوشش و ہمیان مین لگا رہون سنبھالی نہین جاتی - آنحضرت نے فرمایا انک لست ممن یفعلہ خیلاء - یعنے تو تکبر و فخر سے نہین لٹکاتا -

حاشیہ الحاشیہ

شراب - زنا - نکاح - محارم (ماں بہن) جمع بین الاخوات (یعنے ایک کے نکاح مین دو بہن ہمشیرہ کا جمع کرنا) سبھی حلال کردے

شراب کے حلال بنا دینیکی صورت اس طریق پر یہ ہے کہ شراب بعلت سکر حرام ہوئی ہے - چنانچہ نص شارع مین اس علت پر تصریح ہے - اب اگر لوگونکو یہ اختیار رہے کہ جہان یہ علت نہ پائی جاوے وہان سے حرمت شراب کا حکم اٹھا دین - تو تھوڑی شراب جو نشہ نہدے فقط صحت وتقویت کا فائدہ بخشے عموماً جائز وجاری ہوجاوے - چنانچہ جنہون نے یہ سمجھا - تھوڑی شراب کو جائز کرلیا - اور نوش فرمایا - جنکا ذکر رسالہ نمبر ۵ صفحہ ۱۳۱ مین گذر چکا ہے - اور جنکو بہت پینے سے نشہ نہ آوے (چنانچہ اس قسم کے لوگ بہت سنے جاتے ہین) انپر تھوڑے پینے کی قید بھی نہ رہے - اور بہت اس دھوکہ سے کہ یہ شراب (جو ہم پینیا چاہتے ہین) تھوڑی ہے نشہ نہدیگی بہت پینے لگین - آخر رفتہ رفتہ حکم حرمت کا وجود کالعدم ہوجاوے - اسیطرح زنا اور نکاح محارم و جمع [illegible] کے حلال ہوجانیکے مجانس اسی طریق پر سمجھنی چاہئے - ایسے ہی جناب شاہصاحب نے تھوڑی شراب کی حلت کے مفاسد بیان فرمائے ہین جو بضمن حاشیہ سوم اس حاشیہ کے بعد قلم بین آتی ہے

اس منصب تخصیص و استثناء کو غیرون کے لئے تجویز کرنے مین یہی مفاسد و ضرر دیکھکر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام شرعیہ منصوصہ مین تصرف و تغیر کو دخل نہین دیا - اور کئی احکام کو باوجود اُٹھ جانے انکی علتون اور سببون کے نہین اُٹھایا - اسکی مثالین بہت ہین پر اس مقام مین دو مثالین ذکر کیجاتی ہین -

پہلی مثال - منجملہ احکام حج ایک حکم رمل ہے (یعنے طواف مین پہلوانون کیطرح اکڑکر اور زور دکھا کر چلنا (جس سے مشرکین کا یہ قول (کہ مسلمان مدینہ کے بخار کے مارے آئے ہین) رد کرنا - اور اسلام

عن ابن عباس قال قدم رسول اللہ واصحابہ فقال المشرکون انہ یقدم علیکم وقد وھنتم حمی یثرب فامرھم صلعم

ان یرملوا الثلاثة - رواہ البخاری فی باب کیف بدءُ الرمل وزاد مسلم لیری المشرکین جلدهم - فقال المشرکون هولاء الذین زعمتم ان الحمی وهنتهم - هولاء اجلد من کذا وکذا

کو انکی تحقیر سے بچانا مقصود تھا - اور یہی امر چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مین بتصریح آچکا ہے اور سبکا اسپر اتفاق ہے - اسکی مشروعیت کا سبب علت تھا - پہر باوجودیکہ اس علت کا وجود اسدن سے کہ مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ مین آیا اور مشرکین کو خدا نے ہلاک کردیا) اُٹھ گیا یہ حکم اسلام سے اُٹھایا نہین گیا - اور کسی نے زمانہ صحابہ سے لیکر آجتک (اس خیال سے کہ اس حکم کی علت اُٹھ چکی ہے - اسکو بھی اُٹھانا چاہیئے) رمل کو ترک نہین کیا -

قال عمر ومالنا وللرمل - وانما کنا راٴینا به المشرکین وقد اهلکهم الله ثم قال [illegible] صنعه رسول الله صلی الله علیه وسلم فلا نحب ان نترکه - رواہ البخاری ولابی داود ومع ذلک لاندع شیئا کنا نفعله علی عهد رسول الله صلعم قال العینی یعنی اتباعا له - وقال القسطلانی لعدم اطلاعنا علی حکمته وقصور عقلنا عن ادراک کنهه - وقد یکون فعله باعثا علی تذکیر نعمة الله علی اعزاز الاسلام واهله - وقال مولینا فی حجة الله صـ ١٣٣ ثم خشی ان یکون له سبب آخر -

حضرت عمر فاروق کو ایکدفعہ خیال آیا تھا کہ اب ہمکو رمل کی کیا حاجت ہے - یہ فعل مشرکین [illegible] ہلاک ہو چکے ہین - آخر یہ سوچا کہ اس حکم کو بخیال ارتفاع علت اُٹھا دینے سے اور احکام بھی علت کے اُٹھ جانے سے اُٹھائے جاوینگے - اور یہ بھی خیال کیا کہ شائد اس حکم کی علت کوئی اور بھی ہو - جسکو آنحضرت صلعم جانتے تھے اور ہم نہین جانتے - پس یہ فرمایا کہ یہ وہ کام ہے جسکو آنحضرت نے جاری رکھا ہے (یعنے باوجودیکہ مشرکین مکہ ہلاک ہو چکے تھے پہر آپنے حجة الوداع مین بھی رمل کو ترک نہین کیا - چنانچہ صحیحین وغیرہ مین مصرح ہے) لہذا

ہم اسکا ترک کرنا پسند نہین کرتے

تذکرۂ لطیفہ و نصیحۂ شریفہ

تہذیب الاخلاق ماہ شوال ۹۶ھ مین ایک مضمون بعنوان **الدین یسیر** مندرج ہے اسمین ہمارے بیان کے برخلاف یہ لکھا ہے کہ حضرت عمر نے طواف مین رمل کرنے سے منع کیا۔ اور ہسبات کا حجۃ اللہ البالغہ مین موجود ہونا بتایا ہے۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت عمر فعل رمل کو دینی امر نہین جانتے تھے بلکہ دنیاوی مصالح سے خیال کرتے تھے

ولیکن ہمارے نزدیک یہ بات محض غلط و بے اصل و خلاف واقعہ ہے۔ حضرت عمر کا رمل سے منع کرنا نہ حجۃ اللہ البالغہ مین مذکور ہے جسکا حوالہ آپنے دیا ہے۔ نہ کسی اور کتاب حدیث مین دیکھا [illegible] اسکو غیر ضروری سمجھا۔ آخر یہ سوچکر کہ یہ آنحضرت کا فعل ہے۔ اسکا ثمر کوئی اور بھی ہوگا۔ یا یہ خیال کہ اس حکم کو برفع علت اُٹھا دینے سے جملہ احکام کا ارتفاع لازم آئیگا۔ اسکا ترک کرنا پسند نفرمایا۔ اور یہی حجۃ اللہ البالغہ کا مضمون ہے۔ چنانچہ اس کتاب کا یہ فقرہ ثم خشی ان یکون له سبب آخر عنقریب منقول ہوا۔ جسکا مطلب صاف یہ ہے کہ پہلے حضرت عمر نے ترک کرنیکا ارادہ کیا پھر یہ سوچکر کہ شائد اس رمل کا سبب سوائے تغلیط خیال مشرکین کے کوئی اور بھی ہو وہ قول فرمایا۔ ایکی ترک رمل کو پسند نفرمانے پر صاف ناطق ہے

اب اس مضمون کے مولف سے (جو ہمارے قدیمی دوست ہین) ہم امید رکھتے ہین کہ اگر انہون نے حضرت عمر کا رمل سے منع کرنا کسی کتاب مین دیکھا ہے تو اُس سے مجکو آگاہ کرین۔ اور اگر کہین یہ ذکر نپاوین تو بنظر حق پرستی و بخیال ہماری حق دوستی کے ہماری یہ نصیحت قبول کرین کہ اپنی غلطی کی اسی تہذیب الاخلاق یا اور کسی مشہور اخبار مین اصلاح فرماوین۔ اور ہسبات کے معترف ہوجاوین کہ حضرت عمر نے رمل کو پیا دینی اور

باقی آئندہ

لغایت صفحہ ۱ لایق ملاحظہ علماء - و صفحہ ۱ لغایت ۷ لایق توجہ گورنمنٹ و روساء

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر دوازدہم
جلد دوم

جسکے

بابت ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ
دسمبر ۱۸۷۹ء

حصہ اول مین بعض مقدمات اثبات نبوت کیبحث ہے حصہ دوم مین مضمون مذہب و معاشرت تہذیب الاخلاق کا جواب

منجانب ابوسعید محمد حسین لاہوری

نیچریہ کی اسلام سے مخالفت اور انکے الزام کی ضرورت

حضرات نیچریہ کی خیالات و مقالات کی نسبت لوگ دو قسم کے خیالات رکھتے ہین ایک فریق تو انکو سراسر موافق اسلام یا اصل اصول اسلام خیال کرتے [illegible] کہتے ہین [illegible] کہ سید احمد خان صاحب اس فرقہ کے مجتہد اور اس مذہب کے مجدد و نبوت محمدیہ کے مقر بلکہ متبع ہین تو پہر انکو مقابلہ مین بحث اثبات نبوت کا کونسا موقع ہے - اور وہ معاشرت کو مذہب سے خارج کرنے مین دوامی استحکام اسلام مدنظر رکہتے ہین تو پہر اس مسئلہ مین انکا مقابلہ مقابلہ اسلام نہین تو کیا ہے وعلے ہذا القیاس وہ سید احمد خان صاحب کی ہر بات کی تصویب کرتے ہین اور ہماری معارضات کا تخطیہ اس خیال کے لوگ نہایت کم ہین اور جو ہین وہ کیا تو در پردہ نیچری ہین یا نیچری ہونیکا ارادہ رکہتے ہین یا نیچری اصول و اسلامی اصول دونون سے ناواقف ہین دوسرا فریق ان خیالات و مقالات کو اس حد تک برخلاف اسلام اور ان لوگون کو اسلام کے مخالف اور مسلمانون سے اجنبی و خارج جانتے ہین کہ انکے جواب و خطاب کو ضروری نہین سمجہتے اور انکا نام دفتر اسلام سے خارج کر کے ان کیطرف سے مطمئن ہو بیٹہے ہین اور یہہ کہتے ہین کہ جیسے ہنود - یہود - نصاری - بدہ وغیرہ فرقے مخالف اسلام ہین ویسے ہی یہہ بہی ہین پس انکی مخالفت کا اسلام کو کیا اندیشہ ہے اور انکو معارضہ و مقابلہ کی کیا ضرورت ہے ایک صاحب ضلع شاہپور پنجاب سے لکہتے ہین کہ صدہا فرقے یہود - نصاری بدہ وغیرہ دنیا مین پائے جاتے ہین ہم کس کس کا مقابلہ و معارضہ کر سکتے ہین پس انہی کی فہرست مین نیچریہ کا نام

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

بہی درج کرنا چاہے اور انکا مقابلہ چہوڑکر جن مسائل مہمہ و اسرار شرعیہ سے پہلے اشاعۃ السنۃ مین بحث
ہوتی اُنہی سے بحث کرنا چاہے - ایک صاحب ضلع ساگر سے لکہتے ہین کہ مدراسیون کے نزدیک
نیچریون کا خطاب و جواب محض فضول ہے اور بجائے اسکے بحث اتباع سنت و تقلید نہایت مناسب و
مقبول ہے ایک مولوی صاحب نے بالمشافہ مجہسے کہا کہ نیچریون کے کفریات کو مسلمان کب سنتے
تہے اور انسے کیا ضرر و نقصان اُٹہا سکتے - تمنے خود انکے کفریات کو شہرہ آفاق کر دیا اور انکو اشاعۃ
السنۃ مین درج کر کے مسلمانون کو ان مطالعہ پر برانگیختہ کیا - پہر اسکے رد و جواب سے متعرض ہو کر انکے
وقعت کو ظاہر کیا - قول باطل کیطرف التفات نکرنے مین اسکا اضمحلال و اخمال متصور ہے - اور انکے رد و
تعرض مین اسکی وقعت و اشاعت متیقن - اسی نظر سے امام احمد حنبل نے اہل بدعت کی رد مین کچہہ
تصنیف نہین کیا - اور جسنے کچہہ اسمین تالیف کیا اسپر انکار متوجہ فرمایا اس خیال کے لوگ بکثرت
[illegible]
[illegible]
سبب تمام ہندوستان سید احمد خانصاحب کے جواب و خطاب سے سنسان ہو رہا ہے اوائل مین
جناب حاجی سید علی بخش خانصاحب و جناب مولوی حاجی سید امداد العلی صاحب و جناب مولوی محمد علی صاحب
نے کچہہ کچہہ جناب ممدوح کی خدمت گذاری کی ہے مگر اخیر کو بہی صاحبون نے مہر سکوت لبون پر لگائی ہے
اب انکی کسی بات کو کوئی نہین اوٹہاتا اور انکی ایسی باتون پر (کہ "منکر نبی کافر نہین" - "منکر جملہ کتب الہامی کافر
نہین" - "منکر جمیع احکام شرعی کافر نہین") پر بہی کسی کے دلمین جوش مذہبی پیدا نہین ہوتا اسکا سبب و منشا
یہی ہے کہ ان حضرات نے سید احمد خانصاحب کی کفر پر اتفاق کر کے انکے فتوی تکفیر کو جابجا مشتہر کر دیا ہے
اور بجائے جواب ان کفریات کی اسی تکفیر کو کافی سمجہہ لیا ہے اب وہ ان کفریات کی ضرر کا کچہہ اندیشہ
نہین رکہتے اور انکے رد و جواب کی کچہہ ضرورت نہین سمجہتے ہمارے نزدیک اس خیال مین
کئی غلطیان ہین جیسا کہ خیال اول سراسر غلط و غیر صحیح ہے یہہ مضمون دونون فریق کی غلطی کا اظہار
کرتا ہے اور نیچریہ کی اسلام سے مخالفت ثابت کر کے انکی بحث و الزام کی ضرورت کا ثبوت دیتا ہے
فریق اول کی غلطی کا اظہار یہہ ہے کہ ہر چند اس فرقہ کے مجتہد و اس مذہب کے مجدد آنریبل

سید احمد خان صاحب بہادر سی آئی ظاہرا اسلام کا دم بہرتے ہین اور زبان سے نبوت محمدیہ کا اقرار کرتے ہین مگر درحقیقت وہ اصول اسلام کے پورے مخالف ہین اور قیود نبوت و اسلام کے اوٹہانے کی درپے ہین مین نے سالہا سال اصول نیچریہ کو اصول اسلامیہ سے ملا کر دیکہا پر کہین موافقت کا نشان نہ پایا جہان دیکہا مخالفت کا اثر دیکہا - اس مخالفت کی تفصیل اس مختصر مضمون مین کہان ممکن ہے نیز اس تفصیل کا کفیل تمام رسالہ اشاعۃ السنۃ ہے اسمقام مین امہات اصول اسلام مین آپ کی مخالفت کا اظہار کرتا ہون اور انکی تسلیم و اسلام کی حقیقت بتاتا ہون واضح ہو کہ امہات اصول اسلامیہ بلکہ جمیع ملل و ادیان سماویہ دو ہین (۱) اقرار توحید باری - (۲) اعتراف نبوت نبی اور آپ کو دونون اصل سے خلاف ہے اصل اول سے آپکا یہہ خلاف ہے کہ آپکے نزدیک اقرار وجود باری ضروری و شرط نجات نہین ہے پس ضرورت توحید جو اقرار وجود باری کی فرع ہے آپکے نزدیک کہان باقی رہتی ہے اس سے ہمارا مدعا یہہ نہین ہے کہ آپ خود وجود باری کا اقرار نہین کرتے ہین بلکہ مقصود اس سے یہہ ہے کہ جو لوگ یہہ اقرار نہین کرتے انکو آپ ایسا برا نہین سمجھتے بلکہ آپ [illegible] وجود باری کو صاف ناجی و جنتی بتاتے ہین اور انکے انکار کو اپنے انکار کی آڑ مین چہپاتے ہین اور اسکو انکار دلیل پر محمول فرماتے ہین تو گویا آپ انکو اس انکار پر بچاتے ہین اور اقرار وجود باری کی ضرورت کو اوٹہاتے ہین - اسکی پوری مناسب نظیر یہہ ہے کہ ایک شخص برملا چوری کرتا ہے اور چوری کرنیکا مدعی ہے دوسرا شخص اسکو کہتا ہے کہ تو چور نہین ہے اور یہہ کام جو تو کرتا ہے چوری نہین کہلاتا - یہہ کہنا اسکا بعینہ چوری کرانا ہے - اور اس چوری کو صحیح و جائز کر دینا - رہا یہہ امر کہ واقعہ مین کوئی شخص وجود باری سے انکاری ہے (جس سے ہمارا سچ معلوم ہو) یا دنیا مین جو ہے اقراری ہے (جس سے جناب ممدوح کا صدق متصور ہو) سو محتاج بیان نہین ہے ہر دیار و اعصار مین منکرین وجود باری چلے آتے ہین اور ہر زمانہ کی تواریخ مین ہم دہریہ کا ذکر پاتے ہین شاید ان تواریخ ونقول کو جناب ممدوح افترا بتاوین اور دہریہ زمانہ گذشتہ کو انکار وجود باری سے آپ بری فرماوین لہذا مین اپنے زمانہ کے دہریہ منکرین وجود باری

✝ یہہ امر آپکے تہذیب الاخلاق ماہ ذی قعدہ ۱۲۹۲ھ مین سرزد ہوا ہے جسکی نقل اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ مین ہو چکی ہے حاشیہ

کو پیش کرتا ہون اور اس زمانہ مین صدہا منکرین کا جو خدا کا نام سُنتے ہی تبرّے بولتے ہین نشان دیتا ہون کہ جناب والا جب اس دفعہ کے موسم گرما مین سملہ پر تشریف لاوین تو قصبہ قادیان ضلع گورداسپور مین قدم رنجہ فرماوین وہان کے بہت سے باشندگان کو (جو ایک ملحد کے اغوا سے مرید ہوگئے ہین اور برسر بام وجود باری سے انکار کرتے ہین بلکہ خدا اور رسولون کو برملا گالیان دیتے ہین چنانچہ اس نواح کے مسلمان انپر نالش کرنے کو بہی مستعد ہین) اپنی آنکہہ سے دیکہہ لین اور انکا انکار کان سے سن لین **شاید** ان لوگون کے انکار و اصرار پر بہی آپ پردہ ڈالین اور اسکو اس تاویل سے سنبہال لین کہ اگرچہ یہہ زبان سے انکار و دشنام سُناتے ہین پر دل سے خدا واحد پر ایمان رکہتے ہین اور جنتی و ناجی ہونے کے لئے اسیقدر دلی اقرار (گو زبان سے انکار نکلے) کافی ہے چنانچہ پرانے دہریے کے حقمین آپ ایسا کہہ چکے ہین† اس **صورت مین** بہی آپ اصول کے موافق نہین بنتے اور انکار وجود خدا کی تحریر سے بہی نہین ہو سکتی [illegible] ہی انکار کو قایم کرتا ہے اسکی نظیر یہہ ہے کہ ایک شخص اپنے باپ سے زبانی انکار رکہتا ہے بلکہ اسکی ڈہاڑہی پکڑ کر ایک دو دہپڑ بہی لگا دیتا ہے اور دل سے یہہ جانتا ہے کہ وہ شخص اسکا باپ ہے۔ ایسے شخص کو دلی اقرار کی نظر سے جو کوئی باپ کا مطیع فرزند کہے اور اسکے انکار کو اقرار قرار دے وہ گویا اسکو انکار سکہاتا ہے و نافرمانی و ناخلفی کے راہ بتاتا ہے۔ دلی اقرار کو ظاہری انکار کی حالت مین خدا نے بے اعتبار ٹہرایا ہے اور زبان سے انکاریونکو (گو دل سے اقراری ہون جیسے فرعون۔ نمرود وغیرہ) کافر فرمایا ہے۔ اور اگر دلی اقرار (باوجود زبانی انکار کے) موحد و ناجی ہو اقراری ہونیکے لئے کافی ہوتا تو خدا تعالیٰ کسیکو کافر نکہتا کیونکہ بقول جناب کوئی دل اس دلی اقرار سے خالی نہ تہا بلکہ اس صورت مین لوگون سے اس اقرار کا طالب ہونا اور اس کام کے لئے پیغمبرون کا بہیجنا ضروری نہ تہا بلکہ عبث و باطل و تحصیل حاصل۔ یہہ بات اسیکے مونہہ سے نکلسکتی ہے جو دل سے خدا کا قائل نہین ہے اور اسکی نزدیک مسئلہ توحید و مذہب ایک افسانہ ہے اور اسکا ظاہر مین دعوی توحید اہل توحید کے

حاشیہ † یہہ تاویل جناب انکار دہریہ قدیم کی نسبت اسی پرچہ ذی قعدہ مین ہے۔ اور اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ مین منقول ہے

بہکانے اور توحید سے ہٹانے کے لئے ایک ذریعہ وبہانہ ہے آپ کے منکرین وجود خدا کو قایل بتانے

اور اِنکے انکار کو چہپانے اور اسکو مین اقرار ٹہرانے سے آپ پر بہی یہہ شبہ پڑتا ہے اور آپکا برملا نیچری ہونیکا

ادعا اس شبہہ کی تائید کرتا ہے کیونکہ اصلی نیچرل اسٹ بہی وجود خدا کے قائل نہین ہین چنانچہ اخبار تیرہوین

صدی کی پرچہ نمبر بابت شوال ۱۲۹۶ھ مین اس فرقہ کے خیالات واعتقادات خوب مفصل ہین ۔ **اصل**

دوم سے آپکا خلاف کئی وجہ سے ہے **وجہ اول** یہہ اگرچہ آپ لفظ نبوت کو مانتے ہین پر نہ

اِنکے معنے سے جو انبیا سے مخصوص ہین (یعنے غیب الغیب سے انپر وحی والقا ہونا ۔ یا بواسطہ جبرائیل امین

انکی اصلی صورت مین یا بشکل انسان خدا کا کلام وپیام انکو پہنچنا) بلکہ اون معنے کو جو افلاطون وارسطو

وبیکن وغیرہ فلاسفرون مین پائی جاتی ہین ۔ بلکہ اسوقت کے دانا ہنود وانگریزون مین بوجہ احسن متحقق ہین

اور خود بدولت سب سے بڑہکر اسکے محل ہوسکتے ہین اور آپکے مقلد آپ کو اس✝ معنے کر نبی کہتے ہین (یعنے

قانون قدرت مین عقل کو لگانا پس جو مناسب حال نیچر عقل مین آوے سو لوگون کو بتانا ۔

تفصیل اون اصلی معنے نبوت کی بحث نبوت مین ہوگی اور جن معنے کر آپ اور آپکے احباب نے نبوت کو

مان رکہا ہے اِسکے تفصیل نمبر ۴ مین بصفحہ ۱۰۱ و نمبر ۷ مین ۲۱۸ اور نمبر ۱۰ مین بصفحہ ۲۸۷ ہوچکے ہین ۔

وجہ دوم یہہ کہ آپ اعتراف نبوت نبی کو ضروری وشرط نجات نہین جانتے بلکہ محض استحبابی واستحسانی

امر خیال کرتے ہین جس کا حکم یہہ ہے **من فعل فقد احسن ومن لا فلا حرج** یعنے جس نے

کیا اچہا کیا جسنے نکیا وہ مرتکب جرم مستوجب سزا نہوا ۔ گویا آپکے تحقیق واعتقاد مین نبی کا ماننا ایسا

استحبابی امر ہے جیسے مسلمانون کے نزدیک ڈہیلے سے استنجا کرنیکے بعد پانی سے استنجا کرنا یا وضو مین اعضا کو

تین تین بار دہونا ایسا واجبی ضروری نہین ہے جیسے خدا کا ماننا ہے ۔

پہلے تو آپنے اس ضرورت سے حکمائے فلاسفر ہی کو مستثنی فرمایا تہا چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ مین

بصفحہ ۱۱۶ وغیرہ ذکر ہوچکا ہے اب اس فیض کو عام کردیا ہے اور کس وناکس کو (جاہل سے جاہل

وکودن سے کودن کیون نہو) اس ضرورت سے مستثنی کردیا ہے اور صاف حکم دیدیا ہے کہ وہ

✝ اس معنے کر آپ کی ایک خلیفہ نے آپ کی کارروائی کو نبوت کہا ہے چنانچہ اصل کلام خلیفہ مذکور اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ مین بصفحہ ۱۸۱ منقول ہے ۱۲

شخص (یعنے خواہ کوئی ہو حکیم خواہ جاہل - احمق ہو خواہ عاقل چنانچہ تعمیم لفظ اسپر ناطق ہے) جو نہ کسی نبی کو مانتا ہو - نہ کسی کتاب الہامی کو نہ کسی حکم کو اور صرف خدا واحد پر یقین رکھتا ہے وہ بلاشبہ مسلمان ومحمدی وناجی ہے"۔

اور اصل دوم کا یہہ منشا ہے کہ نبی کا منکر جو کوئی ہو گو خدا واحد کو مانے اور اونچے پہاڑ پر چڑھکر توحید کا اظہار کرے وہ کافر ہے۔

آپکا ضرورت تسلیم نبوت کو اوٹھانا تہذیب الاخلاق ماہ محرم ۱۲۹۲ھ کے نمبر ۲ - اور تہذیب ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۱ھ مین ہے اور حسب منشا اصل دوم انکار نبوت کا کفر ہونا نمبر ۱ اشاعۃ السنہ مین بیان ہو چکا ہے۔

وجہ سیوم یہہ کہ لطور استحباب بہی آپ نبی کو ہر بات مین نبی لائق اتباع نہین جانتے بلکہ ہر طبق ان مین بعض [illegible] بلکہ بعض اگر ایک بات مین نبی کو مانتے ہین تو ہزار بات مین نہین مانتے -

ہزارہا تعلیمات نبویہ کو (جو متعلق معاش ہین (جیسے کہانا پینا پہننا لینا دینا خریدنا بیچنا وغیرہ امور معاملات ومعاشرت) یکقلم نہین مانتے اور ان باتون مین اپنے تئین نبی سے زیادہ دانا سمجھتے ہین۔

اور جو تعلیمات نبویہ متعلق معاد ہین (عبادات ہون خواہ اعتقادیات) ازانجملہ بہی فقط اسیکو مانتے ہین جسکو موافق عقل جانتے ہین اور جس بات کو اپنے عقل کے موافق نہین پاتے اسکو صاف رد کر دیتے ہین یا بتاویل وتحریف عقل سے اسکی تطبیق کرتے ہین اس طرح پر کہ عقل کو متبوع ٹہراتے ہین اور نبی کی بات کو اسکی تابع کرتے ہین۔

جمعہ وجماعت وحج وزکوۃ سے مستغنی ہونا ملازمان جناب کا اسی تطبیق کا نتیجہ ہے اور وجود جن وشیطان وملائکہ ودوزخ کے طوق زنجیر وحور وقصور وحشر ونشر وحساب وکتاب کی تفاصیل سے انکار اسے تحقیق کا ثمرہ ہے۔

اور اصل دوم کا یہہ منشا ہے کہ نبی کی ہر بات کو متعلق معاش ہو خواہ متعلق معاد موافق عقل ہو

خواہ خارج از عقل بدل مانین اور طوق اطاعت نبی گردن مین ڈال لین ۔

آپ کا یہہ انکار شہرہ دیارہ اعصار ہے بلکہ تہذیب والانشاء و تفسیر طبع زاد کا اسے پر مدار ہے اور بعض ملفوظات جناب متضمن انکار اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ و ۵ و ۱۰ مین نقل ہو چکے ہین ۔ اور حسب منشاء اصل دوم نبی کا اون جملہ امور مین واجب الاتباع ہونا تمام قرآن و حدیث سے ثابت ہے اسکی تفصیل و شرح ہے جو ہماری بحث اثبات نبوت و بحث مذہب و معاشرت مین ہو رہی ہے ۔

جب ان دونون اصل اصول اسلام سے آپکا یہہ خلاف ہے ۔ تو آپ کی مخالف اسلام ہونیمین کسکو جائے اختلاف ہے ۔ اس خلاف کے ساتھہ اقرار اسلام انکار کے برابر ہے ۔ بلکہ ضرر کے لحاظ سے یہہ اقرار انکار سے بڑھکر بدتر ۔ یہود و نصاری وغیرہ منکرین اسلام سے اسلام کو وہ ضرر نہین پہنچتا جو ان حضرات مقرین سے پہونچ رہا ہے چنانچہ تفصیل اسکا بعض ظہار غلط و فریق دوم عنقریب ہوتی ہے بنا بر علیہ انکے خیالات و مقالات مخالفہ اسلام کا مقابلہ عین احیا و حمایت اسلام ہے ۔ اور انکا الزام و معارضہ نصرت دین بلا کلام ۔

اسی نظر سے اس عاجز نے ایک مدت سے اپنے مخالفین فی الفروع کے خطاب و جواب سے قلم اوٹھا کر ان حضرات کی بحث و الزام کو اپنا فرض ٹھرا لیا ہے ۔ پھر اسمین بھی اون مباحث کو مقدم کیا ہے جنمین انکے اصول مخالفہ اسلام کی بیخ کنی متصور ہے ۔ (اعنی اثبات نبوت و بحث مذہب و معاشرت ۔)

ایسا ہے اور اعیان و اکابر دین و روسا مسلمین کو لازم ہے کہ اسوقت جوش مذہبی کو کام مین لاوین اور حمیت محمدیہ ظاہر کر دکھاوین جو کچھہ کسی سے انکے مقابلہ مین تحریرا یا تقریرا بن پڑے اس سے دریغ روا نرکہین ۔

مین اپنے ہم عصر اخبار تیرہوین صدی کے مہتمم اوڈیٹر کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہون اور انکی اس ہمت مردانہ پر ستائش کرتا ہون جنہون نے ان حضرات کے رد مین ایسا نادر اخبار با استقلال جاری کیا ہے

اور کس ناکس مخالف و موافق کو اپنے شیرین مقالی و نازک خیالی پر فریفتہ کرلیا ہے - پہر دوسری وجہ
اخبار جریدہ روزگار مدراس - اور نصرت الاخبار دہلی کے اڈیٹرون کی بہی ستائش کرتا ہون
جو کبہی کبہی اپنے اخبارون مین ان حضرات کی مفاسد خیالات پر لوگون کو متنبہ کرتے ہین اور حمیت اسلام
کی داد دیتے ہین - خدا کرے ایسے حمیت اور روساء و علماء - دہلی - مرادآباد - کانپور - لکہنو -
عظیم آباد - بہوپال - وغیرہ بلاد کے دلونمین بہی پیدا ہو اور ان مواضع سے بہی مستقل اخبار و رسائل اس
فرقہ کی رد مین شائع ہون - آمین ثم آمین -

فریق دوم کی غلطی کا اظہار یہہ ہے کہ اگرچہ نیچریہ کے مخالفہ تو اسلام سے ویسی ہی ہے جیسی
ان لوگون نے سمجہہ رکہی ہے ولیکن اس مخالفت کی ضرر کا علاج وہ نہین ہے جو انہون نے تجویز کیا
ہے یعنی کافر کہکر خاموش ہو بیٹہنا اور انکی کسی بات کی طرف التفات نہ کرنا - اور نہ جواب دینا -
صاحبو - یہہ وقت ایسا نہین ہے کہ تمہارے فتوے تکفیر کے سبب لوگ انسے مجتنب رہین اور
انکی تحریرون و تقریرون کو پڑہ سنکر گمراہی مین نہ پڑین خصوصًا ایسی حالتمین کہ وہ تحریرات آیات
واحادیث پر (گو معنے انکے کچہہ ہون اور یہہ لوگ بتاویل و تحریف اپنے مدعا کے موافق اور کرتے
ہون) مشتمل ہوتے ہین - اور اس فرقہ کے اعیان و اکابر عروج دنیاوی مین کمال رکہتے ہین -
اون آیات و احادیث کو دیکہہ کر ہر کس و ناکس ان تحریرات کو دیکہتا ہے اور انکے دام مغالطات
مین پہنس جاتا ہے اور بہت لوگ بطمع دنیاوی انکی طرف متوجہ ہوتے ہین اور تمہارے فتوی
طاق پر دہرے رہجاتے ہین - طمع دنیا وہ بلا ہے جسکے سبب بہت لوگ مشن کے سکولون
مین انجیلین پڑہتے ہین آخر رفتہ رفتہ کرسچن ہو جاتے ہین - تہذیب الاخلاق کے پڑہنے اور اس
مذہب مین داخل ہونیسے تو سوائے بپتسما لینے و کرسچن ہوجانے کے بہی کچہہ ہو جانا ممکن ہے
اس صورت مین انکے خیالات و مقالات کی تفصیلی رد ضروری ہے - اور مجرد فتوی تکفیر اس
فساد کی انسداد کے لئے کافی نہین ہے - اور اس **فریق کا یہہ خیال** کہ جیسے اور فرقے
یہود - نصاری وغیرہا اسلام کے مخالف ہین ویسے یہہ بہی ہین انسے اسلام کو کیا ضرر پہنچ سکتا ہے

[...] عیسائی ہون - اور جو کچہہ عیسائی کرتے ہین سو کرین ۱۲

دوسری غلطی یہی - ان لوگونکی مخالفت یہود و نصاریٰ کی مخالفت سے ضرر کی لحاظ سے بڑھکر ہے -
یہود و نصاریٰ کی مذہبی بات عوام مسلمان کب سنتے ہین اور مجرد اس علم سے کہ وہ شخص یہودی ہے یا نصرانی اسکی دام مین
کب پہنستے ہین بخلاف ان حضرات کی جو مسلمان کہلاتے ہین اور قرآن و حدیث تاویل و تحریف سے اپنے خیالات کی
تائید مین پیش کرتے ہین انکی دعوت و منادی کو ہر کوئی سنتا ہے - پہر جسکو اصلی معانی آیات احادیث پر اطلاع نہین
ہوتی وہ اسمین پہنس جاتا ہے خصوصًا بیعلم موحدین[†] جو تقلید کو ترک کر بیٹھے ہین اور قرآن و حدیث کا علم نہین
رکھتے - انکی حقمین انکا ضرر اس درجہ کو پہونچ گیا ہے جس کا اثر ارتداد کی سوائے اور کچھہ نہین ہے - اور اس
فریق کا یہہ خیال کہ اگر خیالات نیچریہ اشاعۃ السنہ مین درج نہوتے تو خود بخود مضمحل ہو جاتے **تیسری غلطی ہے**
اور نا واقفی واقعات دنیا پر مبنی ہے - اشاعۃ السنہ مین ان مضامین کا اندراج ربیع الاول ۱۲۹۶ھ سے ہوا ہے -
اور تہذیب الاخلاق ۱۲۸۷ھ ہجری سے شائع و شہرۂ آفاق ہو رہی ہے اور خاص طور پر ان خیالات کی تعلیم
و اشاعت اس سے بھی پہلے سے جب سے از مدبل سید احمد خانصاحب بہادر کے اعتقاد قدیم مین فرق آگیا ہے -
بلکہ اعتقاد قدیم کو [illegible] اشاعۃ السنہ [illegible] کتاب [illegible] اور اس سے
اسباب کا (کہ پہلے آپ کیا تھے اور اب کیا بن گئے ہین) اندازہ کر لے لئے اس **فریق کا یہہ قول** کہ قول باطل کیطرف
توجہ نکرنے سے اسکا اضمحلال و اخمال متصور ہے بیشک صحیح ہے لیکن اسوقت تک اور اسی حالتمین کہ اس قول کا انتشار و رواج
نہوا ہو - اور جب اسکی شہرت ہو جاوے تو پہر اسکا اضمحلال بدون صریح رد و ابطال نا ممکن ہے - اور امام احمد بن حنبل رح
کا قول بھی اسی حالت عدم اشتہار پر محمول ہے چنانچہ **امام غزالی نے** رسالہ منقذ من الضلال مین فرمایا ہے

> وما کرهه احمد حق ولکن فی شبهة لم تنتشر ولم تشتهر فاذا انتشرت فالجواب عنها واجب

کہ امام احمد نے جو حارث محاسبی کی تصنیف کو معتزلہ کی رد مین مکروہ سمجھا ہے تو وہ اس شبہہ معتزلہ کی نسبت ہے
جو منتشر نہوا ہو - اور جو شبہہ منتشر ہو جاوے اسکا جواب دینا واجب ہے - **بالجملہ اس بیان** سے دونون فریق کی
غلطی کا اظہار ہوا - اور ہمات کا کافی ثبوت گذرا کہ نیچریہ پوری اسلام کے مخالف ہین - اور انکے الزام کی سخت
ضرورت ہے اس سے ایک یہہ نتیجہ بھی پیدا ہوا - کہ جن مضامین سے اب اشاعۃ السنہ مین بحث ہو رہی ہے (یعنی اثبات نبوت
و مذہب و معاشرت) ان مضامین سے بحث کرنا اسوقت نہایت ضروری امر ہے اور یہہ بحث مسائل فرعیہ رفع مین

[†] اس قید مین یہہ اشارہ ہے کہ موحدین اہل علم کو اونکا کچھہ ضرر نہین پہنچا ۱۲

وا ٓمین بالجہر سے مقدم و اولیٰ تر ہے۔ پس بدست آویز اس نتیجہ کے مین ناظرین و خریداران اشاعۃ السنۃ سے جو جواب

ادلہ کاملہ کی بہت شائق ہین قدرے مہلت چاہتا ہون اور احباب کا خواستگار ہون کہ تا اختتام بحث اثبات

نبوت یا بحث مذہب معاشرت انتظار و اصطبار فرماوین۔ اور اپنے طبائع کو جو فروعی جھگڑونکی نظارہ کی خوگر ہو رہے

ہین مباحث اصول مہمہ کی مطالعہ کیطرف متوجہ کرین۔ اور احباب کو یہی خیال مین لاوین کہ اہلحدیث موحدین متبعین

سنت سید المرسلین مذہب اعتدال پر ہین جو مذہب نیچریہ و مقلدین مین حد اوسط و برزخ ہے۔ اور بحکم خیر الامور

اوسطہا بصفت خیریت متصف ہین۔ پس بحکم آیت سراسر بشارت کنتم خیر امۃ اخرجت للناس دونون جانب افراط

و تفریط کی خبر گیری اسکا فرض ہے۔ کیا معنے کہ مقلدین اختیار تقلید مین ایسی تفریط مین ہین کہ وہ اقوال فقہا

کی سامنے قرآن و حدیث کی بھی نہین سنتے اور بے سوچے بن سمجھے ہر کسیکی بات مان لیتے ہین۔ اور نیچریہ انکار تقلید

مین ایسی افراط مین پڑ گئے ہین کہ خدا و رسول کی بھی تقلید نہین کرتے۔ اور جو بات خدا و رسول کی انکی عقل مین

[illegible]

رکھتے ہین (خدا و رسول کی تقلید کے اقراری ہین۔ اور انکے سوائے اورون کی تقلید سے انکاری) دونون

فریق کی فہمائیش و اصلاح لازم ہے۔ پھر جو اہم و مقدم ہو اسکی رعایت الزم۔ اور چونکہ مقلدین کی تفریط

اسلام کا وہ ضرر و نقصان نہین ہے جو نیچریہ کی افراط سے ضرر ہے اسلئے نیچریہ کی فہمائیش مقلدین کی فہمائیش سے مقدم ہے

مذہب و لا مذہبی

مسئلہ مندرجہ عنوان مین ہم تفصیلی بحث کرنا چاہتے ہین۔ جسکی اس پرچہ مین گنجائیش نہین باقی وہ تفصیلی بحث

ہم آئندہ پرچہ مین کرینگے اسمقام مین اسکا اجمال ناظرین کو سناتے ہین اور اس تفصیل کا شوق دلاتے ہین۔

انریبل سید احمد خانصاحب بہادر اور انکی حواریین لا مذہبی کو پسند فرماتے ہین۔ اور لا مذہبون کو بہت سراہتے

ہین۔ اور مذہب و اہل مذہب خصوصاً اہل اسلام کی بہت مذمت فرماتے ہین۔ اور انکی قول و فعل و اعتقاد و معاملات

زور و مکر و بے اعتبار ٹھہراتے ہین۔ چنانچہ غالباً ہر تحریر و تقریر ان حضرات کی اسلام و اہل اسلام کی مذمت و اہانت پر

مشتمل ہوتی ہے اسباب مین ہمارا یہ خیال ہے کہ دنیا مین سچائی و بھلائی کا نام ہے تو وہ مذہب و اہل مذہب ہی مین

[illegible] ہی

* مذہب سے مراد یہان مذہب حنفی و شافعی نہین ہے اور نہ لا مذہبی ان مذاہب کا خلاف بلکہ مذہب سے مذہب مجھی یہودی عیسوی مراد ہے اور لا مذہبی ان مذہبون سے [illegible] آزادی

تمام ہی - لامذہبون و آزاد منش لوگون کو سچائی و بہلائی سے کچھہ کام نہین ہی - اور اگر بظاہر کسی لامذہب مین بہلائی و سچائی کا اثر دکہائی دیتا ہے تو وہ ساقط الاعتبار ہے - اور وہ شخص ریاکار و مکار ہے - گو نماز و روزہ ظاہری عبادات بجالاتا ہو - اور روزہ کے لوگون کو اپنے خیالات سناتا ہو - اور خدا و رسول کیطرف اونکو بلاتا ہو - اسبات کو ہم ایسی دلیل سے ثابت کرینگے جسمین مخالفین دم نمار سکینگے -

وما توفیقی الا باللہ وہو حسبی ونعم الوکیل

احکام مذہبی مین دست اندازی

(لائق توجہ گورنمنٹ و روسا اہل اسلام)

میرا گمان از ابیل سید احمد خان صاحب بہادر کی کارروائیون کی نسبت سچ نکلا - اور جو مینی اشاعۃ السنۃ نمبر دہم صفحہ ۲۹ مین کہا تہا کہ (مذہب سے معاشرت کو خارج کرنیمین سی جناب ممدوح کی غرض یہہ ہی کہ مذہب اہل اسلام یورپین بن جاوی - اور یورپ و ہندوستان مین کیا طرز مذہب مین اور کیا طریق معاشرت مین سرموی فرق نرہی) سو ہو بہو ظاہر ہوا - جناب ممدوح نے اس غرض کی موافق کارروائی شروع کردی ہی - پس پہلی منجملہ احکام [illegible] جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ اموال عظیمہ مسلمین موافق فرائض کتاب اللہ کی وارثون مین تقسیم نہونے پاوین - بلکہ ایک بڑے بیٹے متوفی کی تولیت تصرف مین رہین - بقیہ ورثا کو موافق اس تفصیل کے جو جناب ممدوح نے برخلاف کتاب اللہ اپنی طرف سے ایجاد کی ہی گذارے ملتے رہین - ابہی تو آپ اس قانونکو روسا و عمائد اسلام سی تسلیم کراتے ہین - پہر اسکو کونسل گورنمنٹ آف انڈیا مین پیش کرکے گورنمنٹی حکم بنانا چاہتے ہین - چونکہ گورنمنٹ مین اسکا منظور ہونا اتفاق آرای مسلمانون پر موقوف ہی اسلئے آپنے علیگدہ گزٹ مین یہہ مشتہر کردیا ہی کہ روسا و علما نے اس تجویز سے اتفاق رای ظاہر کیا ہے اور ہمکو بملاحظہ اخبار و رسائل یہہ معلوم ہوا - کہ بہت سی اکابر روسا و علما اس تجویز کو ناپسند کرتے ہین اور اسکو خلاف شرع محمدی و تشریع جدید سمجہتے ہین - اور جنہون نے علما مین سی اسپر اتفاق کیا ہی وہ جناب ممدوح کی مدرسۃ العلوم کی ملازم ہین - یا پہلے آپکے ملازم ہوچکی ہین - یا آپسے یا آپکے ہمخیال احباب سے اسی قسم کا تعلق رکہتی ہین - اور جو روسا اسباب مین متفق ہوگئی ہین انمین اکثر تو آپکے احباب ہمخیال ہین اور بعض جو اپنی مذہب مستقیم ہین وہ نہ اصل مسئلہ شرعی سی واقف ہین نہ جناب ممدوح کی غرض اور اسکی اصول پر مطلع ہین - انکی سوائی اور روسا و علما واقفان مسائل مذہبی و مطلعان اغراض احمدی جناب ممدوح کی

تجویز سے مخالف ہین - چنانچہ صوبہ بہار مین جو روسا و فضلا کا مجمع ہے بعض فضلائے اسباب مین ایک رسالہ تالیف کیا ہے
جو اکابر روسا و عمائد شہر عظیم آباد پٹنہ کی فرمائش سے مطبع صبح صادق عظیم آباد مین چہپکر شائع ہوا ہے - ہم اسبات کی اظہار سے
اکابر علما و روسا کو اختلاف سے آگاہ کرتے ہین - اور اپنی بیدار مغز و دور اندیش گورنمنٹ کو جو عدم دست اندازی در معاملات
مذہبی کے سبب اعلی درجہ کی نیکنام ہے اور روئے زمین کی ریاستون اس خوبی مین ممتاز ہے نیز اس اختلاف پر اطلاع دیتے ہین
اور امید رکہتے ہین کہ جبتک تمام مسلمانون کا اس قانون کی تسلیم پر اتفاق نہ ہوگا یہہ قانون لائق دست اندازی و
منظوری گورنمنٹ ہرگز نہوگا - اِس قانون کی نسبت ہم بنظر نصرت دین و نصیحت و سائر مسلمین اپنی رائے بہی مفصل لکہنی چاہتے ہین جو کبہی آئندہ پرچہ

ابو سعید محمد حسین لاہوری

اعلامات و ہدایات

(۱) جن صاحبون نے اعلام ماہ نومبر کیطرف توجہ فرما کر اپنی باقیات کی صفائی کی ہے مہتمم انکا دل سے شکر گذار ہے -
اور جو صاحب اِسکی طرف متوجہ نہین ہوئے انکو اب آخری پیام سناتا ہے - کہ اگر انہون نے یہہ پیام سنکر بہی
ابہی ادا نہ کیا - تو ماہ آیندہ سے انکا پرچہ بند ہوگا - پہر جبتک باقیات سابقہ سے علاوہ آیندہ
ہمیشہ سال تمام کی پیشگی ادا نہ کیا کرینگے - کبہی انکو پرچہ نہ ملیگا - تجویز تو یہی تہی کہ اِن نادہندگان
کی فہرست چہاپی جاتی - مگر اسمین کہلی کہلی شکایت پائی جاتی تہی جو پسند نہین آتی -

(۲) جلد دوم اشاعۃ السنہ خدا کی عنایت و توفیق سے تمام ہوئی اِسلئے اس جلد کی فہرست اس نمبر کے ساتھ
چہاپی گئی ہے - ناظرین اس جلد کو مجلد کرا لین - اور اس فہرست کو اِسکی آخر مین لگا دین -

(۳) ارسال زر قیمت اشاعۃ السنہ بذریعہ نوٹ یا ہنڈوی یا ٹکٹ موقوف کرنا چاہیے - اور بجائے
اِسکے ڈاکخانہ مین نقد روپیہ داخل کر کے ڈاکخانہ سے منی آرڈر بہجوانا چاہیے - طریق داخل کرنے روپیہ کی
ہدایت ڈاکخانہ سے ہوگی - بلکہ ڈاکخانہ سے ایک چہپی ہوئی درخواست (جسپر جملہ مراتب داخل و ارسال
زر کی ہدایت ثبت ہے) بلا قیمت ملا کریگی - اون ہدایات کی موافق عمل در آمد کرین - اور دس روپیہ تک
۲ / اجرت دیگر خط لکہنے اور رجسٹری کرانیسے خلاصی پائین - جو صاحب دو تین روپیہ سے کم بہیجنا چاہین
وہ اور جس سبیل سے چاہین اپنے ذمہ واری سے ارسال کرین -

(۴) منی آرڈر ڈاکخانہ مین ہمارا نام پورا نام ابو سعید محمد حسین لاہوری اور پورا نشان مقام (لاہور متصل مسجد چینی)

حصہ اوّل

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

وہان وہ لوگ اُترے تو اُنکو ایک ایسی جانذار چیز نظر آئی جسکا کثرت بالونکے سبب اگلا پیچہا نظر نہ آتا۔ وہ بولے تو کون ہے اوسنے کہا جساسہ (خبر تلاش کرنیوالا) ہون وہ بولے کیسا جساسہ اِسنے کہا اِس صومعہ مین چلو۔ وہان ایک شخص تمہارا مشتاق ہے۔ جب اِنہون اس شخص کا ذکر کیا تو وہ ڈر گئے کہ شاید یہہ کوئی جن ہے۔ پہر جب وہان پہونچے تو ایک بڑا قوی و مضبوط اِنسان لوہے سے جکڑا ہوا نظر آیا۔ اُسنے اُنسے بہت سی باتین پوچہین اور اُنہوننے بتائین آخر اُسنے کہا کہ مین دجال ہون۔ قریب ہے کہ مجہے نکلنے کا اذن ہوگا۔ مین کوئی بستی نچہوڑونگا کہ اس سے پہر نہ جاؤن بجز مکہ و مدینہ کے کہ انپر قدرت نپاؤنگا ✣

یہہ قصہ تمیم داری کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو ممبر پر چڑہ کر سنایا۔ اور [illegible]

اصل خبر دجال بہی کتب حدیث مین مذکور ہے۔ اور قصہ تمیم داری صحیح مسلم۔ سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی مین ہے۔ اس قسم کی صدہا غیبی خبرین ہین جو آنحضرت صلعم نے بتائین۔ اور لوگون کی مشاہدہ و امتحان مین آئی ہین۔ انکی تفصیل باسند کتب حدیث مین موجود ہے۔ اور مجمل ذکر ایک چہوٹی سی کتاب شفار فی حقوق المصطفی مین بہی پایا جاتا ہے۔ طالب شائق اِن کتابونکا ملاحظہ کرے۔

اِن اخبار سے بعض (جیسے نمبر ۱۳-و ۱۵) ایسی خبرین ہین جنکی تصدیق ہر کسیکو ابتک ممکن ہے اور انکا تسلیم کرنا ہر کسے پر لازم۔ مسلمان ہو خواہ غیر۔ اون کتابونکا (جنمین وہ خبرین مذکور ہین) معتقد ہو خواہ منکر۔ اِسلئے کہ وہ خبرین اون کتابون مین قبل از وقوع لکہی گئی ہین۔ پہر ہو موافق تحریر وقوع مین آئین اور مخالف و موافق مشاہدہ کر لین۔ اِنکا تسلیم کرنا نبوت کی تصدیق یا اون کتب کی تسلیم پر موقوف نہین بلکہ نبوت کی تصدیق اور اون کتب کی تسلیم اون خبرون کے بجائے خود راست ہونے کو لازم ہے۔ اِسمقام مین اِنہین خبرون سے بمقابلہ منکرین نبوت استدلال و احتجاج ہوا ہے۔ چنانچہ نمبر سابق مین بصفحہ ۲۹۵ نیز اِس بات کیطرف اشارہ ہو چکا ہے

اور بعضی خبرین (جیسے نمبر۱۰ و غیرہا) از انجملہ ایسی ہی ہین جنکی تصدیق و تسلیم تصدیق نبوت و تسلیم صحت
اِن کتب پر موقوف ہی۔ اُن خبرون کا ذکر کرنا اِن لوگون کی مقابلہ مین نہین ہے جو نبوت محمدیہ کے
منکر ہین۔ اور اِن کتب کی نقل و روایت کو جھوٹا جانتے ہین۔ بلکہ ان لوگون کے مقابلہ مین ہے جو مسلمان
ہوکر نیچری ہوگئے ہین یا نیچری ہونے کا ارادہ رکھتے ہین و مع ذالک ابھی تک قرآن و حدیث کی تسلیم صحت کا دم
مارتے ہین۔ یہہ لوگ باوجود تصدیق نبوت محمدیہ و تسلیم کتب اصول اسلامیہ (یعنے کتاب اللہ و احادیث نبویہ)
حقیقت نبوت کو (جو قرآن و حدیث سی معلوم ہوتی ہے)۔ نہین مانتے۔ اپنی تجویز سے نبوت کو فقط قانون
قدرت مین غور و فکر کرنے کا نتیجہ قرار دیتے ہین اور بلا واسطہ فکر عقل غیب الغیب سی کسی بات کا منکشف ہوجانا باطل
محال جانتے ہین۔ چنانچہ خیالات و مقالات اون لوگون کے ہم بارہا پچھلے پرچون مین خصوصاً نمبر۹
مین بصفحہ ۲۵۹ ۔ اور نمبر۱۰ مین بصفحہ ۲۸۷ نقل کرچکے ہین۔ ان لوگون کے سمجھانے اور سمجھانے کو وہ
[illegible] گئی ہین [illegible] بلاواسطہ غور و فکر غیب الغیب سی الہام ہونا اور انبیاء علیہم [illegible]
ملکی طاقت کا پایا جانا ثابت ہوتا ہے۔ اور اِن کتب مین جنکو وہ مانتے ہین اور اِنسے اپنے مطلب کی
حدیثین (جیسے انتم اعلم باموردینا کم اور من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ وان زنی وان سرق وغیرہ) اخذ
کرتے ہین۔ انکی تفصیل و نقل موجود ہے۔ اور اس مبحث اثبات نبوت مین جیسا اصل نبوت کا اثبات ہمارا
مقصود ہے۔ اور منکرین نبوت کا مقابلہ مطلوب ویسا ہی معنے نبوت اور اسکی حقیقت کا بیان ہمارا
مقصود ہے۔ اور اِن حضرات نیم منکرین کا مقابلہ بھی مطلوب ہے۔

اب ان حضرات کو لازم ہے کہ ان اخبار کو مع اخبار قسم اول و اخبار عہد عتیق و جدید جو نمبر سابق
مین خطبات احمدیہ سے منقول ہوئی ہین غور و توجہ سے ملاحظہ فرماوین۔ اور بعد غور انصاف سی کہین
کہ جو باتین آنحضرت یا پہلے مقدس لوگون نے قبل وقوع بتائین اور موافق اِنکے بیان کے وقوع مین
آئین یہہ عقل سے کیونکر معلوم ہوسکتے ہین اور عقل کے دستور العمل کتاب نیچر یا قانون قدرت (جو درختون
کے پتون اور آسمان کے ستارون اور زمین کی کنارون سے عبارت ہے) کی کونسے حصہ یا صفحہ
لکھی ہوئی ہین۔ یہہ نہ بتاسکین تو حقیقت نبوت کو (جو قرآن و حدیث و کتب قدیمہ سے ثابت ہوتی

ہے) مان لین - اور نبوت کا عقل سے علاوہ فیضان غیبی ہونا جسکا اثبات اصل سادس کا نتیجہ ہے تسلیم کر لین ✣

یہہ تفصیل جو صفحہ ۲۸۰ سے یہانتک قلم مین آئی وجود تمثیل دوئم پر بمنزلہ اِنّی استدلال ہے جسمین اثر کے وجود سے موثر کے وجود کا اثبات ہوتا ہے - جیسی کسیکو بخار مین مبتلا دیکھکر اس سی استدلال کیا جاتا ہے کہ اسکے بدن مین اخلاط متعفنہ (جو بخار کا سبب ہوجاتے ہین) موجود ہین - اسیطرح ہمنے بعض مقدس

فیقال ھذا متعفن الاخلاط - لانہ محموم - وکل متعفن الاخلاط محموم - فھذا متعفن الاخلاط

انسانون کی بتائی ہوئی غیبی خبرون کو واقعی پاکر انکی موثر و سبب وجود (یعنے ملکہ و قوت علم غیب) پر استدلال کیا ہے - یہہ دلیل اِنّی عوام فہم ہوتی ہے - گو اسمین وجہ اور کیفیت صدور اثر از موثر معلوم نہین ہوتی اور اسباب مین بطور دلیل لمّی بہی استدلال ممکن ہے - جسمین موثر اور سبب کے وجود سے اثر اور مسبب کے وجود پر استدلال کیا جاتا ہے - جیسے کوئی کسی [illegible] مین بعض اخلاط کا متعفن ہونا [illegible] کرے - اور اس سے اسکی بخار مین مبتلا ہوجانے کا حکم لگادے - اسیطرح ہم نوع انسان مین اس قوت کا جو علم غیب کا سبب و موثر ہے مشاہدہ کرکے اسکی لئی ایسی چیزونکا جان لینا جو حواس و عقل سے خارج ہون ثابت کرسکتے ہین - گو اسکے کسے غیبی خبر کا تجربہ و مشاہدہ نکرین ✣

فیقال ھذا محموم - فانہ متعفن الاخلاط وکل متعفن الاخلاط [illegible]

اس دلیل کا تفصیلی بیان کرون تو بحث طویل ہوتی ہے و مع ذلک عامہ ناظرین سے اسکے سمجھنے کی توقع نہین لاجرم مجمل بیان پر اکتفا کرتا ہون - اور قدر ضروری معرض بیان مین لاتا ہون -

مخفی نرہے کہ علم (اشیاء حاضرہ کا ہو یا ہماری نسبت غائبہ کا) درحقیقت خداوند قیوم عالم کی صفت ہے - اور اوسکا استقلال ذاتی اور تجرد[*] اسکا مدار ہے - اوس ذات کی سوائی جہان کہین اس صفت کا وجود پایا جاتا ہے (مجردات و عقول ہون جنکے فلاسفہ معتقد ہین یا ملائکہ و نفوس قدسیہ جنکے مسلمان

[*] میزان تصحیح العاقلیہ کون الشی قائما بالذات لا بالمحل بعد تجرد ذاتہ لا بالعمل عاقل عن المادہ وعن اشیھا المنغمسۃ فی الجہات الظلمانیۃ اعنی العدم والقوۃ المانعۃ عن الظہور والتعقل - (قاضی مبارک)

اعتقاد رکھتے ہین) وہان اسی قیوم حقیقی عالم کا فیضان ہوتا ہے اور اُنکی آئینہ ذات پر اسی نور کا عکس پڑتا ہے
یہان بہی مدار اس علم مستفاد و مستعار کا وہی تجرد و استقلال ہے جو اسی قیوم کی استقلال و تجرد سے فائض
ہوتا ہے۔ اور اسکا اثر یا ظل کہلاتا ہے۔ اور چونکہ یہہ استقلال مع التجرد روح کی صفت ہے نہ جسم کی۔ کیونکہ وہ
تجرد سے عاری ہے اِسلئے وہ علم جو قیوم حقیقی عالم سے فائض ہوتا ہے اسی روح کی صفت ہے نہ جسم یا آلات
جسمانیہ کی جو تجرد سے عاری ہین۔ اور غواشی ظلمت مین جو مادہ کی لوازم سے ہے منہمک +

اور جو روح انسانی کو ہم آنکہ کان ناک وغیرہ حواس کا تحصیل علم مین محتاج دیکھتے ہین اسکا سبب یہہ نہین ہے کہ
علم در اصل حواس جسمانی کی صفت ہے بلکہ روح کو جسم سے تعلق ہو جانا اسکا سبب ہے۔ جسنے روح کو اِن حواس کا
محتاج کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن ارواح کو اِس تعلق جسم سے تجرد ہے (جیسے عقول یا ملائکہ) وہ اِن
حواس کے محتاج نہین ہین۔ اور جب اسی روح انسانی کو بدن سے تعلق نہین رہتا تو وہ بہی حواس کا محتاج
نہین رہتی +

سوال وہ تعلق روح کا جسم سے کس قسم کا ہے جس سے وہ باوجود استقلال ذاتی حواس کی محتاج ہو جاتی ہے۔

جواب وہ تعلق تدبیر و تصرف ہے جیسا بادشاہ کو ملک و رعایا سے ہوتا ہے جو باوجود استقلال و استغنا
بادشاہ کے اپنے ذاتی امور مین اسکو وزیر و امیر وغیرہ ارکان دولت کا محتاج کر دیتا ہے اور فقیر جسکو ملک سے کام
نہین اس سے بے پرواہ ہوتا ہے +

سوال یہہ تو عامیانہ تمثیل ہے جس سے پوری تفصیل اس تعلق کا علم نہین ہوتا اسباب مین پوری
تفصیل بتاؤ۔ اور حقیقت اس تعلق کی بیان کرو +

جواب اس تعلق کی پوری تفصیل تب بتاوین جب روح کی پوری حقیقت بیان کرین اور اسکا
بیان کرنا کچہہ سہل نہین اور اسکا سمجہنا بہی ہر کسی کا کام نہین یہہ وہ امر ہے جسکی نسبت قرآن مین صاف
وارد ہے۔ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ پس اگر اس باب مین کچہہ کسینے کہا ہے یا کہا جا سکتا ہے تو وہی ہے
جو ہمنے بیان کیا ہے۔ وہی بیان علمی طور سے بدفعات ذیل ہو سکتا ہے۔

دفعہ (۱) روح ایک جوہر (مستقل و قائم بالذات) ہے نہ عرض (جسکا قیام کسی محل سے ہوتا ہے

جیسی سفیدی یا سیاہی جو جسم سے قیام رہتی ہے)

(۲) وہ باوجود جوہر ہونے کے جسم متحیز قابل انقسام نہین ہے ۔

(۳) نہ وہ جسم مین داخل ہے نہ خارج نہ اسکے متصل نہ اس سے منفصل نہ اسکے نیچے نہ اسکے اوپر نہ کسی دوسرے جہتہ مین اِسلئے کہ یہہ سب اجسام کے صفات ہین اور جب وہ جسم نہین تو اِن صفتون کا بہی محل نہین ۔

(۴) بلکہ اسکو جسم انسانی اور خاصکر اس جسم لطیف بخاری سے جو خون سے پیدا ہوتا ہے اور طبیبونکی اصطلاح مین وہ روح حیوانی کہلاتا ہے ۔ ایک تعلق خاص ہے جسکو ہمنے تعلق تدبیر تعبیر کیا ہے ۔

اس تعلق کی حقیقت تو ویسی ہی مجہول ہے جیسی روح کی ۔ پر اسکا لازمہ اور اثر یہہ ہے کہ وہ اِس تعلق کے سبب جسم کی تربیت واصلاح کرتی ہے ۔ اور جس امر کی عالم قدس سے فائض ہونے کی وہ لیاقت رکھتا ہے اسمین روح اسکا وسیلہ ہے ۔ اِس امر کی فیضان مین وہ روح حیوانی اور جسم کے لئے بمنزلہ ایک روشن دان (یا آئینہ) کے ہے جو آفتاب کی روشنی کسی چیز پر پہنچاتا ہے ۔ یہہ تعلق اسکو اولاً روح حیوانی سے ہوتا ہے پہر اسکو واسطہ [illegible] جسم [illegible] اس تعلق کے سبب [illegible] جسم جسمانیات سے [illegible] پڑتا ہے جیسے اگر کسی شخص کو کسی قوم کا اتالیق یا وکیل بنایا جاوے تو اسکو اس قوم کے حال وقال جاننے اور سیکہنے سے کام پڑتا ہے ۔ اس تعلق کے ساتہہ بہی روح کی استقلال ذاتی مین فرق نہین آتا ۔

(۵) روح کی استقلال ذاتی کے یہہ معنے نہین کہ اسکو اپنی ذات یا ذاتی کمالات مین دوسری کی طرف حاجت نہین ۔ وہ تو ایک مخلوق چیز ہے اس معنے کر استقلال اسمین کہان متصور ہے ۔ وہ پہلے اپنے فیضان ذات اور وجود مین خالق قیوم عالم کی محتاج ہے پہر اپنے علوم وکمالات مین اس خالق کے اور اُن اسباب کی (جو خالق نے اسکی کمال کے ذریعے بنائے ہین) محتاج ہے ۔ بلکہ معنے اسکی یہہ ہین کہ وہ اپنے تحقق وتحصل مین کسی محل مین قیام وانضمام وحلول کے محتاج نہین ۔ جیسے عرض اپنی تحقق مین محل کا محتاج ہوتا ہے ۔ اس معنے کر استقلال کو اس تعلق واحتیاج سے منافات نہین ہے ۔

(۶) اِسکی نسبت جو قرآن مین قل الروح من امر ربی ارشاد ہوا ہے وبنا برعلیہ امام غزالی نے اپنی کتب مین اسکو عالم خلق سے خارج کرکے عالم امر مین داخل کیا ہے تو اس سے یہہ مراد نہین کہ خدا نے اسکو پیدا نہین کیا

وہ اپنے آپ ہوگئی ہے یا وہ خدا کی جنس ہے - بلکہ مراد اس سے یہہ ہے کہ وہ جسم نہین ہے جو مقدار و انداز مین
آسکتا ہے - چنانچہ امام غزالی نے رسالہ **المضنون بہ علی غیر اہلہ** مین اس مراد کو بتصریح بیان کیا ہے حیث
قال فقیل لی ما معنے قل الروح من امر ربی وما معنے عالم الامر وعالم الخلق فقلت کل ما یقع علیہ مساحۃ وتقدیر فہو عالم
الاجسام وعوارضہا ویقال انہ من عالم الخلق والخلق ہہنا بمعنے التقدیر لا بمعنے الایجاد والاحداث ویقال خلق الشی
ای قدرہ قال الشاعر - وبعض القوم یخلق ثم یفری ؛ ای یقدر الادیم ثم یقطع - وبالا کمیۃ لہ ولا تقدیر فیقال انہ
امر ربانی وذلک للمضاہاۃ* التی ذکرناہا وکل ما ہو من ہذا الجنس من ارواح البشر وارواح الملائکۃ یقال انہ من عالم الامر
فعالم الامر عبارۃ عن الموجودات الخارجۃ عن الحس والخیال والجہۃ والمکان والتحیز وہی ما لا تدخل تحت المساحۃ
والتقدیر لانتفاء الکمیۃ عنہ فقیل لی ہذا یوہم ان الروح لیس مخلوقاً فہو قدیم قلت قد توہم ذلک جماعۃ وہو جہل
بل نقول ان الروح غیر مخلوق علی انہ غیر مقدر بکمیۃ فانہ لا ینقسم ولا یتحیز ولا یتجزی ولاکنہ مخلوق بمعنے انہ
حادث ولیس بقدیم [illegible] ومقدماتہ کثیرۃ - الی آخر ما قال [illegible] خلاصۃ المقال -

(۷) اسکی نسبت جو قرآن مین ونفخت فیہ من روحی ارشاد ہوا ہے اس سے یہہ مراد نہین کہ روح خدا کا جزو ہے
اور اسکا آدم مین پھونکنا ایسا ہے جیسے کوئی اپنے سانس کسے چیز مین پھونکتا ہے - بلکہ روحی کہنے سے یہہ مراد
ہے کہ منجملہ مخلوقات الہی روح کو خدا سے ایسی خاص مناسبت اور صفت علم مین مشابہت ہے‡ جو اور مخلوقات
جسمانیہ کو نہین ہے - اسلئے خدا نے روح کو اپنی طرف منسوب کیا اور روحی (میرا روح) فرما دیا جیسے
اپنے خاص بندونکو بخطاب عبدی (میرا بندہ) یاد فرمایا ہے باوجودیکہ بندہ ہونیکی نسبت ہر کسیکو حاصل
ہے - اور نفخت پھن (اوس مین سے پھونکنے) سے مراد فیضان اور یہی تعلق ہے جسکا ذکر ہو رہا ہے

---

* ہذہ المضاہاۃ مفسرۃ نے دفعہ ۲ - ‡ مشابہت اور چیز ہے مماثلۃ اور ہے - وہر چند
کسے چیز کو خدا سے مماثلۃ نہین ہے - چنانچہ آیہ لیس کمثلہ شی کا منطوق ہے پر مشابہہ بہت چیزون کو
خدا سے حاصل ہے - مماثلۃ جمیع صفات وکمالات مین مشابہتہ کا نام ہے اور مشابہتہ فی الجملہ مناسبۃ بعض
صفات سے گو انکی حقیقت وجبلیت مین تفاوت ہو ثابت ہو سکتی ہے - مشابہہ جسے عربی مین مثل بفتح میم کہلاتی ہے
اور خدا تعالی نے اپنے کو مخلوقات سے مشابہت ذکر کی ہے - فقال مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح الآیہ حاشیہ

یہہ فیض بہی ایسا فیض نہین جیسے کوئی کیسکے دامن مین اشرفیان ڈالدیتا ہے - یا ایک برتن سے دوسرے مین پانی اولٹا دیتا ہے بلکہ یہہ ایسا فیض ہے جیسے آفتاب کے شعاع سے زمین کو پہنچتا ہے اور اسپر آفتاب افضت من نوری علے الارض (مینے اپنا نور زمین پر ڈالا) کہہ سکتا ہے* - بعض لوگ اس شعاع کے فیضان کی حقیقت یہہ سمجہتے ہین کہ شعاع جرم آفتاب سو جدا ہوکر زمین پر گرتی ہے مگر یہہ بہی غلطی ہے - حقیقت مین شعاع آفتاب سو جدا نہین ہوتی بلکہ اسکے سبب سو ویسے ہی شعاع (اگرچہ بدرجہا اس سے ضعیف ہے) زمین پر پیدا ہو جاتی ہے جیسے آئینہ دیکہنے والے کی خارجی صورت کے سبب ویسے ہی صورت آئینہ مین پیدا ہو جاتی ہے - اور اس خارجی صورت سو کوئی چیز جدا نہین ہوتی اسی قسم کا فیضان روح انسانی کا (جو ایک خصوصیت کے سبب روح الہی سے تعبیر ہوئی ہے) جسم آدم پر ہوا ہے جسکو اسکے ظل یا شعاع پڑنے سے تعبیر کرنا بہی بیجا نہین ہے - اسیکے سبب جسم انسان مین روح کا خاصہ یعنے علم و ادراک پایا جاتا ہے وہ نہو تو جسم پہر وہی خالی ہے +

(۸) روح باوجود ان صفات و کمالات کے عین خدا یا خدا کی مثل نہین ہو سکتی اسلئے کہ وہ اخص صفات خداوندی (جو خدا کے قیوم ہونے اور اپنی ذات سو موجود ہونے اور اپنے ماسوائے کے موجد ہونے سے عبارت ہے) مین اسکے مشارک و مماثل نہین - یہہ صفتین خداوند عالم مین پائی جاتی ہین اور روح مین مفقود ہین +

اب مین قلم کو اس بیان سے روکتا ہون اسلئے کہ اس مقام اور افہام عوام کو اس سے اجنبی

---

* آفتاب کی اس قول کو خدا کے قول (ونفخت فیہ من روحی) سو فقط فیضان مین تشبیہ ہی اور جس چیز کے فیضان کا دونون قولون مین ذکر ہے اسمین دونون جگہہ فرق ہی جس چیز کے فیضان کا آفتاب کے قول مین ذکر ہے (یعنے نور آفتاب) وہ آفتاب سے جدا نہین ہے) اسکے ذات سو قائم ہے اور جس چیز کے فیضان کا قول الہی مین ذکر ہے (یعنے روح) وہ خدا سے جدا اسکی ایک مخلوق ہی جسکو ایک خصوصیت کے سبب خدا نے اپنی طرف منسوب کیا ہے - حاشیہ

دیکھتا ہون - اور جسقدر مینے بیان کیا ہے اس سے گو روح اور اسکے جسم سے تعلق کی حقیقت کا تو کچھہ پتہ نہ لگا پر اس تعلق کے لوازم و آثار کا حال خوب منکشف ہو گیا - اور یہہ ثابت ہوا کہ روح کو جسم سے ایسا تعلق ہے جس سے وہ بدن کی اصلاح و تدبیر کرتی ہے اور اس تعلق کے سبب وہ حواس و آلات جسمانی کی محتاج ہو گئی ہے +

پہر جس روح کو اس تعلق کے ساتہہ ہی تجرد حاصل ہو جاتا ہے اسکو بلا واسطہ حواس بقدر اپنے تجرد کے علم اشیاء حاصل ہو جاتا ہے اسے طاقت کو ہمنے عنوان مقدمہ سادسہ مین بصفحہ ۲۴۷ - انسان کی ملکی طاقت سے تعبیر کیا ہے جیسے کہ اس محتاجانہ طاقت کو جسمین روح علوم مین حواس کی محتاج ہو جاتی ہے عنوان مقدمہ خامسہ مین بصفحہ ۲۲۶ - انسانی قوت کر تعبیر کیا ہے +

پہر جو روح اس تجرد مین درجہ کمال کو (جسکی حد متفاوت و مشکک امر ہے) پہنچ جاتی ہے تو وہ بحالت مزاحمت حواس وغیرہ لوازم جسمانیتہ و تدبیر و تصرف جسم کے اپنی اس ذاتی طاقت سے کام لے سکتی ہے اور بحالت بیداری اس علم الہی کا محل انعکاس ہو سکتی ہے - اور جو اس تجرد مین قاصر اور ناکمل ہوتی ہے وہ بحالت مزاحمۃ حواس کچہہ کر نہین سکتی فقط تعطل و سکون حواس مین اس طاقت سے کام لے سکتی ہے اور خواب مین محل انعکاس علم آلہی ہو سکتی ہے +

سچی خوابون کے باب مین لمی استدلال یہی ہے جسکا وعدہ بیان نمبر ۳ صفحہ ۲۸۴ مین ہمنے کیا ہے امام غزالی نے اس باب مین عجب تقریر کی ہے جو ہماری بنا کی مؤید و مصدق ہے - آپ رسالہ مضنون بہ علی اہلہ مین فرماتے ہین - امر پنجم (منجملہ امور عشرہ مندرجہ خاتمہ رسالہ) سچے خوابون کے سبب کی بیان مین ہے (وہ یہہ ہے) کہ جب خواب مین حواس (آنکہہ کان ناک وغیرہ) بیکار ہو جاتے ہین تو روح (جو حواس کی بتائی باتون کے فکر مین لگی رہتی ہے) کچہہ فراغت پاتی ہے اور روحانیات سے (جنمین موجودات عالم الغیب موجود ہین) اور انکو شرع مین لوح سے تعبیر کرتے مین

الخامس فی سبب الرؤیا الصالحۃ - اذا رکدت الحواس بقیت النفس فارغۃ عن شغل الحواس لانہا لا تزال مشغولۃ بالتفکر فیما تورد الحواس علیہا فاذا وجدت فرصۃ للفراغ وارتفع عنہا

باقی آیندہ

حصہ دوم

بقیہ مضمون مذہب و معاشرت

تعبدی امر سمجہا تہا کہ باوجود اس خیال کے کہ اسکی علت مشروعیت اوٹہ چکی ہے اسکو ترک نکیا - اور اسبات سے بہی مجہے آگاہ کرین کہ اونہون نے حجۃ اللہ البالغہ کی اس فقرہ کو تم ختشی انیکون لہ سبب آخر جس سے حضرت عمر کا رمل کو ترک نکرنا صاف ثابت ہوتا ہے کس غرض سے دیدہ ودانستہ حذف کردیا -

"اسی قسم کی ایک اور بات ہے جو آپنے ہمارے بیان کے برخلاف کہی ہے کہ حضرت ابن عباس نے کہا ہے کہ رمل کو سنت جاننا غلطی ہے - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن عباس آنحضرت کے ہر فعل کو سنت یا دین نہین سمجہتے تہے" - جس سے مقصود آپکا یہہ ہے کہ رمل ایک دنیوی امر ہے - دین مین داخل نہین - اسمین غلطی یہہ ہے کہ آپنے [illegible] دین ہونا خیال کرلیا - اور درحقیقت دین سنت سے عام ہے - جسمین امر مندوب یعنے مستحب غیر موکد بہی شامل ہے - اور سنت خاص وہ فعل ہے جسمین تاکید پائی جاتی ہے اور حضرت ابن عباس کے رمل کو سنت نہ کہنے کا مطلب چنانچہ امام نودی نے شرح مسلم

قوله كذبوا في قولهم انه سنة مقصودة متاكدة لان النبي صلے اللہ علیہ وسلم لم يجعلها مطلوبة دائما على تكرر السنين وانما امر تلك السنة لاظهار القوة عند الكفار - وقد زال ذلك المعنے - وهذا الذي قاله من كون الرمل ليس سنة مقصودة هو مذهبه وخالفه جميع العلماء من الصحابة والتابعين واتباعهم -

مین لکہا ہے فقط یہی ہے کہ یہہ امر لازمی و تاکیدی اور امر مقصود لذاتہ نہین ہے کہ ہر سال لوگون کو اسکے کرنے کی تاکید ہو اور اس فعل کا انسے مطالبہ ہو - ایسی تاکید وطلب تہی تو اسے سال تہی جسمین مشرکین کے خیال کی تغلیط منظور تہی - امام نودی کہتے ہین - یہہ بات کہ وہ

اس قسم کی سنت نہین فقط ابن عباس کا خیال ہے - انکے سواے اور سب اصحاب وتابعین وتبع تابعین کے نزدیک وہ ایسی ہی موکدہ سنت ہے - ابن عباس کی کلام کا یہہ مطلب ہمنے اسلئے قرار دیا ہے کہ خود انہی حضرت سے اس رمل کو سنت کہنا ہی اسی کتاب ابو داؤد مین (جس سے آپنے انکا سنت نکہنا نقل کیا) نیز مروی ہے - پس انکے دونون قولون (نفی واثبات) مین تطبیق وتوفیق کی یہی صورت ہے - کہ جہان آپنے اسکی سنت ہونے کی نفی کی ہے - وہان سنت سے آپکی مراد سنت موکدہ ومطلوبہ مقصودہ ہے اور جہان خود اسکو سنت کہا ہے وہان سنت سے مراد سنت غیر موکدہ او رطریقہ اسلامیہ ہے -

ہمارے دوست نے اس کتاب کے دوسرے صفحہ مین یہہ قول ابن عباس کا ملاحظہ فرمایا اور نہ سنت اور دین کی باہمی نسبت عموم وخصوص کو لحاظ فرمایا - اور ابن عباس کے رمل کو سنت نہ کہنے سے انکا دین سے خارج اور منجملہ دنیوی مصالح کے ہونا سمجھہ لیا -

ہم امید کرتے ہین کہ اب ہمارے شفیق ان باتون کو ہی خیال مین لاوینگے اور اس غلطی کی ہی اصلاح فرماوینگے - یا جو ہمسے اس بیان مین غلطی ہوئی ہو - اسپر ہمکو مطلع کرینگے -

دوسری مثال - حضور مساجد وجماعت کی متعلق آنحضرت کا یہہ حکم تہا - کہ اگر عورتین جماعت کے لئے مسجدون مین جانا چاہین تو انکو منع نکرو - اور اگر وہ گہر مین نماز پڑہین تو انکے حق مین بہتر ہے - اس حکم مین جو عورتون کو مسجد جانے کی اجازت اور مردون کو روکنے سے ممانعت

> عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال اذا استاذنت احدکم امرأتہ الی المسجد فلا یمنعہا - رواہ مسلم وفی روایۃ ابی داؤد قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تمنعوا نسائکم المساجد وبیوتہن خیر لہن -

پائی جاتی ہے بہ اعتبار داد علمار امن وصلاحیت موجود زمانہ حضرت رسالت کی سبب سے ہے - اور وہ امن اسکی علت ہے - لیکن باوجود اس امر کے کہ یہہ علت زمانہ صحابہ مین اوٹھہ گئی تہی

اور عورتون کی صلاحیت جاتی رہی - انہون نے زینتون کا اظہار شروع کر دیا - اور فتنہ و فساد پہیل گیا تہا - پہر اس حکم کو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ اوٹہایا - اور عورتونکو مسجدون مین جانیسے نہ روکا - اور اگر احیانا کسے نے اپنی عقل سے روکنا چاہا تو اس سے سختی و ملامت سے معاملہ کیا - حضرت عائشہ صدیقہ نے باوجود مشاہدہ حال فساد عورتون کے اور پسند کرنے اِنکی بندش کے یہی فرمایا کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوتے اور عورتونکی یہہ باتین جو انہون نے پیچہے نکالی ہین ملاحظہ فرماتے تو ضرور انکو مسجدون سے روک دیتے - اور اس حکم کو بخیال ارتفاع علت اوٹہا دیتے ہمارا منصب نہین کہ اس حکم کو اوٹہا دین [illegible] اور اپنے خیال کو پورا کرین - اِنکی اِسکا صاف یہہ ارشاد ہے کہ حکم کا بدل دینا علت کی اوٹہ جانیسے ایسا بہاری کام ہے کہ آنحضرت ہی سے مخصوص ہے حضرت عبد اللہ بن عمر کے لڑکے بلال نامی نے اس خیال سے کہ اب اس حکم کی علت اوٹہ چکی ہے اور عورتون مین فتنہ پہیل گیا ہے عورتون کو منع کرنا چاہا اور باپ سے کہا کہ اگر ہم منع نکرینگے تو وہ مسجدون مین جانے کو ایک ذریعہ فساد بنالینگی حضرت عبد اللہ بن عمر نے اس کہنے پہ انکو بہت برا کہا - پہر کبہی

> عن عائشہ تقول لو ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رای ما احدثت النساء لمنعہن المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل - رواہ مسلم ص ۱۸۳

> افادت ان الحکم بتبدیل السنة عنه زوال [illegible] العلة مخصوص بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وانه فی بعض النسخ فلا یقدم علیہ احد غیرہ - امتنعت رض عن ان تمنع النساء بنفسہا بزوال علة الاذن الی المساجد (اور اساءت اللبیب ص ۵۹ و ۶۳)

> عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تمنعوا النساء کم المساجد اذا استاذنکم فقال بلال بن عبد اللہ واللہ لنمنعہن قال فاقبل عبد اللہ فسبہ سبا سیئا ما سمعتہ منہ قط قال اخبرک عن رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم وتقول لنمنعہن وفی روایتہ قال ابن لعبد اللہ لا ندعہن او یتخذنہ دغلا قال فزبرہ - وفی روایتہ فضرب فی صدرہ اخرج ہذہ الروایات مسلم فی صحیحہ صفحہ ۱۸۱ وفی روایتہ احمد ذکرہا صاحب المشکوۃ فما کلمہ عبد اللہ حتی مات

دلیسا نہ کہا تہا اور مار بیٹ بہی کی اور اس سے بات چیت کرنے چہوڑ دی یہانتک کہ اس دنیا سے رحلت کی عموماً اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین و خلاق پر نظر کرنیسے - اورخصوصاً حضرت عبد اللہ بن عمر کی بویہ متبع سنت ہونیکی خیال سے یقین کیا جاتا ہے کہ یہہ سختی اور تمام عمر کی ترک کلامی حضرت عبد اللہ بن عمر کی فقط اس ایک فرعی بات پر نہ تہی بلکہ اس فرع کی اصل پر (یعنے رفع حکم بارتفاع علتہ) پر تہی جس سے ہزار ہا احکام شرعی کی بیخ کنی ہوتی تہی - اور حرمت غناء زنا وغیرہ اشیاء کے اُٹھ جانے لازم آتی -

اس قسم کی مثالین اور بہت ہین - پر اسقام مین انہین دو مثالون کے بیان پر اکتفا کیا گیا جنسے صاف ثابت ہوگیا ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علت کے اوٹھ جانیسے حکم کو نہ اُٹہاتے اور اس امر کو خاص شارع ہی کا منصب سمجہتے -

ہان بعضے احکام ایسے بہی ہین جو بارتفاع علت مرتفع ہو سکتے ہین ولیکن وہ احکام وہ ہین جنکی علتین شارع کے بیان سے مناط و مدار معلوم ہوتے ہین - یعنے شارع کے قول یا فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ جہان ان احکام کی علتین نہ پائی جاوین وہان ان احکام کا پایا جانا مقصود شارع نہین ہے - ایسے احکام کا ارتفاع بوقت ارتفاع علت خود شارع کی طرف سے اور اسکے حکم سے ہے اسلیئے وہ ہمارے انکار ونزاع کا محل نہین ہے اسی نظر سے جہان ہمنے اس ارتفاع سے انکار کیا ہے وہان علت کو اس قید سے (کہ اسکا مدار حکم ہونا منصوص نہو) مقید کر دیا ہے - چنانچہ نمبر سابق مین بہشتنا یہہ قید موجود ہے -

اور حکم لباس

(288)

فاخره جسمین نزاع ہے اس قسم سے نہین ہے کہ شارع نے اسکی علت کو مناط ٹھرایا ہو۔ اور اسکی ارتفاع سے ارتفاع حکم تجویز کر دیا ہو۔

اس حاشیہ مین اگرچہ کسیقدر طول ہوگیا ہے مگر یہ بیان اسرار علل و احکام کیلئے بمنزلہ ایک قانون کے بن گیا ہے اور اسمین بعض دفعات آئندہ مضمون مخاطب کا جواب بہی آگیا ہے۔ اور مسئلہ ازار مین ان شبہات نیچریہ کا (کہ یہہ حکم تکبر سے معلول و مخصوص ہے تو مسکینون کے آزار کو کیون شامل ہوا اور اگر تکبر سے مخصوص نہین ہے تو صدیق اکبر کے آزار کو اس سے کیون مستثنی کیا) جواب بہی اسمین ادا ہوا۔ آئندہ توفیق فہم منجانب خدا ہے۔

رجوع بمتن

ومنہا الجنس المستغرب الناعم من [illegible] قال صلے اللہ علیہ وسلم من لبس الحریر فی الدنیا لم یلبسہ یوم القیمۃ —	واز انجملہ الفر کہہ اور عمدہ قسم کا کپڑا۔ جیسے ریشمین [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ریشمین کپڑا دنیا مین پہنیگا وہ قیامت مین نہ پہنیگا —

مترجم کہتا ہے یہہ حدیث صحیحین مین مروی ہے چنانچہ اسکی تخریج رسالہ نمبر ۸ مین بصفحہ ۲۵ بضمن احکام سنت ہو چکی ہے۔

اس لباس کے حرام ہونے کی علت اور سبب بہی وہی فخر و تکبر ہے جو اس لباس کیلئے لازم ہے۔ اور جو لوگ یہہ لباس بہ نیت تکبر نہین پہنتے انکے حقمین اس لباس کے حرام ہونے وہ وجوہات اربعہ ہین جو مسکینون کے درازی ازار کی نسبت نمبر سابق مین بصفحہ ۳۲۸ بیان ہو چکے ہین۔ شاید یہان کوئی اعتراض کرے کہ ریشمین کپڑے سے بڑھکر عمدہ اور الفو کہو۔ بانات۔ مرینہ۔ پشمینہ۔ اور الیسی کے کپڑے استعمال کئے جاتے ہین اونکے پہننے مین فخر و تکبر ریشمین لباس کے فخر سے کچھہ کم نہین ہو سکتا ہے۔ پہر شرع مین ان کپڑون کا پہننا کیون حرام نہوا۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ فخر و تکبر سے جس قسم کا لباس پہنا جاوے

(سوتی یا اونی کیون نہو) شرع مین حرام ہے - اور سوائے ریشمین کے جو عمدہ قسم لباس شرع مین مباح ہے وہ بشرط عدم تکبر و تفاخر مباح ہے یہہ بات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عموماً تکبر و تفاخر کو حرام کرنے سے بہی جتادی ہے اور خاص لباس کے باب مین بہی اسپر تصریح کی ہے - ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جسکی دل مین

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر فقال رجل ان الرجل یحب ان یکون ثوبہ حسنا ونعلہ حسنا قال ان اللہ جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق وغمط الناس رواہ مسلم -

ایک ذرہ تکبر ہوگا وہ بہشت مین نہ جاویگا - اسپر ایک شخص نے سوال کیا کہ آدمی چاہتا ہے میرا لباس عمدہ ہو - میرا جوتا خوبصورت ہو - (یعنے یہہ کیا ایسی عمدہ لباس پہنے والے دوزخ مین جاوینگے؟)

آنحضرت [illegible] اللہ تعالی صاحب جمال [illegible]
[illegible]
تکبر یہہ ہے کہ حق کے سامنے اتراوین - اور لوگون کو نگاہ مین نہ لاوین - (یعنے عمدہ لباس مشروع بہ نیت افتخار و بنظر لوگون کے حقارت کے پہنے تو تکبر مین داخل ہے نہین تو نہین) ہان - اس لباس مین اور ریشمین مین تنا فرق ہے کہ ریشمین بہر حال حرام ہے - اور اوسمین بجز اون لوگون کے جنکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مستثنی کیا ہے کسی شخص کی نسبت یہہ تجویز ممکن نہین ہے کہ اسکے دل مین تکبر نہین اسلئے اسکے حقمین وہ حرام نہین اور اس لباس مشروع مین یہہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی اسکو بہ نیت تفاخر و احتقار خلائق پہنے تو اسکے حقمین حرام ہے اور اگر کوئی بارادہ اظہار نعمت الٰہی و ادائے شکر خداوندی پہنے تو اسکے حقمین ثواب و عبادت ہے چنانچہ حدیث* مین آیا ہے کہ اللہ تعالی کو اپنے نعمت کا اثر اپنے بندہ پر دکہائی دیتا خوش لگتا ہے - اور اگر کوئی محض بارادہ حظ نفس و زینت پہنے تو اسکے حقمین مباح ہے - اب اگر کوئی اسپر اعتراض کرے کہ اسمین اوسمین یہہ تفرقہ کیون ہوا - وہ ریشمین بہر حال حرام اور یہہ عمدہ سوتی و اونی اس تفصیل سے

* قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علے عبدہ - رواہ الترمذی -

مباح و ثواب و حرام کیون ٹہرایا گیا - تو اسکا جواب بہ تفصیل ذیل ہے اگر معترض مدعی اسلام ہے (جیسے نیچری مسلمان کہلا کر اس قسم کے اعتراض کرتے ہین - اور اسلام کو زبان سے حق مانکر اسکی تعلمات کو عقل کی کہسوٹی پر لگاتے ہین پہر جس امر کو موافق عقل نہین پاتے اسکو دین سے مٹاتے ہین) تو اسکا جواب یہہ ہے کہ ہم نمبر ہفتم مین بصفحہ ۱۹۱ ثابت کرچکے ہین کہ جیسے ہزارہا احکام اسلام کی وجوہات عقلیہ ہمکو معلوم ہین ویسی ہی صدہا احکام کی وجوہات نامعلوم - پہر اسے نمبر مین بصفحہ ۱۹۴ ثابت کرچکے ہین کہ ایسے امور نامعلوم الوجہ کا بے سوچے بے سمجہے مان لینا بحکم عقل ناجایز نہین ہے - اور نمبر ہشتم مین بصفحہ ۲۲۵ ثابت کرچکے ہین کہ محال و مجہول الکنہ امر مین فرق ہے - گو وجود محال ناممکن اور اسکا تسلیم کرنا ناجایز ہے - پر وجود امر مجہول الکنہ ممکن ہے اور اسکا تسلیم کرنا جایز ہے - اور نمبر پنجم مین بصفحہ ۲۳۳ مین ثابت کرچکے ہین کہ موجودات عالم مین ایسی چیزین بہی ہین جنمین ایسے خواص پائے جاتے ہین جو عقل و فکر مین نہین آتے [illegible] علیہ ہم [illegible] تفرقہ کی وجہ عقلی ہم کوئی نہین پاتے پہر اس امر مجہول الکنہ کو بتقلید حکم روحانی طبیب اخلاقی دایمانی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (جو خواص فعال شہیا متعلق اعمال سے بخوبی واقف ہین جیسے بقراط و سقراط خواص ادویہ سے) تسلیم کرتے ہین - اور یقینًا جانتے ہین کہ ریشمین لباس مین ایسی خصوصیت و خاصیت ہے جسکے سبب وہ اس تفصیل کا جو مشروع لباس مین ذکر کی گئی ہے محل نہین ہوسکتا - اس خاصیت کی نظیر خاصیت افیون ہے جو اسکے ہمجنس مرکبات آبی و خاکی مین پائے نہین جاتے -

پس جیسی تسلیم خاصیت افیون باوجود اسکے مجہول الکنہ ہونے کے بتقلید اطبا واجب ہے اور اس سے انکار سبب ہلاکت ویسی ہی تسلیم خاصیت ریشمین لباس باوجود اسکے مجہول الکنہ ہونے کے واجب ہے اور اس سے انکار موجب کفر و ہلاکت - بلکہ جو مسلمان کہلا کر تعلیمات اسلام پر اس قسم کے اعتراض کرتے ہین - اور اون اعتراض کے سبب تعلیمات

اسلام سے (جو انکی عقل مین نہین آتین) انکاری ہوجاتے ہین وہ درحقیقت مسلمان نہین ہین - انکا مسلمان کہلانا برلئے نام ہے - اور درپردہ وہ درپے ابطال اسلام ہین - وہ لباس اسلام مین رہکر مسلمانون کو دین اسلام سے ہٹانا چاہتے ہین - اور یہود یونکی چال چل رہے ہین جسکا ذکر قرآن مین ہے کہ اہل کتاب کی ایک جماعت نے آپسمین

وقالت طائفۃ من اہل الکتاب امنوا بالذی انزل علے الذین امنوا وجہ النہار واکفروا آخرہ لعلہم یرجعون - (بقرہ ع ۸)

کہا - مسلمانون کی کتاب پر شروع دن مین ایمان لاؤ اخیر کو منکر ہوجاؤ اسمین اور مسلمان بہی دین سے پہر جاوینگے (یعنے وہ یہہ خیال کرینگے کہ ان لوگون نے اہل کتاب طالب حق ہوکر اس دین کو تب ہی چہوڑا ہے جبکہ اسمین [illegible] [illegible] ہے چنانچہ نمبر ۳ مین بصفحہ ۴۲ و ۴۴ - اس مضمون کے آیات واحادیث منقول ہوچکی ہین - اور نمبر پنجم مین بصفحہ ۱۳۳ - امام غزالی سے یہہ بات منقول ہوچکی ہے کہ جو نبوت کا زبان سے اقرار کرے اور احکام شریعت کو عقل کی تابع کرے وہ درحقیقت کافر ہے -

اور اگر معترض مدعی اسلام نہین ہے اور نبوت محمدیہ کا معترف نہین تو اسکے مقابلہ مین ہم اس فرعی بات کے جواب کے درپے نہونگے بلکہ پہلے نبوت محمدیہ کا اثبات کرینگے جب وہ نبوت محمدیہ کا معترف ہوجائیگا تو یہی جواب (جو معترض مدعی اسلام کو دیا گیا ہے) اسکے سامنے پیش کرینگے - ایسا شخص ہمارے بحث اثبات نبوت کی ختتام کا انتظار کرے اور قبل انفصال اصول فروعات کے جہگڑے مین نہ پڑے -

سوال اس پہیر کا مال یہی ہوا کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ فرمایا ہمنے بے سوچے بن سمجہے مان لیا - یہہ امر جواب مین کافی تہا تو پہلے ہی سے اسکو کیون اختیار نہ کیا -

وفي الكافي والحميدي اي لا يكون ادنى درجة من قول المفتي وقول المفتي يصلح دليلاً شرعياً فقول الرسول اولى وعن ابي يوسف خلاف ذلك لان على العامي الاقتداء بالفقهاء لعدم الاهتداء في حقه الى معرفة الاحاديث وان عرف تاويله يجب الكفارة وفي كتاب المسافري الاتفاق واما الجواب عن قول ابي يوسف ان على العامي الاقتداء بالفقهاء فمحمول على العامي الصرف الجاهل الذي لا يعرف معنى الاحاديث وتاويلها لانه اشار اليه بقوله لعدم الاهتداء الى معرفة الاحاديث وكذا قوله وان عرف تاويله يجب الكفارة يشير الى ان المراد بالعامي غير العالم وفي الحميدي العامي منسوب الى العامة

(کتاب) کافی وحمیدی مین اسکا مطلب یہہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت کا قول قولِ مفتی سے کم درجہ نہین ہے جب مفتی کا قول اسکے لئے دلیل شرعی ہوا تو آنحضرت کا قول بطریق اولے دلیل شرعی ہونا چاہیئے - امام ابو یوسف کا اسمین اختلاف ہے (انکے نزدیک) عامی پر فقہا کی پیروی واجب ہے کیونکہ اسکو حدیث کی پہچان نہین - اور اگر وہ اس حدیث کی تاویل (جو حاشیہ صفحہ ... مین بیان ہوئی ہے) جانتا ہو اور پھر عمداً روزہ افطار کرے) تو اسپر کفارہ نہین - کتاب مسافری مین اسپر اتفاق نقل کیا ہے -

امام ابو یوسف کے قول کا جواب یہ ہے کہ اس سے ایسا عامی مراد ہے جو جاہل محض ہو اور حدیث کے معنے ومراد نہ جانے اس مراد کی طرف اُنکے اس قول کا اشارہ ہے کہ "اسکو حدیث کی پہچان نہین" ایسا ہی انکا یہہ قول کہ "اگر وہ حدیث کی تاویل جانتا ہے تو اسپر کفارہ واجب ہے" اشارہ کرتا ہے کہ عامی سے اُنکے نزدیک ایسا شخص مراد ہے جو عالم نہو - (کتاب) حمیدی مین ہے کہ عامی عالم کے غیر

وهم الجهال فعلم من هذه الاشارة
ان مراد ابی یوسف ایضا عن العامی
الجاهل الذی لا یعرف معنی النص
وتاویله فبما ذکر من قول ابی حنیفة
والشافعی ومحمد یندفع قول القائل
بوجوب العمل بالروایة بخلاف
النص انتهی کلام صاحب الخزانة
وهو فی عدة تصانیف علماء
ثقات کعقد الجید والایقاظ
[illegible]
والدراسات وغیرها من غیر عزو الیها

منسوب ہے جو جہلا کہلاتے ہین - ان اشارات
(کلام امام ابو یوسف) سے معلوم ہوتا ہے
کہ انکی مراد بہی عامی سے ایسا جاہل
آدمی ہے جو حدیث کے معنے و
مراد نہ جانے - پس امام ابوحنیفہ وامام
شافعی وامام محمد کے قول سے جس سے
امام ابو یوسف کا قول بہی موافق ہوگیا ہے)
معترض کا وہ قول کہ مقلد کو مذہبی روایت
پر عمل واجب ہے نہ حدیث مخالف مذہب
[illegible]
پر دفع ہوا

صاحب خزانۃ الروایا کا کلام تمام ہوا - اور یہہ کلام متعدد تالیفات علمار ثقات مین
(جیسے عقد الجید حضرت شاہ ولی اللہ - ایقاظ ہمم اولی الابصار فلانی -
دراسات اللبیب) وغیرہ مین موجود ہے - جو چاہے ان رسائل کو ملاحظہ کرے -
اور صاحب ایقاظ نے کہا ہے ہمارے شیخ المشائخ محمد حیات سندہی نے فرمایا ہے کہ

قال شیخ مشائخنا محمد حیوة قال ابن شحنة فی
نهایة النهایة وان کان ای ترک الامام
الحدیث لضعفه فی طریقه فینظر ان کان له طریق
غیر الطریق الذی ضعفه به فینبغی ان تعتبر
فان صح عمل بالحدیث ویکون ذلک مذهبه
ولا یخرج مقلده عن کونه حنفیا بالعمل به فقد صح
انه قال اذا صح الحدیث فهو مذهبی کذا قال البعض من

ابن الشحنہ نے نہایۃ النہایۃ مین کہا ہے
اگر کسی حدیث کو امام نے ضعیف اسناد کے
سبب ترک کیا ہے تو دیکہا جائے کہ سوا
اس سند کے اسکی کوئی اور صحیح سند بہی
ہے یا نہین اگر اسکی صحیح سند معلوم ہو تو حدیث
پر عمل کیا جاوے اور وہی امام کا مذہب
ہوگا - اس حدیث پر عمل کرنے سے مقلد

صنف فی ھذ المقصود۔ وقال
فی البحر وان لم یسبقت ولکن بلغہ الخبر
وھو قولہ علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام
افطر الحاجم والمحجوم وقولہ الغیبۃ
تفطر الصائم ولم یعرف النسخ ولا
تاویلہ فلاہ کفارۃ علیہ عندھما
لان ظاھر الحدیث واجب العمل
خلافا لابی یوسف لانہ قال لیس
للعامی العمل بالحدیث لعدم علمہ
بالناسخ والمنسوخ قال ابن الغرفی
حاشیۃ الھدایۃ قولہ ولو بلغہ
الحدیث واعتمدہ یعنی افطر الحاجم
والمحجوم فکذلک عند محمد یعنی
انہ لا کفارۃ علیہ اذا احتجم ثم
اکل علی ظن ان الحجامۃ فطرتہ معتمدا
علی الحدیث لان قول الرسول
لاینزل عن قول المفتی فی العبارۃ
مساھمۃ بل ھو خطاء والامر اعظم من ذلک

حنفی ہونے سے باہر نہین نکلتا کیونکہ امام سے
ثابت ہو چکا ہے کہ حدیث صحیح ہو تو میرا
وہی مذہب ہے۔ بحر الرائق مین کہا ہے
کہ اگر اس عامی (سینگی لگوا کر روزہ
کہول دینے والے نے) کسی مفتی سے
فتوے نہین لیا مگر اسکو یہ حدیث پہنچ گئی
کہ سینگی لگانے اور لگوانے والے دونوکا
افطار ہوا۔ یا یہ حدیث کہ غیبت روزہ کو
توڑ دیتی ہے اور اسکو اسکا منسوخ یا
مؤول ہونا معلوم نہوا تو بہی اسپر کفارہ
نہین ہے کیونکہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے
اسمین ابو یوسف کا خلاف ہے کیونکہ
عامی کو ناسخ و منسوخ کا علم نہین ہوتا۔
ابن الغرس نے ہدایہ کے حاشیہ مین کہا ہے صاحب
ہدایہ کا یہ قول کہ اگر اسکو حدیث پہونچے اور
وہ اسپر اعتماد کرلے تا آخر یہ معنے رکہتا ہے
کہ اگر اس عامی کو حدیث افطر الحاجم والمحجوم
پہنچ جائے اور اسکے ظاہری معنے کے بہروسہ
پر وہ سینگی لگوا کر روزہ افطار کر دے تو امام محمد کے نزدیک اسکا بھی یہی حکم ہے
کہ اسپر کفارہ نہین ہے اسلیئے کہ آنحضرت کا قول مفتی کے قول سے نیچے
نہین ہے۔ اس عبارت مین کوتاہی و سستی ہے بلکہ یہ کہنا خطا ہے۔

وعن ابی یوسف خلاف ذلک یعنی علیہ الکفارۃ فان
علی العامی الاقتداء بالفقہاء لعدم
الاھتداء فی حقہ الی معرفۃ الاحادیث
وفی تعلیلہ نظر فان المسئلۃ اذا کانت
مسئلۃ النزاع بین العلماء وقد بلغ
العامی الحدیث الذی احتج بہ
احد الفریقین کیف یقال فی ھذا
انہ غیر معذور فان قیل ھو
منسوخ فقد تقدم ان المنسوخ
ما یعارضہ ومن سمع الحدیث
فعمل بہ وھو منسوخ فھو معذور
الی ان یبلغہ الناسخ ولا یقال من
لمن سمع الحدیث الصحیح لا تعمل بہ
حتی تعرضہ علی رای فلان او
فلان وانما یقال لہ انظر ھل ھو
منسوخ ام لا - اما اذا کان الحدیث قد اختلف

اور پیغمبر کی شان اس سے بزرگ ہے - اور امام ابو یوسف کا
اسمین خلاف ہے وہ کہتے ہین کہ اسپر کفارہ ہے کیونکہ عامی کیلئے فقہا کی
اقتدا واجب ہے کیونکہ اسکو حدیث کی
پہچان نہین ہے - امام ابو یوسف کی
اس دلیل مین یہہ شبہ ہے کہ جس حالت
مین اس مسئلہ مین علماء کا اختلاف ہو
اور اس عامی کو وہ حدیث پہنچ چکی ہو جسپر
سے دو مختلف فریقون سے ایک فریق
استدلال کرتا ہے تو پھر وہ عامی اس
مختلف فیہ مسئلہ مین اس حدیث سے عمل
کر نیمین کیون معذور نہین ہے - اگر
کوی کہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے تو اسکا
جواب یہہ ہے کہ پہلے ثابت ہو چکا ہے
کہ منسوخ وہ حدیث ہے جو اسکی معارض ہے
اور اگر کوئی حدیث منسوخ پر بہی عمل کرلے
توبہی وہ معذور ہے جبتک کہ اسکو ناسخ کا
علم نہو - اور جو کوئی حدیث صحیح کو سنے اُسکو یہہ نہین کہا جا سکتا کہ تو اسپر عمل نکر
جبتک کہ فلان فلان امام کی اسمین رائے نہ لے لے ہان یہہ کہا جاویگا کہ تو اسکا
منسوخ ہونا دیکہہ لے اور جب کسی حدیث کے منسوخ ہونے مین اختلاف ہوگا

بجائے اسکے یون کہنا مناسب ہے کہ مفتی کا قول آنحضرت کے قول سے نیچے ہے یا یون کہو کہ اس سے بڑہکر نہین ہے
یہہ کہنا کہ آنحضرت کا قول قول مفتی سے نیچے وکمتر نہین ہے ایک نوع کی گستاخی و بے ادبی ہے -

نمبر سوم جلد دوم

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

اذا قلد مجتہد مجتہدًا ولا یمکن ان یکون واسطۃ بینہما لانہ لیس لنا سوی حالتین قال وقال ابن المنیر والمختار انہم مجتہدون ملتزمون ان لا یحد ثوا مذہبًا - اما کونہم مجتہدین فلان الاوصاف قائمۃ بہم واما کونہم ملتزمین ان لا یحد ثوا مذہبًا فلان احداث مذہب [illegible] یکون لفروعہ اصول وقواعد متباینۃ لسائر قواعد المتقدمین متعذر الوجود لاستیعاب المتقدمین سایر الاسالیب نعم لا یمتنع علیہم تقلید امام فی قاعدۃ فاذا ظہر لہ صحۃ مذہب غیر امامہ فی واقعۃ لم یعزلہ ان یقلد

کیونکہ مجتہد تو کسی کی تقلید نہین کرتا اور یہہ کبھی تقلید بھی کرتے ہین اور یہہ بھی نہین ہوسکتا کہ وہ نہ مجتہد ہون نہ مقلد- کچھہ اور ہی ہون - کیونکہ (اجتہادی مسایل مین) ہمارے لئے (سواے حالت اجتہاد و تقلید) کوئی تیسری حالت نہین ہے-

اس باب مین قول مختار یہہ ہے کہ وہ مجتہد مین ایسے جنکا یہہ التزام ہے کہ نیا مذہب نکالین [illegible] مجتہد تو اسلئے ہین کہ انمین مجتہدون کی صفتین موجود ہین - نیا مذہب نکالنے کے التزام کی یہہ وجہ ہے کہ ایسا نیا مذہب نکالنا جسکے فروعات کے اصول و قواعد متقدمین مجتہدین کے قواعد سے جداگانہ ہون مشکل ہے - کیونکہ متقدمین نے سبھی اصول و قوانین کو پورا لیلیا ہے - ہان انکو یہہ منع نہین ہے کہ وہ کسی قاعدہ مین کسی امام کی تقلید نکرین

† یہہ اسلئے کہا گیا ہے کہ زرکشی کی اس کلام مین اسی قسم علم کا بیان ہے جو جولانگاہ اجتہاد ہے (دیکھو ضمیمہ نمبر ۲ ج ۲ صفحہ ۱۵ و ۱۶) اور ضمیمہ نمبر ۱۲ جلد ۱ مین بخوبی ثابت ہوچکا ہے کہ ظواہر نصوص پر عمل کرنا نہ اجتہاد ہے نہ تقلید ہے -

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا

اماماً لکن وقوع ذلک مستبعد
لکمال نظر من قبلہ وقال القدوری
الحنفی ما ظنہ یعنی العالم الغیر المجتہد
اقوی فعلیہ تقلیدہ فیہ وقد سمعت
موافقۃ ابن المنیر لھذا انفا غیر انہ
استبعد وقوعہ قال ابن امیر الحاج
فی التحبیر بعد نقل ھذا من الزرکشی
وما استبعدہ لیس ببعید انتھی۔

پس جب انکو کسی موقع پر کسی دوسرے امام
کے مذہب کی صحت ثابت ہو تو پھر انکو اپنے
امام کی تقلید جایز نہین ہے ولیکن ایسا وقوع
مین آنا بعید سا معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلون
کی نظر کمال کو پہنچ چکی ہے
قدوری حنفی نے کہا ہے جس مسئلہ (یا
قاعدہ) مذہب غیر کو وہ عالم جو مجتہد نہین
قوی سمجھے اسمین وہ اسکی تقلید کرلے۔ اور
تو نے اس باب مین **ابن المنیر** کی اس سے موافقت بھی سُن لی ہے فرق صرف اتنا ھی
کہ اُس نے اس امر کی وقوع کو بعید سمجھا ہے ابن امیر الحاج نے تحریر میں [illegible] زرکشی کے
اس قول کو نقل کرکے کہا ہے کہ جسکو ابن المنیر بعید سمجھا ہا وہ بعید نہین ہے۔
صاحب **دراسات** نے اس کلام زرکشی و ابن امیر الحاج کو نقل کرکے کہا ہے کہ زرکشی

حاصل بحث الزرکشی بقولہ فیہ نظر
لا سیما فی اتباع المذاھب الخ ان المتبحرین
من العلماء والعلم والمذھب ماخوذ من افعالہم
کما ھو ماخوذ من اقوالھم لم ینصبوا
انفسھم نصبۃ المقلدین عملاً وقولاً
اما عملاً فلبیان ترجیحھم دلائل الخصوم
والعمل بھا بعد ترجیحھم بل بعض
العلماء ترکوا تمام مذھب وقلدوا
مذھباً اٰخر وھذا ابو جعفر الطحاوی

کے اِس قول کا (اُن لوگون کو عامی قرار دینا
محل اعتراض ہے) حاصل یہہ ہے کہ متبحر علمأ
جنکے افعال و اقوال سے علم و مذہب سیکھے جاتے
ہین) قول و فعل سے کسیکی **مقلد** نہین فعل
سے تو اسلئے کہ وہ اپنے مذہب کے سوائے
اور مذاہب کے دلایل کو ترجیح دیتے ہین پھر بعد
ترجیح اس مذہب مرجح کو اختیار کرتے ہین بعضون
نے تو بالکل ھی اپنا مذہب چھوڑ دیا اور مذہب
غیر کو اختیار کرلیا ہے یہہ (دیکھیے) ابو جعفر طحاوی

تحنف بعد شفعويته - واما قوله فلصدور
قول مثل ابي علي السّابق وغيره فلو كان
حدهم اللحوق بالعوام الصرفة
بحكم الشريعة المطهرة لكان قولهم
وعملهم هذا خارجا عنها وهذا بهتان
عظيم يتوجه اليهم فلم يبق الا ان نقول
كان لهم الاجتهاد في المسايل الجزئية
والاخذ بالتي قوى عندهم دليلها
وترك غيرها التي ما الحجة عليهم
من الله سبحانه حسب طاقتهم ولانهم
[illegible] في هذه المسايل
وليسوا ملحقين بالعوام لزمت الوسطة
بين من هو مجتهد وبين من ليس
بمجتهد وليس لنا سوى حالتين واذا
كانوا مجتهدين ولو في بعض المسايل
يحرم عليهم تقليد غيرهم فيه وهذا
هو القول بالتجزي في الاجتهاد
وعليه الجمهور وقد حكيت هذه
المسئلة في اصول ابن الحاجب
وذكر فيها جوازها وهو قول اصحاب
ابي حنيفة على ما ذكره البستي من

(امام مشہور) شافعی ہونے کے بعد حنفی
ہو گئے قول سے اسلئے کہ ابو علی وغیرہ نے
صاف کہدیا ہے کہ ہم شافعی کے مقلد نہیں
ہیں سو اگر انکا رتبہ شریعت کے رو سے
عوام کا سا ہوتا تو انکا یہہ قول و عمل شریعت
سے خارج ہوتا اور یہہ کہنا انپر بہتان باندھنا
ہے پس انکی نسبت بجز اسکے کچھہ نہیں کہا جا سکتا
کہ ان لوگوں کو مسایل جزئیہ مین اجتہاد
حاصل تہا اور ان مسایل کو جنکے دلایل انکے
نزدیک قوی ہوں لے لینا اور جو ایسے
[illegible]
انکو ایسے مسایل ہین مجتہد نہ کہا جاوے اور
عوام تو کہا جا ہی نہین سکتا تو مجتہد و غیر
مجتہد مین ایک واسطہ (یعنی تیسرا درجہ)
نکلتا ہے حالانکہ (ایسے* مسایل اجتہادیہ مین)
سوائے دو حالت اجتہاد و تقلید ہماری
کوئی تیسری حالت نہین ہے - اور جبکہ
وہ مجتہد ٹھرے (بعض مسایل ہین ہی کیوں
نہ ہوں) تو انپر ان مسایل ہین غیر کی تقلید
حرام ہوئی - یہہ کہنا اجتہاد و تقلید مین تجزی
کا قایل ہونا ہے جس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے

* دیکھو حاشیہ صفحہ (١٧)

من مشاهخه وهو مختار الغزالي و
نسبه السبكي وغيره الى الاكثرين
وقال انه صحيح وقال ابن دقيق العيد
هو المختار وقال شيخ الحنفية ابن الهمام
في التحرير انه الحق واما قول العلامة
التفتازاني في الفصول البدائع والحق
عدم التجزي وهو المنقول عن ابي حنيفة
لما في حد الفقه ان الفقيه هو المتهئ
للكل اعني الذي له ملكة الاستنباط
في البعض [illegible] المقتدر على
بعض الاحكام عن الادلة (انتهى)
ففيه للمطالبة عليه باثبات هذا
النقل عن ابي حنيفة ولو كان لما صحت
الرواية لابن امير الحاج صاحب
التحبير عن فقهاء الحنفية بقوله لجوز
التجزي وهو قول اصحابنا وهو نقل
صريح عنهم من غير اخذ عن كلامهم -

یہ مسئلہ تجزی اجتہاد اصول ابن حاجب
مین بھی مذکور ہے جسمین اسکا جواز
بیان ہوا ہے اور یہی امام ابو حنیفہ
کے اتباع کا قول ہے چنانچہ سبکی نے
نقل کیا ہے اور یہی امام غزالی کا مذہب
مختار ہے اور سبکی نے اسکو اکثر علماء کیطرف
منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی مسئلہ
صحیح ہے ابن دقیق العید نے کہا ہی
کہ یہی مختار ہے شیخ الحنفیہ ابن الہمام نے
تحریر الاصول [illegible] کہا ہے کہ یہی حق
ہے اور جو علامہ تفتازانی نے فصول البدائع
مین لکھا ہے کہ حق اجتہاد کا متجزی نہ ہونا ہی
اور یہی امام ابی حنیفہ سے منقول ہے کیونکہ
فقیہ کی تعریف انسے یہہ منقول ہو چکی ہے
کہ فقیہ وہ ہے جو سبھی احکام کے استنباط
کے لئے تیار ہو اور یہہ تعریف اس مجتہد پر
جو بعض مسایل مین تقلید کرے بعض مین
اجتہاد صادق نہین آتی - رہی یہہ بات کہ اگر وہ شخص مقلد ہی تو اسکا بعض احکام کو دلایل
سے جاننا کیا معنی رکھتا ہی اسکا جواب یہہ ہے کہ مقلد کو بعض احکام کا دلایل سے معلوم ہونا جایز
ہی اسمین علامہ سے نقل صریح کا مطالبہ ہی وہ یا انکا کوئی ہم خیال بیان کرے کہ امام ابو حنیفہ
سے کسنے یہ امر نقل کیا ہے اگر یہہ امر صحیح ہوتا تو ابن امیر حاج فقہاء سے جواز تجزی اجتہاد نقل نکرتا

کما اخذ صاحب البدایع معارض ھذا عن حد الفقہ فحکم علی الماخوذ بانہ المنقول عن ابی حنیفۃ مع الفرق بین الماخوذ من کلامہ و المنقول من صاحبہ ولما حکم افضل المتاخرین منھم فی التحریر بان التجزی ھو الحق بالحصر المفید لبطلان ما ینقل فی الباب مما سواہ علی ان صاحب البدائع لم یدع نقل ذلک صریحا عن ابی حنیفۃ بل فھم من التعریف المنقول عنہ حیث قال لما مر فی حد الفقہ الخ وفی فھمہ ذلک نظر ظاھر فان المنتھی للکل ھو الفقیہ المطلق الذی یکون صاحب مذھب مستقل وانما التجزی یوجب جواز مجتہد متھیئ لما یتعلق بالجزئیات التی فیھا اجتہادہ فالتھیئ للکل لیس شرطا

اور نہ کہتا کہ یہی ہماری ایمہ کا قول ہے۔ یہ ابن امیر حاج کی صریح نقل ہے نہ یہہ کہ انکے کسی قول سے یہہ بات نکالی گئی ہو جیسے صاحب بدایع (علامہ تفتازانی) نے عدم جواز تجزی اجتہاد فقیہ کی تعریف سے نکال لیا ہے۔ پہر یہہ کہدیا کہ یہہ امام ابو حنیفہ سے منقول ہے حالانکہ ایک امر کا ایک شخص سے صریح طور پر منقول ہونا اور ہی اور اسکا اسکی کلام سے مفہوم و ماخوذ ہونا اور ہے۔ اور اگر وہ بات امام ابو حنیفہ سے صریح طور پر منقول ہوتی تو افضل المتاخرین (ابن الہمام) اپنی تحریر مین یہہ کہتے ہین کہ تجزی اجتہاد ہی حق ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسکا خلاف عدم تجزی اجتہاد باطل ہے علاوہ اسکے صاحب بدایع (علامہ تفتازانی) نے اس بات کو امام ابو حنیفہ سے صریح طور پر منقول ہونے کا خود دعوی نہین کیا بلکہ ان کی کلام سے اس کے مفہوم ہونیکا دعوی کیا ہے چنانچہ کہا ہے کہ یہہ اسلئے ہے کہ امام ابو حنیفہ سے مجتہد کی تعریف یہہ منقول ہے (جو اوپر مذکور ہوئی) اور اس بات کے مفہوم ہونے مین ظاہر اعتراض ہے اسلئے کہ جو تعریف مجتہد مین کل مسایل کے لئے تیار رہنا بیان ہوا ہے یہہ مجتہد مطلق کی تعریف ہے جو صاحب مذہب مستقل ہو نہ بعض مسایل مین مجتہد کی جسکا صرف بعض مسایل مین جنہین وہ اجتہاد

لا للمجتهد مطلقاً بل للمجتهد المطلق دون المقيد - والمجتهد المقيد بمسايل عديدة مقلد للمجتهد المطلق فيما اليس له فيه يد على الاجتهاد على حاصر جوا فتسمية من فرض كونه مجتهداً مقيداً في الحد بالمقلد في قوله وان المقلد يجوز عمله ببعض الاحكام عن الادلة اينفى عنه مطلق الاجتهاد بل الاجتهاد المطلق - (دراسات اللبيب)

کرتا ہے) تیار رہونا ضروری ہے -

اِس تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مجتہد مطلق (جو سبھی مسایل مین مجتہد و صاحب مذہب ہے) کے لئے کل مسایل کے لئے تیار رہونا شرط ہے نہ مجتہد مقید کے لئے جو بعض مسایل میں اجتہاد کرتا ہے یہ مجتہد مقید بعض مسایل میں جنمین اُسکے اجتہاد کو دسترس نہ ہو دوسرے امام کا مقلد بہی ہوتا ہے پس اسکو ان مسایل کی نظر سے مقلد کہنا اسکے مجتہد ہونے کو (ان مسایل مین جنمین وہ خود اجتہاد کرتا ہے) نہین مٹاتا -

اِن شواہد سے ہمارا دعوی دوم وچہارم ثابت ہوا - اور دعوی اول وسیوم پہلے ثابت ہوچکا ہے - اِن چارون دعاوی کے ثبوت ودلایل سے محقق ہوا کہ اولاً تو ظواہر ونصوص پر عمل کرنا اجتہاد نہین ہے اور اگر اسکو اجتہاد ہی مانا جاوے تو پھر مجتہدین کے سوائے اور علماء کے لئے اسکی ممانعت کی کوئی وجہ نہین ہے اور باتفاق جمہور علماء اجتہاد و تقلید مین تجزی جائز ہے - وبناءً علیہ جائز اور ممکن ہے کہ ایک شخص بعض مسایل مین (جنکا وہ ماخذ اور اصل کتاب وسنت سے نہ جانتا ہو) کسی مجتہد کا مقلد ہو اور بعض مسایل مین (جنکو آیات وحدیث سے جانتا ہو) مجتہد ہو اِس بیان سے (جو صفحہ ۳ نمبر ۲ سے شروع ہوا ہے) اُن اقوال کا جو شواہد جواب اول کے مقابلہ مین پیش کئے گئے تہے جواب پورا ادا ہوا اور بخوبی ثابت ہوا کہ عمل بظاہر حدیث و قرآن اجتہاد نہین ہے

شاید اسپر کوئی اعتراض کرے کہ اجتہاد کا زمانہ تو گذر چکا ہے اس زمانہ مین اجتہاد (گو بعض مسایل مین ہو) کب ممکن ہے اور مسئلہ جواز تجزی اجتہاد صحیح بھی ہو تو اسوقت کے لوگون کو

اِس سے علاقہ کیا حلوے خوردن را روے باید مشہور مثل ہے -

اِسکے جواب مین ہمسے پہلے علماء نے بہت بسط و تفصیل سے بحث کی ہے اور یہہ بات ثابت کر دکہائی ہے کہ پچھلے زمانہ مین پہلے زمانہ کی نسبت اجتہاد آسان ہے اور اسکے وسایل سہل موجود ہین - ہم اس مقام مین اُنہین اکابر کی کلام کو نقل کر دینا کافی سمجھتے ہین - **علامہ ہارون حنفی کتاب ناظورۃ الحق** مین فرماتے ہین - اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ جو بیان

فان قیل هذا البیان ینافی ما صرحوا بان عصر الاجتهاد قد مضی واهله قد انقرض منذ زمان طویل وانقضی وان دلیل المقلد قول المجتهد ویجب الصلابة فی المذهب والمنتقل من مذهبه باجتهاد وبرهان اثم یجب علیه التعزیر وبدونهما اولی - قال صاحب الخلاصة من الحنفیة ان القاضی اذا قاس مسئلة علی اخری وحکم فظهر ان الحق بخلافه فالخصومة للمدعی علیه یوم القیمة علی القاضی والمدعی لان القاضی اثم بالاجتهاد لانه لیس من اهل الاجتهاد - والمدعی اثم باخذ المال قال الغزالی من الشافعیه فی احیاء العلوم ومن لیس له رتبة الاجتهاد وهو حکم

ہوا ہے (کہ قرآن و حدیث پر عمل کرنا جایز ہے اور یہہ فقہاء کے اقوال پر عمل کرنیسے سہل و آسان ہے) اس بیان کے مخالف ہے جو علماء نے بتصریح کہا ہے کہ اجتہاد کا زمانہ گذر چکا ہے اور اسکے لایق اشخاص ایک زمانہ دراز سے تمام ہو چکے ہین (اب) مقلد کے لیے مجتہد کا قول دلیل ہے اور اسکو اپنے مذہب پر مضبوط رہنا واجب ہے - اور مذہب سے اجتہاد اور دلیل کے سبب انتقال کرنیوالا گناہگار ہے جسپر تعزیر واجب ہے تو بلا دلیل و اجتہاد بطریق اولی گناہگار ہوگا - کتاب خلاصہ کے مولف نے کہا ہے جب قاضی کسی مسئلہ کو دوسرے مسئلہ پر قیاس کرکے کسی مقدمہ مین حکم لگا دے اور پہر ظاہر ہو کہ مذہبی روایت کی رو سے حق اسکا خلاف ہے تو مدعی علیہ کو قاضی اور مدعی دونون پر قیامت کو دعوی ہوگا قاضی پر اِسلئے کہ اجتہاد کے لایق نہ تہا اور مدعی پر اِسلئے کہ بیگانہ مال لینے مین گنہگار ہے

اور امام غزالی نے احیاء العلوم مین کہا ہے جسکو رتبہ اجتہاد حاصل نہ ہو (چنانچہ اس زمانہ

اهل العصر انما يفتي فيما يسئل عنه ناقلا عن صاحب مذهبه فلو ظهر له ضعف مذهبه لم يجز له ان يتركه وليس له الفتوى بغيره - وما يشكل عليه يلزمه ان يقول لعل عند صاحب مذهبي جوابا عن هذا فاني لست مستقلا بالاجتهاد في الشرع وقال ابو العباس القرطبي من المالكية في شرح مسلم - المجتهد ضربان المطلق وهو المستقل [illegible] باستنباط الاحكام من ادلته فهذا لا شك في انه اذا اجتهد ماجور ولكن يعسر وجوده بل العدم في هذه الازمان وثانيهما المجتهد في مذهب امام وهذا غالب قضاة العدل في هذه الزمان وشرط هذا ان يتحقق اصول امامه وادلته وينزل عليها احكامه فيما لم يجده منصوصة في مذهب امامه واما ما وجده منصوصا فان لم يختلف قول امامه عمل على ذلك النص وقد كفى مؤنة البحث والاولى به تعرف

کے لوگون کا یہی حکم ہے) وہ جب کسی مسئلہ سے سوال کیا جاوے اپنے امام کا مذہب نقل کردے - اسکو اپنے امام کا مذہب ضعیف بھی معلوم ہو تو اسکو نہ چھوڑے اور اس کے سوائے دوسرے مذہب پر فتوی نہ دے اور جو مسئلہ اسکو مشکل (مخالف دلیل) معلوم ہو اسمین یہہ کہے شاید اسکا کوئی جواب ہوگا مین مجتہد مستقل نہین ہون کہ اسکو جانون قرطبی مالکی نے شرح صحیح مسلم مین کہا ہے مجتہد دو قسم [illegible] ہین ایک مجتہد مطلق جو دلایل سے احکام نکالنے مین مستقل ہو - اسمین شک نہین کہ ایسا مجتہد مستحق اجر ہے ولیکن اسکا وجود مشکل بلکہ اس زمانہ مین معدوم ہی دوسرا مجتہد فی المذہب جو کسی امام کے مذہب مین اجتہاد کرتا ہے چنانچہ اکثر قاضی اس زمانہ کے ایسے ہی ہوتے ہین اسکی شرط یہی کہ پہلے اصول و دلایل امام کو خوب جانے اور ان سے ان احکام کو نکالے جو صریح طور پر امام کے مذہب مین نہ پاوے اور جس حکم کو صریح طور پر امام کے مذہب مین پاوے اسمین اگر اختلاف روایت نہ ہو

وجہ ذلك واما ان اختلف قول امامہ فھناك یجب علیہ البحث فی الاولی من القولین علی اصول امامہ انتھی وقد اختلف اٰراء المتاخرین من اصحاب الشافعی فی ان الغزالی وشیخہ ابو المعالی الجوینی والرویانی من اصحاب الوجوہ فی المذھب ام لا ۔ مع قول الرویانی لو ضاعت نصوص الشافعی لاملیتھا من صدری ولما ادعی السیوطی علی راس المائۃ العاشرۃ قام معاصروہ ومو [illegible] وانکروا علیہ دعواہ وکتبوا الیہ مسایل اطلقوا اصحابھا فیھا وجھین وطلبوا منہ الترجیح علی قواعد الاجتہاد فرد السوال من غیر جواب واعتذر بان لہ شغلا یمنعہ عن النظر فیہ ۔ فاذا ظھر نزول ھؤلاء وتقصیرھم عن ھذا القدر فکیف من دونھم بالکثیر من ذلك

تو اسکو عمل مین لاوے اور بحث کی مشقت سے نجات پاوی ۔ اور اگر اسکی دلیل و وجہ کو جان لے تو یہہ بہتر ہے اور جس حکم مین امام کے دو مختلف قول پاوے اسمین دونون اقوال سے اولی قول کی بحث وکرید کو واجب خیال کرے متاخرین شافعیہ کا اسمین اختلاف ہی کہ امام غزالی اور انکا اوستاد ابو المعالی (امام جوینی) اور رویانی شافعی مذہب مین مجتہد محتمل قول امام کے وجوہات بیان کرنیوالے ہین یا نہین ۔ یا وجودیکہ رویانی نے یہہ کہہ رکھا ہے کہ اگر [illegible] امام شافعی کے سبہی اقوال جاتے رہین تو مین انکو اپنی یاد سے لکہدون اور جب امام سیوطی نے دسوین صدی کے سرے پر مجتہد ہونیکا دعوی کیا تو اسکے ہمعصر مقابلہ کو کھڑے ہو گئے اور اسکو انکار کمان کا نشانہ بنایا اور اسکے دعوی کو نمانا اور انکی طرف کئی مسایل جو شافعی مذہب مین دو طرح پر بیان کئے گئے تہے لکہکر بہیجے اور بقواعد اجتہاد کسی ایک وجہ کی ترجیح کے خواستگار ہوئے امام سیوطی نے ان مسایل کو واپس کیا اور کسی شغل کے بہانہ سے اسکے دیکہنے سے عذر کیا ۔ جب ایسی لوگون کا اس رتبہ سے نیچے ہونا اور قاصر رہنا ظاہر ہوا تو پہر انسے نیچے والون کا کیا حال

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چہپا

قلت الادلة الدالة على وجوب التمسك
بالكتاب والسنة والاجماع والقياس عامة
لما تفيده من الحكم من غير تخصيص
بشخص دون شخص وعصر دون عصر
ولا يجوز العدول عن مقتضاها الا
لضرورة العجز مقدرا بقدرها ولذلك
صرح غير واحد من العلماء ان الاجتهاد
فرض دائم وحق قائم الى قيام
الساعة وانقراض هذه النشاءة
ودعوى انقراض عصر الاجتهاد وانقطاع [illegible]
[illegible]
اهله تقول لا دليل عليه قال محمد بن
عبد الكريم الشهرستاني في كتاب
الملل والنحل النصوص متناهية و
الوقائع غير متناهية - وما لا يتناهى
لا يضبطه ما يتناهى فالاجتهاد والقياس
واجب الاعتبار حتى يكون بعد كل حادثة
اجتهاد - وكلام الغزالي على سبيل الالزام
على معاصريه في خوضهم على المناظرات
طلبا للجاه والمال - فقد صرح صاحب
احمد بن علي بن برهان بان العاصي

(اسکے جواب مین) مین (مولف ناظورہ)
کہتا ہون کہ قرآن وحدیث وغیرہ دلایل
شرعیہ سے تمسک کہ نیکی دلایل ہر ایک کو
اس تمسک کی اجازت دیتے ہین کسی شخص
اور کسی زمانہ کو اس سے خاص نہین کرتے
ان دلایل کے مقتضا سے عدول کرنا بجز
حالت ضرورت جسکی حد زمانہ نا واقفی
ہے جائز نہین اسی نظر سے بہت سے
علماء نے صاف کہا ہے کہ اجتہاد دائمی
فرض ہے اور قیامت تک رہنے والا ہے
[illegible]
اور یہ دعوی کہ اجتہاد کا زمانہ گذر چکا ہے
اور اسکے لایق اشخاص تمام ہوئے محض
بناوٹ ہے جس پر کوئی دلیل نہین -
محمد بن عبد الکریم شہرستانی نے کتاب
ملل ونحل مین کہا ہے کہ آیات واحادیث
محدود ہین اور احکام کے موقع غیر محدود
اور محدود سے غیر محدود کا انضباط مشکل
ہے - اسلئے اجتہاد کا اعتبار ضروری ہوا
تاکہ ہر ایک موقع پر اجتہاد کام آوے -
اور جو امام غزالی نے اس اجتہاد کو اپنی زمانہ ہی
اٹھایا ہی یہ ان لوگون کے الزام کے لئے تہا جو انکے وقت دنیا ومال کے لئے جھگڑے کرتے تہی انکی

او يلزمه التقليد بمذهب وجه
النووي وكلام القرطبي في المجتهد
المطلق كاصحاب المذاهب المتبوعة
وكلام الخلاصة محمول عليه ولا يدل
كلامهم قط على امتناع وجوده
بل على عدم وجدانه في تلك الازمنة
ومبني على الاستقراء الناقص فحسب
ومايدريهم باحوال البلدان الثانية
والازمان الاتية -
ولعل الله يحدث بعد ذلك امرا - ولا
يلزم من عدم كون الغزالي والجويني
والروياني والسيوطي مجتهدين ان لا
يكون مجتهد غيرهم ولو سلم انهم لم
يبلغوا رتبة الاجتهاد وقد قال ابن
الرفعة لا يختلف اثنان في ان ابن عبد السلام
وابن دقيق العيد بلغا رتبة الاجتهاد
انتهى وابن عبد السلام من رجال المائة
السابعة وابن دقيق العيد مات سنة
اثنين وسبع مائة وابن الهمام ليس شاءه

شاگرد احمد بن علی نے صاف کہا ہے
کہ عامی کو کسی مذہب کی تقلید لازم نہین ہے
اور اسی کو امام نووی نے ترجیح دی ہے -
اور جو قرطبی نے کہا ہے وہ مجتہد مطلق
کی نسبت ہے اور خلاصہ کا قول بھی اسی پر
محمول ہے -
اور انکی کلام مین وجود مجتہد کا محال ہونا
ہرگز نہین پایا گیا ہان اس زمانہ مین مجتہد
کا موجود نہونا انکی کلام مین پایا جاتا ہے
جو انکے نقصان تلاش پر مبنی ہے انکو دور دراز
کے شہرون اور آئندہ زمانون کا حال کیا معلوم
ہے - شاید خدا اسکے بعد کوئی اور امر پیدا
کرے - اور غزالی و جوینی و رویانی و
سیوطی کے مجتہد نہونے سے (اگر اسکو مان
بھی لیا جاوے) یہ لازم نہین آتا کہ انکے
سواے اور کوئی مجتہد نہو -
ابن الرفعہ نے کہا ہے اس بات مین دو شخصو نکا
بھی اختلاف نہین ہے کہ ابن عبد السلام اور ابن
دقیق العید رتبہ اجتہاد کو پہنچ چکے ہین ابن عبد السلام
ساتوین صدی کا آدمی ہے اور ابن دقیق العید سات سو دو ۷۰۲ھ مین فوت ہوا اور ابن الہمام
کی راے اسکے کچھہ کم نہین ہے -

بدون شانهما بل هو احق بذلك منهما
ومعنى قولهم دليل المقلد قول المجتهد
ان العاجز عن فقه الدليل الشرعي المضطر
الى التقليد ليس عنده دليل يرجح الفعل
على الترك او بالعكس سوى قول
المجتهد الذى يقلده ويتحمل رايه وليس
معناه ان غير المجتهد يجب عليه تقليد
غيره ولا يجوز له التمسك بالادلة وقد
عرفت انه ليس من ضرورة ان لا يكون
الرجل مجتهدا ان يكون مقلداً —
وما نقل بعضهم فى كتاب تحرير الاصول
من انه انعقد الاجماع على عدم العمل بمذهب
مخالف للائمة الاربعة لا يصح اصلاً فان
المذكور فى التحرير ما نقله عن الكتاب
البرهان لابى المعالى الجوينى ان اجماع
المحققين على منع العوام من اعيان تقليد
الصحابة بل عليهم اتباع الذين سبروا
ووضعوا ودونوا - ثم قال وعلى هذا
ما ذكره بعض المتاخرين يعنى ابن الصلاح
منع تقليد غير الاربعة لانضباط مذاهبهم
وتقييد مسائلهم وتخصيص

وہ اِن دونون سے مجتہد ہونیکے لئے زیادہ
لایق ہے اور جو اونہون نے کہا ہے مقلد
کے لئے قول مجتہد دلیل ہے اسکے معنے یہہ ہین
کہ جب کوئی دلیل شرعی سے عاجز ہو کر تقلید
ہی کرنیکو لاچار ہوا اسکے لئے بجز قول مجتہد جسکی
وہ تقلید کرتا ہے اور اسکی رائے لیتا ہے اَور
کوئی دلیل نہین ہے اور اسکے معنی یہ نہین
کہ جو مجتہد نہو اسکو غیر کی تقلید واجب ہے اور
دلایل سے تمسک ناجائز - اور یہہ تم پہلے جان
کہ وہ مقلد ہی ہو جاوے -
اور جو بعض لوگون نے تحریر ابن الہمام سے
نقل کیا ہے کہ چارون مذہب کے مخالف عمل نکرنے
پر اجماع ہو چکا ہے یہ ہرگز صحیح نہین ہے
تحریر مین تو صرف اس قدر ہے جو اُس نے کتاب
برہان سے نقل کیا ہے کہ محققون کا اسپر
اجماع ہے کہ عوام لوگ صحابہ کی تقلید نکیا کرین
ان پر ان لوگون کا اتباع واجب ہے جنہون نے
خوض کر کے مسایل کو بنایا اور کتابون مین جمع
کیا پھر کہا اسی بنا پر ابن الصلاح نے مذاہب
اربعہ کے سوائے اور مذاہب کی تقلید سے منع کیا ہے

عموميها ولم يدر مثلها في غيرهم لانقراض اتباعهم انتهى۔

قال ابن امير الحاج في شرحه وحاصل هذا انه امتنع تقليد غير هؤلاء لتعذر نقل مذهبهم وعدم ثبوته حق ثبوته لا لانه لا يقلد غيرهم ومن ثم قال الشيخ عز الدين بن عبد السلام لا خلاف بين القولين في الحقيقة بل ان تحقق ثبوت مذهب عن واحد منهم جاز تقليده وفاقا والا فلا وقال ايضا اذا صح عن بعض الصحابة مذهب في حكم من الاحكام لم يجز مخالفته الا بدليل اوضح من دليله انتهى۔

فانظر الى هذا الناقل كيف افترى بهتانا عظيما واثما مبينا وقال انعقد الاجماع۔ وحمله على الاجماع الشرعي احد الادلة الاربعة وتعصب على الحق ثم نسبه الى ابن الهمام وانما هو نقل عن غيره اتفاق من وصفه

کیونکہ صرف انکے مذہب میں انضباط پایا جاتا ہے اور مسایل کا عام ہونا اور خاص ہونا اور بلا قید و مقید ہونا سب بیان ہو چکا ہے جسکی نظیر اور مذاہب میں پائی نہیں گئی کیونکہ انکے اتباع وانصار گذر چکے ہیں۔

ابن امیر حاج نے شرح تحریر میں کہا ہے کہ اسکا حاصل یہ ہے کہ غیر مذاہب کی تقلید اسلئے منع ہے کہ انکے مذہب کی ٹھیک ٹھیک نقل نہیں ملتی نہ یہ کہ انکے سوائے کسی اور کی تقلید جایز ہی نہیں ہے۔ اسی لیے شیخ عز الدین بن عبد السلام نے فرمایا ہے کہ ان دونوں اقوال میں حقیقت میں اختلاف نہیں ہے بلکہ اگر ان اماموں میں سے کسی کا مذہب بتحقیق ثابت ہو تو اسکی تقلید بھی بالاتفاق جایز ہے اگر ثابت نہ ہو تو نہیں اور یہ بھی شیخ نے کہا ہے کہ جب بعض صحابہ کا کسی حکم میں کوئی مذہب ثابت ہو تو اسکی مخالفت بھی جایز نہیں ہے مگر ایسی دلیل کے لحاظ سے جو اس مذہب کی دلیل سے واضح ہو کلام شیخ تمام ہوا۔

پس تم دیکھو اس ناقل مضمون تحریر نے کیسا بہتان باندھا اور کہدیا کہ ایمہ اربعہ کے مذہب کے سوائے اور مذاہب کی تقلید ناجایز ہونے پر اجماع ہوگیا ہے اور اس اجماع کو اجماع شرعی بتایا یہ اسبات کو

ذلك الغير بالتحقيق والله اعلم به
وقد اعترض عليه بان ذلك لا يوجب
تقليد الاربعة فحسب لان من عداهم
جمع وسيرو ان لم يكن اكثر ولا يجب
اتباعهم - والحق انه لا يصح هذا النقل
اصلاً لما من الادلة وتصريحات
الائمة وكيف يصح هذه الدعوے
وانى وقع هذا الاجماع بل الاجماع على
خلافه وقد صرح ابن الهمام نفسه
فی فتح القدير وغيره بما ينافيه
قال في فتح القدير لا دليل على وجوب
اتباع المجتهد المعين بالتزامه نفسه
ذلك بل الدليل اقتضى العمل
بقول مجتهد فيما احتاج اليه لقوله
تعالىٰ فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم
لا تعلمون - والسوال انما يتحقق عند
الحادثة المعينة وحينئذٍ اذا ثبت
عنده قول المجتهد وجب العمل به
والغالب ان مثل هذه يعنی منع
الانتقال الزامات منهم لكف الناس من تتبع

ابن الہمام کیطرف نسبت کیا اور درحقیقت
ابن الہمام نے دوسرے شخص سے عوام کے لئے
مذاہب صحابہ پر عمل کرنیکے ممانعت پر خاص
اُن لوگوںکا اتفاق جسکو وہ محقق قرار دیتا ہے
نقل کیا ہے پہر اسپر اعتراض کیا ہے کہ اس
اتفاق سے چار اماموں کی خصوصیت تقلید
ثابت نہیں ہوتی - کیونکہ اُن کے سوائے
اور اماموں نے بہی خوض و تصنیف کی ہے
گو کثرت سے نہو اور حق یہہ ہے کہ یہہ نقل کسیطرح
سے صحیح نہیں ہے اور یہہ دعوی کیونکر صحیح
ہو سکتا ہے اور یہہ اجماع کہاں ہے اجماع تو
اسکے خلاف پر ہے ابن الہمام نے خود فتح القدیر
میں اسکا خلاف بتصریح کہا ہے کہ مجتہد معیّن
کی تقلید کے واجب ہونے پر کوئی دلیل
نہیں دلیل یہی چاہتی ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید
بوقت حاجت کرلے چنانچہ اس آیت میں ہے
پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہ جانتے ہو - اور یہہ
سوال کسی خاص موقع پر پایا جاتا ہے اور اسوقت
جب سایل کو کسی مجتہد کا قول ثابت ہو اسپر اسکو
عمل لازم ہے غالباً یہہ جو لوگوں نے کہا ہے
کہ ایک مذہب سے دوسرے کیطرف انتقال منع ہے یہہ لوگوں کو رخصتوں اور آسان باتوں

ہمکو اس آیۃ کی اس تفسیر میں کلام ہے جو ہم ضمیمہ اخبار سفیر ہند نمبر ۱۵ مطبوعہ [illegible] میں لکھہ چکے ہین۔

واخذ العامی فی کل مسئلۃ بقول مجتہد اخف علیہ۔

وانا لا ادری مایمنع من ھذا من النقل والعقل فکون الانسان یتبع ما ھو اخف علی نفسہ من قول مجتہد مسوغ لہ الاجتہاد ما علمت من الشرع ذمہ علیہ وکان صلی اللہ علیہ وسلم یحب ما خفف علی امتہ الا قال القرافی انعقد الاجماع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء بغیر حجر واجمع الصحابۃ رضی اللہ عنہم [illegible] استفتی ابا بکر وعمر وقلدھما فلہ ان یستفتی ابا ھریرۃ ومعاذ بن جبل وغیرھما ویعمل بقولھم من غیر نکیر فمن ادعی رفع ھذین الاجماعین فعلیہ البیان او الدلیل ھذا کلامہ

وقد ضبط وسبر مذھب جماعۃ من الائمۃ سوی الاربعۃ ولھم اصحاب ینتحلونہ واتباع یعملون بہ الی ان سرد اسماءھم واسماء من تبعھم منھم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

کے تلاش کرنیسے روکنے کیلئے کہا ہے مگر مین (ابن الہمام) نہین جانتا کہ اس سے عقل یا شرع کی طرفسے کونسا مانع ہے بلکہ انسان کا آسان بات کی تابع ہونا شرع کے روسے منع نہین ہے۔ اور آنحضرت صلعم اپنے امۃ کے لئے تخفیف کو دوست رکھتے۔ قرافی نے کہا ہے اس پر اجماع ہوچکا ہے کہ جو اسلام لاوے وہ جس عالم کی چاہے بلا روک تقلید کرے اور صحابہ کا اسپر اجماع تہا کہ جو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مسائل پوچھے اور ان کی تقلید کرے وہی ابو ہریرہ رض ومعاذ بن جبل وغیرہ سے مسائل پوچھے اور بلا انکار انکے اقوال پر عمل کرے۔ پس جو ان دونون اجماعون کے اٹھانیکا مدعی ہو اسپر دلیل یا بیان لازم ہے

اور ضبط و خوض جو آئمہ اربعہ کے مذاہب مین تپایا گیا ہے اور اماموں کے مذاہب مین بہی پایا جاتا ہے انکے اتباع بہی موجود ہین جو انکے رائے لیتے ہین اور اسپر عمل کرتے ہین پہر ان اماموں کا اور انکی اتباع کا

وسفيان الثورى - وابي ثور وداود
بن على الظاهرى ومحمد بن جرير الطبرى
وابى بكر محمد بن خزيمة وتقى بن مخلد
القرطبى واسحق بن راهويه تركنا
التفصيل مخافة السامة والتطويل
ثم قال فكيف يصح دعوى هذا الاجماع
ومعنى وجوب الصلابة فى المذهب
وجوب الثبات على الطريقة الثابتة
عن النبى صلعم والصحابة والتابعين
ومن بعدهم من ايمة الدين والسلف
الصالحين على ما بيناه - لا التقليد
بفتوى فقيه واحدٍ والتعصب له
على صاحبه من غير قيام دليل
يوجب ذلك ومن يتعصب لواحدٍ من
الايمة دون البواقى ويرى ان قوله
هو الصواب ويجب اتباعه دون غيره
وان ظهرت قوته ونهضت حجته فهو
ضال جاهل بمنزلة من يتعصب
لواحد من الصحابة كالروافض والخوارج
والنواصب وغيرهم من اهل البدع والاهواء
وقال الرافعى وغيره الواجب الاما اوجبه الله

علامہ ہارون نے نام لیا ہے از انجملہ عبداللہ
بن عباس اور سفیان و ابو ثور و محمد بن جریر
طبری و ابن خزیمہ و قرطبی و اسحاق بن
راہویہ کہ ہے ان لوگون کی تفصیل حال کو
خوف تطویل و ملالت ناظرین سے ترک
کر دیا ہے پھر علامہ ہارون نے کہا ہے
کہ ایسی حالت مین انکا دعوی اجماع کیونکر
صحیح ہے اور مذہب پر ثابت رہنے کے
یعنی ہین جو امور آنحضرت و اصحاب و تابعین
اور انکے پیچھے ایمہ دین اور سلف صالحین
سے ثابت ہوا اسپر قایم رہے نہ یہ کہ کسی
ایک فقیہ کے فتوی سے مقید ہو رہے اور
اسکے لئے بلا دلیل تعصب کرے جو کوئی ایسا
تعصب کرے یعنی ایک امام کی پیروی مین کرے
اور اسی کے قول کو صواب اور اسکے اتباع
کو واجب جانے اگرچہ اسکے خلاف کی
قوت معلوم ہو وہ گمراہ اور جاہل ہے
جیسے وہ شخص جو کسی ایک صحابی کے اتباع
مین تعصب کرتا ہے جیسے روافض اور خوارج
اور نواصب کا حال ہے امام رافعی نے کہا ہے واجب
وہی ہے جو خدا اور رسول نے واجب کیا ہو۔

و داؤد ظاہری

ولم يوجب الله ورسوله على احد من الناس
ان يتمذهب بمذهب رجل من الائمة
فيقلده في دينه كل ما يأتي منه دون غيره
على ان ابن حزم قال اجمعوا انه لا يحل للحاكم
ولا مفت تقليد رجل فلا يحكم ولا يفتي
الا بقوله انتهى۔ قال ابن امير الحاج في
شرح التحرير وقد انطوت القرون الفاضلة
على عدم القول بذلك بل لا يصح للعامي
مذهب ولو تمذهب به لعدم تأهله
وليس له نظر وبصيرة بالمذهب على حسنه
ولا يعرف فتاوى امامه واقواله ودعوى
بانه حنفي او شافعي كقوله انا فقيه او نحوي
وكيف يصح له الانتساب بالدعوى المجردة
من الحجة والقول الفارغ من المعنى من
كل وجه هذا كلامه۔ وكيف تخيل
صحة ذلك والكلمة الشايعة بين الائمة
من قولهم اتفاقهم حجة قاطعة واختلافهم
رحمة واسعة تشهد عليه بخلافه وعكس
مراده فانه لو جعل اتباع الواحد واجبا
وتقليده لازما يكون تضييقا واي تضييق وفي
اتباع الناس للعلماء على التوزيع ليس فيه شيء

اور خدا اور رسول نے کسی پر واجب نہین کیا
کہ اماموں مین سے کسی ایک کی تقلید کو
اختیار کرے۔ اور ون کے اقوال کو رد کرے
ابن حزم نے کہا ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ کسی
حاکم اور مفتی کو ہر حکم و فتوی مین ایک ہی مجتہد
کی تقلید حلال نہین۔ ابن امیر حاج نے کہا ہے
کہ افضل زمانہ کے لوگ اسی پر گذرے ہین بلکہ
عامی کا کوئی مذہب (اختیار بھی کرلے تو)
صحیح نہین ہے۔ نہ اوسکو مذہب امین نظر و
بصیرت نہ امام کے اقوال و فتوون کی خبر
اسکا کہہ دینا کہ میں حنفی ہوں یا شافعی
ایسا ہے کہ مین مجتہد یا نحوی ہوں صرف دعوی
سے کسی مذہب کیطرف منسوب ہونا کیونکر صحیح
ہو سکتا ہے۔ یہہ ابن امیر الحاج کا کلام
ہے اور عامی کے لئے ایک مذہب کا لازم
ہونا کیونکر صحیح خیال کیا جا سکتا ہے جس حالت
مین یہہ مشہور بات کہ اتفاق امت دلیل قطعی
اور اختلاف رحمت ہے، اس کے خلاف پر شاہد
ہے کیونکہ اگر ایک امام کا اتباع واجب ہو تو
لوگوں کو تنگی ہوتی ہے اور کیسی کچھ تنگی
اور لوگوں کو علماء کے پیروی تقسیم کے ساتھ

من التخفيف والتوسيع وانما يحصل التوسع
بجواز اتباع كلٍ لكل فى المسئلة الخلافية
التى سوغ فيه الخلاف - قال ابو يزيد
البسطامي اختلاف العلماء رحمة الا في
تجريد التوحيد ذكره القشيري في رسالته -
وقال الشيخ محي الدين رح فى الفتوحات
وحمد الله جعل ذلك رحمة لنا لولا ان
الفقهاء حجرت هذه الرحمة على العامة
بالزامهم مذهب شخص لم يعينه الله ورسوله
[illegible] ضعيفة
ومنعوا ان يطلب رخصة فى مذهب عالم
آخر اقتضاه اجتهاده وشددوا في ذلك
ثم قال والذى وسعه الشرع لهذه الامة
بتقييد حكم المجتهدين ضيقه عوام الفقهاء
بربط الرجل بمذهب خاص لا يعدل عنه
الى غيره والحجر عليه مالم يحجر الشرع واما
الائمة مثل ابى حنيفة ومالك واحمد بن حنبل
والشافعى رحمهم الله تعالى فحاشاهم
عن ذلك ما فعله واحد منهم قط ولا نقل
عنهم انهم قالوا لاحد اقتصر علينا وقلدنا
فيما افتيناك به بل المنقول عنهم خلاف هذا - انتهى

کہ یہہ فلانے کا پیرو ہے اور یہ فلانے کا کچھہ
تخفیف وسہولت نہین رکھتی - سہولت تو یہین
ہے کہ ہر کسیکو ہر کسی کی پیروی (اون مسایل
مین جنمین اختلاف علماء جایز ہے) جایز ہو -
ابو یزید بسطامی نے فرمایا ہے علماء کا اختلاف رحمت
ہے (بجز مسئلہ توحید کو خالص کرنیکی) اسکو امام
قشیری نے نقل کیا ہے شیخ محی الدین بن عربی نے
فتوحات مین کہا ہے خدا کا شکر ہے کہ یہہ اختلاف
علماء ہمارے لئے رحمت ہوا اگر اس رحمت کو فقہا ایک
شخص کی پیروی [illegible] نہین کیا)
لازم ٹھہرا کر اور لوگون کو شرعی رخصتون کی پیروی
سے مانع ہو کر بند نہ کر دین - پہر فرمایا جس امر کو شرع
نے فراخ کیا ہے فقہا نے اوسکو ایک مذہب کی قید
اور اس روگ لگانیسے (جو شرع نے ان پر نہین لگائے)
بند کر دیا ہے - اماموں ابو حنیفہ ومالک واحمد و
شافعی نے یہہ کام ہرگز نہین کیا اون سے کہین
منقول نہین ہے کہ اونہون نے کسیکو کہا ہو
کہ ہمارے ہی قول کے پابند رہو اور نہ یہہ کہا ہے
کہ ہر بات مین جو ہم فتوی دین ہماری تقلید کر لو
اون سے تو اس کا خلاف منقول ہے ابن العربی نے
کتاب تنبیہات مین کہا ہے جو ایک امام کے لئے

307

قال ابن العز فی التنبیهات علی مشکلات الهدایة من یتعصب لواحد معین غیر الرسول ویری ان قوله هو الصواب الذی یجب اتباعه دون غیره فهو جاهل بل کافر† یستتاب فان تاب والا قتل لجعله بمنزلة النبی المعصوم هذا کلامه وبالجملة لا یمکن ان یوجد دلیل یوجب علی احمد بن محمد اتباع ابی حنیفة رح وعلی احمد بن عمر اتباع الشافعی رح ثم العمل بمقتضی الادلة الشرعیة والتمسک بالاصول الاربعة والاخذ بها لیس من الانتقال فی شیٔ ولو یسلم وفرض کون [illegible] فی کتب المتاخرین فی حق المنتقل من مذهب الی اخر صحیحة فمحلها من ینتقل انتقالا کلیا بغیر برهان یدعو الیه او اعتقاد رجحان یحمل علیه بل بمجرد التهاون وعدم المبالات واتباع هوی النفس وقصنیز الطبع کما قیل فی وجیه الدین المعروف بابن الدهان النحوی انه کان حنبلیا

تعصّب کرے اور یہ سمجھے کہ اسیکا قول حق ہے اور اسیکا اتباع واجب ہے وہ جاہل ہے بلکہ کافر† اس سے توبہ لیجاوے وہ توبہ نہ کرے تو قتل کیا جاوے کیونکہ اوس نے اس امام کو پیغمبر کی جگہہ ٹھہرایا ہے یہہ ابن العز کا کلام ہے حاصل بحث کا یہہ کہ ایسی دلیل کا جو احمد پر ابو حنیفہ کی پیروی کو واجب کرے اور محمود پر شافعی کی پیروی کو واجب کرے کہین وجود نہین ہے – پھر یہہ بھی جاننا چاہئے کہ دلایل شرعیہ کتاب و سنت وغیرہ پر عمل کرنا انتقال مذہبی کے قسم سے نہین اور اگر ہم ان سختیون کو جو انتقال مذہبی پر فقہاء [illegible] مان لین تو بھی انکا محل وہ لوگ ہین جو کسی مذہب کو بالکل بلا دلیل چھوڑدین اور محض سستی اور بے پرواہی و ہوائی نفس سے یہہ کام کرین جیسا کہ ابن الدہان نحوی سے وقوع مین آیا ہے کہ وہ حنبلی تہا پہر شافعی مذہب کیطرف انتقال کیا پہر حنفی ہو گیا جب خلیفہ وقت نے اپنے

† ابن العز کا یہہ حکم قتل و تکفیر تشدد ہے – ہمکو اس سے اتفاق نہین ہے ہمارے نزدیک ایسا تعصب کفر علمی و اجتہادی ہے نہ کفر اعتقادی و عنادی جو خروج ملت کا سبب ہوتا ہے جبتک قطعی قرائن سے ثابت نہ ہو کہ وہ متعصب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہین جانتا اپنے امام کو رسالت مین آنحضرت کا

انتقل الی مذهب الشافعی ثم تحول
حنفیا حین طلب الخلیفة نحویا یعلم
ولده النحو ثم انه تحول شافعیا حین شغرت
وظیفة تدریس النحو بالنظامیة لما اشترط
صاحبها ان لا ینزل فیها الا الشافعی -
الی ان سرد اسماء من انتقل من مذهب الی
مذهب من الائمة الکبار من غیر ذم احد
ولا انکار بنحو ما فصلناه فی الضمیمة الثالثة
من المجلد الاول من اشاعة السنة فلا تغضب
الاعادة والتکرار [illegible] ثم قال
فان قیل قد ذکر وان الکتب الخمسة التی
هی اصول المذهب کالاخبار المتواترة او المشهورة
وان المتون کالنصوص وما سواها کالاخبار
الاحاد فکیف یکون الامر علی ما ذکرت
قلت تلک کلمة حق وانت ترید بها معنی
باطلا وذلک لان کون الکتب الخمسة کالاخبار
المتواترة او المشهورة فی کونها ثابتة عن محمد بن الحسن

بیٹے کی تعلیم کے لئے نحوی اوستاذ چاہا پہر شافعی
ہوگیا جب مدرسہ نظامیہ مین نحوی مدرس کا عہدہ
خالی ہوا جسمین بانی مدرسہ کے یہہ شرط تہی کہ اسمین
بجز شافعی مدرس کے کوئی نہ رکہا جاویگا -
پہر علامہ نار دانی نے اون اماموں کو بتفصیل بیان کیا
جنہون نے ایک مذہب سے دوسرے مذہب کے
طرف انتقال کیا اور انپر کسیکا انکار نہ ہوا - اس
تفصیل کے مطابق جسکا بیان ضمیمہ اشاعة السنہ نمبر ۳
جلد ۱ مین ہو چکا ہے -
[illegible] کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ علماء نے کہا ہے
[illegible]
کہ پانچ کتابین تصانیف امام محمد بن حسن جو اصول
مذہب (حنفی) کہلاتے ہین متواتر یا مشہور حدیثون
کی مانند ہین اور متن کتب فقہ آیات قرآنی کی مانند
ہین اور اسکے سوا اور روایات اخبار احاد کی مثل
ہین پہر جو تمنے کہا ہے کہ مسلمان کسی ایک امام
کا مقلد نہ ہو رہے کچھہ اپنا اجتہاد بہی کرے کیونکر
صحیح ہو سکتا ہے تو اس کے جواب مین کہا جاویگا کہ علماء کا

شریک سمجہتا ہے اور یہہ امر اس کلمہ گو (جو منافق نہو) کی نسبت تجویز نہین کیا جا سکتا اور حکم
قتل تو کفر اعتقادی و عنادی پر بہی مطلقاً لگایا نہین جا سکتا جتبک کہ وہ شروط متحقق نہون جو
کفر قتل کفار کے لئے شرع مین مقرر ہین جنکی تفصیل ہمارے رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد
مین ہے اور ان کا خلاصہ اشاعة السنہ نمبر (۹) جلد ۲ وغیرہ مین مذکور ہے -

رحمه الله بالتواتر والشهرة مثل الاخبار
الثابتة عن محمد رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم كذلك لا في كونها حقا البتة
ثابتة في نفس الامر معصومة المراد محروسة
المفاد عن الكذب والخطاء والريب بحيث
يجب على كل احد وصل اليه الاخذ
به والعمل بموجبه كخبر الرسول الواجب
الاتباع اللازم الامتثال باوامره ونواهيه
وليس معنى كون المتون كالنصوص انها مثل
آيات الكتاب واحاديث الرسول في القوة
وكونها قطعية يقينية بحيث يجري عليها
في وجوب التمسك بها على كل احد و
تضليل المعرض عنها والعادل عن مقتضيها
بل لما كان وضع المتون لجمع اقوال صاحب
المذهب حفظها دون غيرها فالمذكور
فيها بمنزلة صريح المعزى الى ابي حنيفة
مثلا بقوله قال ابو حنيفة رحمه الله۔
ثم هذا الاعتماد انما هو على المتون التي
سنصف حالها فيما سيتلى عليك واما
المتون المحدثة في القرون المتاخرة فحالها
مانقل عن ذلك لكون اصحابها غير ثقة مع

یہہ قول تو حق ہے پر معترض نے اس سے غلط معنے
مراد لیئے ہین اِن پانچ کتابون کا متواتر یا مشہور
حدیثون کی مانند ہونا اس معنی کر سے ہے کہ وہ امام محمد
بن حسن سے بتواتر یا شہرت منقول ہین جیسے کہ احادیث
صحیحہ (متواترہ) آنحضرت سے بتواتر منقول ہین
نہ اس معنی کر کہ جو کچھہ ان کتابون مین ہے وہ
حق ہے اور نفس الامر مین ثابت ہے اور کذب و خطا
سے محفوظ ہے اور اسمین کسیکو شک کرنیکی مجال
نہین ہے اور ہر کسیکو انکا ماننا اور ان پر عمل کرنا
واجب ہی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث
پر عمل واجب ہے اور کتب فقہ کی متون آیات و
احادیث کی مثل ہین یہہ معنی نہین ہین کہ وہ
قوت ثبوت اور قطعیت صحت مین قران و حدیث
کی مثل ہین تا کہ اِن پر عمل و تمسک ہر ایک پر واجب
ہو اور ان سے اعراض گمراہی ہو۔ بلکہ معنی اسکے
یہہ ہین کہ جو اقوال صاحب مذہب اِن مین مذکور
ہین وہ صاف طور پر صاحب مذہب سے منقول
ہین چنانچہ متن بنانیسے یہی غرض ہوتی ہے
کہ اس مذہب کی بانی کے اقوال اسمین جمع کیئے
جاوین ” ” ” پھر یہہ اعتماد علماء کا ان متون
پر ہے جنکو ہم آئندہ بیان کرین گے رہے وہ متن

ما يختلسون فيها من اقوال الشروح والفتاوى وغيرها -

ثم ذكر بعض الامثلة لذلك وذكر اقوال العلماء في تقديم العمل بالنصوص على الاراء ثم قال واما حال الكتب المصنفة في الفقه والفتاوى وغيرها فهو على جملة اتفقت كلمة المتقدمين والمتاخرين عليها وان اختلفت عباراتهم فيها اما الاولون فعباراتهم لا يصح عن وما في النوادر الى ابي حنيفة والى ابي يوسف ومحمد الا اذا كان السند متصلا او وجد في كتاب مشهور معروف تداولته الايدى - واما الاخرون فقالوا لا يؤخذ بقول كل كتاب وان ما في المتون مقدم على ما في الشروح وهو مقدم على ما في الفتاوے وتفصيل المقام ان المسائل الفرعية في مذهبنا على مراتب الاولى مسائل الاصول وهي ظاهر الرواية وظاهر المذهب هي التي اشتملت عليها تاليف محمد بن الحسن من الجامعين والسيرين والزيادات والمبسوط وهذه

جو پچھلے زمانون مین بنائے گئے ہین سوا اس درجہ اعتماد سے کمتر ہین انکے مصنف ایسے ثقہ نہین پہر وہ ان متنون مین شرحون اور فتاوون وغیرہ سے بہی اقوال لے لیتے ہین اس کے بعد علامہ نے ان کم اعتبار متنون کے بعض مسائل کو بطور تمثیل بیان کیا اسکے بعد کہا کتب فقہ وفتاوی کے حالات پر متقدمین اور متاخرین علما کے کلمات کا اتفاق ہے اگرچہ ان کے بیانات وعبارات مختلف ہین متقدمین تو یہ کہتے ہین کہ جو کتب نوادر مین ہو اسکو امام ابی حنیفہ اور ان کے شاگرد امام ابو یوسف یا امام محمد کی بیان کردہ کتب کا نا صحیح نہین ہے بجز اس روایت کے جسکی سند متصل ہو یا وہ کسی مشہور کتاب مین پائی گئی ہو - متاخرین نے یون کہا ہے کہ ہر ایک کتاب کی روایت لائق قبول نہین ہے اور جو متنون مین ہے وہ شرحون سے مقدم ہے " - اور جو شرحون مین ہے وہ فتاوون سے مقدم ہے " - اسکی تفصیل یہہ ہے کہ ہمارے مذہب (حنفی) کے فروعی مسایل کے تین درجہ ہین - درجہ اول مسائل اصول مذہب اور اُسکو ظاہر الروایۃ اور ظاہر المذہب بہی کہتے ہین یہہ اصول مسائل وہ ہین جو امام محمد کی کتابون (جامع صغیر

المسائل التی اسندها محمد بن الحسن عن ابی یوسف عن ابی حنیفه وصنف تلك الکتب فی بغداد ثم تواترت عنه او اشتهرت بروایة جمع کثیر وجم غفیر من الصحابة قد بلغ عددهم مبلغاً لا یجوز العقل تواطؤهم علی الکذب والخطأ وهلم جرا الی ان وصل الینا۔

الثانیة مسائل النوادر وهی غیر ظاهر الروایة لانها لم تظهر کما ظهرت الاولی ولم ترو الا بطریق احاد بین صحیح وضعیف کالرقیات والکیسانیات والجرجانیات والهارونیات من تصانیف محمد التی رویت عنه الاحاد ولم یبلغ حد التواتر والشهرة عنه والرقیات صنفها حین نزل رقة مع الرشید قاضیاً علیها والکیسانیات رواها عنه شعیب بن سلیمان الکیسانی والجرجانیات روی عنه علی بن صالح الجرجانی من اصحابه وکتاب المنتقی للحاکم مجموع کلامه فی غیر روایة الاصول وفی حکمه ومن ذلك الامالی والجوامع لابی یوسف رحمه الله وکتاب المجرد للحسن بن زیاد

وجامع کبیر دونوں سیر زیادات۔ مبسوط میں موجود ہیں یہہ وہ مسائل ہیں جنکو امام محمد بسند امام ابو یوسف امام ابو حنیفہ سے لائے ہیں۔ ان کتابوں کو امام محمد نے بغداد میں تالیف کیا اور وہ اون سے تواتر یا شہرت کے ساتھہ منقول ہوئین۔

درجہ دوم مسائل نوادر یعنی وہ مسائل جو ظاہر الروایات نہیں اور وہ ان سے بطریق شہرت مروی نہیں ہوے ایک دو صحیح یا ضعیف اسناد سے مروی ہوئی ہیں جیسے رقیات (جنکو امام محمد نے زمانہ قیام مقام رقہ میں جب وہ ہارون الرشید کے ساتھہ قاضی ہو کر وہاں گئے تہے تصنیف کیا تہا) اور کیسانیات جنکو امام محمد سے شعیب بن سلیمان کیسانی نے نقل کیا ہے اور جرجانیات جنکو امام محمد سے علی بن صالح جرجانی نے نقل کیا ہے اور حاکم کی کتاب منتقی امام محمد کی اس کلام کا جو روایت اصول کے سوای ہے مجموعہ ہی اور اسکی حکم مین۔ اور کتاب امالی وجوامع ابی یوسف بہی اسی قسم سے ہین اور نوادر محمد بن سماعہ۔ نوادر ابراہیم بن رستم۔ نوادر ہشام بن عبید الله وغیرہ بہی از انجملہ ہے۔

رحمه الله ومنها الروايات المتفرقة كنوادر
محمد بن سماعة ونوادر ابراهيم بن رستم
المروزي ونوادر هشام بن عبيد الله الرازي
وغيرهم - واما المختصرات التي صنفها
حذاق الائمة وكبار الفقهاء الاجلة
المعروفين بالعلم والزهد والفقاهة و
الثقة في الرواية كالامام ابي جعفر الطحاوي
وابي الحسن الكرخي والحاكم الشهيد المروزي
وابي الحسين القدوري ومن في هذه
الطبقة من علمائنا الكبار وهي موضوعة
لضبط اقوال اصحاب المذهب بجمع فتاويه المروية
عنه فمسائلها ملحقات بمسائل الاصول وظواهر
الروايات في صحتها وثقة رواتها ويثبت ما فيها
عند اصحابها بين متواتر ومشهور او احاد
صحيحة الاسناد ونوادرت عنهم وتلقتها
علماء المذهب بالقبول منهم والثالثة الفتاوى
وتسمى الواقعات وهي مسائل استنبطها
المتاخرون من اصحاب محمد وابي يوسف
وزفر والحسن بن زياد واصحابهم وهلم
جرا مثل كتاب النوازل لابي الليث السمرقندي
جمع فيه فتاوى مشائخه ومشائخ شيوخه

اور جن مختصر کتابون کو ماہر اماموں اور
اکابر فقہاؤن نے جو علم و زہد و فقاہت
و ثقہ ہونے سے معروف و مشہور ہین جیسے
امام طحاوی و امام کرخی و حاکم شہید
و قدوری وغیرہم جو ان کے طبقہ مین
ہین تصنیف کیا انکے مسائل بھی اصول مسائل
اور ظاہر الروایۃ سے ملحق و مقبول ہین - وجہ
سوم فتاوی جنکو واقعات بھی کہتے ہین
یہہ وہ مسائل ہین جنکو امام محمد و امام ابو یوسف
و زفر و حسن اور ان کے شاگردون سے [illegible]
[illegible] پچھلے علماؤن نے تالیف کیا جیسے کتاب النوازل
فقیہ ابو اللیث سمرقندی کی جسمین انہون
نے اپنے استادون اور استادون کے
استادون کے فتوون کو جمع کر دیا اور
مجموع النوازل احمد بن موسی کشی اور
واقعات ناطفی اور واقعات صدر
شہید -
پھر ان کے بعد ایسے فتاوے جمع ہوے
جو گڈمڈ ہیں - ان مین کچھہ امتیاز نہین -
جیسے فتاوے قاضی خان اور محیط برہانی
اور خلاصۃ الفتاوے اور سراجیہ وغیرہ -

کمحمد بن سماعۃ ومحمد بن مقاتل
الرازی وعلی بن موسی القمی ومحمد بن
سلمۃ وشداد بن حکیم ونصیر بن
یحیی البلخیین - ومجموع النوازل والحوادث
والواقعات لاحمد بن موسی بن عیسی
الکشی - والواقعات لابی العباس احمد
بن محمد الرازی الناطفی والواقعات
للصدر الشہید ثم جمع من بعدہم فتاوی
اولئک مختلطۃ غیر ممتازۃ کما صنع قاضیخان
فی فتاوٰہ وصاحب المحیط البرہانی و
خلاصۃ الفتاوی والسراجیۃ وغیرہا
ثم قد احسن الشیخ رضی الدین السرخسی
رحمہ اللہ ونعم ما فعل فانہ بدا فی کتابہ
المحیط بمسائل الاصول ثم بمسائل النوادر
ثم الفتاوی فالاصول الستۃ فی مذہب
ابی حنیفۃ کالصحیحین فی الحدیث
والنوادر کالسنن الاربعۃ والمحیط الرضوی
کالمصابیح والمشکوۃ ومن ذلک اشتہر
ان المتون کالنصوص بالمعنی الذی مر بیانہ
وانہا متقدمۃ علی ما فی الشروح وما
فیہا علی ما فی الفتاوی لان ما یرد فی الشروح

ہاں شیخ رضی الدین نے محیط سرخسی مین
خوب کام کیا ہے کہ پہلے مسائل اصول
کولائے ہین پہر مسائل نوادر کو پہر مسائل
فتاوے کو - اس بیان سے معلوم ہوا
کہ امام ابو حنیفہ کے مذہب مین امام محمد کی
چھ کتابین ایسی ہین جیسی حدیث مین صحیحین
اور نوادر ایسی ہے جیسے سنن اربعہ اور
محیط رضوی ایسی ہے جیسے مصابیح و مشکوۃ
اسی جگہہ سے اور اسی لئے مشہور ہوا ہے
کہ متون فقہ نصوص کتاب وسنت کی مانند
ہین اس معنی کر جو ہمنے بیان کئے ہین
(یعنی ان اصول سے [illegible]
ثابت ہوتی ہین نہ نفس الامر مین صحیح
وخطا سے محفوظ ہوتی مین) اور یہہ بہی
مشہور ہے کہ جو متون مین ہے وہ مسائل
شروح سے مقدم ہے - اور جو شروح مین
ہے وہ مسائل فتاوے پر مقدم ہے
یہہ اسلئے کہ جو متون مین مسائل وارد کئے
جاتے ہین ان کو اصول سے انس ہونیکی
سبب کچھہ قوت ہو جاتی ہے - اور جو
مسائل فتاوون مین ہوتے ہین متاخرین

علہ الناطفی - بالفاء لا بالعین ولا بالقاف (منہ)

من المسائل لاستيناس ما فى المتون من الاصل وكشف حال الغالب فلم اعتضاد ما بالاصول ثم ما فى الفتاوى فانه مخلوط باراء المتاخرين ودون تلك النوادر اذ هي في نفسها ليس جميعها من اقوال صاحب المذهب وليس لها اسنا دين خصها الى صاحب المقالة ولا اصحابها في مثابة الاصحاب الثلاثة واربلب العقول فى المتانة من حيث الزهد والورع والعدالة ولا من حيث العلم والاتقان والفقاهة والحفظ [illegible] التفقه فى الرواية بل انما جمعها اشخاص من المتفقهين لم يعرف حالهم فى الرواية وحسن الدراية فلا يعمل بها ولا يقبل ما فيها من متفردا تهم الا بشرط مساعدة الادلة ومعاضدة القواعد الاصولية واما الروايات الغريبة التى يتفرد بنقلها احاد المصنفين من اهل القرون المتاخرة فلا يعتبر بها ولا يعتمد عليها ولا يعتد لصاحبها ولاسيما فيما خالف الاصول وباين المعقول والمنقول وحالها فى حكم الفهارس والمجامع المجهولة بالنسبة

کی راؤن سے گڈمڈ ہوتے ہیں۔ اِن سے اتر کر مسائل نوادر ہین۔ وہ بجائے خود سب کے سب صاحب مذہب کے اقوال نہین ہوتے اور نہ انکی کوئی سند ہوتی ہے جو صاحب اقوال تک پہونچے اور نہ اِن کے مصنف زہد و عدالت وعلم و فقاہت مین اصحاب متون اوران سے پہلے علمار کی مثل ہوتی ہین بلکہ اِن کے مصنف تو ایسے لوگ ہین جو خود بخود فقیہ بن بیٹھتے ہین جنکی روایت ودرایت کا حال کچھ معلوم نہین [illegible] عمل کیا جاویگا اور نہ انکی اکیلی روایات کو بدون شہادت اصول قبول کیا جاویگا۔ اور جن شاذونادر روایات کو پچھلی مصنفون سے ایک آدہ نے روایت کیا ہے اُسکا تو کچھ بھی اعتبار نہین۔ اور نہ ان کے ناقل پر اعتماد ہے۔ خصوصًا وہ روایات جو اصول ومعقول ومنقول کے مخالف ہون پس جب کوئی مسلمان حنفی لاچار ہوکر تقلید کا محتاج ہو اور وہ اسمین حالت ضرورت کو پہنچے تو وہ پہلی روایات اصول کو لے پہر اُن روایات کو جو مختصر متون متقدمین

الی المقاصد فهمها اضطر المسلم الحنفی
الی التقلید وانتهی حاله الی هذه الضرورة
یاخذ بما فی الاصول ثم بما فی المتون
المختصرات کمختصر الطحاوی والکرخی
والحاکم الشهید والقدوری رحمهم الله
فانها تصانیف معتبرة وتالیف معتمدة
قد تداولها العُلماء وتنافس فیها
الفقهاء واولعوا فیها حفظا وروایة و
درسا وقرأة وتفقها ودرایة وشرحا
وتعلیقا۔ ولیس المراد من المتون الا
مختصرات هؤلاء من حذاق الائمة
والفقهاء الاجلة واما المختصرات التی
جمعها المتاخرین کالوقایة والکنز و
النقایة وغیرها فان اصحابها وان کانوا
عُلماء صالحین فضلاء کاملین لیسوا
بهذه المثابة من الثقة والفقاهة
مع خلو کلامهم عن الحجة والاسناد
وعدم سلامته عن نوع تغییر وخلط
وتصرف فی التعبیر فلا یعتمد علیها
هذا الاعتماد وانما یعمل بما فیها
من الضروریات والمشهورات۔ وما

(جیسے مختصر طحاوی وکرخی وغیرہ جنکو علماء نے
قبول کر لیا ہے) " " " " مین ہون
متون سے ان ہی اماموں کے مختصرات مراد ہین
اور جن متنون کو پچھلے علماء نے جمع کیا ہے
جیسے وقایہ وکنز الدقائق اور نقایہ وغیرہ انکے
مصنف بھی اگرچہ عالم فاضل نیکبخت ہین مگر
ثقہ اور فقیہہ ہونے مین پہلے متنون والون کے
برابر نہین ہین اور باوجود اس کے انکا کلام
دلیل واسناد سے خالی ہے اور وہ تبدیل و
گڈمڈ ہونے سے بھی خالی نہین ہین لہذا
اُن پر اس قسم کا اعتماد نہین ہے۔ ان متنون
مین سے ان مسئلون پر عمل کیا جائیگا جو مشہور
ہون اور مذہب سے بالبداہتہ ثابت ہون۔ اُن مسئلون
کے قبول کرنے مین اُنکی شہرت اور بالبداہتہ
ثابت ہونے پر اعتماد ہے نہ اُن کتابون کے
مصنفون کے نقل پر۔ جب ان متنون کا
یہہ حال ہے تو اُن متنون کا کیا حال جو اُن سے
بہی پیچھے والون لوگون کے جمع کئے ہین جیسے
کتاب غرر۔ اور ملتقی اور تنویر (متن درمختار)
ملکہ سچ پوچھو تو کنز اور وقایہ وغیرہ بہی ایسے
ہی ہین کیونکہ یہہ متاخرین کے راؤن سے پر ہین

قد صح في المذهب اعتماداً على الشهرة او
ظهور الصحة او ابتناء على اعتضاد الاصول
وتطابق الادلة لا لانه اورده واحد من
اصحاب هذه الكتب فضلاً عن المختصرات
التي دونها من دونهم فان كتاب
الغرر والملتقى والتنوير بل الوقاية والكنز
وامثالها مشحونة بآراء المتأخرين
ثم بين اقسام المجتهدين وانواع الاجتهاد
واجاب عما قالوا ان الاجتهاد قد انقسم فاختتم
فلا يقدر على قسم منهما احد العبارات اعلم ان المجتهد
يعني بان احدهما المجتهد المطلق وهو
صاحب الملكة الكاملة في الفقه والنباهة
وفرط البصيرة والتمكن من الاستنباط
المستقل به من ادلة كابي حنيفة وابي يوسف
ومحمد وزفر ومالك والشافعي واحمد
والثوري والاوزاعي - وثانيهما المجتهد
في مذهب امام قالوا وهو الذي يتحقق اصول
امامه وادلته ويتخذ نصوصه اصولا
يستنبط منها الفروع وينزل عليها الاحكام
عنها مما يفعله بنصوص الشرع فيما لم يقدر على
الاستنباط من الادلة وهذه الطائفة وان لم

اس کے بعد علامہ نے اقسام مجتہدین اور
انواع اجتہاد کو بیان کیا اور لوگوں
کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ اجتہاد
کے تو اقسام مقرر ہیں جو ختم ہو چکی ہیں
انمین سے کسی قسم پر اب کوئی قادر نہیں
ہے چنانچہ فرمایا تو جان لے کہ مجتہد
دو قسم ہیں۔

قسم اول مجتہد مطلق۔ یہ وہ ہے جو فقہ اور
استنباط کی قدرت کاملہ کا ملکہ رکھتا ہو
جیسے امام ابو حنیفہ و ابی یوسف و محمد و زفر
و شافعی و احمد و ثوری و اوزاعی وغیرہ
دوم مجتہد فی المذہب علماء نے کہا ہے یہ
وہ ہے جو اپنے امام کے اصول و دلایل
کو تحقیق کر چکا ہو اور امام کے اقوال کو
استنباط مسائل کے لئے اصول بنا کر اس سے
احکام نکالتا ہو ایسے لوگ اگرچہ رتبہ اجتہاد
مطلق کو نہیں پہنچے اور وہ قسم اول کی رائے
سے قاصر و کمتر ہیں پر وہ محض مقلد بھی نہیں
ہیں بلکہ وہ اہل نظر و استدلال ہیں اصول
و فقہ میں نظر رکھتے ہیں اور علم اور سمجھ دار ہونے
میں عالی محل۔ اور جرح و تعدیل اور صحیح و ضعیف

يبلغوا رتبة الاجتهاد المطلق وتقاصروا
في الفقه عن شأو اولئك ولكنهم ليسوا
بمقلدين بل هم اصحاب النظر والاستدلال
والبصارة في الاصول والخبرة التامة بالفقه
ولهم محل رفيع في العلم وفقاهة النفس ونباهة
الفكر وقدرة وافية في الجرح والتعديل و
التمييز بين الصحيح والضعيف وقدم عال في
الحفظ للمذهب والنضال عنه والذب وتنقيح
المسئلة وبسط الادلة وتقرير الحجة وتزييف
الشبهة وكانوا يفتون ويخرجون ثم من بعدهم
طوائف متفاوتة في العلم بين ثقة وضعيف في
الرواية وكامل وقاصر في الفقه والدراية
وقد جعل احمد بن سليمان الرومي المعروف
بابن الكمال احد الفضلاء المشاهير في
الدولة العثمانية فقهاء الاصحاب على
ست طبقات الطبقة الاولى المجتهدون
في الشرع كالائمة الاربعة ومن يحذو
حذوهم في تاسيس قواعد الاصول
استنباط احكام الفروع عن الادلة الاربعة
من غير تقليد لاحد في الفروع ولا في
الاصول والثانية المجتهدون في المذهب

کی تمیز مین کافی قدرت اور اپنے مذہب کے
محافظت اور اعتراضات مخالفین کی مدافعۃ
مین ثابت قدم۔ ان کے بعد اور لوگ ہین
جو ثقہ اور ضعیف ہونے مین علم وفقہ و
سمجھ مین کامل و ناقص ہونے میں باہم متفاوت
ہوتے ہین۔

احمد بن سلیمان رومی مشہور
بابن الکمال نے جو ریاست **عثمانیہ**
کا ایک مشہور فاضل تھا فقہاء حنفی مذہب
کے چھ طبقے مقرر کئے ہین (جنکا سا تواں
طبقہ مقلدین محض کا ہے) طبقہ اولیٰ مجتہدین
فی الشرع کا جیسے ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ
شافعی مالک احمد رحمہم اللہ) اور جو قواعد
بناتے اور بلا تقلید احدے مسائل استنباط
کرتے ہین ان کے ہم رتبہ ہین۔

طبقہ دوم مجتہدین فی المذہب کا جیسے
امام ابو حنیفہ کے تینون شاگرد (امام
ابو یوسف و محمد و زفر) اور جو ان کی
چال پر ہین۔ جو امام ابو حنیفہ کی مقرری
قواعد پر احکام مستنبط کرتے ہین اور
ان قواعد مین وہ امام ابو حنیفہ کے مقلد

كاصحاب ابي حنيفة الثلاثة ومن سلك
مسلكهم في استخراج الاحكام على القواعد التي
قررها شيخهم واستاذهم فهم وان خالفوه
في بعض الاحكام لكنهم يقلدونه في قواعد
الاصول وبه يمتازون عن المخالفين له في
الاصول والفروع الثالثة المجتهدون في
المسائل كالخصاف والطحاوي والكرخي و
شمس الائمة الحلواني وشمس الائمة السرخسي
وفخر الاسلام البزدوي وفخر الدين قاضي خان
وامثالهم الذي لا يقدرون على المخالفة لا
في الاصول ولا في الفروع وانما يستنبطون
الاحكام فيما لا نص فيها عن المجتهد في الشرع
على حسب اصول قررها ومقتضى قواعد بسطها
والرابعة المقلدون الذين لا يقدرون
على الاجتهاد اصلا ولكنهم لاحاطتهم
بالاصول وضبطهم للماخذ يقدرون على تفصيل
قول مجمل ذي وجهين وحكم محتمل الامرين
منقول عن احد المجتهدين وهم اصحاب التخريج
كالرازي واضرابه والخامسة اصحاب
الترجيح كابي الحسين القدوري وصاحب
الهداية وشانهم تفضيل بعض الروايات

ہیں از خود قواعد نہیں بناتے اور
اسی سبب سے وہ امام شافعی وغیرہ سے
(جو امام ابوحنیفہ کے اصول میں مخالف ہیں)
امتیاز رکھتے ہیں۔ **طبقہ سوم** مجتہدین فی
المسائل کا جیسے خصاف وطحاوی وکرخی
وشمس الائمہ حلوانی وشمس الائمہ سرخسی وفخر الاسلام
بزدوی وقاضی خان اور ان کے شامل
واقران ہیں جو نہ امام ابوحنیفہ کے اصول کے
مخالفت کر سکتے ہیں نہ اون کے فروعی مسائل
سے۔ صرف امام صاحب کے قواعد واصول
[illegible] امام صاحب [illegible]
استنباط کرتے ہیں۔ **طبقہ چہارم**
مقلدین مخرجین کا جو کسی قسم کے اجتہاد
پر قادر نہیں پر اصول اور اقوال امام
کے محل استنباط سے واقفیت کے سبب
امام کی دو رخی بات کی تفصیل کر سکتے ہیں
اور اُس کے دونوں احتمالوں سے ایک احتمال
متعین کر سکتے ہیں انکو اہل تخریج کہا جاتا ہے
جیسے امام ابوبکر رازی اور اسکے امثال ہیں
طبقہ پنجم مقلدین مرجحین کا جیسے امام ابی الحسین
قدوری اور صاحب ہدایہ انکا کام صرف بعض

علی بعض بقولهم هذا اصح رواية وهذا
اوفق للقياس واوفق بالناس —
والسادسة المقلدون القادرون على
التميز بين الاقوى والقوى والضعيف
ظاهر المذهب وظاهر الرواية وغيرها
كصاحب الكنز والمختار والوقاية
والمجمع وغيرهم — والسابعة المقلدون
الذين لا يقدرون على ما ذكروا
ولا يفرقون بين الغث والسمين ولا
يميزون الشمال عن اليمين بل يجمعون
ما يجدون كحاطب الليل فالويل
لهم ولمن قلدهم كل الويل هذا
ما ذكره وقد اورده التميمي في طبقاته
بحروفه ثم قال وهو تقسيم حسن جدا
واقول بل هو بعيد عن الصحة بمراحل
فضلا عن حسنه جدا فانه تحكمات
باردة وخيالات فارغة وكلمات
لا روح لها والفاظ غير محصلة المعنى
ولا سلف له في ذلك المدعى ولا سبيل
الى ذلك الدعوى وان تابعه من جاء
من عقبه من غير دليل يتمسك به وحجة

روایات کو بعض پر ترجیح دینا اور یہہ بیان
کرنا ہے کہ یہہ روایت اصح ہے اور یہہ
قیاس کے مطابق اور یہہ روایت لوگون
کے حق مین اوفق وسہل — **طبقہ ششم**
مقلدین متمیزین کا جو اقوی و قوی و ضعیف
مین اور ظاہر الروایت و ظاہر المذہب وغیرہ
مین تمیز کرنے پر قادر ہین جیسے صاحب کنز
و مختار و وقایہ و مجمع وغیرہ ہین — **ہفتم**
مقلدین محض کا — یہہ وہ لوگ ہین جو
اس تمیز قوی و ضعیف پر بھی قادر نہین
[illegible] سے تمیز کر سکتے ہین اور نہ داہنے
کو بائین سے بلکہ اپنی [illegible] کو
ایندہن لانے والے کی طرح جو کچھہ پاتے ہین
جمع کر دیتے ہین — ان کے لئے خرابی ہے اور
جو ان کے تقلید کرے اُن کے لئے بہی خرابی
یہہ **ابن کمال** پاشا کا کلام ہے اسکو تمیمی
اپنی طبقات مین حرف بحرف لایا ہے — پہر کہا
ہی کہ یہہ تقسیم نہایت عمدہ ہی — مین (صاحب طوہ)
کہتا ہون وہ عمدہ کیا ہوگی وہ تو صحت سے کوسون
دور ہے وہ تو دہینگا دہینگی کے کلمات اور بےمعنی
خیالات ہین اسمین ابن الکمال کا کوئی مقتدا نہین ہے

تلجیه الیه ومهما اساعدنا فهم کون
الفقهاء والمتفقهة علی هذه المراتب
السبعة وهو غیر مسلم لهم فلا یتخلصون
من فحش الغلط والوقوع فی الخطاء المفرط
فی تعیین رجال الطبقات وترتیبهم
علی هذه الدرجات فلیت شعری ما معنی
قولهم ان ابی یوسف ومحمد وزفر وان
خالفوا اباحنیفة فی بعض الاحکام لکنهم
یقلدونه فی قواعد الاصول ما الذی
یرید من الاصول فان اراد منه الاحکام
الاجمالیة التی یبحث عنها فی کتب الاصول
الفقه فهی قواعد عقلیة وضوابط
برهانیة یعرفها المرء من حیث انه
ذو عقل وصاحب فکر ونظر سواء
کان مجتهدا او غیر مجتهد ولا تعلق لها
بالاجتهاد فقط وشان الائمة الثلاثة
ارفع واجل من ان لا یعرفوا بها کما هو اللازم
من تقلید غیرهم فیها فحاشاهم ثم
حاشاهم عن هذه النقیصة وحالهم فی
الفقه ان لم یکن ارفع من مالك والشافعی
وامثالهما فلیسوا بدونها وقد اشتهر فی افواه الموافق

اگرچہ اسکے یہ پیچھے جو آیا سو اسکا بلا دلیل مقلد ہوا
اگر ہم فقہا کا ان مراتب ہفتگانہ مین منقسم ہونا
مان بہی لین (جو ماننے کے لائق نہین ہے)
توبہی جو ان کے بیان احوال اشخاص اور انکی
ترتیب درجات مین فاحش غلطیان ہین انسے
خلاصی ممکن نہین - کاش مجھے اسکا علم ہو کہ انکی
اس قول کے (کہ ابو یوسف و محمد و زفر اگرچہ امام
ابو حنیفہ کے بعض احکام فرعیہ کے مخالفت کرتی
ہین پر وہ اصول مین انہی کے مقلد ہین) کیا
معنی ہین؟ اصول سے انکی کیا مراد ہے؟
اگر ان سے وہ احکام اجمالی جنسی (کتب اصول
مین بحث ہوتی ہے) مراد ہین تو یہ عقلی قواعد
ہین جنکو ہر صاحب عقل و فکر (مجتہد ہو خواہ نہو)
جانتا ہے انکو اجتہاد سے خصوصیت و تعلق
نہین ہے - اور آئمہ ثلاثہ (ابو یوسف و محمد و زفر)
کا رتبہ اس سے بلند تر ہے کہ وہ ان قواعد عقلیہ
کو خود نہ جانتے ہون (جیسا کہ ان کو ان قواعد
مین مقلد ٹھہرانے سے نکلتا ہے) یہ لوگ اجتہاد
مین امام مالک و شافعی سے زیادہ نہین تو کم
بھی نہین ہین - موافق و مخالف مین زبان زد
ہو رہا ہے اور مشہور مثالون کیطرح بولا جاتا ہے

والمخالف وجری مجری الامثال قولهم ابو حنیفة ابو یوسف بمعنی ان البالغ الی الدرجة القصوی فی الفقاهة هو ابو یوسف لیس الا وقولهم ابو یوسف ابو حنیفة بمعنی ان ابا یوسف بلغ الدرجة القصوی من الفقاهة ولم یقصر عنها والقصر علی کال التقدیسین امن ادی وقال الخطیب البغدادی قال طلحة بن محمد بن جعفر ابو یوسف مشهور الامر ظاهر الفضل وافقه اهل عصره ولم یتقدمه احد فی زمانه وکان فی النهایة فی العلم والحکم والریاسة والقدر وهو اول من وضع الکتب فی اصول الفقه علی مذهب ابی حنیفة واملی المسائل ونشرها وبث علم ابی حنیفة فی اقطار الارض وقال محمد بن الحسن مرض ابو یوسف وخیف علیه فعاده ابو حنیفة فلما خرج من عنده قال ان یمت هذا الفتی فانه اعلم من علی الارض وکذالک محمد بن الحسن قد بالغ الشافعی فی مدحه والثناء علیه وقال الربیع بن سلیمان

کہ امام ابو حنیفہ ابو یوسف ہی ہے جسکے معنی یہہ ہین کہ اعلی درجہ فقاہت تک پہنچنے والا ابو یوسف ہی ہے اور جو انہون نے کہا کہ ابو یوسف ابو حنیفہ ہے اس کے بھی یہی معنے ہین کہ ابو یوسف فقاہت مین درجہ ابو حنیفہ تک پہنچ گیا ہے اس سے کم نہین۔

خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ طلحہ بن محمد نے فرمایا ہے کہ ابو یوسف مشہور الحال اور ظاہر بزرگی والا اپنے زمانہ کے لوگون سے بڑھکر فقیہ ان کے ہم زمانہ سے کوئی ان سے بڑھا ہوا نہ تھا علم و حکمت و ریاست اور مرتبہ مین حد کو پہنچ چکے ہین۔ وہی ہین جنہون نے پہلے پہلے ابو حنیفہ کے مذہب پر اصول فقہ مین کتابین تالیف کین۔ اور مسائل کو قلمبند کیا اور امام ابو حنیفہ کے علم کو اطراف زمین مین پھیلایا۔ **امام محمد** بن حسن نے کہا ہے کہ جب امام ابو یوسف خوفناک بیماری مین مبتلا ہوئے تو امام ابو حنیفہ ان کی عیادت کو آئے جب وہان سے نکلے تو بولے یہہ جوان فوت ہوا تو اپنے زمین کے سب لوگون سے بڑھکر عالم فوت ہو گا۔ ایسا ہی

کتب الیہ الشافعی وقد طلب منہ کتابا فاخرۃ فکتب الیہ (شعر)

قل للذی لم یر عینی من راٰہ مثلہ ٭ ومن کان راٰہ قد رای من قبلہ ٭
العلم ینہی اہلہ ان یمنعوہ اہلہ ٭ لعلہ یبذلہ لاہلہ لعلہ ٭

فانفذ الیہ الکتب وقال ابراھیم الحربی قلت لاحمد بن حنبل من این لک ھذہ المسائل الدقیقۃ قال من کتب محمد بن الحسن وقال الحسن بن ابی مالک لم یکن ابی یوسف یدقق ھذا التدقیق الشدید وقال عیسی بن ابان ھو افقہ من ابی یوسف وقد ذکر القاضی عبد الرحمن بن خلدون المالکی فی مقدمتہ ان الشافعی رحل الی العراق ولقی اصحاب الامام ابی حنیفۃ واخذ عنہم ومزج طریقۃ اھل الحجاز بطریقۃ اھل العراق واختص بمذھب وکذلک احمد بن حنبل اخذ عن اصحاب ابی حنیفۃ مع وفور بضاعتہ فی الحدیث فاختص بمذھب انتہی۔

امام محمد بن حسن کا حال ہے امام شافعی نے انکی مدح مین بہت مبالغہ کیا ہے۔

ربیع بن سلیمان نے نقل کیا ہے کہ امام محمد سے امام شافعی نے کتابین طلب کین تو اونہون نے کچھ دیر کی جبپر امام شافعی نے انکیطرف چند اشعار لکہکر بہیجے۔ جنکا ماحصل یہہ ہے کہ جس شخص کے مثل مینے کوئی نہین دیکہا اور جس نے اسکو دیکہا اُس نے گویا پہلونکو دیکہا انسے کہدو کہ اہل علم سے علم کو نہ روکین شاید وہ اسکو اہل علم مین پہیلادین۔ پس امام محمد نے کتابین بہیجدین۔ ابراہیم حربی نے کہا ہے مینے امام احمد بن حنبل سے پوچہا یہہ باریک مسائل اپکو کہانسے حاصل ہوئے اونہون نے کہا امام محمد کی کتابون سے۔ حسن بن ابی مالک نے کہا امام یوسف ایسے باریک مسائل نہ نکالتے جیسے کہ امام محمد۔ **عیسیٰ بن ابان** نے کہا ہے کہ امام محمد امام ابو یوسف سے بڑہکر فقیہ تہے۔ **قاضی عبد الرحمن** بن خلدون مالکی نے مقدمہ مین کہا ہے کہ امام شافعی ملک عراق مین گئے اور امام ابو حنیفہ کے شاگردون سے ملے اور اون سے استفادہ کیا اور اپنا طریق اجتہاد طریق

ادعى انه لما ادعى بعض الشافعية
ترجح القول بمفهوم الصفة على القول
بنفيه بكون الشافعي قائلا به
مع سلامة طبعه واستقامة فهمه
وغزارة علمه وصحة النقل عنه
لكثرة اتباعه رده ابن الهمام و
اخرون بان هذه الكمالات كلها
متحققة في محمد بن الحسن مع تقدم
زمانه وعلو شانه وهو قائل
بنفيه - واما زفر فقد قال فيه ابو حنيفة
رحمه الله هذا احد الائمة الكبار
وانه اقيس اصحابي -
وقال المزني هو احدهم قياسا
وكفى بذلك شهادة له ولكل واحد
منهم اصول مختصة به تفردوا بها
عن ابي حنيفة وخالفوه فيها ومن ذلك
ان الاصل في تخفيف النجاسة تعارض
الادلة عند ابي حنيفة رحمه الله و
اختلاف الائمة عندهما بل قال
الغزالي انهما خالفا ابا حنيفة في ثلثي
مذهبه ونقل النووي في كتابه

اہل حجاز سے ملا کر ایک خاص مذہب بنا لیا
ایسا ہی احمد بن حنبل نے باوجود وفور علم
حدیث امام ابو حنیفہ کے شاگردون سے
استفادہ کیا - ایسا ہی امام زفر کے فضائل
فقہ و اجتہاد علامہ ہارون نے علماء مذہب سے
نقل کئے پھر فرمایا اِن تینون امامون سے ہر ایک
امام کے خاص خاص ایسے اصول ہین جنکی
سبب وہ امام ابو حنیفہ سے علیحدہ اور مخالف ہو گئے
ہین از انجملہ یہہ اصل کہ نجاست کا خفیف سمجھنا
کس وجہ سے ہوتا ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک
[illegible]
کا تعارض و اختلاف نجاست کو خفیف کرتا ہے
صاحبین کے نزدیک اِس چیز کی پاکی و ناپاکی میں
ائمہ کا اختلاف اُسکو نجس خفیف بناتا ہے
بلکہ امام غزالی نے تو یہہ کہدیا ہے کہ
امام ابو حنیفہ کے شاگرد دو تہائی مذہب میں
اُن کے مخالف ہین - امام نووی نے کتاب
تہذیب الاسماء و اللغات مین امام ابی المعالی
جوینی سے نقل کیا ہے کہ جو کچھہ مزنی شاگرد
امام شافعی کہی سکو تو مین مذہب امام شافعی
کے تخریج (یعنی اُس سے نکالی ہوئی بات

تہذیب الاسماء واللغات عن ابی
المعالی الجوینی ان کل ما اختارہ المزنی
اری انہ تخریج ملتحق بالمذہب فانہ
یخالف اقوال الشافعی لا کابی یوسف
ومحمد فانہما یخالفان اصول صاحبہما
واحمد بن حنبل لم یذکرہ الامام ابو جعفر
الطبری فی عداد الفقہاء وقال انما
ہو من حفاظ الحدیث وذالک مشہور
وقال ابن خلدون واما احمد بن حنبل
[illegible]
وقال ان الحنفیۃ اہل البحث والنظر و
اما المالکیۃ فلیسوا باہل نظر انتہی
فکیف یکون ہو من المجتہدین فی الشرع
دون ابی یوسف ومحمد وزفر رحمہم اللہ
من اعاظم غایات الفقہ ولیوث غیاض
النظر غیر انہم لحسن تعظیمہم للاستاذ
وفرط اجلالہم لمحلہ ودعایتہم
لحقہ تشمس واعلی تنویہ شانہ ونوہ غلوا
فی انتصارہ والاحتجاج لاقوالہ
ودعایتہا للناس ونقلہا لہم وردہم

سمجھتا ہون کیونکہ مزنی امام شافعی کا صرف
اقوال مین (نہ اصول مین) مخالف ہے اور جو
امام ابو یوسف و محمد کہین اسکو امام ابو حنیفہ
کے مذہب کی تخریج نہین سمجھتا ہون اسلیے
کہ وہ دونون امام ابو حنیفہ کے اصول سے ہی
سے مخالف ہین۔ امام احمد بن حنبل کو تو امام
ابو جعفر طبری فقہاء کے شمار مین ہی نہین لائے
اور صاف فرما گئے ہین کہ وہ حفاظ حدیث سے
ہین۔ ابن خلدون نے کہا ہے کہ امام احمد
بن حنبل کے مقلد [illegible]
اجتہاد سے دور ہے مالکیہ بھی اہل نظر
و اجتہاد نہین ہان حنفیہ اہل بحث
و نظر ہین۔ جب امام ابو حنیفہ کا شاگردون
کا بمقابلہ امام احمد بن حنبل کے یہ حال
ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ امام احمد بن
حنبل جو صرف اہل حدیث ہین شرع مین مجتہد
ہون اور امام ابو یوسف و محمد و زفر
جو فقہ کے جنگلون کے شیر ہین مجتہد فی الشرع
نہون صرف امام ابو حنیفہ کے مذہب ہی مین مجتہد
ہون۔† ہان اس قدر فرق ہے کہ امام ابو یوسف

† اس مقام مین امام ابو یوسف و محمد کے فضائل مین علامہ ہارون حنفی نے بہت مبالغہ کیا جیسا کہ

الیها والافتاء عند وقوع الحوادث
بها والتخرج والتحقیق فی فروعها واصولها
وتعیین ابوابها وفصولها وتمهید
قواعد محکمة ومقایس متقنة یستفاد
بها الاحکام واستنباط قوانین صحیحة
وطرائق قویمة یتعرف بها المعانی
فی تضاعیف الکلام واجب واذلك
فی تصحیح مذهبه وبیانه لمن یتمسك
به لاعتقادهم انه اعلم واورع
واحق للاقتداء به والاخذ بقوله
والوثوق للمفتی والرفق للمستفتی علی
ما قال مسعر بن کدام من جعل ابا حنیفه
بینه وبین الله تعالی رجوت ان
لا یخاف علیه ولم یکن فرط علی
نفسه فی الاحتیاط انتهی ـ ومقامه
فی الفقه بمقام لا یلحق شهد له

و محمد اپنے اوستاذ ابو حنیفہ کی تعظیم و بزرگی
کی لحاظ سے امام ابو حنیفہ کی شان بلند کرنے
مین مصروف رہے ہین اور آنکی مدد مین اور
اون کے اقوال کو مدلل کرنے مین اور ان
کو لوگون مین پہیلانے اور روایت کرنے
اور اُن کے اقوال کے موافق فتویٰ دینے
اور ان کے فروع و اصول کے تحقیق کرنے
اور ان کے لئے باب اور فصلین مقرر کرنے
اور اُن سے استنباط احکام کے لئے قواعد
بنانے مین متوغل و مشتغل رہے ہین اس
[illegible] بہ نسبت ان سے زیادہ عالم
اور پرہیزگار اور اقتداء و متابعت کے لائق
تہے اور ان کے اقوال مفتی و مستفتی کے
لئے زیادہ بہروسہ کے لائق ـ چنانچہ مسعر
بن کدام نے کہا ہے کہ جو شخص امام ابو حنیفہ
کو متابعت حکم الٰہی کا ذریعہ کریگا مین امید

اکثر مقلدین اپنے ائمہ کی تعریف مین کرتے ہین) کہ انکو امام شافعی و امام احمد سے بہی ترجیح دی ہے ولیکن ہمکو اس مقام مین اس سے بحث نہین اس مقام مین اس تفصیل مناقب سے ہمارا مقصود صرف اس قدر ہے کہ جس حالت مین حنفیون مین امام ابو یوسف اور امام محمد کو امام شافعی و احمد سے بڑہکر فقیہ و مجتہد سمجہا جاتا ہے تو پہر انکو صرف مجتہد فی المذہب کیون مانا جاتا ہے اور اون سے کم رتبہ امام شافعی و احمد کو مجتہد فی الشرع ـ یہ علماء حنفیہ کی جو ان طبقات کو بناتے چلے آئے ہین کم توجہی

مذلك اهل جلدته وخصوصًا
مالك والشافعي - ومن ذلك
الوجه امتازوا عن المخالفين كالائمة
الثلاثة والاوزاعي وسفيان
وامثالهم لا لانهم لم يبلغوا رتبة
الاجتهاد المطلق في الشرع ولو انهم
اولعوا بنشر ارائهم بين الخلق ونشرها
في الناس والاحتجاج لها بالنص والقياس
لكان كلّ ذلك مذهبًا منفردا
عن مذهب الامام ابي حنيفة مخالفا له
هذا وان اراد منه الادلة الاربعة
واصول الشريعة من الكتاب والسنة
والاجماع والقياس في الاخذ عنها
والاستنباط منها فلا سبيل له الى ذلك
لان الشريعة مستند كل الائمة و
ملجاؤهم في اخذ الاحكام فلا يتصور
مخالفة غيره له فيها فان قيل لعل مراده
انهم يقلدون ابا حنيفة في كون قول
الصحابي والمراسيل حجة دون الاستحسان
والمصالح المرسلة وامثال ذلك -
قلت هذا ليس من التقليد في شيء

کرتا ہوں کہ اسکو کچھہ ڈر نہ ہوگا - کیونکہ امام
ابوحنیفہ نے اجتہاد مین قصور نہین کیا
اور انکو اسمین وہ رتبہ تہا جو کسیکو حاصل
نہین ہوا چنانچہ ان کے ہم جنسون خصوصًا
امام شافعی و مالک نے شہادت دی ہے
اسی امر مین وہ امام ابوحنیفہ کے مخالفین
امام مالک و احمد و شافعی و اوزاعی و
سفیان وغیرہ سے ممتاز ہین نہ اس
امر مین کہ وہ ان کے مثل شرع مین مجتہد
مطلق نہین ہین اور اگر وہ لوگ اپنی
رائیں پھیلانے اور مشہور کرنیکی حرص لئے
اور ان اقوال پر نص و قیاس سے دلایل
بیان کرتے تو ان کے مذاہب بہی امام
ابوحنیفہ کے مذہب سے جداگانہ اور اسکی مخالف
مذاہب قرار پاتے - اور اگر ان کی مراد ان
اصول سے جسمین وہ امام ابویوسف و محمد
کو امام ابوحنیفہ کا مقلد کہتے ہین ادلہ اربعہ
شرعیہ (کتاب و سنت و اجماع و قیاس) ہین
اور یہہ مراد ہے کہ ان دلایل سے احکام
استنباط کرنے مین وہ لوگ امام ابوحنیفہ
کے مقلد تہے تو یہہ بات بن نہین سکتی -

بل انما وافق رایهم فی ذالک رائه وقامت الحجة عندهم کما قامت عنده —

الا تری ان مالکا لا یلزمه تقلید ابی حنیفة من القول بحجیة المراسیل ولا الشافعی من القول بنفی الحجیة عن المصالح ولا تقلید بعضهم لبعض من الاتفاق فی کون الاجماع وخبر الواحد والقیاس حجة فانه انما انکر حجیة الاجماع بعض المبتدعة وحجیة القیاس داود الظاهری وغیره من الشذوذ وقد نقل عن ابی بکر القفال وابی علی [illegible] والقاضی حسین من الشافعیة انهم قالوا لسنا مقلدین للشافعی بل وافق راینا رائه وهو الظاهر من حال الامام ابی جعفر الطحاوی فی اخذه بمذهب ابی حنیفة رحمه الله واحتجاجه له وانتصاره لا فق اله علی ما قال فی اول کتاب

ان ادلہ سے احکام استنباط کرنے میں تو سبھی ائمہ باہم موافق ہیں کوئی کسیکا مخالف نہیں ہے یہی شریعت سب اماموں کا ماخذ و مستند ہے پھر کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد ان تو ان ادلہ میں ان کے موافق ہیں اور باقی امام احمد و شافعی و مالک انہیں ان کے مخالف ہیں اگر کوئی کہے کہ شائد ان کے اصول میں مقلد ہونے سے یہہ مراد ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ کے ان اصول میں مقلد ہیں کہ قول صحابی اور حدیث مرسل [illegible] نقل کریں لائق دست آویز ہے"۔ اور استصحاب (ایک چیز کو حکم سابق پر باقی رکھنا) اور مصالح مرسلہ (وہ مصلحتیں اور ضرورتیں جنکی لحاظ کا نہ شرع نے حکم دیا ہے نہ اس سے منع کیا ہے)+ لائق دست آویز نہیں ہیں ایسے ہی اور اصول اسکے جواب میں میں کہونگا کہ یہہ تقلید نہیں ہے

+ اس کی مثال یہہ ہے کہ بادشاہ نے ایک مفسد باغی قوم میں چڑہائی کی باغیوں نے چند بیگناہ اشخاص کو قید کرکے اپنے آگے آڑ کھڑی کر لی اب اگر اُس آڑ پر باڑ چلائی جاتی ہے تو اُن بیگناہوں کی جان جاتی ہے۔ اور اگر لڑائی ہٹائی جاتی ہے تو باغیوں کے تسلط کا خوف ہے یہاں ضرورت و مصلحت یہہ ہے کہ اس آڑ پر باڑ چلائی جاوے گو اسمیں چند بیگناہوں کی جان جاتی ہے — حاشیہ

شرح الآثار اذكر في كل كتاب ما فيه
الناسخ والمنسوخ وتاويل العلماء واحتجاج
بعضهم على بعض واقامة الحجة لمن صح عنده
قوله منهم فيما يصح فيه مثله من كتاب
او سنة او اجماع او تواتر من اقاويل
الصحابة او تابعيهم رضي الله عنهم ثم
ان قوله في الخصاف والطحاوي والكرخي
لا يقدرون على مخالفة ابي حنيفة لا في
الاصول ولا في الفروع ليس بشئ فان ما
خالفوه من المسائل لا تعد ولا تحصى ولهم
اختيارات في الاصول والفروع واقوال
مستنبطة بالقياس المسموع واحتجاجات
بالمنقول والمعقول على ما لا يخفى على
من تتبع كتب الفقه والخلافيات والاصول
وقد انفرد الكرخي رحمه الله عن ابي حنيفة
رحمه الله وغيره في ان العام بعد التخصيص
لا يبقى حجة اصلا وان خبر الواحد الوارد

یہہ تو ایک مجتہد کے دوسرے مجتہد کی راے
سے موافقت ہی جو دلیل ایک کے خیال مین
آئی وہی دوسرے کے نزدیک صحیح ہوئی اسلیے
ایک ہی بات دونون نے کہی دیکھو امام
مالک بہی حدیث مرسل کو لایق دست آویز
سمجھتے ہین باوجود اسکے وہ امام ابو حنیفہ کے
مقلد نہین سمجھے جاتے - اور امام شافعی مصالح
مرسلہ کو لایق دست آویز نہین جانتے - پہر بھی
انکو امام ابو حنیفہ کا مقلد نہین سمجھا جاتا - پس ان
باتون کے قائل ہونے سے امام ابو یوسف و محمد
کو کیونکر امام ابو حنیفہ کا مقلد سمجھا جا سکتا ہے اجماع
و خبر واحد اور قیاس کو لایق حجت سمجھنے پر سب کا
اتفاق کرنا ایک دوسرے کا مقلد ہونا نہین ہے
ابو بکر قفال اور ابو علی بن خیران اور قاضی حسین
نے (جو شافعی کہلاتے) صاف کہا ہے کہ امام شافعی
کے ہم مقلد نہین ہین بلکہ ہماری راے کا انکی راے سے
اتفاق ہو گیا ہے امام جعفر طحاوی † کا بہی امام ابو حنیفہ

† امام طحاوی نے صاف یہہ بہی کہدیا ہے کہ جو کچہہ امام ابو حنیفہ کہہ گئے ہین اسمین انکا مقلد نہین ہون چنانچہ ضمیمہ نمبر ۳ جلد ۱
مین لسان المیزان سے بواسطہ القاف اس کلام جناب منقول ہوا اس کلام طحاوی سے اور اقوال ابو بکر القفال اور
ابو علی بن خیران اور قاضی حسین سے اس اعتراض کا جواب بہی ادا ہو جو اکثر لوگ پیش کیا کرتے ہین کہ جن لوگون
کے اقوال تم عدم ضرورۃ تقلید کی تائید مین پیش کرتے ہو یہہ لوگ خود حنفی شافعی کہلاتے تہے اگر تقلید کسی مذہب کی لازم
نہ ہوتی تو یہہ لوگ حنفی و شافعی نہ کہلاتے ۔

في حادثة تعم بها البلوى ومتروك الحاجة
عند الحاجة ليس بحجة قط وابو بكر الرازي
رحمه الله في ان العام المخصوص حقيقة
ان كان الباقي جمعا والا مجاز اليس هذا
من مسائل الاصول ثم انه عد
ابا بكر الرازي الجصاص من المقلدين
الذين لا يقدرون على الاجتهاد
اصلا وهو ظلم عظيم في حقه وتنزيل
له عن رفيع محله وغض منه وجهل
بين بجلالة شانه في العلم وباعه
الممتد في الفقه وكعبه العالي في
الاصول ورسوخ قدمه وسداده
وطائلة وقوة بطشه في معارك
النظر والاستدلال ومن تتبع
تصانيفه والاقوال المنقولة
عنه علم ان الذين عدهم
من المجتهدين من شمس الائمة
ومن بعده كلهم عيال لابي بكر الرازي
ومصداق ذالك دلائله التي
نصبها لاختياراته وبراهينه
التي كشف فيها عن وجوه استدلاله

کا مذہب اختیار کرنے اور اسپر دلایل قایم
کرنے اور ان کے اقوال کی تائید کرنے
مین یہی حال ہے چنانچہ اونہون نے
شرح معانی الآثار کے ابتدا مین کہا ہے
کہ مین تمام کتاب مین ناسخ ومنسوخ کو ذکر
کرون گا اور علما کی تاویل کو اور ایک کا
دوسرے کے مقابلہ مین دلیل قایم کرنا
اور جس شخص کا قول میرے نزدیک صحیح ہے
اسکی سند جو صحیح ہو اور میسر آوے اور کتاب
یا سنت یا اجماع یا متواتر اقوال اصحاب
وتابعین سے بیان کرنا۔
پھر ابن الکمال کا یہہ ہانکنا [illegible]
اور طحاوی اور کرخی امام ابو حنیفہ کے
مخالفت پر قادر نہین (نہ اصول مین نہ
فروع مین) یہہ بہی کچھہ چیز نہین ہے
اسلیئے کہ جن مسائل مین ان لوگون نے
امام ابو حنیفہ کا خلاف کیا ہے وہ شمار اور
تعداد سے خارج ہین مسائل اصول وفروع
جو انہون نے اختیار کیئے ہین اور وہ مسائل
جو انہون نے نص وقیاس سے استنباط کیئے ہین
اور وہ دلایل عقلی ونقلی جو انہون نے

نشاء ببغداد التی هی
دار الخلافة ومدار العلم
والرشاد ومدینة
السلام ومعقل الاسلام
ورحل فی الاقطار ودخل
الامصار ولقی العلماء
اولی الایدی والابصار
واخذ الفقه والحدیث
عن المشایخ الکبار
ثم قال شمس الائمة [illegible]
[illegible]
فیه هو رجل کبیر معروف
فی العلم وانا نقلده
وناخذ بقوله فکیف
یصح تقلید المجتهد
للمقلد وذکر فی الکشف
الکبیر ما یدل علی انه
افقه من ابی المنصور
الماتریدی وقال
قاضیخان فی التوکیل
بالخصومة یجوز للمراة
المخدرة ان توکل

قایم کئے ہیں ناظرین کتب فقہ وخلافیات پر مخفی نہیں ہیں
امام کرخی امام ابو حنیفہ سے اس مسئلہ میں علیحدہ ہو گئے
ہیں کہ لفظ عام خاص ہو جانے کے بعد ہرگز لائق عمل
نہیں رہتا۔ اور جو حدیث ایسے محل میں وارد ہو جس سے
بہت لوگوں کو کام پڑے پھر اسکو صرف ایک دو شخص ہی
روایت کریں اور وہ حدیث جو حاجت کے وقت متروک
العمل رہی ہو لائق دست آویز نہیں ہیں۔ اور ابو بکر
رازی نے امام ابو حنیفہ سے اس مسئلہ میں مخالف ہیں کہ عام
مخصوص البعض اگر جمع ہو تو باقی افراد میں حقیقت ہے ورنہ
مجاز [illegible]
[illegible]
خلاف کیا ہے مسایل اصول نہیں ہیں۔ پھر ابن الکمال نے
ابو بکر حصاص کو ایسے مقلدین سے شمار کیا ہے جو کسی نوع
کی اجتہاد پر قادر نہیں۔ اور یہ ابو بکر کے حق میں بڑا ظلم ہے
اور انکو انکی عالی مرتبہ سے اوتارنا اور انکی علم میں جلیل الشان
اور فقہ میں زبردست۔ اور اصول میں بلند قامت اور ثابت
قدم ہونے سے اور انکی مضبوطی طاقت اور نظر و استدلال
کی سیدانوں میں سخت گیری سے اور چشم پوشی اور جہالت ہے
اور جو کوئی انکی تصانیف کو اور ان اقوال کو جو اوروں کی
تصانیف میں انسے منقول ہیں تلاش کریگا وہ یقیناً جان لیگا
کہ شمس الائمہ کے بعد جو لوگ جنکو ابن الکمال نے مجتہدین میں شمار
کیا ہے وہ سبھی ابو بکر رازی حصاص کے عیال (ذریات) ہیں کیسے

وهي التي لم تخالط
الرجال بكرا كانت
او ثيبا لكن اذكر ابوبكر
الرازي ثم قال وعامة
المشائخ اخذوا بما ذكره
ابو بكر الرازي رحمه الله
وفي الهدايه ولو كانت
المرأة مخدرة قال الرازي
يلزم التوكيل منها ثم
قال وهذا شيء استحبه
المتأخرون قال ابن
الهمام رحمه الله
هو الامام الكبير
ابو بكر الجصاص احمد
بن علي الرازي رحمه الله
يعني اما على ظاهر
الطلاق في الاصل وغيره
عن ابي حنيفة رحمه الله
لا فرق بين البكر
والثيب المخدرة
والمبرزة والفتوى

تصدیق ان دلایل سے ہوسکتی ہی جو ابو بکر رازی نے اپنے
مختار مسایل پر قایم کی ہین آپنے بغداد مین (جو دار الخلافہ
ہی اور علم کا گہر) نشو و نما پایا ہی اور اطراف اور بلاد مین سفر کیا
اور اہل قوت و بصیرت کی ملاقات کی اور بڑے بڑے مشایخ سے
حدیث و فقہ حاصل کی۔ شمس الایمہ حلوانی نے انکی حق مین کہا ہے
کہ یہہ شخص بڑا آدمی ہے علم مین مشہور ہی ہم اوسکی تقلید کرتے
ہین (یعنی اس بات مین جسکا خود علم نہو) اور اوسکی بات مان
لیتی ہین سو اگر یہہ مقلد ہوتے تو شمس الایمہ کو جنکو ابن الکمال
مجتہد کہتا ہی انکی تقلید کیونکر جایز ہوتی۔ کشف کبیر مین مذکور
ہے کہ ابو بکر رازی امام ابو المنصور ماتریدی سے بہی بڑہکر
فقیہ ہین۔ قاضیخان نے اپنی فتاوی کے باب توکیل بالخصومت
مین کہا ہی کہ [illegible] عورت [illegible] مرد [illegible] خواہ وہ
کنواری ہو خواہ بیاہی ہوئی اپنی طرف سے کسیکو جہگڑنے کو لئے وکیل بنانا
جایز ہی چنانچہ ابو بکر رازی نے فرمایا ہی پہر کہا کہ تمام مشایخ نے
ابو بکر کے اسی قول کو لیا ہی۔ ہدایہ مین کہا ہی کہ اگر عورت پردہ نشین ہو
تو اسکی حق مین امام رازی فرماتی ہین کہ اس عورت کیطرف سے وکیل کا ہونا
لازم ہے پہر کہا یہہ مسئلہ علمار متاخرین نے پسند کیا ہی۔ ابن الہمام نے
کہا ہی وہ یعنی اس مسئلہ کو بیان کرنے والے امام کبیر استاذ ابو بکر جصاص
احمد بن علی رازی ہین یعنے اصل مذہب امام ابو حنیفہ مین تو
پردہ نشین اور کہلم کہلی عورت مین کوئی فرق نہین
پر فتوے اسی پر ہے جو انہون نے فرمایا ہے کہ عورت

على ما اختاره من ذلك وحينئذ
فتخصيص الرازي ثم تعميم المتأخرين
ليس إلا لفائدة أنه المبتدي
بتفريع ذلك وتبعوه انتهى كلامه
وقد اكثر شمس الائمة السرخسي
في كتبه النقل عن ابي بكر الرازي
والاستشهاد به والمتابعة لاراءه
ثم الحلوائي ومن ذكره بعد وعدهم
من المجتهدين في المسائل كلهم تنتهي
سلسلتهم [illegible] الى ابي بكر الرازي
فقد تفقه عليه ابو جعفر الاستروشني
وهو استاذ القاضي ابي زيد الدبوسي
وابو علي حسين بن خضر النسفي وهو
استاذ شمس الائمة الحلوائي۔
ومعلوم ان السرخسي من تلامذته
وقاضيخان من اصحاب اصحابه
فلعله نظر الى قولهم انه كان لا في
تخريج الرازي فظن ان وظيفته
في الصناعة هي التخريج فحسب وان
غاية شأوه هذا القدر وقد
خرج ابو حنيفة واصحابه قول

پردہ دار ہو تو وکیل کرنا مناسب ہے صاحب
ہدایہ کا پہلو اس مسئلہ کو امام رازی کیطرف منسوب کرنا
پہر عام متاخرین کو شامل کرنا اسی غرض سے ہی کہ
سب سے پہلے یہ بات امام رازی نے لکہی ہے ان ہی کی
متابعت متاخرین نے اختیار کر لی۔
شمس الائمہ سرخسی اپنی کتابوں میں ابو بکر رازی سے
بہت نقل لائے ہیں اور انکی اقوال سے بہت متابعہ
و استشہاد کئے ہیں پہر حلوانے اور جنکو ابن الکمال
نے انکے بعد مجتہدین میں شمار کیا ہے ان سبکا سلسلہ
[illegible] ابو بکر رازی [illegible] ابو جعفر
استروشنی نے (جو قاضی ابو زید دبوسی کا استاد ہی) اور ابو علی
حسین بن خضر نسفی نے (جو شمس الائمہ حلوانی کا استاد ہی) انکے
سے علم فقہ حاصل کیا ہے اور یہ بہی سبکو معلوم ہے کہ سرخسی
بہی آپکے شاگردوں سے ہیں۔ اور قاضیخان
آپکا شاگردان شاگرد ہے۔ شاید ابن الکمال
نے ابو بکر رازی کو صرف مخرجین سے شمار
کرتے ہیں یہ دہوکہ کہا ہے کہ لوگونکا کسی مسئلہ
کی نسبت یہ قول دیکہا کہ یہ مسئلہ رازی کی تخریج
پر یوں ہے اور اس سے یہ سمجہ لیا کہ رازیکا منصب صرف
تخریج ہی اور اسکی رای کی حد اسی مرتبہ تخریج تک ہے
حالانکہ یہ تخریج تو امام ابو حنیفہ اور انکے شاگردوں نے

ابن عباس رضی اللہ عنہما فی
تکبیرات العیدین انها ثلث عشر
تکبیرات یحمل انها علی هذا العدد
باضافة التکبیرات الاصلیة والتابعیة
واتباعه یحملها علی الزوائد وخرج
ابو یوسف قول الشعبی رحمه الله
ان للخنثی المشکل من المیراث نصف
النصیبین بان ذلک ثلاثة من سبعة
ومحمد رحمه الله بانه خمسة
من اثنی عشر وتخریج ابو الحسن الکرخی
قول ابی حنیفة ومحمد رحمهما الله
فی تعدیل الرکوع والسجود وجعله
واجبا وابو عبد الله الجرجانی
وحمله علی سنة ونظائر ذلک
کثیرة وقعت من کبار المجتهدین
فما ضرهم ذلک فی اجتهادهم
ولا نزلهم من شانهم فکیف
ینزل ابا بکر الرازی الی الرتبة
النازلة عن منزلته ثم انه
جعل القدوری وصاحب الهدایة
من اصحاب الترجیح وقاضیخان

بہی کی ہے اونہون نے حضرت ابن عباس کے
اس قول ہین کہ تکبیرات زوائد عیدین تیرہ
ہین یہہ تخریج کی ہے کہ یہہ اصلی تکبیرات کی
سمیت تیرہ ہین اور امام شافعی اور اونکے
شاگردون نے اسمین یہہ تخریج کی ہے کہ یہہ
صرف تکبیرات زوائد ہین اور امام ابو یوسف نے
شعبی کے اس قول سے کہ مخنث کی میراث دو حصون سے
نصف ہے یہہ تخریج کی ہے کہ وہ سات میں سے
تین ہین اور امام محمد نے یہہ تخریج کی ہے کہ وہ بارہ سے
پانچ ہین اور امام ابو الحسن کرخی نے امام ابو حنیفہ
و محمد کے اس قول سے جو تعدیل رکوع و سجود میں
ہے [illegible] یہہ تخریج کی ہے کہ وہ تعدیل واجب ہے
اور ابو عبد اللہ جرجانی نے یہہ تخریج کی ہے
کہ وہ سنت ہے اور اسکی نظیرین اور بہت ہین
جو بڑے مجتہدین سے واقع ہو چکی ہین اس تخریج
کرنے نے انکو تو ضرر نہ دیا اور انکو منصب اجتہاد سے
نہ اوتارا پہر یہہ تخریج امام رازی کو اس منصب
اجتہاد سے کیونکر اتار سکتی ہے ۔
پہر ابن الکمال نے قدوری اور صاحب ہدایہ کو
تو اصحاب ترجیح سے شمار کیا ہے اور
قاضیخان کو مجتہدین سے باوجودیکہ قدوری شمس الائمہ

من المجتهدين مع تقدم القدوری
على شمس الائمة زمانا وكونه
اعلى منه كعبا واطول باعا فكيف
لا من قاضيخان واما صاحب
الهداية فهو المشار اليه فی
فی عصره والمعقود عليه الخناصر
فی دهره وفريد وقته ونسيج
وحده وقد ذكر فی الجواهر وغيره
انه اقر له اهل عصره بالفضل
والتقدم كالامام فخر الدين قاضيخان
والامام زين الدين العتابی وغيرهما
وقالوا انه فاق على اقرانه حتى على
شيوخه فی الفقه واذعنوا له
به فكيف ينزل شانه عن قاضيخان
بمراتب بل هو احق منه بالا
جتهاد واثبت فی اسبابه والزم
لابوابه هذا ثم لم يحصل من
بيانه فرق بين اهل الطبقة
الخامسة والسادسة وليت
شعری ان هذا الرجل بای
مقياس قاسهم وحد

سے بہی زمانہ مین اور علم مین مقدم ہین تو
پہر قاضیخان سے کیونکر نہو گا۔ رہے صاحب
ہدایہ سو یہہ بہی اپنے (زمانہ مین جسمین
قاضیخان تہا) مشار الیہ تہے اور اپنے عہد
مین یکتا۔ جواہر وغیرہ مین کہا ہے کہ
صاحب ہدایہ کو اہل زمانہ (قاضیخان وامام زین الدین
عتابی) وغیرہ نے صاحب ہدایہ کا اپنے ہمعصرون
سے علم مین مقدم ہونا تسلیم کرلیا ہے اور کہا ہے
کہ وہ اپنے اقران وامثال بلکہ اپنے استادون
سے فقہ مین فائق ہو گئے ہین حتی کہ انکی
استاذ بہی مان گئے ہین۔ پہر یہہ قاضیخان
سے اجتہاد مین کیونکر کم رتبہ ہو سکتے ہین
وہ تو قاضیخان سے زیادہ اجتہاد کا حق رکہتے
تہے اور اسکے اسباب کو زیادہ ثابت اور موجود
رکہنے والے اور ہر اجتہاد کے دروازہ میں چلے
رہنے والے۔ پہر ابن الکمال کا بیان ایسا
ہے کہ اس سے اہل طبقہ پنجم وششم مین
کچہہ فرق معلوم نہین ہوتا۔ کاش کے مین
جانتا کہ اس شخص (ابن الکمال) نے کس پیمانہ
سے ان مجتہدین کو ناپا ہے اور کیونکر ان
مین یہہ فرق پایا۔ یہہ شخص اس بات مین

هذا التفاوت بينهم وهو قليل
الممارسة فى الباب كليل المواتسة
بمن ذكره فى الكتاب ولا يعرف كثيراً
منهم وربما يجعل الواحد اثنين
ويعكس الامر ويقدم عما هو عليه
ويؤخر وينسب كثيراً من الكتب
لا الى صاحبها فكيف يعرف طبقاتهم
ويميز فى الفقه درجاتهم والحال
ان العلم بهذه الكلية كالمتعذر بالنسبة
الى اجلة الفقهاء وائمة العلماء
وانهم [illegible]
اين طرفاها على ما يشير اليه قوله
تعالى وما نريهم من آية الا هى
اكبر من اختها يريد والله اعلم
ان كل آية اذا جرد النظر اليها
قال الناظر هى اكبر الآيات والا
فلا يتصور ان يكون كل آية اكبر
من الاخرى من كل جهة للتناقض
ولكن لما كان الغالب على فقهاء
العراق السذاجة فى الالقاب
وعدم التلون فى العنوانات

کم عبارت تہا اور اون لوگون سے جنکا
کتاب مین ذکر لایا ہے اچہا واقف نتہا۔
انمین سے بہت لوگون کو نہین پہچانتا تہا
ایک شخص کو دو سمجہتا ہے اور دو کو
ایک۔ پہلے کو پچہلا بناتا ہے اور پچہلے
کو پہلا۔ بتہیری کتابون ان لوگونکی
تصنیف بتاتا ہے جنکی وہ تصنیف نہین
ایسا شخص طبقات فقہار کو کیونکر
پہچان سکتا ہے اور انکے درجات فقہ مین
کیونکر جان سکتا ہے۔ ان درجات کا
[illegible] کی نسبت
محال معلوم ہوتا ہے کیونکہ انکی مثال
ایک حلقہ کیسی ہے جسکے دونون طرف معلوم
نہون چنانچہ یہی قول خداوندی کا کہ ہم جو
نشانی انکو دکہاتے ہین وہ ساتہ والی سے بڑی ہوتی ہے نشان دہی کر رہا ہے
لیکن ابن الکمال کی غلطی اور دہوکہ
کہانے کا منشا یہہ ہے) کہ اکثر فقہار
عراق کی عادات مین سادہ ہین اور القاب
وخطاب بدلانے مین غیر متلون المزاج ہوتے
اور بڑے بڑے القاب وخطابات سلف
صالحین کے طریق پر چشم پوشی کنارہ کشی کرنا

والحصافة في الجري على منهاج السلف الصالح
في التجافي عن الالقاب الهائلة والاوصاف
الحافلة والتحاشي عن الترفع وتنويه
النفس واعجاب الحال تدينا وتصلبا
وتورعا وتقادبا كما كان الغالب
عليهم الخمولة والاجتناب عن
ولاية القضاء وتناول الاعمال
السلطانية لان مفاذع الاتباع ما كانت
مفارقة عنهم ولاشعار هم
مخولة الى [illegible]
يذهبون من هيهم في الاكتفاء
بالتمييز عن غيرهم باسماء
ساذجة يتبن لها العامة
ويمتهنها السوقة من الانتساب
الى الصناعة او القبيلة او القرية
او المحلة او نحو ذالك كالخصاف
والجصاص والقدوري والثلجي
والطحاوي والكرخي والصيمري
فجاء المتاخرون منهم على منهاجهم
في الاكتفاء بها وعدم الزيادة
عليها في الحكايت عنهم واما الغالب

اور قضاء وغیرہ عہدہ ہائے ریاست سے
اجتناب وگوشہ نشینی اختیار کرنا پایا جاتا ہے
کیونکہ اتباع سنت انسے جدا نہ ہوتا تھا اور نہ غیر
اقوام کا طریق انمین معمول ہوا تھا - وہ
سلف صالحین کی چال پر تھی اور ایک دوسرے
کے تمیز کے لئے سادہ القاب جنکو عام
لوگ ہلکا سمجھتے استعمال مین لاتے یعنے پیشون
یا قبیلون یا بستیون یا محلون کی طرف
منسوب ہونا جیسے خصاف (موچی)
جصاص [illegible]
قدوری (ہنڈیا بیچنے والا یا قدورہ
کے رہنے والا) ثلجی (برف بیچنے والا
یا ثلج بن عمرو کا بیٹا) طحاوی (طحیہ کا
رہنے والا) صیمری (موضع صیمر کا
رہنے والا) وعلی ہذا القیاس
متاخرین کا وقت آیا تو اونہون نے
اون ائمہ کے نام لینے مین ان ہی کے
طریق پر اکتفا کیا اور انسے روایت
نقل کرنے کے وقت ان القاب سے
کچھ نہ بڑھایا ولیکن اہل خراسان خصوصاً
ماوراء النہر کے ساکنین کو پہلے اونچ

یہہ چارون ضمیمے مطبع امدادی لاہور مین چھپے

علی اہل خراسان ولاسیما ماوراء النہر
فی القرون الوسطی والمتاخرۃ فہو
المغالات فی الترفع علی غیرہم
والاعجاب بحالہم طالن ھاب
بانفسہم عجبا وکبریاء والتصنع
بالتواضع سمعۃ وریاء یستغرب
الاحادیث عمن سواہم ولایستکر
مون فی معمورۃ الارض مثوی
غیر مثواہم قد تصور کل منہم فی
خلدہ ان الوجود کلہ یصغر
[illegible]
انتزع عرق منہم فی علمائہم
فلقبوا بالالقاب النبیلۃ ووسموا
بالاوصاف الجلیلۃ مثل
شمس الائمۃ وفخر الاسلام
وصدر الشریعۃ واستمر الحال
فی اخلاقہم علی ذلک المنوال
من الاتراف والغلو فی تنویہ
اسلافہم والحط من غیرہم
فاذا ذکروا واحدا من انفسہم
بالغوا فی وصفہ وقالوا الشیخ

کے زبانوں مین اپنے بڑائی کے اظہار مین
غلو ہوگیا تہا اور انمین عجب (خود پسندی)
اور تکبر غالب ہوگیا تہا وہ اگر تواضع
(فروتنی) کرتے تو برے نمائش کرتے
اور دوسری باتون کو حقیر سمجہتے اور تمام آبادی
زمین مین اپنی جگہہ کے سوائے کسی جگہہ
کو قبر رگ نہ جانتے - ان مین ہر ایک
اپنے دل مین خیال کرتا کہ بہ نسبت اس کی
بستی کے اور جگہہ کی ہستی ہیچ ہے - ان
ہی لوگون کی رگ علماء اس دیار کیطرف
[illegible]
بڑے لقب مقرر کرلیئے جیسے شمس الائمہ
(اماموں کا سورج) فخر الاسلام
(اسلام کی بڑائی) صدر الشریعۃ
(شریعت کے سردار اور افسر)
انکو اخلاق مین بہی غلو اور اپنے
شان ورتبہ کو اونچا کرنے اور دوسرون
کی بزرگی سے چشم پوشی کرنا جاری رہے -
جب اپنے علماء سے کسیکا نام لیتے ہین
تو انکو اوصاف والقاب مین یون مبالغہ کرکے
کہتے ہین کہ فلانے شیخ امام اجل زاہد

الامام الاجل الزاهد الفقيه
ونحو ذلك واذا نقلوا كلاماً عن غيرهم
فلا يزيدون على مثل قولهم قال الكرخي
والجصاص وربما يقتدي بهم من
بعدهم ممن يتلقى منهم الكلام فيظن
الجاهل باحوال الرجال ومراتبهم
في الكمال وطبقات العلماء ودرجات
الفقهاء ظن السوء فياخذ في
الاستدلال بنباهة الاوصاف
في نباهة الموصوف[illegible] على
الانكار فيما عداهم واستخفاف رجال
الله سواهم وقد كان ابن الكمال
على ولاية عمل الافتاء من جهة الدولة
فاحوجه ذلك الى مراجعة كتب
الفتاوى والاكثار من مطالعة ما
فيها في تحصيل اربه والتخلص عن كربه
ووقع نظره فيما سار به على اهل ما وراء النهر
من رفع الفسهم والوضع من غيرهم
فانتزع اليهم وصار ذلك طبيعة
له وسببا لهجومه الى هذه التحكمات
البادرة والتعسفات الداهرة فكان

فقیہ نے یون فرمایا ہے اور جب وہ اوروں کے
اقوال نقل کرتے ہین تو اس سے زیادہ نہین
بولتے کہ کرخ کے باشندہ نے یون کہا ہے
اور اوس چونا بیچنے والے (یا اس موچی) نے
یون کہا ہے - پس ایسا ہی انکے مقتدی بولتے
ہین جو انکا کلام سنتے ہین اس سے جاہل لوگ
جو اشخاص کے حالات اور مراتب کمال سے ناواقف
ہوتے ہین انکی طرف سے بدظن ہو جاتے ہین
اور بڑے بڑے القاب والوصاف والی لوگونکو
القاب [illegible]
(مثلاً یون کہتے ہین کہ شمس الائمہ اماموںکے سورج ہین)
اور جیہوٹی القاب والے بزرگونکی القاب سے اونکی خفت
ثابت کرتےہین (یعنے یون کہتے ہین کہ یہہ تو ایک
موچی یا چونہ فروش ہے یہہ شمس الائمہ کو رتبہ کو کیونکر
پہونچ سکتا ہی) یہہ (حضرت) ابن الکمال مجوز طبقات
جب دولت عثمانیہ کے مفتی ہوئے تو آپ
فتاوون کی کتابین دیکھنے لگے اس سیر و مطالعہ
مین انکی نظر ماوراء النہر یون پر پڑی جو اپنے
آپکو بلند کرتے اور غیرونکو پست بین گراتے
لہذا انمین بہی انکی رگ پہوٹ آئی اور یہی
انکی عادت ہو گئی جو انکہ تحکمات دبیکا ونگی

ما فعله حدا لمن بعده من الجهلة
فلا يجاوزون مقادير هم ولا يتعدون
طورهم في تنزيل العالي عن درجته
ورفع غيره فوق رتبته فلو نقل
اليهم شيء عن كبار العلماء ربما
يقولون انه ليس من المجتهدين
لانه ليس ممن ذكر في طبقاتهم
وغيرهم مستور عن اهل الشان
ان ما ادرجه الرجل منهم في
كتابه كنغبة من دأماء توبة
في [illegible] عن عائشة رضي الله
تعالى عنها قالت امرنا رسول الله
صلى الله عليه وسلم ان ننزل
الناس منازلهم صححه الحاكم وغيره
وكلهم ائمة الدين ودعاة
الحق في الارض ولكن الله فضل
بعضهم على بعض (الناظورة)

اور تکلفات کی جانب ہجوم کرنے پر انکو باعث
ہوئی پھر انکا یہ فعل اور جاہلون کے لئے ایک
حد بن گیا جس سے وہ تجاوز نہین کرتے اور
اسکے اندازہ پر کسی کو اسکے مقرری درجہ سے
نیچا یا اونچا کرنے مین وہ اس حد سے آگے
نہین بڑہتے۔ انکے سامنے کسی بڑے عالم مجتہد
کی کوئی بات نقل کیجاوے تو کہدیتے ہین کہ
یہ مجتہد نہ تہا کیونکہ مجتہدون کی طبقات مین
اسکا ذکر نہین آیا اور یہ امر مخفی نہین ہے
کہ جن لوگونکو اس شخص نے اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے
وہ ایسے ہین جیسے دریا مین ایک گھونٹ اور حضرت
عائشہ صدیقہ [illegible] ہم لوگون
کو انکے لائق مرتبہ پر جگہ دین اس حدیث کو حاکم
وغیرہ نے صحیح کیا ہے۔ وہ سب علماء (جو اکثر
ابن الکمال کے طبقات مین مذکور نہین) دین کے
امام ہین اور زمین پر حق کیطرف لوگونکو بلانے والے
لیکن خدا نے ایک دوسرے پر بزرگی دی ہے۔

یہ آخر کلام علامہ صاحب ناظورہ کا ہے جو اس باب مین اونہون نے فرمایا ہے
اس کلام مین جو کچھ علامہ نے فرمایا ہے وہ اجلہ حنفیہ وغیرہ علماء کے کتب مین موجود ہے جو ان
کی کسی بات کی اور علماء حنفیہ وغیرہ سے تصدیق و شہادت چاہے وہ ہم سے مطالبہ کرے۔
اور انکے ہر ایک دعوی پر متعدد شہادتین و اقوال اجلہ علماء سن لی۔ معروضہ ہم بعض

اقوال علماء آپکی تائید مین پیش کرتے ہین - ہمارے اس زمانہ کے محقق حنفی مولوی محمد عبد الحی صاحب لکھنوی نے اپنے رسالہ النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر مین علامہ ہارون کے اعتراضات کو جو ابن الکمال پاشا کی طبقات و تجویزات پر انہون نے وارد کئے ہین نقل کرکے فرمایا ہے -

وهذه الانظار التی اوردها کلها مستحکمة مضبوطة وقد کان بعضها یخطر ببالی و یختلج بقلبی الا ان خوف المجادلین کان لا یدعنی ان اذکرها الی ان وصل الی بعض افاضل العصر الکتاب [illegible] فطالعته [illegible] وحمدت الله علی حسن التوارد	یہہ اعتراضات جو علامہ ہارون نے وارد کئے ہین سب کو سب محکم و مضبوط ہین - یہہ اعتراضات میرے دل مین بہی کہٹکا کرتے پر ناحق جہگڑنے والون کا خوف مجہے انکو ذکر کرنے کی اجازت ندیتا تہا یہانتک [illegible] علامہ ہارون [illegible] کتاب میرے پاس پہنچی تو مینے اسکا مطالعہ کیا

اور اس سے نفع اوٹہایا اور ان اعتراضات مین علامہ ہارون کی رائے سے توافق حاصل ہونے پر خدا کا شکر ادا کیا -

اسکے بعد مولویصاحب ممدوح نے علامہ ہارون کی اس کلام کو نقل کیا ہے جو صفحہ (۳۱) مین منقول ہوا ہے کہ فقہاء عراق مین سادہ پن تہا اور فقہاء خراسان وماوراء النہر مین بڑائی اور تفاخر - اسکے بعد علامہ ہارون کے اس قول کو نقل کیا ہے جو صفحہ (۳۶) مین منقول ہوا کہ مسائل مذہب حنفی کے تین طبقہ ہین - اور متون مختصرہ متاخرین وقایہ و کنز و نقایہ وغیرہ ان متون مین سے نہین جنکی نسبت کہا گیا ہے کہ جو مسئلہ متون مین ہو وہ شرح والے مسائل سے مقدم ہے" - اسکے بعد مولویصاحب ممدوح نے مجتہدین کے اقسام کو بیان کیا ہے اور امام ابویوسف و امام محمد کا اصول و فروع مین امام ابوحنیفہ سے مخالف ہونا بیان فرمایا ہے جسمین ابن الکمال کی کلام کی تزئیف اور علامہ ہارون کی کلام کی

جو ضمیمہ نمبر ۲ مین بصفحہ (۱۵) منقول ہوا تائید پائی جاتی ہے

واعلم ان مذهب الامام ابی حنیفة
اکثره ماخوذ عن الصحابة الذین نزلوا
بالکوفة ومن بعدهم من علمائها وکان
الزم بمذهب ابراهیم عظیم الشان
فی التخریج علی مذهبه وکان اشهر
اصحابه ابو یوسف تولی قضاء القضاة
زمن هارون الرشید فکان سببا
لشیوع مذهبه فی اقطار العراق وبلاد
ما وراء النهر وغیرها وکان احسنهم
[illegible]
فی تصانیفه رایه ورای شیخه فتوجه
اصحاب ابی حنیفة الی تلك التصانیف
تلخیصا وتقریبا وتخریجا وتاسیسا
وانما عد مذهب ابی یوسف ومحمد
من مذهب ابی حنیفة مذهبا واحدا
مع انهما مجتهدان مستقلان -
لانهما مع مخالفتهما له فی الاصول
والفروع لم یتجاوزا عن محجة ابراهیم
وغیره من علماء الکوفة کذا قال
المحدث ولی الله الدهلوی فی رسالة

آپ فرماتے ہین امام ابو حنیفہ کا مذہب
اکثر ان صحابہ سے ماخوذ ہے جو کوفہ مین تھے
انکے سوائے وہ انکے تابعیون سے امام موصوف
ابراہیم (تابعی) کے مذہب پر تخریج کرنے
مین عظیم الشان تھے - آپکے صحبتیون
(شاگردون) سے امام ابو یوسف ہارون رشید
کے زمانہ مین قاضیون کے قاضی بنے یہی
امر ملک عراق وماوراء النہر مین انکے مذہب کے پھیلنے
کا سبب ہوا اور آپکے شاگردون سے
[illegible]
نے اپنی تصانیف مین اپنے اور اپنے استاد
(ابو حنیفہ) کی رائے کو جمع کیا - حنفیہ علماء نے
اون تصانیف (امام محمد) کے خلاصہ
نکالنے اور انکو قریب الفہم کرنے اور انمین سے
تخریج کرنے اور انکی بنا پر اور تالیف کرنے
کی طرف توجہ کی ابو یوسف ومحمد کا مذہب ابو حنیفہ کے مذہب مین
شامل ہو کر ایک سمجھا گیا باوجودیکہ وہ اصول وفروع
مین امام ابو حنیفہ کو مخالف ہین اسکی وجہ یہی ہے کہ انہون نے
ابراہیم تابعی وغیرہ علماء کوفہ کی طریق جیتا ہے کو
تجاوز نہین کیا - ایسا ہی محدث ولی اللہ دہلوی نے

الانصاف فی بیان سبب الاختلاف
واعلم ان المجتهد علی اقسام ثلثة احدها
المجتهد المطلق المستقل ومن شروطه
فقه النفس وسلامة الذهن وصحة
التصرف والاستنباط والتيقظ ومعرفة
الادلة والآتها المذكورة فی الاصول
وشروطها مع الفقه والضبط لامهات
المسائل وثانيها المجتهد المطلق المنتسب
الی امام معین من الائمة المجتهدین
[illegible] لا یتقید [illegible]
لاتصافه بالات الاجتهاد وانما ينتسب
اليه لسلوكه طريقه فی الاجتهاد
وثالثها المجتهد فی المذهب
وهو ان يكون مقيدا بمذهب
امام مستقلا بتقرير اصوله بالدليل
غير انه لا يجاوز فی ادلة اصول
امامه وقواعده وشرطه كونه عالما بالمذهب
واصوله وادلة الاحكام تفصيلا
وكونه بصيرا بمسالك الاقيسة والمعانی تام الارتياض فی التخريج
والاستنباط بقياس غير المنصوص علی المنصوص

اپنے رسالہ الانصاف فی بیان سبب اختلاف میں کہا ہے
(دیکھو ہی) جان لے کہ **مجتہد تین قسم ہیں**
ایک **مجتہد مطلق** مستقل اسکی شرط یہ ہے
کہ اسکی ذات (یا طبیعت) میں قوت اجتہاد و سلامت
ذہن وصحت تصرف واستنباط و بیداری مغزی اور معرفت
دلائل شرعیہ اور انکے آلات کی (جو علم اصول میں
مذکور ہیں) اور ضبط مسائل اصول ہو جو وہو -
قسم دوم مجتہد مطلق منتسب یہ وہ ہے
جو کسی مجتہد کیطرف منسوب ہو لیکن وہ اسکا
[illegible]
وہ خود اسباب اجتہاد کا محل ہوتا ہے اسکا کسی امام
کیطرف منسوب ہونا صرف اسوجہ سے ہے کہ وہ اپنے اجتہاد
میں اس امام کے طریق پر چلتا ہے **قسم سوم**
مجتہد فی المذہب - یہ وہ ہے کہ کسی امام کے مذہب
کا پابند ہو اور اپنے اصول کے تقریر و دلائل بیان
کرنے میں مستقل ہو - پھر وہ ان اصول و دلائل
میں امام کے اصول و دلائل کی مخالفت نہ کرتا ہو
اسکی شرط یہ ہے کہ وہ اس مذہب کے اصول و دلائل
سے بخوبی واقف ہو اور اسکی تخریج و استنباط
پوری مشق رکھتا ہو یہ شخص تقلید سے خالی نہیں
ہوتا کیونکہ اسمیں بعض اسباب اجتہاد

لعلمه باصول امامه ولا يخرج
عن تقليد لامامه لا خلاف له
ببعض ادوات الاجتهاد المستقل
كالنحو والحديث ونحو ذلك كما
ذكره ابن حجر المكي في رسالته
شن الغارة على من اظهر معرة
تقوله في الحنا وعواره اما القسم
الاول فما يتصف به الائمة الاربعة
ومن بعدهم وقال ابن حجر قال
ابن الصلاح ان هذه المرتبة قد انقطعت
من نحو ثلث مائة سنة [illegible]
[illegible]
ثلث مائة فيكون انقطعت من نحو ستمائة
سنة بل نقل ابن الصلاح عن بعض الاصوليين
انه لم يوجد بعد عصر الشافعي مجتهد مستقل انتهى
وفي الميزان لعبد الوهاب الشعراني قد نقل
الجلال السيوطي ان الاجتهاد المطلق على قسمين
مطلق غير منتسب كما عليه الائمة الاربعة
ومطلق منتسب كما عليه اكابر اصحابهم
قال ولم يدع الاجتهاد المطلق غير
المنتسب بعد الائمة الاربعة الا الامام
محمد بن جرير الطبري ولم يسلم له ذلك انتهى
لكن النقل عن الميزان الشعراني انتهى قال

مثل علم نحو و حدیث وغیرہ کا نقصان
پایا جاتا ہے۔ ایسا ہی ابن حجر نے

رسالہ شن الغارہ

میں کہا ہے۔ قسم اول اجتہاد تو ائمہ
اربعہ اور انکے پچھلے مجتہدوں میں پایا جاتا
ہے۔ ابن حجر نے کہا ہے کہ ابن صلاح
نے فرمایا ہے کہ یہہ مرتبہ تین سو
برس سے موقوف ہو چکا ہے۔
اور تین سو برس ابن الصلاح کو ہو چکے
ہیں۔ تو اب آٹھوین (?) صدی میں جو ابن
حجر کا زمانہ ہے [illegible]
[illegible]
کو چھہ سو برس ہو لئے بلکہ ابن الصلاح نے تو بعض
اصولیون سے یہہ بھی نقل کیا ہے کہ زمانہ امام
شافعی کے بعد مجتہد مستقل کوئی نہیں ہوا شعرانی
کی میزان کبریٰ میں ہے کہ جلال الدین سیوطی نے کہا ہے
کہ اجتہاد دو قسم ہے اجتہاد مطلق غیر منتسب
جس پر ائمہ اربعہ تھے۔ اجتہاد مطلق منتسب
جس پر انکے اکابر شاگردان یا (اہل مذہب) تھے
پھر کہا کہ اجتہاد مطلق غیر منتسب کا دعوی
ائمہ اربعہ کے بعد بجز امام محمد بن جریر طبری
کسی نے نہیں کیا۔ اور انکا دعوی مانا نہیں گیا+
ایسا ہی مولوی صاحب موصوف نے میزان شعرانی سے نقل کیا ہے

+ یعنی سچے نہیں مانا گیا جیسا کہ کلام صاحب فتح کبیر جو صفحہ (۲۳) میں منقول ہوگا اسپر شاہد ہے ورنہ بعض علماء میں انکے اجتہاد کا مسلم ہونا محل انکار نہیں ہے۔ دیکھو معیار الحق مطبوعہ دہلی صفحہ (۲۷) جس میں انکا اور کئی اور مستقل مجتہدین کا اجتہاد

وقال بحر العلوم اللكنوى فى شرح تحرير الاصول اعلم ان بعض المتعصبين قالوا اختتم الاجتهاد المطلق على الائمة الاربعة ولم يوجد مجتهد مطلق بعدهم والاجتهاد فى المذهب اختتم على العلامة النسفى صاحب الكنز ولم يوجد مجتهد فى المذهب وهذا اغلط ورجم بالغيب فان سئل من اين علمتم هذا لا يقدرون على ابداء الدليل اصلا ثم هو تحكم على قدرة الله تعالى فمن اين [illegible] ان لا يوجد الى يوم القيمة احد يتفضل الله عليه بمقام الاجتهاد فاجتنب عن مثل هذه التعصبات انتهى وقال هو ايضا فى شرح مسلم الثبوت من الناس من حكم بوجوب خلو الزمان عن المجتهد بعد العلامة النسفى وعنوا به الاجتهاد فى المذهب واما الاجتهاد المطلق فقالوا انه اختتم بالائمة الاربعة حتى اوجبوا تقليد واحد من هؤلاء على الامة وهذا كله هوس من هوساتهم لم يأتوا بدليل ولا

پہر فرمایا کہ **بحر العلوم** لکہنوی نے **شرح تحریر ابن الہمام** مین فرمایا ہی تو جان لے بعض متعصبون نے کہا ہے کہ اجتہاد مطلق ائمہ اربعہ پر ختم ہو چکا انکے بعد مجتہد مطلق کوئی نہین ہوا اور اجتہاد فی المذہب علامہ نسفی صاحب کنز پر ختم ہوا ہے اسکے بعد مجتہد فی المذہب کوئی نہین یہہ بات غلط اور غیب سے پتہر مارنا ہے اگر کوئی انسے پوچہے کہ یہہ بات تم نے کہان سے جانی تو اسپر دلیل پیش نکر سکین گے یہہ بات خدا تعالی کی قدرت پر [illegible] کا ایک حکم لگانا ہے یہہ کہان سے معلوم ہو سکتا کہ قیامت تک خدا تعالی کسی پر منصب اجتہاد کا فضل نکریگا ایسے تعصبات سے بچنا چاہیئے اور **بحر العلوم** نے **شرح مسلم** مین فرمایا ہے بعض لوگون نے علامہ نسفی کی بعد مجتہد فی المذہب سے تمام زمانہ کے خالی ہوجانیکا حکم لگا دیا ہے۔ اور اجتہاد مطلق تو وہ ائمہ اربعہ ہی پر ختم کرچکے ہین یہانتک کہ تمام امت پر ان ہی مین سے کسی نہ کسی کی تقلید واجب سمجہتے ہین یہہ سب انکی ہوسین ہین جنپر وہ کوئی دلیل نہین لاسکے

لا یعبأ بکلامهم وانما هم من الذین حکم الحدیث علیهم انهم افتوا بغیر علم فضلّوا واضلّوا ولم یفهموا ان هذا اخبار بالغیب فی خمس لا یعلمهن الا الله انتهی **والحاصل** ان من ادعی بانه قد انقطعت مرتبة الاجتهاد المطلق المستقل بالائمة الاربعة انقطاعًا لا یمکن عوده فقد غلط و خبط فان الاجتهاد رحمة من الله سبحانه ورحمة الله لا تقتصر علی زمان دون زمان ولا علی بشر دون بشر ومن ادعی انقطاعها فی نفس الامر مع امکان وجودها فی کل زمان فان اراد انه لم یوجد بعد الاربعة مجتهد اتفق الجمهور علی اجتهاده وسلموا استقلاله کاتفاقهم علی اجتهادهم فهو مسلم والا فقد وجد بعدهم ایضًا ارباب الاجتهاد المستقل کابی ثور البغدادی وداؤد الظاهری ومحمد بن اسمعیل البخاری وغیرهم علی ما لا یخفی علی من طالع کتب الطبقات

اور انکی اس کلام کا کچھ بھی اعتبار نہین۔ یہہ وہ لوگ ہین جنکے حق مین حدیث نبوی کا یہہ حکم ہے کہ انہون نے لاعلمی سے فتوی دیا پس خود گمراہ ہوئے اور اورون کو بھی گمراہ کیا۔ انہون نے یہہ نہ سمجھا کہ یہہ بات تو اون پانچ غیبی باتون سے ہے جنکا علم بجز خدا تعالی کسی کو نہین ہے۔ **اس کلام کا حاصل** (مولوی صاحب فرماتے ہین) یہہ ہے کہ جو یہہ دعوی کرے کہ اجتہاد مطلق مستقل ائمہ اربعہ پر ایسا ختم ہوا ہے جسکا کہ پھر کسی سے ہونا ممکن نہین ہے تو اسنے غلط کہا اور خبط کیا کیونکہ اجتہاد خدا کی طرف سے رحمت ہے وہ کسی زمانہ اور کسی بشر سے مخصوص نہین اور جو یہہ دعوی کرے کہ ائمہ اربعہ کے بعد مجتہد مستقل کا ہونا ممکن تو تھا پر یہہ امکان وقوع مین نہین آیا اور انکے بعد ایسا مجتہد کوئی نہین ہوا اسکی مراد اگر یہہ ہے کہ انکے بعد ایسا مجتہد مستقل کوئی نہین ہوا جسکے اجتہاد کو سب نے مان لیا ہو جیسا کہ ائمہ اربعہ کے اجتہاد کو سبنے مان لیا ہے تو یہہ دعوی مسلم ہے اور اگر یہہ مراد ہو کہ انکے بعد کسی کا مجتہد مستقل ہونا کسی نے بھی نہین مانا تو یہہ غلط ہے۔ ائمہ اربعہ کے بعد بھی مجتہد مستقل ہوئے ہین

واما القسم الثاني فاتصف به ابو يوسف ومحمد وغيرهما من اصحاب ابي حنيفة وفي الشافعية كثيرون بلغوا هذه المرتبة كالنووي وابن الصلاح وابن دقيق العيد وتقي الدين السبكي وابنه تاج الدين السبكي والسراج البلقيني وابن الزملكاني والسيوطي وغيرهم ممن عاصرهم اوتقدمهم على ما ذكره السيوطي في حسن المحاضرة في اخبار مصر والقاهرة وغيره **وفي الانصاف** انقرض المجتهد المطلق المنتسب في مذهب ابي حنيفة بعد المائة الثالثة وذلك لانه لا يكون الا محدثا جيدا واشتغالهم بعلم الحديث قليل قديما وحديثا وانما كان فيه المجتهدون في المذهب وهذا الاجتهاد اراد من قال ادنى الشروط للمجتهد ان يحفظ المبسوط وقل المجتهد المنتسب في مذهب

جیسے ابو ثور بغدادی اور داؤد ظاہری اور محمد بن اسمٰعیل بخاری وغیرہ جنکا حال ناظرین طبقات پر مخفی نہین ہے۔ **قسم دوم اجتہاد** امام ابو یوسف اور امام محمد وغیرہ امام ابوحنیفہ کے شاگردان اور متبعین مین پایا جاتا ہے۔ شافعیہ سے اس رتبہ اجتہاد کو بہت لوگ پہنچے ہین جیسے امام نووی۔ ابن الصلاح۔ ابن دقیق العید۔ تقی الدین سبکی اسکا بیٹا تاج الدین سبکی سراج الدین بلقینی۔ ابن الزملکانی سیوطی وغیرہ جو ان ائمہ کے ہمعصر تھے یا ان سے پہلے گذر چکے تھے چنانچہ امام سیوطی نے (حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ) مین ذکر کیا ہے اور **انصاف** (تالیف شاہ ولی اللہ صاحب) مین ہے مجتہد مطلق منتسب امام ابوحنیفہ کے مذہب مین تیسری صدی کے بعد گذر چکے کیونکہ مجتہد مطلق جید محدث ہوتا ہے اور ان لوگون کا شغل علم حدیث سے زمانہ قدیم وجدید مین کم رہا ہے انمین مجتہد فی المذہب ہی رہے ہین۔ یہی اجتہاد فی المذہب اس شخص کی مراد ہے جسنے کہا ہے کہ مجتہد کے لیے

مالك وكل من كان منهم بهذه المنزلة فانه لا يعد تفرده وجهاً في المذهب كابن عبد البرّ وابي بكر بن العربي وأما مذهب احمد فكان قليلاً قديماً وحديثاً وكان فيه المجتهدون طبقة بعد طبقة الى ان انقرض في المائة التاسعة واضمحل في اكثر البلاد اللهم الا اناس قليلون بمصر و بغداد وأما مذهب الشافعي فاكثر المذاهب مجتهداً مطلقاً ومجتهداً في المذهب واكثر المذاهب اصولياً ومتكلما واوفرها مفسرا للقران وشارحًا للحديث واسندها اسناداً ورواية وكان اوائل اصحابه مجتهدين بالاجتهاد المطلق ليس فيهم من يقلده في جميع مجتهداته حتى نشأ ابن شريح فاسس قواعد التقليد والتخريج ثم جاء اصحابه يمشون في سبيله وينسجون على منواله ولذلك يعد من المجددين على راس المائتين انتهى۔ واما القسم الثالث فاتصف به كثيرون من الاصحاب الحنفية كما

کم سے کم کتاب مبسوط امام محمد کا یاد ہونا شرط ہے۔ مالکی مذہب مین مجتہد منتسب کم ہوئے ہین انہین سے جو شخص اس رتبہ اجتہاد کو پہنچا ہے (جیسے ابن عبد البر اور ابوبکر بن عربی) انکا قول مالکی مذہب کی ایک روایت متصور نہین۔ امام احمد کا مذہب پرانے اور نئے زمانہ مین کم رہا پر انہین طبقہ بطبقہ مجتہد مطلق چلے آئے یہانتک کہ نوین صدی مین وہ سب تمام ہوئے اور یہہ مذہب اکثر شہرون مین مضمحل ہوگیا بجز مصر و بغداد کہ وہان چند لوگ اس مذہب کے رہے۔ رہا شافعی مذہب [illegible] اصولی اور مفسر اور حدیث کے شارحین سب مذاہب سے زیادہ ہوئے ہین اور یہہ مذہب اسناد و روایت مین سب سے بڑھکر ہے اس مذہب کے پہلے لوگ تو مجتہد مطلق تھے انہین کوئی ایسا نہ تھا کہ امام شافعی کا سبھی اجتہادی مسائل مین مقلد ہو یہانتک کہ ابن سریج پیدا ہوا اور اسنے تقلید و تخریج کا طریق نکالا اسکے بعد جو آیا اسنے وہی طریق اختیار کیا اسی وجہ سے ابن سریج دوسری صدی کے مجددین (نئے طریق نکلنے والون) سے شمار ہوا اب

ذكره مفصلاً وفي بقية المذاهب ايضا كثيرون بلغوا هذه المرتبة

رہا قسم سوم اجتہاد سو حنفیون مین سے بہت لوگون مین پایا جاتا ہے اور باقی مذاہب کے لوگون سے بھی اس رتبہ کو بہت لوگ پہنچے ہین۔

اسکے بعد مولوی صاحب موصوف نے کتاب اعلام الاخیار کفوی اور رد المحتار حاشیہ دُر المختار سے مسائل مذہب حنفی کے تین درجات بیان کیے ہین بعینہٖ اِس بیان کے مطابق جو علامہ ہارون سے ضمیمہ نمبر ۵ مین بصفحہ (۳۶) منقول ہو چکا ہے

لعلك تتفطن من هذا البحث انه ليس كل ما في الفتاوى المعتبرة المختلطة كالخلاصة والظهيرية وفتاوى قاضيخان وغيرها من الفتاوى التي لم يتميز اصحابها بين المذاهب والتخريج وغير قول ابي حنيفة و صاحبيه بل منها ما هو منقول عنهم ومنها ما هو مستنبط الفقهاء و منها ما هو مخرج الفقهاء فيجب على الناظر فيها ان لا يتجاسر على نسبة كل ما فيها اليهم بل يميز بين ما هو قولهم وما هو مخرج من بعدهم ومن لم يتميز بين ذلك وبين هذا اشكل الامر عليه الا ترى في مسئلة العشر في العشر في بحث الحياض فان الفتاوى مملوة

اِسکے بعد فرمایا ہے شاید تو نے اس بحث سے سمجھ لیا ہوگا کہ جو مسائل اُن گذمڈ فتاوون مین (جیسے خلاصہ ظہیریہ قاضی خان وغیرہ [illegible] مذاہب اور تخریج مین تمیز نہین کرتے) پائے جاتے ہین یہہ سبھی امام ابو حنیفہ اور اُنکے شاگردون کے اقوال نہین ہین بلکہ بعض انہین سے ان ائمہ سے منقول ہین بعض فقہاء کے مستنبط مسائل بعض فقہاء کی تخریجات۔ لہٰذا اِن مسائل مین نظر کرنیوالون کو چاہیے کہ اِن سب مسائل کو اون ائمہ کی طرف منسوب کرنے مین دلیری نکرین بلکہ اصل قول اور اسکی تخریج مین تمیز کر لین۔ جو یہہ تمیز نہین کرتا اسکو بہت سے مسائل مین اشتباہ و اشکال پیدا ہوتا ہے۔ دیکھو مسئلہ ۵ در ۵ کو

من اعتباره والفتوى عليه مع انه
ليس مذهب صاحب المذهب وانما
مذهبه كما صرح به محمد في الموطا و
قدماء اصحابنا هو انه لو كان الحوض
بحيث لا يتحرك احد جوانبه بتحريك
الجانب الآخر لا يتنجس بوقوع النجاسة
فيه والا يتنجس ومن لم يتيقنه وظن
انه مذهب صاحب المذهب تعسر
عليه الامر في تاصيله على اصل شرعي
معتمد عليه وقد حققت هذا
البحث بالامر [illegible] في شرح
الوقاية فليراجع وكذلك مسئلة
الاشارة في التشهد فان كثيرا من
كتب الفتاوى متوارة على منعها
وكراهتها فيظن الناظرون فيها
انه مذهب ابي حنيفة وصاحبيه
فيشكل عليهم الامر بورود احاديث
متعددة قولية وفعلية تدل على
جوازها وسنيتها قال علي القاري
المكي في رسالته تزئين العبادة
لتحسين الاشارة بعد ما ذكر

متاخرین کے فتاوے اسکی معتبری بیان کرنے
اور اس پر فتوی دینے سے یہ نہین باوجودیکہ
یہہ اصل مذہب نہین ہے اصل مذہب حنفی
(چنانچہ امام محمد نے موطا مین اور ہمارے کئی قدیم
علمائنے بیان کیا ہے) یہہ ہے کہ اگر حوض اتنا وسیع
ہو کہ اسکی ایک جانب کے پانی کو ہلانے سے
دوسری جانب نہ ہلے تو اسکی ایک جانب مین
نجاست پڑجانے سے دوسری جانب نجس
نہین ہوتی - جو اس بات کو خوب نہین سمجھتا
اور وہ اسکو اصل مذہب حنفی سمجھتا ہے
[illegible]
مشکل ہو جاتا ہے - ایسا ہی التحیات مین اشارہ
بالسبابہ کا مسئلہ ہے بہت سے فتاووں کا
اسکی ممانعت و کراہت پر اتفاق ہے اون فتاووں
کو دیکھنے والا یہہ سمجھتا ہے کہ یہہ امام ابو حنیفہ
اور انکے شاگردون کا مذہب ہے پھر اسکو یہہ
شبہ پیدا ہوتا ہے کہ بہت سے حدیثین قولی و
فعلی اشارہ کے جواز و مسنون ہونے پر شاہد ہین
پھر اس مذہب کراہت و ممانعت کی کیا اصل ہے
ملا علی قاری نے رسالہ تزئین العبارہ لتحسین
الاشارۃ مین احادیث رفع سبابہ کے نقل

الاخبار الدالة على الاشارة لم يعلم
من الصحابة ولا من علماء السلف خلاف
في هذه المسئلة ولا في جواز الاشارة
بل قال به امامنا الاعظم و صاحباه
وكذا مالك والشافعي واحمد وسائر
علماء الامصار والاعصار وقد
نص عليه مشائخنا المتقدمون والمتأخرون
فلا اعتداد لما ترك هذه السنة
الاكثرون من سكان ماوراء النهر واهل
خراسان والعراق وبلاد الهند ممن
غلب عليهم التقليد وفاتهم التحقيق
والتاييد من التعلق بالقول السديد
وقد ذكر محمد في موطأئه حديثا في
ذلك ثم قال وبصنع رسول الله صلى
الله عليه وسلم ناخذ وهو قول ابي حنيفة
ونقل الشمني في شرح النقاية انه قال
ابو يوسف في الامالي انه يعقد الخنصر
والبنصر ويحلق بالوسطى والابهام و
يشير بالسبابة انتهى كلامه ملخصًا
ثم قال علي القاري وقد اغرب الكيداني
حيث قال والعاشر من المحرمات الاشارة

کرنیکے بعد کہا ہے کہ صحابہ اور پچھلے علما کا
اس مسئلہ مین اختلاف نہین ہوا - بلکہ خود
امام اعظم اور انکے شاگردان اور امام مالک
وشافعی وامام احمد وغیرہ سبھی شہرون اور
زمانون کے علمار اسکے قائل ہین اور ہمارے
مشائخ متقدمین و متاخرین بھی اسکو بتصریح بیان
کرچکے ہین پھر جو اکثر ماوراء النہر وخراسان و
عراق وہند کے رہنے والون نے (جنپر
تقلید غالب ہوگئی ہے اور انسے تحقیق فوت
ہوگئی ہے) [illegible] ہے اسکا کچھ
بھی اعتبار نہین - امام محمد نے اپنے موطا از
اسباب مین حدیث وارد کی ہے پھر فرمایا
کہ ہم بھی آنحضرت صلعم اس فعل پر عمل کرتے ہین
اور یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے - اور شمنی نے
شرح نقایہ مین کہا ہے کہ امام ابویوسف نے
امالی مین فرمایا ہے کہ اشارہ کرنیکے وقت
سب سے چھوٹی انگلی اور اسکی ساتھ والی
کو اکٹھا کرلے اور بیچ والی انگلی اور انگوٹھی
کا حلقہ بناوے اور کلمے کی انگلی اٹھاوے
یہہ کلام شمنی کا خلاصہ ہے - پھر ملا علی قاری نے
کہا ہے کہ کیدانی نے انوکھی بات کہی ہے

بالسبابة كاهل الحديث اى مثل اشارة
جماعة يجمعهم العلم بحديث رسول الله صلى
الله عليه وسلم وهذا منه خطأ عظيم
وجرم جسيم منشأه الجهل عن
قواعد الاصول ومراتب الفروع من
النقول ولولا حسن الظن به وتأويل
كلامه بسببه لكان كفره صحيحا وارتداده
صريحا فهل يحل لمؤمن ان يحرم ما
ثبت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
ما كاد ان يكون متواترا في نقله ويمنع
[illegible] ما عليه عامة العلماء [illegible] كان
انتهى فظهر منه ان قول النهى المذكور
في الفتاوى انما هو من مخرجات المشائخ
لا من مذهب صاحب المذهب فقس
عليها امثاله وهى كثيرة لا تخفى على
المحقق واذا عرفت هذا
فيسهل الامر في دفع طعن المعاندين
على الامام ابى حنيفة وصاحبيه
فانهم طعنوا في كثير من المسائل المندرجة
في فتاوى الحنفية انها مخالفة
للاحاديث الصحيحة او انها ليست

جہان یہہ کہدیا ہے کہ دسوان فعل حرام نماز
مین اشارہ کرنا ہے جیسے اہلحدیث کرتے
ہین اسکا یہہ کہنا بڑا گناہ اور بھاری جرم
ہے جسکا منشا وسبب قواعد اصول و مراتب
فروع سے جہالت ہے اگر حسن ظنی اور اسکے
سبب تاویل کی گنجایش نہوتی تو اسکا کفر ثابت
ہو چکا تھا اور مرتد ہونا کھلم کھلا تھا بھلا
کوئی مومن آنحضرت صلعم کے ایسے فعل کو جسکی
نقل تواتر کے قریب ہو حرام کہہ سکتا ہے
اور اس فعل سے جسپر اکابر علماء چلے آئے ہین
منع کرسکتا ہے [illegible] ملا علی قاری کا کلام ختم
ہوا۔ اس سے ظاہر ہو کہ جو فتاوون مین
ممانعت اشارہ مذکور ہے یہہ اصل بانی
مذہب کا قول نہین ہے۔ صرف علماء
مذہب کی تخریجات سے ہے۔ اسپر اسکے نظائر
کو قیاس کرلے۔ جب تو نے یہہ
جان لیا تو اب تجھے امام ابوحنیفہ اور
انکے شاگردون کے معاندین کے طعنون کو جواب
دینا آسان ہوگیا انہون نے بہت مسائل
پر جو حنفیون کے فتاوون مین درج ہین
یہہ طعن کیا ہے کہ یہہ صحیح حدیثون کے مخالف ہین

متأصلة على اصل شرعي ونحو ذلك
وجعلوا ذلك ذريعة الى الطعن للائمة
الثلثة ظنا منهم انها مسائلهم و
مذاهبهم وليس كذلك بل هي من
تفريعات المشائخ استنبطوا من الاصول
المنقولة عن الائمة فوقعت مخالفة
للاحاديث الصحيحة فلا طعن بها على
الائمة الثلثة بل ولا على المشائخ
ايضا فانهم لم يقرروها مع علمهم بكونها
مخالفة للاحاديث [illegible]
في الدين بل من كبراء المسلمين بهم
وصل الينا ما وصل الينا من فروع
الدين بل لم يبلغهم تلك الاحاديث
ولو بلغتهم لم يقرروا على خلافها فهم
في ذلك معذورون وماجورون

اور انکے لیئے شرع مین کوئی اصل نہین ہے
اور اس امر کو انہون نے ان امامون پر طعن کرنے
کا ذریعہ بنایا ہے یہہ سمجھکر کہ یہہ مسائل ان
امامون کے مسائل ہین اور انکے مذہب مین
داخل۔ اور حقیقت مین بات یون نہین مسائل
تو صرف حنفی علماء کے مسائل ہین جو انہون نے
اصول امام سے استنباط کیئے ہین پھر وہ احادیث
صحیحہ کے مخالف نکلے۔ لہذا ان مسائل کے
سبب اون تین امامون پر طعن نہین ہوسکتا۔
بلکہ اون علماء [illegible]
پر بھی طعن مناسب نہین کیونکہ انہون نے دیدہ
ودانستہ احادیث کا خلاف نہین کیا اور
نہ ان مسائل کو احادیث صحیحہ کے مخالف
جانکر قائم رکھا ہے وہ دین سے ہنسی کرنیوالے
نہ تھے بلکہ وہ بڑے مسلمان سے تھے جنکے سبب
ہمکو مسائل دین پہنچے ہین انکو وہ حدیثین نہین پہنچی اور اگر انکو وہ حدیثین پہنچ جاتین
تو وہ ان احادیث کے برخلاف ان مسائل کو قائم وبلمقرر نہ رکھتے۔ اسلیئے وہ ان
مسائل مین احادیث صحیحہ کا خلاف کرنے مین معذور ہین اور ان مسائل مین خطا
کرنے پر ماجور۔

اسکے **بعد** مولوی صاحب نے امام ابوحنیفہ وغیرہ ائمہ سے نقل کیا ہے کہ جبکہ ہمارے
اقوال احادیث صحیحہ کے مخالف ہون تو انکو ترک کرو اور احادیث صحیحہ پر عمل کرو

فبناء على هذا امكن لنا ان نورد تقسيما آخر للمسائل فنقول الفروع المذكورة في الكتب على طبقات الاولى المسائل الموافقة للاصول الشرعية المنصوصة في الآيات او السنن النبوية او الموافقة لاجماع الامة او قياسات ائمة الملة من غير ان يظهر على خلافها نص شرعي جلي او خفي والثانية المسائل التي دخلت في اصول شرعية ودلت عليها بعض آيات او احاديث نبوية مع ورود بعض آيات دالة على عكسه او احاديث ناصة على نقيضه لكن [illegible] الاصل [illegible] اصح واقوى مما يخالفها وروده من سبيل اضعف واخفى وحكم هذين القسمين هو القبول كما دل عليه المعقول والمنقول والثالثة التي دخلت في اصول شرعية مع ورود ما يخالفها بطرق صحيحة قوية والحكم فيه لمن اوتي العلم والحكمة اختيار الارجح بعد وسعة النظر ودقة الفكرة ومن لم يتيسر له ذلك فهو مجاز في ما هنالك والرابعة التي لم يستخرج الا من القياس وخالفه دليل فوقه غير قابل

پھر فرمایا کہ اس بنا پر ہم مسائل مذہب حنفی کی ایک اور تقسیم بیان کر سکتے ہین وہ یہہ کہ مسائل مذہب حنفی کے پانچ طبقہ (درجہ) ہین اول وہ مسائل جو اصول شرعیہ آیات و احادیث و اجماع امت کے موافق ہین یا وہ قیاس مجتہدین[+] کے موافق ہین اور کوئی نص آیت و حدیث انکے مخالف نہین ہے درجہ دوم وہ مسائل جو بعض آیات و احادیث کے موافق ہین اور بعض آیات احادیث کے مخالف - پر جن آیات و احادیث کے وہ موافق ہین وہ ثبوت اور دلالت مین زیادہ قوی ہین ان دو قسمون کا حکم یہہ ہے کہ وہ مقبول ہین چنانچہ معقول و منقول اسپر شاہد ہے درجہ سوم وہ مسائل جو دلائل شرعیہ کے موافق ہین پر ویسے ہی صحیح و قوی دلائل انکے مخالف بھی ہین ان مسائل کا حکم یہہ ہے کہ جسکو علم اور سمجھ ہو وہ اپنے فکر و نظر کو کام مین لاوے جسطرف ترجیح دیکھے اسکو اختیار کرے - اور جسکو یہہ امر (قوت ترجیح) میسر نہو وہ خود مختار ہے جس جانب چاہے میلان کرے درجہ چہارم وہ مسائل جنپر صرف قیاس شاہد ہے اور کتاب و سنت و اجماع کی شہادت اسکے خلاف ہے -

[+] اہل ظواہر کو حجیت قیاس سے اتفاق نہین ہے دیکھو ضمیمہ حصہ [illegible] نمبر ۱۶ مطبوعہ [illegible] ع

للاندراس وحكمه ترك الادنى واختيار الاعلى وهو عين التقليد في صورة ترك التقليد

والخامسة التي لم يدل عليها دليل شرعي لا كتاب ولا حديث ولا اجماع ولا قياس مجتهد جلي او خفي لا بالصراحة ولا بالدلالة بل هي من مخترعات المتأخرين الذين يقلدون طرق آبائهم و مشائخهم المتقدمين وحكمه الطرح والجرح فاحفظ هذا التفصيل فانه قل من طلع عليه وبا همال ضل كثير عن سواء السبيل

اسکا حکم یہہ ہے کہ قیاس کو ترک کیا جاوے اور اس سے اعلی دلائل (کتاب و سنت و اجماع) کے مطابق عمل کیا جاوے - **درجہ پنجم** وہ مسائل جنپر نہ کتاب اللہ کی شہادت پائی جاتی ہے - نہ حدیث کی نہ اجماع کی - نہ قیاس کی بلکہ وہ ان متاخرین کے (جو اپنے بزرگون اور پہلے علماء کے مقلد ہوتے ہین) بنائے ہوئے مسائل ہین - اسکا حکم یہہ ہے کہ انکو پہینک دیا جاوے اور توڑا جاوے - **اس تفصیل** کو یاد رکھ کر [illegible] لیے ہین -

ناقل و مترجم کہتا ہے یہہ جو مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ مسائل مخالفہ حدیث جو کتب فتاوی مین ہین انکے سبب امام ابوحنیفہ پر طعن مناسب نہین یہہ نہایت درست و راست و انصاف کی بات ہے جسپر ہمارا دلی اعتقاد ہے چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۴ مین صفحہ ۱۸۱ اسے ۱۸۴ تک ہمنے بہت بسط و تفصیل کے ساتھ اس بات کی تشریح کی ہے اور اسکے ذریعہ سے اپنے اون اہلحدیث بہائیون کی خدمت مین (جو آج کل امام ابوحنیفہ کی غلطیان ظاہر کر رہے ہین) یہہ التجا کی ہے کہ جس مسئلہ مین امام صاحب یا انکے شاگردون پر غلطی کا الزام قائم کرین اس مسئلہ کو ان ائمہ سے بتحقیق ثابت کر لین صرف شرح وقایہ و درمختار و قاضیخان وغیرہ فتاوون کی نقل و روایت پر اعتماد کر کے ان کتابون کی ہر بات کو ان ائمہ کے اقوال نہ سمجھ لین میرے بہائی اس بات کو پہر غور و انصاف سے سوچین اور اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۴ مین مکرر ملاحظہ فرماوین - **ایسا ہی** جو مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ یہہ امام بعض احادیث

نہ پہنچنے کے سبب معذور ہین - یہہ بات بھی ہمارے اور ہر ایک محقق و منصف کے نزدیک ثابت ہو چکی ہے - ہمنے اسکی تفصیل بھی اپنے ضمیمہ اخبار نمبر یازدہم مطبوعہ مارچ ۱۸۷۸ء مین بخوبی کی ہے -

ولیکن جو مولوی صاحب نے اس بات مین اتباع مذہب امام صاحب کو بھی شامل کر لیا ہے اور انکو بھی معذور و ماجور بتایا ہے اسمین ہمارے نزدیک تفصیل بکار ہے -

متقدمین اتباع و پیروان مذہب امام (جنکے زمانہ مین حدیث کی کتابین جمع نہوئی تھین) تو بیشک اس حکم مین اپنے ائمہ کے ساتھ شامل اور انکی مثل معذور ہین - ولیکن متاخرین اتباع جناب (جنکی صدہا برس پہلے صحیحین و موطا مالک وغیرہ کتب صحاح و حسان جمع ہو چکی تھین) سبھی اور بہر حال معذور نہین ہو سکتے - بلکہ جنکو استدلال و استنباط احادیث سے وہ خیال مانع رہا جو شعبی و ابراہیم وغیرہ تابعیون کو مانع رہا (جسکا بیان نمبر [illegible]) اپنے اس خیال کے سبب معذور ہین - اور جنکو استدلال کتاب و سنت سے توقف نہ تھا وباینہمہ انہون نے استنباط مسائل کے وقت کتب حدیث کی طرف (جو انکے زمانہ مین موجود و متداول تھین) رجوع نکیا - اور صرف اقوال ائمہ کو بمنزلہ نصوص قرار دیکر انسے استخراج و استنباط مسائل خلاف احادیث (جیسے ممانعت رفع سبابہ یا مسئلہ دہ در دہ) کیا یا ائمہ کی قیاسی باتون کو بمقابلہ احادیث صحیحہ دستور العمل بنا رکھا - وہ لوگ معذور نہین ہو سکتے -

اِن ھی لوگون کی نسبت امام شعرانی وغیرہ محققین نے کہا ہے کہ یہہ لوگ معذور نہین ہین چنانچہ میزان کبریٰ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۷۲ مین فرمایا ہے

واعتقادنا واعتقاد کل منصف فی الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ بقرینۃ ما رءینا	ہمارا اور تمام منصفون کا اعتقاد امام ابو حنیفہ رح کی نسبت بقرینہ ان باتون کے جو ہمنے اوسسے نقل کی ہین

انتفاعنه من ذم الرأي والتبري منه ومن
تقديمه النص على القياس انه لو عاش حتى
دونت احاديث الشريعة بعد رحيل
الحفاظ في جمعها من البلاد والثغور وظفر بها
لاخذ بها وترك كل قياس كان قاسه وكان
القياس قل في مذهبه كما قل في مذهب غيره
بالنسبة اليه لكن لما كانت ادلة الشريعة
مفرقة في عصره مع التابعين وتابع
التابعين في المدائن والقرى والثغور
كثر القياس في مذهبه بالنسبة الى غيره من
الائمة ضرورة لعدم وجود النص في تلك
المسائل التي قاس فيها بخلاف غيره من
الائمة فان الحفاظ كانوا قد رحلوا في
طلب الاحاديث جمعها في عصرهم من
المدائن والقرى ودونوها فجاوبت احاديث
الشريعة بعضها بعضا فهذا كان سبب كثرة
القياس في مذهبه وقلته في مذاهب
غيره ويحتمل ان الذي اضاف الى الامام
ابي حنيفة انه يقدم القياس على النص ظفر
بذلك في كلام مقلديه الذين يلزمون
العمل بما وجدوه عن امامهم من القياس

(یعنی رائی سے بیزار ہونا اور حدیث و قرآن کو
قیاس پر مقدم کرنا) یہہ ہے کہ اگر وہ جیتے رہتے
یہانتک کہ احادیث نبوی جمع ہوئین بعد سفر کرنے
حفاظ حدیث کے اُسکے جمع کرنیکے لیئے شہرون
اور سرحدون مین اور اون احادیث کو امام
ابو حنیفہ رح پالتے تو اُنکو لے لیتے اور تمام قیاسات
کو جو کر چکے تھے چھوڑ دیتے اور اُنکے مذہب
مین قیاس کم ہوتا جیسے اور ونکے مذہب مین
اُنکی نسبت کم ہے - ولیکن جبکہ دلائل شریعت
(یعنی احادیث) انکے زمانہ مین تابعین و تبع تابعین
کے ساتھ شہرون اور بستیون اور سرحدون
متفرق تھے تو اونکے مذہب مین بہ نسبت اور
اماموںکی قیاس زیادہ ہوا ضرورت کے سبب
اس لیئے کہ جن مسائل مین اُنہون نے قیاس کیا انمین
نص نپائی - بخلاف اور اامون کے کہ اُنکے زمانہ
مین حدیث کے حافظون نے شہرون اور بستیون
مین حدیث جمع کرنیکو سفر کیئے - اور احادیث کو
جمع کیا - آپ کے مذہب مین قیاس زیادہ ہونیکا
اور اورون کے مذہب مین کم ہونیکا یہی سبب ہے
اور یہہ بھی احتمال ہے کہ جسنے امام ابو حنیفہ کیطرف
نص پر قیاس مقدم کرنیکو نسبت کیا ہے اسنے یہہ

(302)

ویترکون الحدیث الذی صح بعد موت الامام فالامام معذور واتباعہ غیر معذورین۔	حدیث کو جو بعد فوت امام صحیح ہوئی چھوڑ دیتے ہین ولیکن امام معذور ہے اور یہہ لوگ معذور نہین۔

اس عبارت میزان کو مولوی صاحب نے بھی بالاختصار اپنے رسالہ کے صـ۱۱ مین نقل کیا ہی اور اسپر ایسی تفریع کی ہی جو ہمارے اس بیان کی مصدق ہی جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایسے ضدی اتباع امام کو مولوی صاحب بھی معذور نہین سمجھتے آپ فرماتے ہین۔ مین کہتا ہون

اقول تفرق الناس من قدیم الزمان الی هذا الاوان فی هذا الباب الی الفرقتین فطائفة قد تعصبوا فی الحنفیة تعصبا شدیدا والتزموا بما فی الفتاوی التزاما شدیدا وان [illegible] صحیحا او [illegible] علی خلافه زعموا انه لو کان هذا الحدیث صحیحا لاخذ به صاحب المذهب ولم یحکم بخلافه وهذا جهل منهم بما روت الثقات عن ابی حنیفة من تقدیم الاحادیث والآثار علی اقواله الشریفة فترك مخالف الحدیث الصحیح رای سدید وهو عین تقلید الامام لا ترك تقلید وطائفة زعموا ان الامام قاس علی خلاف الاخبار وهجرها ورد بها الشرع والآثار فظنوا فی حقه ظنونا سیئة واعتقدوا	لوگ پرانے زمانہ سے ابتک دو فرقے ہو رہے ہین ایک فرقہ تو حنفیون مین سخت متعصب ہے انہون نے فتاوون کو پکڑ رکھا ہے۔ اور وہ اگر کوئی حدیث صحیح اُنکے خلاف مین پاتے ہین تو کہتے ہین اگر حدیث صحیح ہوتی تو ہمارے مذہب کا [illegible] امام اسکو [illegible] اسکے خلاف [illegible] اور اُنکی یہہ بات اُنکی جہالت ہے اسبات سے جو ثقہ لوگون نے امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ وہ اپنے اقوال سے حدیث کو مقدم سمجھتے۔ پس قول امام مخالف خلاف حدیث کو چھوڑ دینا بہت درست رای ہے۔ اور یہہ عین تقلید امام ہی نہ ترک تقلید۔ اور ایک فرقہ یہہ خیال کرتے ہین کہ امام ابوحنیفہ نے حدیثون کو عمداً چھوڑ کر اپنا قیاس کیا ہی۔ سو انہون نے اُنکے حق مین بدظنی کی اور اُنکی نسبت بُرا اعتقاد جمایا۔

عقائد قبیحۃ ومطالعۃ المیزان لھم نافع ولا وھامھم دافع فلیتخذ العاقل مسلک البین ویھجر طریقۃ الطائفتین انتھی۔

کتاب میزان کبیر کا مطالعہ دونو فریق کو نافع ہے اور اُنکے وہمون کو دافع۔ دانا کو چاہیئے کہ بیچ کی چال اختیار کرے اور اُن دونو فریق کی راہ چھوڑ دے۔

بالجملہ عبارات نافع کبیر سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھہ علامہ ہارون نے تجویز اجتہاد و مسائل مذہب حنفیہ وطبقات مجتہدین کی نسبت کہا ہے یہہ اکابر علماء حنفیہ وغیرہ کی قلم وزبان سے نکل چکا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کلام مین علامہ ہارون کی اور بھی تائید پائی جاتی اور یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو علامہ ہارون نے تجویز واقسام اجتہاد مین کہا یہہ سلف سے خلف تک متفق علیہ و مسلّم چلا آیا ہے

جناب کی کلام مین اور بھی فرائد فوائد بکثرت موجود ہین۔ اسلیے اس کلام کا بتمام وکمال اسمقام مین نقل کرنا موجب وسعت نظر و مورث زیادہ بصیرت اہل تحقیق معلوم ہوتا ہے جناب ممدوح رسالہ انتباہ الاذکیا فی سلاسل اللہ کے جلد دوم مین فرماتے ہین۔

مقدمہ باید دانست کہ یکی از واجبات اسلام معرفت احکام آلہی ست وطریق معرفت آنہا کتاب وسنت وآثار صحابہ وتابعین واستنباط از کتاب وسنت ست وآنرا در عرف علما فقہ گویند وفقہارا مذاہب مختلف ست ومسالک متنوع ومتاخران را در اختیار مذاہب فقہا وعمل برآنہا اختلاف ست اکثر متاخران تقلید مذہبی از مذاہب مشہورہ کنند ودر کلیات وجزئیات زمام اختیار از دست دادہ مانند سفیہ محجور علیہ باشند واین راہ مبارک ست کسی را کہ از علم کتاب وسنت بہرہ نیافتہ باشد ودر مدارک علما خوض نکردہ بود بیک شرط کہ ہمگی ہمت ایشان اتباع کتاب وسنت باشد پس اگر اجتہاد متبوع خود را مخالف صریح کتاب وسنت دانند وغالب ظن حاصل شود کہ این اجتہاد مخالف کتاب وسنت ست دست از تقلید آن در آن مسئلہ باز دارند وتقلید دیگران

مسئلہ بکسی کنند کہ قول او موافق بودہ باشد و کتاب و سنت را اگر مخالف مذہب متبوع خود است رد نکنند و عمل برآن ممتنع ندانند و نگویند کہ ذمۂ ما مشغول شدہ است بتقلید شخصی پس ما را تخلف از اتباع وی ممتنع ست اگرچہ حدیثی بما مخالف نص متبوع خود برسد و تاویل فاسد کہ طبع سلیم از قبول وی ابا کند برای احکام وضع متبوع خود راست نکنند و ظن غالبی کہ از احادیث مرویہ در کتب مشہورہ حاصل میشود بمکابرہ انکار نکنند و دیدہ و دانستہ را بجہل مرکب نادیدہ و نادانستہ نسازند و اگر این شرط فوت شود در قول خدا تعالی اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ + وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ✻ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ✻✻ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ [illegible] داخل [illegible] تتبع کلام فقہی کنند از فقہای اسلام پس احادیثی و آثاری کہ آن فقیہ بآن تمسک کردہ است روایت کنند و بطریق تطبیق احادیث متخالفہ و ماخذ احکام آشنا شوند و انتصار مذہب خود کنند و بتفریع بر اصول

+ کیا ہمنے انکو اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے جسکو وہ تہامے ہوئے ہیں۔ نہیں۔ انہوں نے تو یہی کہا ہے کہ ہمنے اپنے بزرگوں کو ایک طریق پر پایا ہم ان ہی کے قدموں پر چلینگے۔

✻ ایسا ہی ہمنے تیرے پہلے کسی بستی میں کوئی ڈرانیوالا نہ بھیجا مگر وہاں کے اہل نعمت نے کہا ہمنے اپنے بڑوں کو ایک طریق پر پایا ہے۔ ہم ان ہی کی چال کی پیروی کرینگے۔

✻✻ نبی نے کہا کہ بھلا اگر میں تمہارے پاس ایسی چیز لایا ہوں جو تمہارے بزرگوں کی طریق سے زیادہ رہنما ہو وہ بولے ہم تو اس سے جو تم لائے ہو منکر ہیں۔

✻✻✻ جب انکو کہا جائے تم اسکی پیروی کرو جو خدا نے اُتارا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اسی کی پیروی کرینگے جسپر ہمنے اپنے بڑوں کو پایا ہے کیا اگرچہ وہ کچھ عقل نہ رکھتے ہوں اور نہ راہ پانے والے۔

امام خود مشغول شوند واین جماعه را مجتهد فی المذهب گویند و بمتبوع منسوب کنند حنفی یا شافعی مثلاً و این
راه نیز مبارک ست بشرطیکه تدارک کتاب و سنت نکنند و مناظره ایشان برای اظهار حق باشد نه برے
احکام وضع خود و ہدم وضع مخالف واللّٰه اعلم و یکی از نعم الٰہی برین ضعیف آنست که احادیث و آثار
متمسک ہر یکی از فقہای اربعه اصحاب مذاہب مشہوره را روایت کرد و صنائع ایشان در استنباط
اجمالاً و تفصیلاً ادراک نمود و بر مختارات ہر یکی مطلع شد نه تا بمعنی که ظهر الغیب یاد گرفت بلکه
قدرت حاصل کرد بر معرفت مذاہب ایشان از کتب ایشان و معرفت ماخذ و ادلهٔ ایشان بقوة
قریبه از فعل بعد ازان تردد واقع شد در اختیار روشی و تعیین مسلکی که خود را آن مقید کنند زیراکه
تشویش و اضطراب درین باب داء عضال ست و دید که اکثری را باعث بر تعیین مسلک عادت و
الفت شده است پس اعتماد ایشان در تعیین بر آنست که در اقلیم ایشان آن مذهب شائعست
یا آبا و اجداد ایشان [illegible] مذهب [illegible] است که خبر از
مذاهب آشنا نشده باشد و در طرق تفتیش و ادله خوض نکرده باشد و جمعی مناقب فقیهی جمع کنند و محبتی
باوی بهم رسانند و غافل باشند از مناقب فقیه دیگر یا غشاوهٔ تعصب چشم بصیرت ایشان را پوشیده
باشد و سلوک درین راه نیز آئین این طبیعت نبود پس بتضرع تمام و جمع همت متوجه شد
بحق سبحانه و طلب تعیین مسلکے نمود و استخاره کرد پس برکتی فائض شد که بآن برکت مهتدی گشت
بتعیین مسلکی دخت یا مشربی و ما میخواهیم که درین رساله باجمال آن مسلک را بیان کنیم بعد ازان
سند خود در ماخذ ائمه اربعه از سنن و آثار و مذاهب ایشان از مسائل فقهیه بیان نمایم و باللّٰه التوفیق۔
برین فقیر واضح ساختند که در هر مذهبی احکام سه قسم می باشند یکی ظاهر مذهب چنانکه در مذهب امام
ابی حنیفه ظاهر مذهب اصول خمسه از تصانیف محمد بن الحسن ست و در مذهب امام شافعی آنچه در ام
و مختصر مزنی مسطورست دیگر نوادر مذهب و آن روایات غیر معروفه که از صاحب مذهب او یافته شود
خارج از کتب مشهوره معتمده مثل امالی ابو یوسف و مثل رقیات و هارونیات و امالی حسن بن زیاد
و غیر آن سوم تخریجات اصحاب و وجوه علماء مذهب مثل تخریج طحاوی و کرخی و عیسی بن ابان۔

در مذہب ابی حنیفہ و تخریج ابو اسحاق شیرازی و غیر آن در مذہب شافعی و ہمچنین در دین محمدی
علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات مراتب ثلثہ و قسمت ظاہر دین و نوادر دین و تخریجات
علما و این تثلیث در ہر فن از فنون فقہ و سلوک و عقائد جاری ست و صاحب علم و فہم کسی ست
کہ تفرقہ کند درمیان مراتب ثلثہ در ہر فن و ہر مرتبہ را حکم نہد تبیین ظاہر دین محمدی پنج مرتبہ
دارد مرتبۂ اولی مدلول صریح قرآن کہ قابل تشکیک و تردد نباشد مرتبۂ دوم مدلول صریح احادیث
مستفیضہ کہ در صحیحین و کتاب ابی داؤد و ترمذی موجود اند و جمع عظیم از علماء متقدمین و متاخرین
بر آن رفتہ اند و دران باب تعارض ادلہ و تفاحش اختلاف روایات ظاہر نمیشود و مرتبۂ سوم
حدیثی صحیح یا حسن کہ در اصول خمسہ یافتہ شود و علما تصحیح آن کردہ اند و جمعی از فقہا آن را متمسک
خود ساختہ باشند و اسم شذوذ و ضعف یا مخالفت اجماع بر آن جاری نیست مرتبۂ چہارم مسائلی
کہ صریح حدیث صحیح معروف بر آنہا دلالت نمی کند لیکن اقوال جمع غفیر از صحابہ و تابعین بر آنہا مجتمع
[illegible] باشند و در موطا و اکثر کتب فقہیہ و اصح و مقبول ترین [illegible]
آنہاست مذکور شدہ باشد و حفاظ حدیث مثل شافعی و بخاری و مسلم [illegible] بآنہا [illegible]
با قوال اکثر اہل علم و مثل آن مرتبۂ پنجم مسائلی کہ در آنہا نصی از صحابہ و تابعین یافتہ نشد لیکن علماء
مجتہدین مثل مالک و شافعی و ابو حنیفہ و احمد در آن تکلم کردہ اند و تمسک بظواہر قویہ کتاب و سنت
کردہ اند یا اقیسۂ صحیحہ قویہ ظاہرہ برہان اقامت کردہ اند و بعد از ایشان جماعتہای بسیار بر وفق ایشان
رفتہ اند و تصحیح استنباط ایشان کردہ پس این پنج مرتبہ ظاہر دین محمدی ست و جادۂ قویہ کہ ترک آن
ممنوع ست و تساہل در آن قبیح و نوادر دین محمدی احادیث محکوم علیہا بالضعف یا مرویہ در کتب
غیر مشہورہ و یا آثار صحابہ و تابعین کہ شاذ و غیر مشہور و غیر معمول باشد یا مذہب فقہا مدون نشدہ
یا کتب آن محفوظ نماندہ و تخریجات دین محمدی آنست کہ علما احادیث از ظواہر قویہ کتاب و سنت
استخراج کردہ باشند یا اصل حدیث و آثار از آن ساکت ست و علماء فقہ آن را استنباط کردہ اند و دران
باب اقوال ایشان مختلف آمدہ و ترجیح قولی بر قولی ظاہر نشدہ و وجوہ و ماخذ دران باب مختلف ست

پس این مراتب آگاهانیده اند اجمالاً ثم تفصیلاً فی کل باب باب بعد ازان واضح ساختند که طریق تتبع
این جادهٔ قویه آنست که تحصیل کتب مشهوره حدیث کند مثل بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداؤد
و موطا روایةً و درایةً بخواند و کتاب شرح السنه را نیک بفهمد و باختلاف و اتفاق علما آگاه شود
و ما شک نداریم که هر که چنین کند فهمی و حدسی داشته باشد البته جادهٔ جلیه را متمیز میسازد از غیر
آن و مراتب سه گانه را ادراک میکند پس مسئله اگر منصوص است در جادهٔ جلیه پی آن رود و تخلف
ازان جائز نیست و اگر از تخریجات است لازم نیست دران تخریجات اتباع فقیهی خاص بلکه اختیار
کند اصح و اوفق را یا قول اکثر اهل علم را چنانکه مقلدین هر مذهبی در تخریجات مذهب می شنسند
و درین جا اگر تمسک بنوادر کند و ترجیح مسلکی بر مسلکی ازانجهت نماید دور نیست و نیز واضح ساختند
که اختلاف مسائل که امروز بنظر می آید از چهار حالت بیرون نیست یا مقبول است قطعاً مثل اختلاف
[illegible]
یا اختلاف مقبول است ظناً و آن مسائل تخریجیه که در جادهٔ جلیه دلیل بر آن قائم نشد و هر جانب را
وجهی هست و شاهدی و قرینه پس هر یکی بحسب تحری غالب خود عمل کند زیرا که از جاهای بسیار شارع
ما را تعلیم کرده است که ما ماموریم در غیر جادهٔ قویه بتحری و اجتهاد و عمل بر وفق اجتهاد و اگر تحری
حاصل شود دیدن باب اکثر علما بآن آن نیز نوعی از تحری صحیح باشد و اگر حاصل نشد هیچ وجهی توقف کند یا تقلید
فقه نماید مثل آنچه در تحری قبله گفته اند و اگر اختلاف در کیفیت ادای طاعتی ست هر دو طریق را صحیح دارد
و بصحت هر دو فتوی دهد و هر دو مره بعد اخری او جمیعاً عمل بکند و اگر اختلاف در قضایا باشد لیستیه
یعنی حکم مقدمات
راه ردو و تلون را بگذارد که مورث تهمت ست پس اگر دلیلی بر ترجیح طرفی قائم شد آن را بکند و الا
بقضاء دیار خود بر وفق مذهب پادشاه یا اکثر اهل بلد کار کند یا مردود قطعاً و آن آن ست که
مخالف نص کتاب یا سنت مستفیضه یا اجماع سلف واقع شود و آن را البته رد باید کرد و تقلید کسی
در آن باب بعد وضوح حال درست نیست و مردود ظناً و آن مخالف خبر واحد صحیح یا حسن و
مخالف قواعد مقرره مشهوره است پس مواضع وجوه اختلاف را واضح ساختند و همچنین مسائل بسیار

(305)

فضیلة ما سبقهم الیها وهذا العصر الثالث هو الذی کان فیه المجتهدون

وهم ابن جریج وسفیان بن عیینة بمکة وابن ابی ذئب ومحمد بن اسحق وعبید الله بن

عمر واسمعیل بن امیة ومالک بن انس وسلیمان بن بلال وعبد العزیز بن ابی سلمة

وعبد العزیز الداوردی وابراهیم بن سعد بالمدینة وسعید بن ابی عروبة وحماد

بن سلمة وحماد بن زید وعمر بن راشد وابو عوانة وشعبة وهمام بن یحیی وجریر بن

حازم وهشام الدستوائی وزکریا بن ابی زائدة وحبیب بن الشهید وسوار بن عبد الله

وعبید الله بن الحسن وعثمان بن سلیمان بالبصرة وهشام بن بشیر بواسط وسفیان

الثوری وابن ابی لیلی وابن شبرمة والحسن بن یحیی وشریک وابو حنیفة و

زهیر بن معاویة وجریر بن عبد الحمید ومحمد بن حازم بالکوفة والاوزاعی وسعید

بن عبد العزیز والزبیدی والقاضی حمزة بن یحیی وشعیب بن ابی حمزة بالشام

والليث بن سعد [illegible]

احد اخذ بقول امام من قبله فقبله کله دون ان یرد منه شیئا ثم وجد

بعدهم من اعتصم بهداهم وسلک سبیلهم فی ذلک نحو یحیی بن سعید القطان

وعبد الرحمن بن مهدی وبشر بن المفضل وخالد بن المخلد وعبد الرزاق ووکیع

ویحیی بن آدم وحمید بن آدم وحمید بن عبد الرحمن الرؤاسی والولید بن مسلم

والحمیدی والشافعی وابن المبارک وحفص بن غیاث ویحیی بن زکریا بن ابی زائدة

وابو داود الطیالسی ومحمد بن ابی عدی ومحمد بن ابی جعفر ویحیی بن یحیی النیسابوری

ویزید بن هارون ویزید بن زریع واسمعیل بن علیة وعبد الوارث بن سعید

سفیان بن عیینہ مکہ میں اور فلان فلان (۲۲) علما مدینہ وبصرہ و واسطہ وکوفہ وشام

ومصر میں) یہہ سب کے سب اسی طریق پر تھے جو ہمنے بیان کیا ہے - انمین کوئی

ایسا نہ تھا جسنے پہلون سے کسی ایک امام کے سبھی قول مان لیئے ہوں کسی ایک کو

رد کیا ہو انکے بعد ہمنے اُن لوگون پایا جنہوں نے اُنکا طریق اختیار کیا تھا -

جیسے یحیی بن سعید وغیرہ (۲۸ علما) انمین سے بھی کوئی ایسا نہ تھا جو پہلے

وابنه عبد الصمد ووهب بن جرير وزاهر بن راشد وعفان بن مسلم
وبشر بن عمرو وابي عاصم النبيل والمعتمر بن سليمان والنضر بن شميل ومكي بن
ابرهيم والحجاج بن منهال وابي عامر العقدي وعبد الوهاب الثقفي والمزي كي
ووهب بن خالد وعبيد الله بن نمير وغيرهم ما من هؤلاء احد قلد اماما كان
قبله ثم تلاهم على مثل ذلك احمد بن حنبل واسحق بن راهويه وابو ثور
ابو عبيد وابو خيثمة وابو ايوب الهاشمي واسحق الفزاري ومخلد بن الحسين و
محمد بن يحيى الذهلي وابو بكر وعثمان ابنا ابي شيبة وسعيد بن منصور و
قتيبة بن ومسدد والفضل بن دكين ومحمد بن المثنى وبندار ومحمد بن عبد الله
نمير ومحمد بن العلاء والحسن بن محمد الزعفراني وسليمان بن حرب وغيرهم
ليس منهم احد قلد رجلا وسلكهل و امن قبلهم [illegible] فلم يروا انفسهم في سعة
ان يقلدوا دينهم احد منهم ثم اتى بعد هؤلاء البخاري ومسلم وابو داود و
النسائي ومحمد بن سنجرة ويعقوب بن شيبة وداؤد بن علي ومحمد بن نصر المروزي
وابن المنذر ومحمد بن جرير الطبري ومحمد وتقي بن مخلد ومحمد بن عبد السلام
الحسيني وغيرهم ما منهم احد اتى الى امام قبله فاخذ قوله كله فقلده بل
كل هؤلاء نهى عن ذلك وانكره ولم اجد احدا يوصف بالعلم قديما وحديثا يستجيز التقليد

اماموں سے کسی ایک کا مقلد ہو رہا ہو پھر اسی روش امام احمد بن حنبل وغیرہ
(۲۱ علما) ہوئے - انمین سے ایک بھی ایسا نہین ہوا جو کسی ایک کا مقلد ہو - انہون نے
پہلوں کا حال مشاہدہ کیا اور انکو دیکھا پھر انکے دلون نے کسی کی تقلید کو پسند نکیا
انکے بعد بخاری و مسلم و ابو داؤد وغیرہ (۱۰ علما) ہوئے انمین بھی کوئی ایسا نہ تھا
جسنے کسی ایک امام کی تقلید کی ہو بلکہ ان سبنے اس تقلید سے منع کیا ہے اور سپر
انکار متوجہ فرمایا ہے - ہمنے قدیم وجدید زمانہ مین کسی ایک کو جو عالم کہلاتا
ہو ایسا نہ پایا جو تقلید کو جائز رکھتا ہو -

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

على صاحبها الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ہفتم   بابت ماہ رجب سنہ ۱۲۹۶ ہجری مطابق جولائی ۱۸۷۹ء   جلد دوم

جو دو حصوں پر منقسم ہے

حصہ اول میں بعض اصول ادلہ کاملہ کا ثبوت ہے — **حصہ دوم** میں بعض مضامین تہذیب الاخلاق سے بحث ہے

اور بضمن حصہ اول اہل نیچر کے اس خیال کا ابطال ہے کہ شریعت کی ہر بات کا عقل میں آ جانا ضروری ہے

منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

اشتہار شرح قیمت و غیرہ امور متعلقہ رسالہ

(۱) یہ ماہواری رسالہ مذہبی ہے ملکی یا قومی باتوں سے اسمیں کچھ غرض نہیں

(۲) اسکی عام قیمت آٹھ آنہ ماہوار ہے خاص قیمت جو اغنیا دو روپے بھیجتے ہیں کم سے کم ایک روپیہ ماہوار اور بعض دو دو تین تین روپیہ ماہوار بھی دیتے ہیں - وہ لوگ انجمن اشاعۃ السنۃ کے ممبر ہیں - رعایتی قیمت جو بشرط سالیانہ پیشگی ادا کرنیکے تجویز ہوئی ہے چار آنہ ماہوار ہے اس رعایت کے مستحق دو قسم کے لوگ ہیں قسم اول وہ لوگ ہیں جو نہ پوری وسعت رکھتے ہیں کہ پوری اعانت کریں اور نہ محض مسکین ہیں کہ مفت لیں - قسم دوم وہ لوگ ہیں جو تہذیب الاخلاق کے معتقد ہیں اس رسالہ کے [illegible] ہیں اور بنظر تحقیق دونوں کو دیکھتے رہتے ہیں اسلئے وہ ہنوز اس رسالہ کے پوری اعانت کو ضروری نہیں سمجھتے اور مفت لینے کا بھی استحقاق نہیں رکھتے - پیشگی ادا کرنیکی شرط دونوں قسم کے لئے ہے اور میعاد ادائے پیشگی تاریخ وصول پرچہ اول سے مقرر ہوئی ہے - جو اثنائے سال میں سالیانہ نہ بھیجیگا اس سے آٹھ آنہ ماہوار سے کم نہ لیا جاویگا -

(۳) زرچندہ بذریعہ ہندوی منی آرڈر ارسال فرما دیں اگر نوٹ یا ٹکٹ بھیجیں تو بذریعہ رجسٹری بھیجیں ٹکٹ آدہ آنہ

مطبع مصطفائی لاہور میں طبع ہوا

نمبر سوم صفحہ ۴۷ سے نمبر ششم صفحہ ۱۸۷ تک دلیل دوم (منجملہ دلائل عقلیہ اصل اول منجملہ اصول جواب ادلہ کاملہ) کا بیان ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ عقل انسانی اختلاف وتناقض کے سبب بھر کے لایق نہین ہے اور احکام کے تشریع وتجویز کا وہ منصب نہین رکھتے - اب بقیہ دلائل عقلیہ اصل اول کا بیان ہوتا ہے

دلیل سوم یہ کہ عقل انسانی شریعت [illegible]

[illegible] ومدار و مبنی سمجھ نہین سکتے پھر وہ اُن باتونکو بن بتائے کیونکر سمجھ سکتے ہین اور اُن پر احکام حلال و حرام کس طرح لگا سکتے ہے پس معتزلہ وغیرہ قائلین حسن و قبح کا یہ قول لولا الشارع لکانت الافعال لثبت الاحکام یعنے شارع نہوتا اور فعال پائی جاتے تو اُن پر بھی احکام لگائے جاتے علے العموم والاطلاق کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ہر چند ماتریدیہ کے مذہب کے موافق [illegible]

جو شرع نے ہمکو بتائی ہین ہم سمجھ سکتے ہین اور اُن کی مشروعیت کی وجہ عقل سے پہچانتے اور بیان کرتے ہین

تمثیلات

(۱) عبادت مین شکر منعم پایا جاتا ہے اس لئے وہ واجب ہوئے

(۲) کفر و شرک مین ناشکری و احسان فراموشی ہے اس لئے اسکی حرمت تجویز ہوئی -

(۳) نکاح مین عفت وحفظ صحت وبقاء نسل و تربیت اولاد ہے اس لئے وہ [illegible] ہوا -

(۴) سفاح (یعنے زنا) مین حق تلفی غیر وقطع نسل واضاعت اولاد ہے اس لئے وہ حرام ٹھہرا -

(۵) سود و قمار و فاسد بیعون مین (جیسے کچے پھلونکو بیچنا دہوکہ و غبن فاحش سے بیع کرنا) ظلم و ایذا خلائق ہے اس لئے اُن پر حکم حرمت لگایا گیا

(۶) بیع و شرا صحیح رفاہ عیش خلائق کا مدار ہے اس لئے اُسکو حلال کیا -

(۷) بول و براز وغیرہ متعفن چیزون سے

روح اور جسم کا نقصان ہے اس لئے اُن
سے پرہیز کا حکم ہوا۔

(۸) طیبات وستھری چیزون سے روح
و بدن کا فائدہ متصور ہے اس لئے اُن کو
مباح فرمایا۔

(۹) راستبازی و عدالت و مروت معاملات
دین و دنیا کی بہتری کا مدار ہین اس لئے
اُن کو دین ٹھیرایا۔

(۱۰) ظلم و تعدی و دروغگوئی حسن معاشرت
مین خلل انداز ہین اس لئے اُن کو حرام
فرمایا۔ فقال عز من قائل ان اللہ یامر
بالعدل والاحسان وایتاءذی القربی
وینھی عن الفحشا والمنکر
والبغی۔ اسی قسم کے ہزارہا احکام حلال
وحرام ہین جنکے حسن و قبح کو ہم بعد
ورود شرع بخوبی سمجھ رہے ہین **ولیکن**
مع ذالک صدہا باتین شریعت کی ایسی بھی ہین
جن کو ہم سمجھہ نہین سکتے اور اُن کی مشروعیت
وعدم مشروعیت کی ایسی عقلی وجہ جس مین
اشتباہ باقی نرہے اور چون وچرا
عقل کا انقطاع ہوجاوے بیان نہین
کر سکتے۔

تمثیلات

(۱) ریح یا بول یا براز کے نکلنے سے
تمام بدن کا ناپاک ہوجانا جسکو حدث
کہتے ہین۔

(۲) پھر اس ناپاک بدن کا فقط
ہاتھ پاؤن مونہہ دہونے سے (جسکو وضو
کہتے ہین) پاک ہوجانا۔

(۳) اس پاکی یعنے وضو مین ہاتھ کی
حد کہنیون تک پاؤن کے ٹخنون تک
مقرر کرنا۔

(۴) اس مین بجائے غسل سر مسح کافی
ٹھیرانا اور اس مسح کے لئے سر کی چوتھائی
یا ایک دو بال یا تمام سر کو مقرر کرنا۔

(۵) اس مین بجائے غسل پاؤن کے
موزہ پہن کر مسح تجویز کرنا اور اس مسح
کے لئے پشت قدم کو مخصوص کرنا۔

(۶) بوقت پانی نہونے مٹی کو مونہہ اور ہاتھون
پر ملنا اور اس حکم سے سر اور پاؤن کو
مستثنے کرنا۔

(۷) عبادت کو بہیئت نماز ادا کرنا اور

اس مین خاص خاص صورتین اور خاص
خاص اذکار اور خاص خاص اوقات اور
خاص خاص عدد رکعات اور خاص سمت
وجہت مقرر کرنا۔
(۸) صوم کے لئے طلوع فجر سے غروب
آفتاب تک وقت مقرر کرنا پھر تمام سال
کے مہینون سے ایک ماہ رمضان کو اس کے
واسطے مخصوص کرنا اور اس سے دوسرے
دن (یعنے غرہ شوال) کا روزہ حرام
ٹھیرانا۔ اور روزہ توڑ دینے کی کفارہ
خاص تجویز کرنا
(۹) وجوب زکوۃ کے لئے ایک عدد
خاص کو (کہ بکریان ہون تو کم سے کم چالیس
ہون۔ اونٹ کم سے کم پانچ چاندی کم سے کم
پچاس تولہ) مخصوص کرنا۔
(۱۰) حج کے لئے خاص ارکان خاص
مکان خاص زمان خاص خاص دعوات واذکار
خاص صورت ولباس معین کرنا۔
(۱۱) وراثت کے باب مین باپ کا چھٹا
حصہ اور مان کا تیسرا حصہ یا چھٹا۔ بیٹی کا
نصف۔ بیٹے کا اس سے دگنا۔ صلبی

اولاد سے مرد وعورت دونو کو وارث بنانا
بھائی کی اولاد سے عورتون کو مردون کے
ہوتے محروم ٹھیرانا۔ بہن کی اولاد ہو تو
دونو فریق کو گرانا۔
(۱۲) ازدواج کے قانون مین باپ کی بیٹی کو حرام
ٹھیرانا چچا (جو عرفاً وشرعاً باپ کی مثل ہے)
کی بیٹی کو حلال فرمانا۔ خالہ کو حرام کہنا
خالہ کی بیٹی کو حلال بتانا۔
(۱۳) پرورش کے دستور مین دودھ پلانے
کی میعاد کو دو برس سے محدود کرنا اور اس
سے ایک دن اوپر دودھ دینے کو حرام
ٹھیرانا۔
وعلیٰ ہذا القیاس صدہا باتون کو ہم
سمجھ نہین سکتے اور اس کے وجہ عقلی
جس مین جائے سوال باقی نرہے بتا
نہین سکتے۔
یہ تو فروعات ہین جو ضبط وحصر سے باہر
ہین۔ اور ان کی کثرت کے سبب ہر ایک
کی وجہ کا جاننا بہت مشکل ہے۔ ہم بعض
اصول اسلام کو (جو محصور ومعدود ہین)
اچھی طرح سمجھ نہین سکتے۔ اور ان کی

اصلیت و حقیقت و صورت و کیفیت کو عقل کے
ذریعہ سے بتا نہین سکتے - بلکہ جو کچھ
خدا و رسول نے بتایا اُسکو ہم ایماناً و
اعتقاداً مانتے ہین اور خدا و رسول کی تقلید
سے اُسکو حق جانتے ہین -

تمثیلات

(۱) خدا تعالےٰ کے وجود کو ہم بجز اسکے
کہ وہ ہے کچھ نہین جانتے - اور اس
ہونے کی صورت و کیفیت خیال مین
نہین لا سکتے -
جن صفات سے خدا تعالےٰ نے ہمکو
اپنا ہونا بتایا ہے - کہ وہ وہ ہے جس نے
آسمان یا آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ
سے پیدا کیا اور وہ عرش پر ہے اور بولتا
اور سنتا اور دیکھتا خوش ہوتا ہے
ہم اُن صفات کو بھی اچھی طرح نہین سمجھتے
اور اُن کی صورت و کیفیت کو خیال مین
متعین نہین کر سکتے
اس مین ہم سمجھتے ہین تو یہی سمجھتے ہین
کہ ہم اُسکو نہین سمجھتے اور جو سمجھتے ہین
خدا کو اُسکے لائق نہین جانتے
ہماری عقل اسمین گھوڑا دوڑاتی ہے تو یہی
خبر لاتی ہے کہ کلما خطر ببالک فالله
تعالىٰ منزه عن ذلك یعنے جو تیرے خیال
مین آوے اللہ تعالےٰ اُس سے پاک ہے
خدا تعالےٰ کو ہم عرش پر جانتے ہین
تو ایسا نہین جانتے جیسے کوئی بادشاہ
اپنے تخت یا چوکی پر بیٹھا ہوا ہوتا ہے
بلکہ ایسا کچھ جانتے ہین جیسا اُسکی ذات
کو لایق ہے - اور ہمارے فہم و ادراک
سے اسکی صورت و کیفیت خارج ہے

(۲) برزخ کی حالات سے روح کا جسم
سے متعلق ہونا اور مردہ کو عذاب و ثواب
کا محل ہونا ہم (اہل سنت) مانتے ہین
تو اس تعلق کی پوری کیفیت و تفصیلی حالت
کو کچھ نہین جانتے اور لوازم حیات جو
دنیا مین ہم دیکھتے اور سمجھتے ہین وہ
بھی یہان تجویز نہین کر سکتے بلکہ اتنا
ہی کہتے اور جانتے ہین کہ روح کو جسم
سے اگر وہ کیسی ہی صورت مین جلا یا جاوے
آگ ہو جاوے یا پانی ہوا ہو جاوے

یاہٹی) اس قسم کا اور اسقدر تعلق ہوجاتا ہے
جس سے وہ لذت و عذاب کا ادراک کرسکتا
ہے اور وہ پورا پورا ہماری سمجھہ مین
نہین آتا ۔

(۳) قیامت کے حالات سے مُردون
کی قبر سے اُٹھنے کو اور میدان حشر مین حاضر
ہونیکو اور دوزخ و بہشت مین رنج و راحت
پانیکو گو اہل اسلام مانتے ہین تو اُنکی
پوری کیفیت و تفصیلی حالت کو نہین جانتے
[illegible]
ہے اس سے علاوہ حالات دنیاوی کے
قیاس پر اُس مین کچھ نہین کہہ سکتے ۔
اور جب عقل انسانی شرع کی بتائی ہوئی
بعض اصول و فروع کو سمجھہ نہین سکتے
تو وہ ان اصول و فروع کو بن بتائے
کیونکر سمجھہ سکتی ہے ۔ اور اُنپر اعتقادی
یا عملی احکام کسطرح لگا سکتے ہے ۔
جو امر کسی کے خواب و خیال مین نہین آتا
اس مین وہ کوئی تجویز کب کرسکتا ہے
یہان اگر کوئی یہ **شبہ** کرے
کہ ایسی بات کا جو سمجھہ مین نہ آوے
تجویز کرنا اور اسپر کوئی حکم لگانا مشکل
یا محال ہے تو اُسکو کسیکی تقلید سے
مان لینا کب جائز ہے ۔ پھر اہل اسلام
ایسی باتونکو بتقلید پیغمبر کیون مانتے
ہین اور انپر عمل و اعتقاد کیون رکھتے
ہین بے سوچے بے سمجھے ان باتونکا
مان لینا جائز ہے تو پھر اُن مین اور نصاریٰ
کے اعتقاد تثلیث مین کیا فرق ہے ؟
وہ بھی تو یہی کہتے ہین کہ یہ مذہب کے بات
ہے اسکو بے سمجھے مان لینا چاہیے اور
اس مین چون و چرا نکرنا چاہیئے ۔

تو **جواب** اسکا یہ ہے کہ جیسے حکمت
سے بے علم شخص کو حکیم کی ایسی بات کا
جو اُسکی سمجھہ مین نہ آوے مان لینا واجب
ہے اور اس کی تسلیم و تعمیل مین توقف
کرنا اس کے جہالت و حماقت کا مثبت
ہوتا ہے اور کبھی اس کی ہلاکت کا سبب
ہو جاتا ہے اور یہ اس حالت مین ہے
کہ مثلاً وہ درد ذات الجنب مین مبتلا
ہے اور حکیم اسکو فصد لوانیکا حکم
دیتا ہے اور وہ اس حکم کی تعمیل

سے متوقف ہو اور یہ بات کہتا ہو کہ جبتک
اسکی وجہ معقول نہ سمجھ لونگا اُسپر
عمل نہ کرونگا یہ شخص اسیطرح اس حکم کی
تعمیل سے متوقف رہیگا اور بے سمجھے
یہ علاج کرنا پسند نہ کریگا تو تھوڑی دیر
مین ہلاک ہو جاویگا۔ اس حکیم کی تجویز پر
معترض ہونا اور اُسکی تعمیل مین متوقف
رہنا اس شخص کا کام ہے جو اس حکیم
کو حکیم نہین سمجھتا اور آپ علم حکمت مین
اس سے زیادہ مہارت رکھتا ہے
اسیطرح غیر نبی کو نبی کی ایسی باتونکا جو اُسکی
سمجھ مین نہ آوین مان لینا واجب
ہے اور اسکی تعمیل سے توقف کرنا
اسکے ضلالت و ہلاکت کا باعث ہوتا
ہے۔ نبی پر اعتراض کرنا اُس شخص کا
کام ہے جو نبی کو نبی نہ جانتا ہو اور خود
منصب نبوت رکھتا ہو اور اُسکی
نسبت علوم مین زیادتی کا مدعی ہو
رہا جواب اس امر کا کہ ایسی باتین ماننے
اور تثلیث پر اعتقاد رکھنے مین کیا فرق
ہے سو یہ ہے کہ یہ باتین ممکن الوجود
و مجہول الکنہ ہین۔ اور تثلیث ممتنع الوجود
و معلوم البطلان ہے۔ یعنے وہ باتین
گو ہماری سمجھ مین نہین آتین ولیکن
جائز اور ہو سکنی معلوم ہوتی ہین ۔
بخلاف تثلیث کہ اسکی حقیقت ہم سمجھتے
ہین پھر اسکے باطل ہونیکا علم رکھتے
ہین۔

اس امر کی تفصیل ہم بحث اثبات نبوت
مین کرینگے اور اصل سوال کے جواب
کی تائید نمبر پنجم صفحہ ۱۳۳ وغیرہ مین
[illegible]
[illegible] لکھا جا چکا ہے

ہماری اس دلیل سوم

کے تسلیم کرنے اور اسکو اپنے اوپر
حجت ملزمہ سمجھنے مین معتزلہ وغیرہ
ہمارے قدیمی مخالفین کو تو جائے عذر
و کلام نہین اس لئے کہ شریعت کی بعض
باتون کے عقل مین نہ آنے سے انکو
انکار نہین۔

ولیکن شاید **نیچیر کو مذہب بنانے والے**
اس دلیل کو نہ مانین اور اُسکے خلاف مین
اسباب کو مدعی ہو جاوین کہ شریعت کی

ہر بات کو ہم عقل سے سمجھ سکتے ہین اور جو ہماری عقل مین نہ آوے اُسکو شریعت نہین جانتے - اور اُسپر وہ اسبات کو **دلیل** ٹھیراوین جو آنریبل سید احمد خان صاحب بہادر سی آیس آئی نے مضمون کانشنس مین کہی ہی کہ انسان عقل کے سبب مکلف ہوا ہے تو بالضرورة جسبات پر وہ مکلف ہوا ہے وہ عقل انسانی سے خارج نہین ہے -

(۲) یا یہ **دلیل** قائم کرین کہ عقل اپنی ذاتی قوت سے [illegible] تو گیا در ہے - اسکے ساتھہ اسکا رہبر و ہادی قانون قدرت جو موجود ہے جس سے ہر بات کا دریافت ہونا ممکن ہے

ہر چند ان حضرات کا جواب حصہ اول مین ابجنبی ہے اسلئے کہ اس امر کیواسطے حصہ دوم کو مخصوص کیا گیا ہی ولیکن تبعاً و اقتصاراً للمقام یہان بھی مجمل جواب رہا نہین جاتا اور مختصراً گذارش کیا جاتا ہی

دعوی

انکا تسلیم نبوت و اعتقاد حقانیت رسالت کے مخالف ہی چنانچہ اسکا ثبوت نمبر پنجم صفحہ (۱۳۳) وغیرہ مین گذر چکا ہے اور

دلیل اول انکی اثبات مدعا سے قاصر ہے اور عقل کے سبب مکلف ہونیکا یہ لازمہ نہین ہے کہ جس بات پر وہ مکلف ہوا ہی وہ اسکے عقل سے خارج نہو - اسکا ثبوت نمبر چہارم صفحہ (۱۴۱) مین ہو چکا ہے

اور **دلیل دوم** کی بنیاد ہوا پر قائم ہے یعنے جس قانون قدرت کی وجود پر اس دلیل کی بنا ہے ہنوز اسکا نام نشان نہین ہے اس کا ذکر نمبر ہائے سابقہ مین بخوبی ہو گیا ہے اور [illegible] حصہ اسکی بحث مین گذرا ہے

علاوہ بران کچھہ یہان تازہ گذارش بھی کیجاتی ہے کہ اگر یہ حضرات شریعت کی ہر بات کا عقل مین آجانا ضروری جانتے ہین اور جو عقل سے خارج ہو اسکو دین سے خارج سمجھتے ہین - تو اُن پر لازم و واجب ہے کہ اُن امور کی (جنکو ہمنے مجہول الکنہ یا غیر معقول المعنی بتایا ہے) کنہ بتادین اور اُنکو عقل سے موافق و مطابق کر دکھادین -

نہین تو اُنکا خارج از دین ہونا ثابت کرین

اور اسکا ثبوت دین کہ یہ باتین مولویون نے از خود بنا دہری ہین خدا اور رسول نے یہ باتین ہرگز نہین بتائین

سبہی باتون کی نسبت یہ کام نہو سکے تو فقط وجود و صفات خالق و صورت کذائی نماز کی باب ہین کچھ کام کر دکھاوین اور انکی کنہہ اور وجہ کی بیان سے ہنر ظاہر کرین منجملہ صفات باریتعالے دیکھنے کے حقیقت بیان کرین اور بتاوین کہ وہ کسطرح دیکھتا ہے اور کس چیز سے دیکھتا ہے اور اسکا دیکھنا کیا معنی رکھتا ہے

اگر یہ جواب دینا ہو کہ اسکے دیکھنے سے اسکا علم یعنے جاننا مراد ہے تو یہ خود دیکھنے کے مانند مجہول الکنہ صفت ہے۔ پہلے اسیکو بتاوین کہ اسکے علم سے کیا مراد ہے اور وہ کسطرح جانتا ہے اور اسکا علم عین اسکی ذات ہے یا اسکی جز یا کوئی امر اس سے علیحدہ یا اس سے ملا ہوا یا اس سے منتزع و مفہوم ہوتا۔

ان شقوق سے جس شق کو جواب مین اختیار کرینگے اور یہ کہینگے کہ اسکا علم عین اسکے ذات ہے اور صفت علم اسکی ذات سے علاوہ کوئی چیز نہین ہے تو یہ خود مجہول الکنہ امر ہے۔ پہلے اسیکو بتلادین کہ اسکی ذات کیا چیز ہے اور اسکی انیت و اصلیت کیا ہے۔

اس ذات کو کسی دوسرے صفت (جیسے وجود یا خالقیت) سے بیان کرینگے تو یہی سلسلہ سوالات اسمین جاری ہوگا۔ جس صفت کا نام لینگے۔ ہم اسکی نسبت کہینگے کہ یہ صفت بھی مجہول الکنہ ہے۔ پہلے اسیکو بتاوین اور [illegible]

مثلاً وجود کی نسبت ہم یہ سوال کہینگے کہ خدا کا وجود کسطرح کا ہے اور کیا اصلیت رکھتا ہے انسان کیطرح ہے۔ یا آسمان کی مانند۔ پہاڑ کی مثل ہے یا ہوا کی مماثل۔ اس بات کو ہم فلسفی اصطلاح پر یون پوچھینگے کہ وجود بمعنی مصدری و انتزاعی (جسکو ہندی مین ہونا کہتے ہین اور فارسی مین ہستی) تو کچھ اصلیت و تحصل نہین رکھتا تابع محل انتزاع و انتزاع منتزع کے ہوتا ہے۔ وجود باری بمعنے منشا آثار خارجیہ یا بمعنے

مابہ الموجودیۃ بتلاؤ اور اُسکے اِنیت و اصلیت ظاہر کرو۔

اور خالق ہونیکی نسبت یہ کہینگے

کہ جو پیدا کرنے کی کیفیت و حقیقت ہمارے علم و مشاہدہ مین ہے اور جسکے واسطے مادہ و آلات و زمان و مکان وغیرہ اشیاء کا ہونا ضروری ہے اور بدون اُسکے اسکا وجود ناممکن) وہ تو اُس خداوند کی خالق ہونے مین متصور نہین پھر وہ خالق ہے تو کسطرح [illegible] ہے اور [illegible] کی کیفیت [illegible] و حقیقت کیا ہے

آخر کیا تو لاچار ہو کر یہ اقرار کرینگے کہ اسکے دیکھنے کی حقیقت ہم نہین جانتے اور اسکے علم کی حقیقت بھی نہین پہچانتے اسکی ذات کی کنہ بھی نہین سمجھتے اسکے وجود کو بھی کچھ بتا نہین سکتے۔ ان صفتونکو اُنکے لوازم سے پہچانتے ہین۔ اصل حقائق کو مجہول الکنہ مانتے ہین۔ اسمین ہماری بات کی تسلیم و تصدیق کرینگے۔ اور کیا وجود ذات و علم و رویت و خالقیت خدا سے انکار کرینگے اور اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھینگے۔

ومنجملہ ہیئات و آداب و اذکار نماز ہیئت سجود کی وجہ بیان کرین کہ اسمین سر کو نیچا اور مقعد کو اوپر کرنا کیون تجویز ہوا۔ بجائے اسکے وہ سجدہ جو عیسائی کرتے ہین کرسی پر بیٹھے بیٹھے میز پر پیشانی لگا دیتے ہین کیون تجویز نہوا۔ اور اسمین لفظ سبحان ربی الاعلے نے کیا قصور کیا۔ اور قرآن پڑھنا یہان کیون ممنوع ٹھیرا۔ اسمین جو وجوہات نکالینگے وہ اسی قسم کے سوالات کا مورد ہونگے۔ آخر لاچار [illegible] ہماری بات کو [illegible] اور یہ اقرار کرینگے کہ ان خصوصیات اذکار و ہیئات کی وجہ ہم نہین جانتے اور انکو طبیب روحانی و حکیم ایمانی (محمد رسول اللہ صلعم) کے کہنے سے مان رہے ہین یا یہ کہہ اُٹھینگے کہ یہ خصوصیات و ہیآت اصل اسلام و حقیقت عبادت سے خارج ہین جو مولوی لوگون نے از خود نکالکر دین مین داخل کر دی ہین۔ خدا کو جسطرح کوئی چاہے یاد کرے۔ قرآنی اذکار سے۔ یا شاستری بھجنون سے۔ رام رام کرشن کہکر یا مسلمان بنکر دھوتی پتلون پہنکر گلے مین زنار ڈالکر ماتھے پر تلک

لگا کر۔ یا شرعی صورت ولباس مین آکر مسجد مین بیٹھکر یا شوالی اور گرجا مین جا کر۔ یہ کھینگے تو بھی اسلام سے ہاتھ دہو بیٹھین گے۔ آئندہ اختیار

؎ ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند

تنبیہ

کوئی صاحب ان امور کی وجوہات عقلیہ بیان کرنا چاہین تو اس امر کو ضرور لحاظ رکھین کہ جو وجہ عقلے بیان کرین اسمین نقل و تقلید نبوت کو دخل ندین۔ اور اسباب مین تصانیف امام غزالی و حجۃ اللہ البالغہ تصنیف شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی تقلید نخرین [illegible] امیر [illegible] نے [illegible] بیان کیا وہ ایسا عقلی بیان نہین ہی جسمین نقل و تسلیم نبوت

کا دخل نہو۔ ایسا قطعی نہین جسمین چون و چرا عقل کو گنجایش نہو

ان لوگونکے بیانات کو ہم لوگ مانتے ہین جو عقل کو نقل کی تابع کرتے ہین۔ وہ اُن لوگونکے ماننے واحتجاج کرنیکے لائق نہین جو عقل کو مستقل حاکم جانتے ہین۔ اور بدون شہادت عقل نقل کی کوئی بات نہین مانتے۔

تمثیل

مین اس امر کو ایک مثال دیکر واضح کرتا ہون اور [illegible] کون کو سمجھاتا ہون۔

حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم نے حجۃ اللہ البالغہ مین سر نماز کے بیان مین فرمایا ہے

اعلم ان الانسان قد یختطف الی الحظیرۃ المقدسۃ فیلتصق بجناب اللہ تعالی ثم یصوق و ینزل علیہ من ھنالک التجلیات المقدسۃ فتغلب علی النفس و یشاھد ھنالک ما لا یقدر اللسان علی وصفہ ثم یرد الی حیث کان فلا یتقرر القرار فیعالج نفسہ [illegible]

جان رکھو کہ انسان کبھی مقدس حظیرہ (بارگاہ الہی) مین اُچک کر لیا جاتا ہی اور وہ اُس درگاہ مین پوری طرح مل جاتا ہے اور اسپر وہان سے مقدس تجلیات نازل ہوتے ہین جنکا اُسکے نفس پر غلبہ ہو جاتا ہی۔ وہان وہ وہ کچھ دیکھتا ہی جسکے بیان پر زبان کو قدرت نہین ہے۔ پھر اپنے اصلی مقام (انسانیت و نفسانیت) مین پھیرا جاتا ہے۔ تو وہان اسکو چین نہین آتا۔ پس ایسی حالت پیدا کرنے مین (جو عالم سفلی کی حالات

استغراق النفس فی معرفة باریٔھا ویتخذھا شرکا لاقتناص ما فاتہ منھا وتلک الحالة ھی التعظیم والخضوع والمناجات فی ضمن افعال واقوال بنیت لذلک ویتلوہ رجل سمع المخبر الصادق یدعوہ الی ھذہ الحالة ویرغب فیھا فصدقہ بشھادة قلبہ ففعل ووجد ما وعد بہ حقا وارتقی الی ما یرجوہ ثم یتلوہ رجل الجاہل لا ینبأ الی [illegible] فھو لا یعلم بہ [illegible] یحبس اولیاءہ علی تعلیم الصناعات النافعة وھم کارھون

واصل الصلوة ثلثة اشیاء۔ ان یخضع القلب عند ملاحظة جلال اللہ وعظمتہ ویعبر اللسان عن تلک العظمة وذلک الخضوع

استغراق سے جو اسکو خدا کی معرفت مین حاصل ہوتا ہی قریب ہو)۔ ہاتھ پاؤن مارتا ہے اور وہ اس حالت کے (جو اس سے فوت ہوئی) شکار کرنیکے لئے اس حالت علیہ کو دام بناتا ہی وہ حالت اس تعظیم و عجز و مناجات کا نام ہے جو بضمن ان فعلون اور قولونکے پائی جاتی ہے جو اس حالت کیلئے مقرر کئی گئی ہین۔ ایسے شخص کے قریب قریب ایسا شخص بھی ہوتا ہی جو مخبر صادق کی (جو اس مقدس حالت کیطرف بلاوے اور اسکے رغبت دلاوے) بات سن لیتا ہی اور اسکو دل کی شہادت سے سچ جانتا ہی [illegible] اور اسکے وعدہ کو حق پاتا ہے اور اس حالت کیطرف جسکا امیدوار تھا ترقی حاصل کرتا ہے ایسے شخص کے قریب قریب ایسا شخص بھی ہوتا ہے جو اس حالت کو نہین جانتا انبیا اسکو اس حالت کے فعلونپر (جو نماز سے عبارت ہی) مجبور کرتے ہین جیسے مان باپ اپنی اولاد کو نافع ہنر و صناعتون کے سکھانے پر مجبور کرتے ہین اور وہ اسکو برا جانتے ہین۔

نماز کی تین اصول ہین

۔ بوقت ملاحظہ عظمت و جلالت خداوندی دل کا عاجز ہونا خدا کی عظمت اور اپنے دل کی عاجزی کو فصیح عبارت سے بیان کرنا ہاتھ پاؤن وغیرہ جوارح کو اس عاجزی کے موافق

عبارة وان یودب الجوارح حسب
ذلك الخضوع قال القائل **شعر**
افادتکم النعماء منی ثلثة + یدی ولسانی والضمیر المحجبا
ومن الافعال التعظیمیة ان یقوم بین یدیه
مناجیا ویقبل علیه مواجها واشد من
ذلك ان یستشعر ذله وعزة ربه فینکس
راسه اذ من الامر المجبول فی قاطبة
البشر والبهائم ان رفع العنق آیة التیه
والتکبر وتنکیسه آیة الخضوع والاخبات
وهو قوله تعالیٰ فظلت اعناقهم
لها خاضعین
واشد من ذلك ان یعفر وجهه الذی
هو اشرف اعضاءه ومجمع حواسه
بین یدیه فتلك التعظیمات الثلث
الفعلیة شائعة فی طوائف البشر
لا یزالون یفعلونها فی صلوتهم و
عند ملوکهم وامرائهم واحسن الصلوة
ما کان جامعا بین الاوضاع الثلثة
مترقیا من الادنی الی الاعلی لیحصل الترقی
فی استشعار الخضوع والتذلل و
الترقی من الفائدة ما لیس فی افراد
التعظیم

مودب رکھنا۔ چنانچہ کسی شاعر نے اپنے محسن کی مدح
مین کہا ہی۔ تمہاری نعمتون نے میری تینون چیزون کو
لے لیا۔ ہاتھ کو اور زبان کو اور اُس دل کو جو چھپا ہوا ہے
منجملہ تعظیمی فعلونکے یہ امر ہی کہ خدا کے سامنے مناجات
کرتا ہوا کھڑا ہو جائے اور دلکو اُسکے سامنے رکھے
اس سے بڑھکر یہ امر کہ اپنی ذلت اور خدا کی عزت
کو سوچکر پس سرنگون ہو جاے یہ سب انسانون اور
اور جانورونمین جبلی امر ہی کہ گردن اٹھانا تکبر کی نشانی
ہے اور سر جھکانا عاجزی اور فروتنی۔ اسی بنا پر
خدا نے فرمایا کہ وہ نشانی دیکھین تو اُنکی گردنین اُسکے
آگے ذلیل رہین
اس سے بھی بڑھکر یہ امر ہے کہ وہ اس منہ کو جو تمام
اعضا سے اشرف ہے اور حواس خمسہ کا مجمع اسکے سامنے خاک
مین ملاوے۔ یہ تینون فعلی تعظیمین انسانونکے تمام فرقون
مین مروج ہین وہ ہمیشہ اپنے بادشاہون اور امراؤنکے
سامنے اور اپنی عبادتون مین یہی کام کرتے ہین —
نمازون مین اچھی وہ نماز ہی جو تینون مراتب تعظیم کے
جامع ہو اور اسمین ادنے سے اعلی کیطرف ترقی
ہو تا کہ انسان کو اپنی خضوع و عاجزی کے سوچنے
سمجھنے مین ترقی پیدا ہو اور ترقی مین وہ فائدہ
ہے جو نہ فقط اعلی درجہ کی تعظیم مین فائدہ ہے

الاقصیٰ ولا فی الانحطاط من الاعلیٰ
الی الادنیٰ وانما جعلت الصلوٰة دون
الفکر فی عظمة الله ودون الذکر الدائم
لان الفکر الصحیح فیها لا یتاتی الا من قوم عالیة
نفوسهم وقلیل ما هم وسوی اولئک لو خاضوا
فیه تبلدوا وابطلوا راس مالهم فضلا عن
فائدة اخری والذکر یحدث ان یشرحه ویعضده
عمل تعظیمی بعمله بجوارحه ویعنو (؟) الی ادابه فلقلقة
خالیة عن الفائدة فی حق الاکثرین اما الصلوٰة
فهی المعجون المرکب من الفکر الصحیح فی تلقاء [illegible]
[illegible] السنی
عظمة الله بالقصد لنا والالتفات
المتاتی فی کل واحد ولا یحجر لمن استعد
الخوض فی لجة الشهود ان یخوض بل ذلک
منبلة اتم تنبیه ومن الادعیة المبینة اخلاص
عمله لله وتوجیه وجهه تلقاء الله وقصر الاستعانة
فی الله ومن افعال تعظیمیة کالسجود والرکوع
یصیر کل واحد عضد الآخر ومکمله والمنبه علیه
فصارت نافعة لعامة الناس وخاصتهم تریاقا قوی
الاثر یکون لکل انسان منه ما استوجبه اصل استعداده

نہ اعلیٰ درجہ سے اتر کر ادنے درجہ کی تعظیم کرنی ہین
وہ فائدہ
اس تعظیم کے لئے نماز کو مقرر کیا - فکر اور ہمیشہ
کے ذکر کو سبب تعظیم نہ ٹہیرایا - اسلئے کہ فکر صحیح
تو بجز ان لوگونکے جنکے نفوس عالی ہین ہو نہین
سکتا - اور وہ لوگ کم ہوتے ہین انکے سوای اور لوگ
اسمین پڑین تو احمق بنجاوین اور اپنی پونجی بھی کہو
بیٹھین - اور ذکر سوائے اسکے کہ کوئی تعظیمی
فعل ہاتھ پاؤن کا اسکی شرح و تائید کرے ایک آواز
[illegible]
ہوتی ہے اور نماز ایسے معجون مرکب ہی جسمین فکر بھی
ہوتا ہی جو قصد التفات سی خدا کی عظمت مین ہر ایک شخص
لگا سکتا ہی جسکو اس فکر مین غوطہ لگانیکی استعداد ہو اسکو
اس نماز مین کوئی مانع نہین ہے بلکہ نماز اسکو اپہ
خوب لگاتے اور جگاتی ہے اور اس مین دعائین (یعنی
ذکر) بھی ہوتی ہین جو عمل کے خالص اور مونہہ کو خدا
کیطرف متوجہ کرنے اور خاص خدا سے مدد لینے کو بیان کررہی
ہین - اور اس مین فعل تعظیمی بھی ہوتے ہین جیسے رکوع
و سجود - ان مین ہر ایک دوسرے کا موید و مکمل ہوتا ہے
پس نماز ہر ایک کے لئی عام ہون یا خواص نافع ہوئے
اور تریاق قوی التاثیر ٹہیری - تاکہ ہر ایک کو اس سے

(۱۹۹)

وقال فی بیان اسرار اذکار الصلوٰۃ و هیأتها المندوبة الیها والهیات المندوبة الی معان منها تحقیق الخضوع وضم الاطراف والتنبیه للنفس علی مثل الحالة التی تعتری السوقة عند مناجاة الملوک من الهیبة و الدهش کصف القدمین ووضع الیمنی علی الیسری وقصر النظر وترک الالتفات

ومنها محاکاة ذکر الله وایثاره علی من سواه باصابعه ویده حذو ما یعقله بجنانه ویقوله بلسانه کرفع الیدین والاشارة بالمسبحة لیکون بعض الامر معاضد البعض

ومنها اختیار هیأت الوقار ومحاسن العادات والاحتراز عن الطیش والهیأت التی یذمها اهل الرای وینسبونها الی غیر ذوی العقول کنقر الدیک واقعاء الکلب واحتفاز

ومنها ان یکون الطاعة بطمانینة وسکون وعلی رسل کالجلسة للاستراحة ونصب الیمنی وافتراش الیسری فی القعدة الاولی لانه ییسر لقیامه والقعود علی الورک فی الثانیة لانه اکثر راحة

وہ فائدہ پہنچے جو اسکی استعداد تقاضا کرے۔

اور بیان اسرار نماز کے اذکار و ہئیات مین کہاہے کہ جن صور تونکا نماز مین حکم ہوا ہے انکا مدار ومرجع کئی معنی ہین۔ از انجملہ عاجزی ثابت کرنا اور ہاتھ پاؤنکو ملا رکھنا اور دل کو وہ حالت سوجھانا جو رعایا کو بادشاہ کے پاس عرض کرنے کے وقت پیش آتی ہے یعنے ہیبت اور دہشت اور دونو قدمونکو ملائی رکھنا اور دہنے ہاتھ کو بائین پر رکھنا بادشاہ کے سوا اور طرف نگاہ نکرنا

از انجملہ اپنے ذکر کو اور اس بات کو کہ اس نے خدا کو سب چیزون سے چن لیا ہے اپنی آنکھون اور ہاتھون سے بیان کیا جیسے دل مین سمجھتا ہے اور زبان سے کہتا ہے جیسے دونون ہاتھ کا اٹھانا اور التحیات مین انگلی سے اشارہ کرنا تاکہ ایک کام دوسرے کا موید ہو

واز انجملہ یہ کہ صورت وقار و بہترین عادات کو اختیار کرنا اور تیزی سے اور ایسی صورت سے جسکو اہل عقل پسند نکرین بچنا جیسے مرغ کا زمین پر چونچ مارنا یا کتے کیطرح بیٹھنا یا درندون کیطرح پاؤن کو بچھانا

از انجملہ یہ کہ عبادت طمانیت و نرمی سے ہو۔ جیسے جلسہ استراحہ کرنا۔ اور قعدۂ اولی مین داہنا پاؤن کھڑا رکھکے بائین پر بیٹھنا کیونکہ اس مین قیام کے لئے سہولت ہے اور دوسرے قعدہ مین ران پر بیٹھنا اس لئے کہ اسمین

امام زیادہ ہے

واما الاذکار فترجع الی معان منها ایقاظ النفس لتتنبه للخضوع الذی وضع له الفعل کاذکار الرکوع والسجود - ومنها الجهر بذکر الله لیکون تنبیها للقوم بانتقال الامام من رکن الی رکن کالتکبیرات عند کل خفض ورفع ومنها ان لا یخلو حالة فی الصلوة من ذکر کالتکبیرات واذکار القومة والجلسة

اور ذکر کا مرجع بھی کئی معانی ہین آز انجملہ دل کو جگانا تاکہ وہ عاجزی کے لئے خبردار ہو جسکے واسطے وہ فعل مقرر ہوا ہے - جیسے رکوع وسجود کے اذکار ہین آز انجملہ یہ کہ وہ پکار کر ہو تاکہ مقتدی لوگ امام کا ایک رکن سے دوسرے رکن کیطرف رجوع کرنا جان جائین جیسے تکبیرات انتقال ہین - آز انجملہ یہ کہ کوئی رکن یا حالت ذکر سے خالی نرہے جیسے تکبیرات انتقال واذکار قومہ وجلسہ ہین -

[illegible] توقیته [illegible] ایضا فان التوقیت یجمع تشتتهم واطوع لقومهم وابعد من ان یذهب کل احد الی ما یقتضیه رایه حسنا کان او قبیحا - واما توزیع الرکعات علی الاعداد فمبنی علی اثار الانبیاء السابقین علی ما یذکر فی الاخبار انتهی کلامه مختصرا

اور [illegible] تعیین [illegible] چاہئے اس مین انکی پراگندگی سے جمعیت اور رائے دلونکو تابع کرنا - اور اس سے دور رکھنا کہ ہر ایک اسطرف جاوے جو اسکا خیال (اچھا ہو یا برا) چاہے رکعات کو خاص خاص عدد پر منقسم کرنا سو انبیاء سابقین کی روش وطریق پر مبنی ہے چنانچہ اخبار مین مذکور ہے کلام حضرت شاہ ولی الله باختصار تمام ہوا

یہ کلام بلاغت نظام بلاریب قابل تسلیم واعتقاد ہے - اور اسپر ہمارا اعتماد ہے اس مین وجوہات عقلیہ نماز کا خوب بیان ہے جو اہل ایمان کے لئے سبب اطمینان وموجب زیادت یقین وایمان ہو سکتا ہے - ہمنے اسیواسطے ان وجوہات کو بہ تفصیل نقل کیا ہے کہ معتقدین اسلام مسائل اسلام کی خوبی پہچانین اور تعلیمات محمدیہ کے اسرار کا نمونہ دیکھہ لین - ولیکن یہ وجوہات ایسے عقلی نہین جنمین نقل وتقلید صاحب شریعت کا دخل نہو - ایسے قطعی

نہیں جنمین چون و چرا عقل کی جگہ باقی رہی ہو بلکہ انکا تسلیم کرنا تسلیم چند امور پر (جو نقل و تقلید شریعت سے مستفاد ہین) موقوف ہو اور سوالات عقل کو ہنوز اسمین گنجائش ہے

وہ امور یہ ہین

(۱) حالت قرب کے حاصل کرنیکے لئے چند اقوال وافعال کو مقرر کرنا

(۲) ان اقوال کو چند الفاظ و عبارات خاص سے مخصوص کرنا

(۳) ان الفاظ کے لئے خاص خاص محل مقرر کرنا

(۴) ان الفاظ کے لئے خاص صیغہ جہر یا اخفا کا تجویز کرنا

(۵) ان افعال کے اعداد اتباع انبیاء سابقین پر چھوڑنا

وہ سوالات اس قسم سے ہو سکتی ہین

(۱) ان اذکار کو ان الفاظ سے کیون مقرر کیا - کیا اس سے بہتر یا اسکی مثل کوئی اور لفظ نہ تھا

(۲) ان اذکار کو ان مواضع سے کیون مخصوص کیا - اذکار رکوع سجدہ مین کیون جائز نہوئے اور اذکار سجود رکوع مین کیون تجویز نکئے گئے

(۳) بعض اذکار کو جہر سے اور بعض کو اخفا سے کیون مخصوص کیا - التحیات کو جہراً پڑھنا کیون تجویز نہوا اور سورہ فاتحہ کو سراً پڑھنا کیون نہ ٹھہرایا

(۴) چہرہ کو خاک مین ملانا نوع تعظیم سے تو تھوڑا سا سر جھکا کر زمین سے خاک اٹھا کر چہرہ کو مل لینا بجائے سجود کیون تجویز نہوا - اور فرش نفیس پر سجدہ کرنا جہان وہ مقصود حاصل نہین ہوتا کیون جائز رہا

جب ان خصوصیات نقل کو اس بیان مین دخل ہے اور ان سوالات عقل کا یہان موقع ہے تو اس بیان کو بجز ان لوگون کے جو عقل کو تابع نقل سمجھتے ہین اور انبیاء کے بعض باتون کو بن سمجھے بھی قبول کر لیتے ہین کون مان سکتا ہے - نقل کو بشرط مطابقت عقل ماننے والا اس سے کب تسلیم کر سکتا ہے یہان ایک **سوال** وارد ہوتا ہے جو بادی النظر مین سخت و مشکل دکھائی دیتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ مسائل اگر بدون پابندی نقل و تقلید صاحب شریعت سمجھ مین نہین آتے اور اسمین عقلی وجوہات کسی سے بن نہین سکتے - تو ہم مذہب اسلام کی خوبی ہندو یا عیسائیون کو جو ہمارے مذہب و صاحب مذہب کے مقلد و معتقد نہوگے کیونکر سمجھا وینگے اور انکو اسلام کیطرف کیونکر بلاوینگے

اسکا جواب یہ ہی کہ اگرچہ ہم بہت سے مسائل اسلام - کی وجوہات عقلی سمجھہ نہین سکتے ولیکن اُن سے بڑہکر مسائل کے وجوہات کو ہم خوب سمجھتے ہین اور اچھی طور پر بیان کر سکتے ہین چنانچہ اسکے تشریح ہم صدر تقریر مین کر چکے ہین

پس جب ہم کسی مخالف و منکر اسلام کو اسلام کیطرف بلاوینگے - اور محاسن اسلام اسکو سمجھاوینگے تو اُسکے سامنے مسائل نماز و روزہ و وضو و غسل و تیمم جو پورے پورے ہماری سمجھہ مین نہین آتے پیش نکرینگے -

بلکہ اُنکو وہ مسائل اصول و فروع جنکو ہم خوب سمجھتے ہین اور اُنکی وجوہات عقلی بیان کر سکتے ہین بتا دینگے اور اُنکے ذریعہ سے اسلام کی خوبی اُنپر ظاہر کرینگے -

اور جب وہ ان معقول المعنی معلوم الوجہ مسائل کے ذریعہ سے حسن حقانیت اسلام کو مان جاوینگے تو ان مسائل کو جو عقل مین نہین آتے وہ خود تسلیم کرلینگے اور آجتک جس کسینے دین اسلام بلکہ ملل و مذاہب کافہ انام کو (بزعم خود) تحقیقا اختیار کیا ہی وہ اس سے بڑہکر کچھہ نہین کرسکا - ایسا کوئی نہین ہوا جس نے کسی مذہب کے کل اصول و فروع پر حاوی ہوکر اس مذہب

داخل ہوکر اسکی کلی جزئی باتونکو عقل کے مطابق کرلیا ہو -

پس جو بات کسی مذہب والے سے نہوئی ہوا ور نہ ہو سکے وہ ہمسے کون طلب کرسکتا ہی - اور جس بات سے اسکا مذہب خالی نہو اس سے اسلام پر الزام کب لگا سکتا ہے

اس امر کے زیادہ توضیح بحث اثبات نبوت مین ہوگی انشاء اللہ تعالے

اس بیان سے نیچر کو مذہب بنانے والون کے اعذار و دلائل کا جواب پورا ہوا - اور یہ امر بخوبی ثابت ہوا [illegible]

[illegible]

واجب التسلیم ہی نہ اس سے ہمارے قدیمی مخالفون (معتزلہ وغیرہ) کو انکار ہے اور نہ نیچر کو مذہب بنانے والون کو انکار کی گنجایش ہے

بالجملہ ہماری دلیل سیوم باتفاق کل صحیح و مسلم ہے یا یون کہئیے کہ بالاتفاق مسلم ہونیکے لائق ہے

وباللہ التوفیق

باقی آئندہ

حصہ دوم

تتمہ مبحث کانشنس بضمن چند سوال وجواب

(۱) **سوال** اگر وجود قانون قدرت علاوہ از اقرار وادل عقل
تمہاری نزدیک شخص مقرر نہین تو پھر رہبر و ہادی
عقل جو اسکو خطا سے بچا دے اور اسکے پہچانے
ہوئے باتونکی صحت و سقم کا معیار ہو سکے تمہارے
نزدیک کیا چیز ہے ؟

جواب وہ نبی ہے جو عقل کے لئے بمنزلہ چراغ
ہے جو اندھیری کوٹھری مین آنکھ کی رہنمائی
کرتا ہے

(۲) **سوال** اس نبی کی سچائی اور رہنمائی پر کیا
دلیل ہے اور اسکی تصدیق کی کیا صورت ہے ؟

جواب ہماری عقل ہی اسکی ہادی ہونے
پر دلیل ہے اور اسکی تعلیمات کا عقل کے موافق
ہونا اور اس نقص سے (جسنے عقل کو بے اعتبار
کر دیا ہے) خالی ہونا اسکی تصدیق کرتا ہے

(۳) **سوال** جب تمنے عقل کو صداقت نبی پر دلیل
ٹھیرایا تو پھر تمپر وہی اعتراض لزوم تناقض
یا دور (جو تمنے مخاطب پر وارد کیا تھا) وارد ہوا

تقریر لزوم تناقض یہ ہے کہ پہلے تمنے
عقل کو ادراک احکام مین بے اعتبار بنایا ہے
پھر نبی کی سچائی و رہنمائی کے بیان (جو منجملہ
احکام ہے) اُسیکا اعتبار کیا۔

تقریر لزوم دور یہ کہ عقل کو ہدایت نبی کا
محتاج ٹھیرایا۔ اور نبی کا ہادی ہونا تسلیم
و تجویز عقل پر موقوف رکھا۔

جواب جس امر مین ہمنے عقل کو بے اعتبار
ٹھیرایا ہے۔ اُسی مین بعینہ اسکا اعتبار نہین
کیا۔ پس تناقض (جسمین وحدات ثمانیہ وحدت
[illegible] وغیرہ کا ہونا
شرط ہے) کہان متحقق ہوا۔ اسکی بے اعتباری
تو جملہ احکام کے ادراک مین ٹھیرائی گئی ہے
اور معتبری فقط ایک حکم تصدیق نبوت مین
مسلم ہوئی ہے۔ اور اسمین کچھ تناقض
و اختلاف نہین۔ ہو سکتا ہے کہ ایک چیز کی کل
سے کسی حکم کی نفی ہو اور اُسکی جزو مین
اسکا اثبات

تمثیلات

منطقی تمثیل

(۱) یصدق قولنا الزنجی لیس باسود ای کلہ

مع صدق قولنا الزنجی اسود ای بعضہ

یعنے ہمارا یہ کہنا بھی سچ ہے کہ حبشی سیاہ نہین ہوتا یعنے اسکا جسم سب کا سب ایسا نہین ہوتا - اسلئے کہ اُسکے دانت و ناخن سفید ہوتے ہین - اور یہ بھی سچ ہے کہ حبشی کالا ہوتا ہے یعنے ماسوائے دانت وغیرہ کے اسکا بدن سیاہ ہوتا ہے

عام فہم تمثیل

(۲) یہ کہنا بھی سچ ہے کہ فلان شخص منطق یا فقہ [illegible] سے واقف نہین اسلئے وہ ان علوم مین اعتبار کلی کے لائق نہین - اور یہ بھی سچ ہے کہ وہ منطق وغیرہ علوم جانتا ہے یعنے بعض مسائل سے واقف ہی اسلئے انہین اسکا قول معتبر ہے

(۳) یہ چھری کاٹ نہین سکتے (یعنے لوہی کو) سچ ہے - اسی کی نسبت یہ کہنا کہ وہ کاٹ سکتی ہے (یعنے قلم کو) نیز سچ ہے

آپ ہی بعینہ ہمنے عقل کے اعتبار و بے اعتباری مین کیا ہی - جملہ احکام شرعیہ و تعلیمات نبویہ کے بالاستقلال جان لینے مین اُسکو بے اعتبار ٹہیرایا ہے اور خاصکر تصدیق نبوت یا اسکے بعض تعلیمات کے امتحان مین اُسکا اعتبار کیا ہے پس اسمین تناقض کہان پایا جاتا ہے

اسی تقریر سے اعتراض لزوم دور بہی اُٹھ سکتا ہی اور اسمین یون کہا جاسکتا ہی - کہ عقل ہدائت نبی کے محتاج ہی تو تمام احکام کے جاننے مین محتاج ہے - اور نبی کو عقل کیطرف حاجت ہے تو فقط نبوت کے اثبات مین ہے یا اپنی بعض تعلیمات کی صداقت [illegible] اور اسکی تعلیمات کو اس نقص سے (جو اسکو اپنی تجویزات مین پیش آتا ہی (یعنے عجز و تناقض) خالی جانکر اسکو حق جان لے) - اور کسی چیز کا ایک بات مین کسیکا محتاج ہونا اور دوسری بات مین اسکا اسی کیطرف حاجتمند ہونا جائز و ممکن ہے -

تمثیلات

فلسفی تمثیل

(۱) ہیولے اپنے بقاء اور وجود مین صورت کا محتاج ہے - اور صورت اپنی تشکل مین ہیولے کی محتاج -

عام فہم تمثیل

(۲) دوربین اور آنکھہ ایک دوسرے کی محتاج ہین
آنکھہ نہو تو دوربین کام نہین آتی - دوربین کے
سوائے دور کی چیز دیکہو تو آنکھہ دیکھہ نہین سکتی
دوربین اپنی قوت کے اثبات اور اپنی صداقت
رویت کے اظہار مین آنکھہ کے محتاج ہے -
اور آنکھہ دور کے مشاہدہ و رویت مین
دوربین کے محتاج
آنکھہ دوربین کو ان چیزون پر جنکو وہ خود دیکھہ
سکتی ہے لگا کر اسکی قوت و صداقت کا امتحان
کرلیتی ہے یہان چیزون کے مشاہدہ مین جنکے
رویت سے خود عاجز ہے اور اپنی ذاتی طاقت
سے اُن تک پہنچ نہین سکتی دوربین کے
محتاج اور مقلد اور اسپر معتمد ہو جاتی ہے -
(۳) آنکھہ اور چراغ بھی آپسمین یہی نسبت رکھتے
ہین آنکھہ نہو تو چراغ کسی کام نہین آتا - چراغ
کے سوائے اندھیری کوٹھری مین آنکھہ
سے کام نہین نکلتا آنکھہ چراغ کی روشنی
کا مشاہدہ و تجربہ کرکے اسکا رہنما ہونا ثابت
کرتی ہے - پہر چراغ اسکا رہنما ہو جاتا ہے
یہی نسبت بعینہا ہمنے عقل اور نبی مین تجویز
کی ہے - اور ایک کو دوسرے کیطرف اسی
قسم کے حاجت مسلم رکھی ہے

نبی نہو تو عقل سے ہم اُن اخلاق یا احکام
کو (جو ثواب و عذاب اخروی اور رضا یا عتاب
الہی کے متعلق ہین) دریافت کرنیکا کام نہین
لے سکتے -

عقل نہو تو نبی کا نبی اور ہادی ہونا پہچان نہین
سکتے - عقل کے ذریعہ سے ہمنے نبی کو سچا
جانا - اور اسکی بتائی ہوئی - دس - بیس
سو دو سو ہزار دو ہزار باتونکا حق اور نفس
الامر کے مطابق ہونا پہچانکر اسکو رہنما
جان لیا - پہر عقل کو ان اخلاق کے جاننے
مین (جنکو وہ پہنچ نہین سکتے اور اگر پہنچتی
ہے تو اشتباہ و اختلاف مین رہتی ہے)
اسکا محتاج قرار دیا - پس اسمین دور کہان لازم آیا
یہ جواب ہمارے مخاطب والا مناقب اختیار نہین
کر سکتے اور اسکے ذریعہ سے اعتراض لزوم دور
اور تناقض وہ اپنی تقریر سے اٹھا نہین سکتے
اسلئے کہ وہ اختلاف جہات توقف کے قائل نہین
اور اسبات کے معتقد نہین کہ بعض باتونکے
ادراک سے عقل انسانی عاجز ہے اور اسکے

جاننے اور ماننے مین پیغمبر کے محتاج و مقلد
بلکہ جیسے آپ عقل کو بلا استثناء ہادی کا
محتاج فرماتے ہین ویسے ہی علی العموم نبی کی
ہر بات کے سچائی حکم و شہادت عقل پر
موقوف ٹہیرتے ہین - پس وہ اس عموم
کی جانبین مین اعتبار کرنے سے وہ بات
نہین کہہ سکتے

سوال (۴) ان تقریرون سے اعتراض لزوم تناقص
و دور تو بے شک اٹھ گیا ولیکن اس سے ایک
اور اعتراض [illegible] جو اس اعتراض سے بڑھ کر ہے
[illegible]
پیدا ہوگیا

وہ یہ کہ عقل کو تمنے نبی سے وہ نسبت دی
ہے جو ادنے منطقی یا محاسب کو ایک بڑے
منطقی یا حساب دان سے ہوتی ہے - یا آنکھہ
کو دوربین یا چراغ سے حاصل ہے - جس سے
یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کبھی عقل بدون رہنمائے
پیغمبر بھی ادراک احکام کرسکتے ہے جیسے
آنکھہ بدون معاونت دوربین بعض اشیاء
کو دیکھہ سکتے ہے - اور یہ بات تمنے صراحۃ
بہی کہدی ہے کہ نبی کی رہنمائی اور اسکی
بعض تعلیمات کی سچائی عقل اپنی ذاتی قوت
سے پہچان سکتے ہے اور یہ بات تمہارے
اصل مذہب کے کہ عقل بدون رہنمائی پیغمبر
ادراک احکام مین استقلال نہین رکہتی
اور حسن و قبح اشیاء عقلی نہین ہے مخالف
ہے

جواب یہ اعتراض اسکے خیال مین آئیگا جو
ہماری کلام کا مطلب نہ پائیگا - عقل کو آنکھہ
کے ساتہہ تشبیہہ دینے سے یہ لازم نہین آتا
کہ جن باتونکو نبی سے خصوصیت ہے (یعنے ادراک
احکام حلال و حرام [illegible] ثواب و عذاب آخرت
و رضا و عتاب الہی) عقل اسکو جان لے جیسا کہ
آنکھہ کو یہ لازم نہین ہے کہ جن چیزونکا
دیکھنا دوربین سے مخصوص ہے (یعنے
دور کے چیزونکو دیکھنا) آنکہ انکو دور سے
دیکھ لے - ہان اگر اس تشبیہہ سے عقل کا
بعض چیزونکو از خود جان لینا لازم آتا ہے
تو وہ انہین چیزون سے مخصوص ہے
جو ادراک عقل کے لائق ہین (یعنے ادراک
حسن و قبح بمعنی صفت کمال یا نقصان و بمعنے
مناسب یا مخالف طبع) جیسا کہ آنکھہ کے
لئے ان چیزونکا جو طاقت چشم سے دکھائی

دیتی ہین اور وہ رہین کے محتاج نہین (دیکھنا لازم ہے

رہا ہمارا یہ کہنا کہ عقل نبی کی رہنمائی اور اسکے بعض تعلیمات کی سچائی اپنی قوت سے پہچان سکتی ہے سو بہی اسبات کے منافی نہین اور نہ ہمارے اصل مذہب کے مخالف ہے۔ ان چیزونکا ہمنے عقل سے پہچاننا تجویز کیا ہی تو بعد ورود شرع وبعث پیغمبر کے کیا ہی۔ یعنے یہ کہا ہی کہ پیغمبر چراغ ہدایت عالم مین روشن ہوا اور اسکی بعض تعلیمات نے (جو ہماری عقل مین آتی ہین) ظہور کیا تو ہماری عقل نے اپنی ذاتی قوت سے جو بمنزلہ آنکھ کے اسمین ہے اسکی نورانیت کو دیکھ لیا اور ان تعلیمات کی حقانیت کو پہچان لیا۔ پس اسمین عقل کا بالاستقلال احکام کو جان لینا اور نبوت اور تعلیمات کو قبل ورود شرع وبعثت انبیا پہچان لینا کہان لازم آیا اور ہمارے اصل مذہب کا خلاف کسطرح ہوا۔

یہ تب ہوتا جب ہم قبل بعثت ودعوت نبی کے اصل نبوت یا تعلیمات نبوت کو عقل سے جان لینے کے مدعی ہوتے۔ اور یہ کسی ایسے پہاڑ کے (جہان دعوت نبی نہین پہنچے) باشندگان کا ان چیزونکو عقل سے جان لینا تجویز کرتے۔

اس امر کا تو ہماری کلام مین اشارہ بہی پایا نہین جاتا پہر وہ اعتراض اسکی طرف کسطرح متوجہ ہو سکتا ہی

اسی قسم کا یہان ایک اور **سوال** (۵) ہے جس نے اہل مذہب نیچر کو دہوکہ مین ڈال رکہا ہی وہ یہ ہے کہ جب عقل نے نبی کی نبوت کو (جو اصل اصول احکام ہے) اپنی ذاتی طاقت سے پہچان لیا اور ایسے بڑی بہاری مہم کو فتح کر لیا تو پہر وہ احکام شرعیہ عملیہ کو (جو نبوت کی فروعات ہین اور اس سے وہ نسبت رکہتی ہین جو تنکا پہاڑ سے رکہتا ہے) کیون پہچان نہین سکتے اور ان احکام کی تشریع وتجویز مین وہ کیون مہمل چہوڑے جاتے اور عاجز وناMعتبر خیال کیجاتے ہے

اسکا **جواب** بہی وہی ہے کہ یہ اعتراض بہی قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔ عقل نے نبی کی نبوت کو از خود کہان جانا ہے

کہ وہ اسکے فروعات کو از خود جان لے - نبوت کو اس نے بن بتائے نہین جانا - بنی نے اُسکو اپنا بنی ہونا بتایا یا اپنی تعلیمات کو ظاہر کیا تو اُس نے اپنی طاقت سے (جو بتانے سے جان جانیکے لئے اسکو دی گئی ہے) اُسکو پہچان لیا - اسکی اس بہادری و فہمندی کا لازمہ ہے تو اسیقدر ہے کہ جسطرح اُسنے نبوت کو بتانے سے پہچان لیا ہے اسیطرح احکام و تعلیمات نبوت کو بتانے سے جان لے - اسکا لازمہ یہ نہین ہے کہ وہ احکام و تعلیمات نبوت کو بن بتائے جان لے اور جو کام بنی کرتا ہے وہ کرنے لگے -

یہ کہنا ایسا ہی جیسا آنکھ کی نسبت کوئی یہ کہے کہ جس حالت مین آنکھ دوربین کو (جو دور کی چیزین دیکھنے کے اصل اصول ہے) دیکھ لیتی ہے اور اسی آنکھ سے اسکا دوربین ہونا ثابت ہوتا ہے تو پہر وہ آنکھ دور کے چیزونکو (جنکا دیکھنا دوربین کے فروعات سے ہے) کیون نہین دیکھ لیتی - اور یہ دوربین کا کام خود کیون نہین دے سکتی

اور یہ کہنا جیسا ہے عقلاء کو معلوم ہے

اس سوال کی غلطی کا منشاء یہ

ہے کہ یہ لوگ بنی کے بتائی ہوئی باتونکو عقل سے سمجھ لیتے ہین تو انکو اپنی ہی عقل کا نتیجہ خیال کرتے ہین - اور رجما بالغیب یہ سمجھنے لگتے ہین کہ ان باتونکو ہم فقط اپنی عقل سے سمجھ رہے ہین - بنی نہوتا تو ہم عقل ہی سے انکو سمجھ جاتے اور جو نبی نے بتایا ہے وہی بتاتے

جیسے کوئی احمق دوربین سے دور کی چیز دیکھکر یہ سمجھنے لگے کہ جو چیز دوربین مین نظر آتی ہے یہ فقط ہماری آنکھ کی طاقت کا نتیجہ ہے - دوربین نہوتے تو اس چیز کو ہم فقط آنکھ سے دیکھ لیتے - مگر انکا یہ خیال محال تب سچا ہو جبکہ وہ بدون استفادہ و شاگردی نبی کے تعلیمات نبویہ کو عقل سے بتا دین یا کسی ایسے شخص کی (جسکو تعلیمات نبویہ نہ پہنچی ہون اور باوجود اسکے وہ تعلیمات نبویہ پر مطلع ہوا ہو) نشان دہی کرین جیسے آنکھ سے دوربین کا کام لینا تب سچا ہو سکتا ہے جبکہ دوربین کو آنکھ سے جدا کرین اور خود دوربین -

ہے دیکھتے ہین وہ آنکھہ سے دیکھکر بتادین

سوال (۶) یہ توخوب مدلل ہوا اور مسلم ہوچکا کہ عقل
اصل نبوت یا بعض تعلیمات نبوت کو بن بتاے
جان نہین سکتے اور ان معنی کر وہ استقلال نہین
رکھتے ولیکن بتانے کے بعد جان لیتے ہین
تو وہ استقلال رکھتی ہے اسلئے اصل نبوت
یا بعض تعلیمات کے تسلیم کرنے ہین وہ محض
مقلد نہین بن جاتے اور اسکو وہ اسلئے
نہین مان لیتے کہ وہ ارشاد نبی کو بحکم نبی واجب
الانقیاد جانتی ہے - بلکہ اسلئے تسلیم کرلیتی ہے
[illegible]
ذات مین دیکھتی ہے اور اسکو اپنی فکر سے
پہچانتی ہے اور اسکے ماننے کو اپنی تجویز
و فیصلہ سے واجب جانتی ہے - اور اسکا یہ
فیصلہ و استقلال بھی تمہارے اصل مذہب کے
(کہ حسن و قبح اشیاء عقلی و ذاتی نہین اور
عقل بالاستقلال حاکم نہین) منافی ہے -

جواب ان معنی کر عقل کا استقلال اور حسن و قبح
اشیاء مین اسکا حکم و ادراک ہمارے انکار
کا مورد و محل نہین ہے - ہمارا انکار تو ورود
شرع سے پہلے عقل کے حاکم ہونے اور
حسن و قبح اشیاء کے عقلی و ذاتی ہونے سے
مخصوص و مقید ہے - چنانچہ اصل اول مین ہمنے قبل
ورود شرع کی قید لگا دی ہے اور صاف
تصریح کی ہے کہ عقل نہ بذات خود حاکم ہے نہ
محض بیکار - قبل ورود شرع عقل اشیاء پر
حکم وجوب یا حرمت لگا نہین سکتے اور بعد ورود
شرع محض مقلد نہین بنجاتے - بلکہ یہ تجویز کرتے
ہے کہ اچھی چیز مین یہ خوبی تھی اسلئے شارع
نے اسکا حکم دیا - بری مین یہ برائی تھی اسلئے
اس سے منع کیا - دیکھو صفحہ (۶۵) و (۶۷)

[illegible]

یہ ہماری تصریح اسبات پر شاہد صریح ہے کہ ہمنے
جو کہا ہے کہ عقل حاکم نہین اسکے یہ معنی ہین کہ
قبل ورود شرع حاکم نہین - اور جو کہا ہے
کہ حسن و قبح اشیاء عقلی نہین اسکے یہ معنی
ہین کہ قبل ورود شرع عقل اسکو سمجھہ نہین
سکتی - اور جو کہا ہے کہ حسن و قبح اشیاء ذاتی
نہین اسکے یہ معنی ہین کہ اشیاء بذات خود
بدون بیان شارع اپنی حسن و قبح کی مظہر نہین
ہوسکتی -

بعد ورود شرع و بیان شارع عقل کا اشیاء کے

حسن و قبح کو جان لینا اور انپر وہ احکام جو
نبی نے لگائے ہین اپنی طرف سے تجویز
کرنا اور انمین حاکم بنجانا یہ تو عین ہمارا
مذہب ہے پہر اسکا خلاف کیا معنی رکہتا ہے۔

سوال جس حالت مین نبوت یا بعض تعلیمات
نبوت کا بتانے سے جان لینا عقل کی ذاتی
قوت و قدرتی ملکہ کا نتیجہ ہے اور وہ اسمین
مستقل بالادراک مانی گئی ہے تو وہ بتانے
سے پہلے ان امور کو کیون جان نہین سکتی اور وہ
اپنی ذاتی ملکہ و قدرتی قوت سے کیون کام
نہین لے سکتی۔

جواب اسکی وجہ وہی ہے جو مادہ کے
بدون صورت اور آنکہہ کے بدون دوربین
اپنی ذاتی طاقتون سے کام نہ لینے کی وجہ ہے
جو مادہ کی ذاتی و قدرتی طاقت کے کام ہین
وہ مادہ تعلق صورت سے پہلے کر نہین سکتا۔
اور جو آنکہہ مین دور چیز کے دیکہنی کے ذاتی
طاقت ہے وہ دوربین لگانے سے پہلے وقوع
مین نہین آتی ہے۔

اسکی عام فہم **تشریح** باتنقیح یہ ہے
کہ انسان اپنی جبلت و فطرت مین علوم
و فنون کا مخزن ہے اور اسکی طبع مین
علوم کا مادہ موجود ہے ولیکن وہ ہیولانی
مرتبہ مین کچہہ نہین جانتا اور اپنی قدرتی
قوت و فطرتی ملکہ سے سب کچہہ جان نہین سکتا
کوئی ایسا نہین ہوا جو مان کے پیٹ سے
عربی - فارسی - ہندی - انگریزی بولتا -
کپڑا سیتا - کتاب پڑہتا - تیر مارنا - طبابت کرتا -
اقلیدس کے اشکال کا اثبات وغیرہ وغیرہ
کام کرتا پیدا ہوا ہو - یا پیدا ہو کر اپنے آپ
بدون تعلیم سب کچہہ سیکہہ گیا ہو -
بلکہ سواے چند باتون کے (جیسے کہانا
پینا سونا نر کا مادہ کیطرف متوجہ ہونا
فضلات کا دفع کرنا) جو الہام طبعی سے
وہ کرسکتا ہے اور اس الہام پر اکتفا کرنے
سے وہ چرند و پرند جانورون سے
بڑہ نہین سکتا سب کچہہ وہ سیکہنے سکہانے
سے کرسکتا ہے گو اس سیکہنے کا مدار اسکا
وہی فطری ملکہ ہوتا ہے اسیطرح وہ از
اخلاق کو جنکا علم تعلیم انبیا پر موقوف
ہے وہ ذاتی ملکہ سے جان نہین سکتا -
اگرچہ بعد بتانے کے وہ اسی ملکہ سے انکو

جانتا ہے

(۸) **سوال** نبی کی بتائی ہوئی باتونکو عقل کن دلائل سے حق جانتی ہے اور اسکی رہنمائے وسچائی کو کن اصول سے پہچانتی ہے۔ اگر وہ دلائل عقلی ہین تو کیا اسکے سمجھنے و لگانے مین عقل خطا نہین کرتی اور اسکی اس کارروائے کے پر مسٹر بکل کی وہ بات جو اس رسالہ صفحہ (۹۸) و (۱۸) و (۹۹) مین منقول ہوئی ہے صادق نہین آتی۔ اور تمہاری ان دلائل کی جو تمنے خطاکاری و بے اعتباری عقل پر قائم کئے ہین وہ موید نہین ہے؟

جواب اسکا ان مقدمات پر موقوف ہے جنکی تمہید جواب سے پہلے مناسب ہے۔

مقدمہ اولی۔ باتفاق فریقین عقل جیسا کہ خطا کرتی ہے ویسی ہی مصیب بھی ہے + اور اسکی معلومات جیسے کہ غلط و خلاف واقع ہوتی ہین ویسی ہی صحیح و مطابق نفس الامر بھی ہوا کرتے ہین جو یقینیات کہلاتے ہین

تمثیلات

(۱) اجتماع نقیض محال ہے (۲) کل جزء سے اعظم ہوتا ہے
(۳) ایک دو کا نصف ہوتا ہے (۴) چار کا عدد زوج ہے اور ایک کا فرد
(۵) آفتاب روشن ہے (۶) آسمان اوپر ہے وعلی ہذا القیاس

مقدمہ ثانیہ کل اور جزء جمیع احکام مین مساوی نہین ہوتے اور قلیل وکثیر باہم برابر نہین

تمثیلات

(۱) سو من کی چیز کو ایک آدمی اپنی ذاتی طاقت سے اٹھا نہین سکتا اور اسکا ایک ٹکڑا وہی ایک آدمی اٹھا سکتا ہے

(۲) ایک آدمی کو بہت سے کام کسی خاص وقت یا محدود حالت مین بتا دین تو وہ کر نہین سکتا انہین کامون سے ایک دو بتاؤ تو بخوبی کرلیتا ہے۔

مقدمہ ثالثہ وہ احتمال جو دلیل مین شک پیدا کرتا ہے اسکا با دلیل ہونا شرط ہے۔ مجرد احتمال جو دلیل سے پیدا نہو دلیل قطعی کو توڑ نہین سکتا

تمثیل

+ ہمارے اس بیان کو کوئی اس بیان کے مخالف نہ سمجھے جو ہم صفحہ ۹۷ مین عقل کے خطاکاری و بے اعتباری کی نسبت تحریر مین لاچکے ہین اسکی وجہ ہم ایک مستقل سوال کے جواب مین بیان کرینگے انشاءاللہ تعالے۔ **حاشیہ**

ہمنے آنکھہ سے زید کا مشاہدہ کیا پس تھوڑی دیر آنکھ بند کرکے پھر اُسکو دیکھا تو بعینہ وہی نظر آیا۔ اسمین یہ احتمال کہ جو زید ہمنے پہلے دیکھا تھا وہ ایک آن مین معدوم یا ہوا ہوگیا اور اسی آن مین دوسرا شخص اسے صورت کا موجود ہوگیا ہے ہمارے اس یقین کو (کہ یہ وہی زید ہے) اٹھا نہین سکتا اور ہمارے مشاہدہ کو جو اس یقین کی دلیل ہے وہ رد نہین کرسکتا۔

جب یہ مقدمات ممہد ہوچکے تو اب جواب دیا [illegible] رہنمائی اور اسکی بتائی ہوئی باتونکی سچائی پہچانتی ہے وہ اصول قطعیات سے ہین پس بحکم مقدمہ اولے خطاء عقل کو اسمین گنجائش دخل نہین ہے۔ اور چونکہ وہ معدودے چند ہین اور جس محل مین وہ لگائے جاتے ہین (یعنے نبوت یا اسکی بعض تعلیمات کے ثبوت مین) وہ بھی محصور و معدود ہین اسلئے بحکم مقدمہ ثانیہ انکی قلت اور اُنکی طرف عقل کے پوری توجہ کے سبب وہ خطا کاری کا ایسا احتمال نہین رکھتی جیسے جملہ احکام کا عقل سے جاننا۔ اور وہ مسٹر بکل کی بات کے ایسی مورد نہین ہوسکتے جیسے سب چیزونکا عقل سے جان لینا اسکا مورد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہان ہمنے کلام خصم پر مسٹر بکل کے بات کو بطور اعتراض وارد کیا ہے وہان احکام کو جملہ یا کلیہ کی قید[†] سے مقید کیا ہے۔ پھر باوجود قطعیت دلائل اثبات نبوت ان مین مجرد یہ احتمال کہ عقل نے اسمین بھی خطا کی ہوگی بحکم مقدمہ ثالثہ مضر قطعیت دلائل نہین ہوسکتا ہے۔

سوال [illegible] وہ دلائل ایسے قطعی ہین تو ادراک احکام مین وہی رہبر و ہادی عقل کیون نہین ہوسکتے اور ان اصول کے ہوتے عقلاء ہدایت انبیاء کے کیون محتاج ہین۔

جواب وہ اصول باوجود قطعیت و صحت ان احکام خفیہ کے ادراک کے لئے (جو انبیاء سے مخصوص ہین) کافی نہین ہوسکتے۔ اور وہ اثبات رضا و عتاب الٰہی و ثواب عذاب اخروی کر نہین سکتے۔

انکا مفاد و نتیجہ اتنا ہی ہے کہ وہ واقعات عالم

[†] دیکھو صفحہ (۸۰) و (۸۱) و (۹۹) وغیرہ ۱۲

ناسوت کو ثابت کرین نہ یہ کہ اسرار عالم ملکوت پر (جنکا علم خواص نبوت سے ہے) اطلاع کا سبب ہو جاوین -

سوال (۲) وہ کونسے اصول ہین جو واقعات ناسوت کو ثابت کرتے ہین اور اسرار عالم ملکوت پر اطلاع کا سبب نہین ہو سکتے - انکو مثال دیکر سمجھاؤ اور انکا یہ خاصہ جو بیان ہوا مدلل کر دکھاؤ

جواب ازانجملہ یہ اصول ہین اجتماع نقیضین محال ہے - اور تناقض مستلزم کذب ہے اور کذب خلاف واقعہ ہوتا ہے - اور جس کلام مین تناقض پایا جاوے وہ سچا نہین ہوتا -

ان اصول کو عقل بخوبی سمجھتی ہے اور بناء علیہ جھوٹے کو جھوٹا اور سچے کو سچا جان لیتی ہے - انہین سے وہ اپنی کارروایو نکو (جنمین اسکا کوئی رہبر و ہادی نہین ہوتا اور انمین خلاف و تناقض پایا جاتا ہے) غلط سمجھتی ہے اور انہین کے رو سے نبی کی رہنمائی اور اسکی بتائی ہوئی باتونکی سچائی پہچان لیتی ہے - ولیکن بااینہمہ

وہ ان اصول سے ہزاروں سچی باتین عالم ملکوت کی (جنکا علم انبیاء سے مخصوص ہے) پہچان نہین سکتے - **باقی آئندہ**

شکریہ و شکایت

از آنریبل سید احمد خان صاحب سی ایس آئی اور انکے حوارئین کے ہم دل سے شکر گذار ہین کہ وہ کسی نہ کسی پیرایہ مین ہمکو مخاطب فرماتے ہین اور اس خطاب کے ذریعہ سے ناظرین پرچہ تہذیب الاخلاق کو ہمارے رسالہ اشاعۃ السنہ کے مطالعہ کیطرف توجہ دلاتے ہین جسکے سبب سے بہت ناظرین تہذیب ہمارے رسالہ کو شوق سے لینے لگے ہین - اور کئی انمین سے تہذیب الاخلاق کی تقلید چھوڑ کر حق کیطرف مائل ہو گئے ہین ہم اس امر کو بحکم لان یھدی اللہ بک رجلا خیر لک من حمر النعم ازبس غنیمت و کامیابی جانتے ہین اور اسمین جناب ممدوح کا احسان مانتے ہین - ایک بڑی بھاری وجہ سپاس و ستائش جناب کے یہ ہے کہ جو باتین ہمنے آپ لوگونکی نسبت نمبر سوم و چہارم اشاعۃ السنہ کے صفحہ

(۶۶) و (۸۲) و (۱۰۶) و (۱۰۷) و (۱۰۹)
و (۱۲۲) وغیرہ مین لکھی ہین کہ یہ لوگ بہت
سے احکام شرع کو دین سے مٹاتے ہین
اور بعض احکام کو ہنسی مین اڑاتے ہین -
بہشت کو چکلہ کہتے ہین - معجزات انبیاء سے
منکر ہین - ملائکہ اور جبرئیل کو سوائے قوت یا خیال
کے کچھ نہین سمجھتے - نبوت و پیغمبری کو بجز
نتیجہ عقل و فکر کچھ نہین جانتے - قرآن کو پیغمبر کی
خود اداکر رہے ہین اور تھوڑے زمانہ مین دعوے
نبوت [illegible] مین [illegible]
ان سب باتونکو آپ اور آپکے احباب نے کھلا کھلا
تسلیم کیا ہی اور میرے بیان و خیال کو اچھی طرح
تصدیق کیا - چنانچہ صفحات (۲۴) و (۲۶)
و (۵۰) و (۵۱) و (۵۶) و (۶۱) وغیرہ تہذیب
الاخلاق اور صفحہ (۳۴) و (۳۵) سفیر ہند
(جسمین جناب ممدوح کے ایک خلیفہ کا مضمون
مندرج ہے) ان باتونکے ثبوت پر شاہد صریح
ہین -
ازانجملہ ایک دو فقرہ مین اسمقام مین تشویق
ناظرین کے لئے نقل کرتا ہون - بقیہ کے
تفصیل میری آئندہ پرچون مین ہوگی -
انشاء اللہ تعالے

تہذیب الاخلاق ماہ جمادی الثانیہ مین آپنے
ایک مضمون لکھا ہی جسمین جملہ احکام معاملات
مخاصمات - عادات وغیرہ کو دین سے خارج
کیا ہی - اسکے صفحہ (۲۴) مین اونچی ازار
پہننے کا خاکہ اڑایا ہے اور صفحہ (۲۶) مین
حقیقت جبرئیل سے (جو اسلام مین مقرر ہے)
ان الفاظ سے انکار کیا ہے "جو حقیقت
اس ملکہ کے محرک تہین جسکو ملکہ نبوت یا ملکہ
[illegible] جبرئیل [illegible] سے تعبیر کیا جاتا ہے"
تہذیب الاخلاق ماہ رجب کے صفحہ (۵۰) مین
آپکے ایک خلیفہ صاحب نے لکھا ہی " - اس
انیسوین صدی کے تو پیغمبر و معجزے یہی ہین
کہ محققین اور حکماء قوانین فطرت کو دریافت
کر کے اہل دنیا کو خدا کا جلال اور قدرت
دکھادین کہ اسکے آگے معجزات انبیاء کی
کیا حقیقت تھی کہ وہ شان کبریائی دکھاتے -
معجزات حقیقت مین ایک بہان متی کا سانگ
تھا جسمین سب کچھ تھا اور کچھ نہ تھا -
حقیقت مین غور سے دیکھئے تو سارے
الہامی مذہب نیچر کے بدعتی فرقہ ہین -

جب مذہب نیچر کے خلاف ایک طوفان عظیم اٹھنے لگا
برپا ہوا تو کوئی دانشمند جسکو پیغمبر کہو یا اوتار
اس بدعت کے دور کرنیکے واسطے ایک
مذہب نیچر مذہب کے اصول پر قائم کرنا چاہا
اسیکے صفحہ (۱۶) مین آپ یہ فرماتے ہین۔
"قدیم اصول یہ ہے کہ خدا کی عظمت و قدرت
اسمین ہے کہ وہ پانی سے آگ اور آگ سے
پانی کا کام لے سکتا ہے۔ جدید اصول یہ ہے
کہ اسمین خدا کی قدرت مین بٹا لگتا ہے"
ولیکن باوجود اس سپاس و ستائش کے
ہم چند [illegible]
[illegible]
(۱) یہ کہ آپ ہماری جواب خطاب مین سلسلہ
کلام و ترتیب مرام کا لحاظ نہین فرماتے اور
جن امور کو ہمنے متنازع فیہا قرار دیا ہی اور
نمبر ششم مین انکو مشخص و معین کر دیا ہے
اُنمین قلم نہین اُٹھاتے۔ کبھی کوئی بات
اُڑتے پڑتے کہدیتے ہین۔ کبھی کوئی
ذکر سنا دیتے ہین۔ کبھی وہابی بدعتی کا ذکر
کبھی نیچر کا ترجمہ۔ کبھی ٹخنے سے اونچی ازار
کا بیان۔ کبھی خدا کے جبل طور اٹھانے کا عدم
امکان۔

(۲) اس بے ترتیبی کے ساتھ بھی جو کچھ لکھتے
ہین اسمین بھی مجرد دعاوی اپنے خیالات
کے اظہار پر اکتفا کرتے ہین۔ انکا ثبوت
و تشریح جیسے کہ ہم چاہتے ہین قلم مین نہین لاتے
مسئلہ نیچریہ کے ثبوت کو خیال کر لو اسمین آپنے
دو دفعہ قلم اُٹھائی ہے اور آپکے ایک خلیفہ
نے ایکدفعہ خامہ فرسائی کی ہے کسی صاحب نے نیچر
کی حقیقت کی تشریح کی ہے اور نہ اُسکے ثبوت
پر کوئی دلیل قائم کی ہے۔ سبھی صاحب مناقب
و فضائل نیچر بیان فرماتے ہین۔ ہمارے اس
سوال کا [illegible] نیچر جسمین [illegible] تصوفی قرارداد
عقل کا دخل ہو کہان مشخص ہے اور اس سے
استنباط احکام حلال و حرام نماز روزہ حج
زکوٰۃ۔ نکاح۔ طلاق وغیرہ کیونکر ممکن و
متصور ہے؟) جواب کوئی صاحب نہین دیتے
(۳) باوجودیکہ آپ لوگ تہذیب کے مدعی ہین
اور بزعم خود اس دیار مین آپ ہی اسکے
بانی مبانی ہین اسکی رعایت اپنی تحریرون
مین نہین کرتے۔ اور اپنے مخاطبین اور
اُنکے گروہ کو تمسخر و توہین سے یاد فرماتے
ہین۔ مضمون انشاء اللہ۔ و تحقیقات مذہب

تہذیب الاخلاق دمضمون سفر ہند مذکور ہیں کہ
اس بیان پر شاہد ہے
غرض ان شکایات کے ہم بڑے ادب سے
ملتمس ہین کہ آپ ان باتون کیطرف توجہ فرماوین
ہماری باتونکا جواب حسب مدعا ادا کرین - اور
اپنی اور اپنی خلفاء کے اقلام کو نا ملائم الفاظ کی
تحریر سے بچاوین

معذرة وموعدة

تہذیب الاخلاق بابت ماہ جمادی الثانیہ و بابت
ماہ رجب کے جملہ مضامین مین ہمکو کلام ہے اور خاصکر
[illegible]
مضمون [illegible] و معاشرت (جو [illegible] احکام
شرعی کا ناسخ و مبطل ہے) اور مضمون **معجزہ و
کرامت** (جسمین خوارق انبیاء سے انکار ہے
اور رقیہ سنت نبویہ کی ہنسی) اور مضمون **مذہب
انسان کا امر طبعی ہے** (جسمین
آپنے کفر و اسلام کو ایک کر دیا ہے اور صورت و خیال
پرستی مین انبیاء کو ہمسر مشرکین بنایا) اور مضمون
مذہبی خیال (جسمین اصول نبویہ کو اصول
جاہلیہ بتایا ہے اور اصول نیچریہ کو اصول نبویہ)
مین ہمکو بہ تفصیل بحث منظور ہے - ولیکن چونکہ
ہم خود یک انار و صد بیمار کے مصداق ہین

اور ہمارا رسالہ ایک مقدار مخصوص مین محدود
ہے - اسلئے ہم سبھی مضامین سے یکبارگے
بحث نہین کر سکتے - بلکہ ہر ایک سے بتدریج
و ترتیب شیئاً فشیئاً بحث کر سکتے ہین -
ناظرین صبر کو کام مین لاوین یا ارسال زر
چندہ مین ہمتو نکو بڑھا دین - ہم زیادہ تکلیف
نہین دیتے جو جو کچھ سب صاحب پہلے مقرر کر چکے
ہین - اسیکا مطالبہ کرتے ہین -
اگر اس رسالہ کی آمدنی کم سے کم ایکسو روپیہ
ماہوار ہو جاوے تو ہم [illegible]
جزو کا رسالہ نکالین اور ایک نائب ملازم
رکھکر حساب کتاب جوابات مراسلات وغیرہ
امور متعلقہ رسالہ مین (جو ہمارے گلوگیر ہین)
اس سے مدد لین - اور آپ اسی کام مین ہمہ تن
مصروف ہو جائین -
اس پرچہ کے ناظرین خریدار بہوپال وغیرہ بلاد مین
ایسے بھی ہین کہ اگر وہ اکیلے اسقدر ماہوار کو اپنے ذمہ
اٹھالین تو استطاعت رکھتے ہین - ولیکن
ہم نہین جانتے کہ باوجود ہماری ہمیشہ کی شکایت
کی انکو اسطرف کیون توجہ نہین ہوتی -
اور ہوگی تو کب ہوگی -

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر دہم
جلد دوم

بابت ماہ شوال ۹۶ھ
مطابق ماہ اکتوبر ۷۹ء

جسکے

حصہ اول مین بعض مقدمات اثبات نبوت سے بحث ہے اور حصہ دوم مین مضمون مذہب و معاشرت تہذیب الاخلاق کا جواب

منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

مراسلہ

جناب مستطاب [illegible] پرچہ تہذیب الاخلاق کو نہایت غور و فکر سے پڑھا جو کچھ میرے ذہن ناقص مین آیا وہ اسلئے ہدیہ خدمت کرتا ہون کہ اگر مناسب سمجہین تو اپنے رسالہ کے کسی گوشہ مین جگہ دین ورنہ اس احقر کو اسکے صحیح یا غلط ہونے سے مطلع فرماوین ❊

سید صاحب کے اس قول کے موافق (کہ انسان کی خلقت خدا نے ایسی بنائی ہے کہ وہ جن چیزون کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے اور سمجھتا ہے اُن سے ایک نتیجہ (گو وہ حیرت ہی ہو) نکالتا ہے) ہمنے بھی سید صاحب کی لکچرون۔ مضامین آرٹیکلون کو دیکھکر کچھ نتیجہ نکالا ہے اگر ہم اسکو آزادی و دیانتداری سے ظاہر کرین تو امید قوی ہے کہ صاحب موصوف اُس پر ناراض نہ ہونگے بلکہ اگر وہ نتایج ہمارے کسی غلطی سے خلاف واقع ہون تو اسسے اطلاع فرماوینگے ❊

جب سید صاحب نے ایک مدت تک مشاہدات نیچر پر غور کیا تو خدا کو آدم کو ابراہیم کو موسیٰ کو عیسیٰ کو محمد کو اور تمام انبیاء کو نیچری ہی پایا اور اس قوت کو جسے وحی کہو یا الہام ایک طاقت یا مادہ مشاہدات و غور نیچر کا سمجھا اور اُن کتب الہامی کو جسے توریت انجیل زبور

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

اور فرقان سے تعبیر کرتی ہین فقط اُن مشاہدات نیچر کے نتایج کا مجموعہ خیال کیا۔ جب ایک
عرصہ مین یہ خیال آپکا پختہ ہوا اور آپنے اپنی تئین بھی مشاہدات نیچر کا واقف اور ماہر جانا
اور اپنی پاس آلات و ذریعہ ہای مشاہدات بہ نسبت ازمنہ گذشتہ زیادہ پائی تو اپنے
خیالات اور مشاہدات کو قطعاً صحیح سمجھا اور جو کچھ آپکے خیال مین مشاہدات نیچر سے
نتایج پیدا ہوے اُنکو بطور امر لازمی اور واقعی اور موافق منشاء الہی سمجھا۔ اگر کسی پرانے
نیچری (نبی) کی نتایج کو اپنی نتایج کے موافق نہ پایا تو اُسکو اُس نیچری کیطرف سی نہ سمجھا
یا اُسکی تاویلین کین کیونکہ پرانی نیچری محض اُمی تھی اُنکی مشاہدات و معلومات کی ذریعے
نہایت محدود بلکہ کچھ نہ تھی ✤

لیکن جب آپکے خیالات پر غور کیا جاوی تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپنی اپنے خیالات مین پرانی
فلسفی نیچری کے [illegible]
[illegible]
تصویر کو پرانے نیچریون کی خیالات کا برقعہ فاخرہ پہنا کر ایک نیا معشوق کھڑا کیا ہے۔ یا یون
کہین کہ اپنے نئے تانبے کے برتنون پر اُن نیچریونکی خالص زر سے گلٹ سازی
کی جسنے نقاب اُٹھایا اُسی پہلی تصویر کو پایا اور جب کیمیائی عمل کیا وہی تانبا نظر آیا ✤
میرا یہ مطلب نہین کہ سید صاحب کی سب خیالات ایسی ہی خیالی تصویرین اور مبنی
علے الاغلاط ہین اسلئے کہ مین اُن کو ایک حکیم اور بڑا فلاسفر سمجھتا ہون اور اُن کے
اکثر مضامین کو نہایت ادب سے ایک فخر قومی سمجھکر بار بار پڑھتا اور خوش ہوتا ہون۔
بلکہ مطلب میرا یہ ہے کہ باوجود عمدہ ہونے اکثر خیالات جناب کی بعض خیالات اُن کے
ایسے غلط دیکھتا ہون کہ جن پر ایک طفل مکتب انگشت رکھہ سکے ✤
آپ ہی پر کیا موقوف ہی حکمائے سابقین پر نظر فرمائے تو بڑے بڑے فلاسفران اور
ماہرین نیچر کی غلطئین اُدنی ادنی آدمیون نے نکالین اور حکماء وقت نے تسلیم کیا
یہ بات تو ہمیشہ رہی کہ ایک زمانہ دوسرے زمانہ کی غلطیان نکالتا چلا آیا کسی نے آسمان

کی گردش کو تجویز کیا اور گسینی زمین کو گھمایا - دور کیون جاؤ آپ ہی کی پرچہ تہذیب الاخلاق

ماہ رجب مین ایک مضمون بعنوان (قدیم اور جدید علوم) چھپا ہی جسمین ظاہر کیا ہے
کہ بیکن نے تمام حکماء متقدمین افلاطون ارسطو وغیرہ (جسکو اس زمانہ کی مہذب اور وحشی
اقوام کی بچی بھی جانتے ہین) کے خیالات کی بنیاد کو ایسا غلط ثابت کر دکھایا ہے
جسکو حکماء متاخرین نی تسلیم کیا *

جبکہ ایک زمانہ مین تمام حکمار نے ملاحظہ نیچر سے مشاہدات سی تجربون سی اپنی ذہن مین کچھ
نتایج پیدا کئی اور اُن کو ایسا ہی سچا سمجھا کہ آپ ہم اور ہمارے زمانہ کی حکمار تحقیقات جدیدہ کو
سچا اور صحیح سمجھتی ہین اور دوسری زمانہ نے اُنکی غلطیون کو تسلیم کیا تو اب فرمائین کہ وہ
کیا دلیل ہے جس سے ہمکو اطمینان حاصل ہو کہ ہماری یا ہمارے حکمار کی شہادت
اور تجربی اور جو اُن سی ہمنی اپنے ذہن مین رای پیدا کئی سبکے سب ایسی ہین جنکو ہم اپنا دین
ہین [illegible] فاقم وجہک للدین حنیفا فطرت اللہ التی فطر الناس
علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون (سورۃ الروم) ترجمہ - سیدھا کر اپنا مونہ
خالص دین کے لئی - جو نیچر خدا کا ہی جسپر لوگون کو بنایا ہی خدا کی پیدایش مین کچھ تبدیل
نہین ہے یہی مستحکم دین ہی ولیکن اکثر لوگ نہین جانتے اگر مشاہدات مین یا تجربون
مین اور اُس سے نتایج نکالتی مین اور اُس پر اپنے خیالات قایم کرنے مین وقوع اغلاط
کا اندیشہ ہوتا تو تمام حکمار متقدمین و متاخرین بلکہ بعد مین آنیوالونکی خیالات ایک ہی اصل پر
ہوتی مگر ایسا نہین ہے بلکہ سراسر اس کا خلاف - اور گو ان نیچریون کے خیالات پر نظر
کرو کہ جنکو ہم انبیا و پیغمبرون سی تعبیر کرتے ہین تو آدم سے محمد تک سبکے خیالات کی تصویر
کو ایک ہی فوٹوگراف سے نکلی ہوئی پاؤ گی اگر فرق ہوگا تو صرف یہی کہ اول الذکر
درختونکی پتون اور چھالون سے ملبوس اور آخر الذکر ایک عمدہ لباس سے مانوس اور یہی
خالص نیچر ہے جسپر یہ کہ سکین (فاقم وجہک للدین حنیفا) اور جسکو خدا نی اپنی طرف

منسوب کیا ہی اور یہی ایک کافی دلیل اِس امر کی ہی کہ اُن نیچریونکی مشاہداتکا ذریعہ واحد تھا جو
واحد نتیجہ نکالتا تھا اوسکو ہم وحی اور الہام کہتی ہین اور وہی فارق نیچر حکما و نیچر انبیا کا ہی۔
نیچر حکما و نیچر انبیا و نیچر خدا جسکو جناب سید صاحب نی ملا جلا دیا ہی وزن کرنے پر یہ صاف نقشہ دکھائی
دیتا ہی کہ حکما قوانین قدرت کو ایک چراغ یا شمع کی روشنی مین تلاش کرتے ہین اور انبیا اوسکو خداداد
آفتاب کی روشنی مین اُس عظیم الشان کی قدرت کا ظہور دیکھتی ہین اور خدا تو وہ نیچری ہی جسنے خود نیچر
کو بنایا ہی اور وہ زمین کی تہ مین اور آسمان سی اوپر کے خلا مین سبجھ جاتا ہی۔ جہان کبھی آفتاب کی بھی
نظر نہین پڑتی۔ پھر فرقہ حکما کی مشاہدات یا تجربون کو خصوصًا جو خلاف مشاہدہ انبیا ہین کیونکر معتبر سمجھا جاوی
اب سید صاحب کی مشاہدات پر غور کرو جو فی زماننا ناظرین نیچر کے جیئر مین ہین اپنی مذہب انسان
کو امر طبعی ثابت کیا ہی۔ اور خود ہی مذہب کی یہ تعریف کرتے ہین۔
انسان کا کسی قوت کو جو بغرض [illegible] اور بغرض منفعت کے اپنا معبود ٹھرانا خواہ وہ قوت [illegible] بیچگون

اور علت العلل ہو یا اسکی طاقت کا اظہار خواہ عجائب غرائب عناصری یا معادنی یا حیوانی یا
نباتاتی اشیا سی خواہ وہ انکی خیالی وجود یا بزرگون کی ارواحین۔ اور شروع ہی مین امر طبعی کی
تعریف کرکے خود ہی فرمایا ہی اگر یہ بات ثابت ہو کہ تمام انسان کچھ نہ کچھ مذہب ہی رکھتی تھی تو ضرور
تسلیم کرنا پڑیگا کہ مذہب بھی انسانکا امر طبعی ہی۔ اِسکے ثبوت کے لئی آپنی تین **اقوام** پیش
کئی ہین۔ **اوّل** وہ وحشی قومین جو صفحہ دنیا سے نیست و نابود ہوگئین اور اُس قوم کے
وجود پر زمین سی دبے ہوئی نشانیونکی نکلنی کو دلیل ٹھیرایا ہے۔ **دوم** وہ مہذب قومین جو گذر
گئین اور انکی وجود پر تواریخ کو دلیل بنایا ہی **سوم** وہ وحشی قومین جو اس وقت امریکہ کے
جنگلون اور افریقہ کی کنارون اور اوشینیا کے جزایر مین پائی جاتی ہین۔ انکی مذہب کا ثبوت
محض مشاہدہ پر منحصر رکھا۔ اور مختصر یہ فرما دیا۔ پس اِن تمام دلیلون سے ثابت ہوتا ہی کہ تمام انسان
کچھ نہ کچھ مذہب رکھتی تھی +

دیکھو چیئرمین صاحب نے مشاہدات مخلوقات اور اُس سی نتایج نکالنی مین کیسی غلطی کھائی ہی +

ہم امریکہ کی جنگلوں اور افریقہ کی کناروں اور اوشینیا کی جزایر کا پیچھی پیچھی گیر بنگلی پہلی اپنی ہی گھر مین اُس
نیم وحشی فرقہ پر آنکھہ جماتی ہین تو سینکڑون ہزارون بلکہ لاکھون آدمی ایسی دیکھتی ہین جو
کسی قوت کو جذب منفعت اور دفعہ مضرت کی لئی اپنا معبود نہین سمجھتی بلکہ تمام طاقتون کو
جنمین دفعہ مضرت یا جذب منفعت کی خواص ہون بحالت خود مجبور سمجھتی ہین - اور اس
مجبوری کو ازلی و ابدی خیال کرتی ہین اور اُن طاقتون کی تاثیر کو اپنی عقل سی اپنی منشار
کی تابع بنا سکتی ہین جیسی آگ کا جلانا اور آفتاب کا فایدہ پہنچانا - وعلی ہذالقیاس ✣

جب مہذب اقوام یورپ کو دیکھتی ہین تو اُس فرقہ کا وجود کثرت سی پاتی ہین - امریکہ کی جنگل افریقہ
کی کناری اور اوشینیا کی جزایر بھی ایسی آدمیون سی خالی نہین - تواریخ کو دیکھو تو دہریہ اور لامذہب
فرقون کا ذکر بھی ساتھہ پڑہو گی - اون وحشی قومون کی مذہب دریافت کرنیکی لئی جو صفحہ
ہستی سی معدوم ہو گئین صرف دبی ہوئی نشانیون کو پاکر یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ سبکی سب اقوام
[illegible]
ندیا تھا اور نہ کوئی اُسکے لئی نشانی بنائی تھی اِس نشانی کا پایا جانا مٹا سکتا ہی - ہرگز نہین
جو صحیح نتیجہ نکلتا ہی وہ اِسی قدر ہی کہ اُن وحشی اقوام مین ایسی انسان بھی ہو گذری ہین کہ
جنہون نی کسی قوت کو اپنا معبود قرار دیا تھا اور اُسکی لئی نشانی بنائی - نہ یہ کہ سبکی سب ایسی ہی تھے
اِس بیان سے ثابت ہوا کہ سید صاحب کا یہ مشاہدہ خلاف واقع و خطا ہی اور جس نیچر پر وہ لگایا
گیا ہی وہ بھی پورا رہنما نہین ہی ✣ اور وہ نیچر نہین ہی جسکو خدا نی دین کہا ہی یا انبیا نی اُس
سے رستہ لیا ہی وہ نیچر جسکو دین کہا جاوی اور اُس پر لا تبدیل لخلق اللہ صادق آوی اور ہی
جسکو اللہ تعالی دیتا ہی یا اُس کا رسول وحی یا الہام سی پہچانتا ہے ✣

اب مین اِس مضمون کو اِس فقرہ پر ختم کرتا ہون کہ سید صاحب کی مشاہدات مین غور کرنی سے
معلوم ہوا کہ خدا تعالی کا نیچر اور ہی سید صاحب کا نیچر اور - **راقم مرزا مبارک بیگ** سب اڈیٹر
اس مضمون لطف مشحون کا خلاصہ بدفعات ذیل پیش ہوتا ہی ✣

(۱) سید احمد خان صاحب نے مشاہدہ نیچر سے یہ خیال کیا کہ آدم علیہ السلام سے لیکر محمد رسول اللہ صلعم تک انبیاء نے جو کچھ کہا یا سمجھا اور اسکو خدا کی طرف نسبت کیا وہ اسی غور و مشاہدہ نیچر کا نتیجہ ہے اور ان کے وحی یا الہام کر اسکے سوای کچھ حقیقت نہین ہے *

(۲) بناء علیہ جو بات انبیاء کی اُنکے خیال مین خلاف نیچر معلوم ہوئی آپنے اسکی نفی کی یا نیچر کے موافق اسمین تاویل کی *

(۳) یہ خیالات سید احمد خان صاحب کے پرانے فلسفیونکے خیالات ہین انکے ذاتی نہین *

(۴) ان خیالات مین سے بعض خیالات غلط بھی ہین چنانچہ تہذیب الاخلاق اس پر گواہ ہے *

(۵) پس ہمکو غلط و صحیح خیال مین تمیز کرنیوالی دلیل کے تلاش کرنیکی ضرورت ہوئی

(۶) اگر ہم اپنے مشاہدات و تجربون کو دلیل ٹھیراوین تو ناممکن ہے یہ تجربہ و مشاہدہ دلیل ہو سکتا تو حکمار متقدمین و متاخرین مین باہم اختلاف کیون پڑتا جسکو تہذیب الاخلاق نے ثابت کیا *

(۷) مشاہدہ [illegible] ہے جب نیچر کو بنایا [illegible] جنکو خدانے اپنے نبیوں بواسطہ وحی و الہام جو وسایل مشاہدہ حکمار سے علاوہ چیز ہے مطلع کیا یہی وجہ ہے کہ ان مین باہم اختلاف نہین *

(۸) منجملہ مشاہدات حکمار ایک سید صاحب کے مشاہدہ مین ہمنے غور کی تو اسکو سخت غلط پایا۔ ایسا ہی اورونکے مشاہدات کا حال ہے *

ان دفعات سے ہر ایک دفعہ اشاعۃ السنتہ کی موید ہے اور خلاصہ سب دفعات کا یہ ہے کہ جسن نیچر یا مشاہدہ کو سید احمد خان صاحب دین سمجھ بیٹھے ہین وہ ایسا نہین جسکو دین کہا جاوے

امنا بہٖ لاتبدیل لخلق اللہ اس پر صادق آوے۔ اڈیٹر اشاعۃ السنتہ

شکایت و امید

مضمون مذکور کے راقم ایک منشی صاحب ہین جنھون نے منشی ہو کر ایسا فاضلانہ مضمون لکھا ہے اس پرچہ کے ناظرین بڑے بڑے علما و فضلا بجامع معقول و منقول پشاور۔ لاہور۔ امرتسر۔ لودیانہ

کپورتھلہ۔ دہلی۔ مرادآباد۔ کانپور۔ لکھنو۔ اعظم گڈھ۔ بنارس۔ عظیم آباد پٹنہ۔ کلکتہ۔
ڈھاکہ۔ جبل پور۔ حیدرآباد۔ مدرس۔ ملبار۔ وغیرہ بلاد کے اعیان و اماکین نے کبھی ایک سطر کا
مضمون شاتخہ السنتہ کی تائید مین مرحمت نہین فرمایا +
ادہر تہذیب الاخلاق کو دیکھو کہ اسمین جناب سید صاحب کے مضامین قلیل قلیل ہوتی ہین اکثر مضامین
انکے احباب و انصار ہی کے ہوتی ہین +
ہم امید کرتے ہین کہ ہماری احباب ہماری اس شکایت کا ازالہ فرماوینگے۔ اور آیندہ وہ بھی تہذیب الاخلاق
کیطرح مضامین کے ارسال مین ہاتھون کو متوجہ کرینگے۔ لیکن یہ ملحوظ خاطر رہے۔ کہ اپنی تحریرون
مین فقط علمی و مطلب کی باتون کیطرف توجہ فرماوین۔ حضرات مخاطبین کے مطاعن و تبرا بازیو نکی
جواب سے تعرض نکرین۔ مدت سے جاری ہین جناب سید محمد خان صاحب نے اخبار سفیر ہند امرتسر
[illegible]
مین ہماری بعض احباب نے اپنی تحریرین بغرض اندراج رسالہ ارسال فرمائی ہین۔ ولیکن ان
کا اشاعۃ السنۃ مین درج نکرنا اور بدگوئی کا جواب بدگوئی سے دینا ہماری اصول و عادت طبعی کی خلاف
ہے اس بات کی ثبوت مین ہم اسی سفیر ہند کی شہادت پیش کرتی ہین اور وہی الفاظ جنکو
اوڈیٹر سفیر ہند از راہ انصاف و دیانت ہماری صبر و تہذیب کی نسبت زیب قلم فرما چکے
ہین جنمین وہ ہمکو گویا تہذیب و صبر کا سرٹیفکٹ دے چکے ہین پیش کرنا کافی خیال کرتی ہین +
ضمیمہ اخبار سفیر ہند نمبر ۱ مطبوعہ ۱۰ نومبر ۱۸۷۸ء مین آپ فرماتی ہین۔ ضروری اعلان مولوی محمد ابو
حبیب اللہ پشاوری مقیمی امرتسر کے مضمون مشتہرہ تتمہ دوم سفیر ہندوستان مطبوعہ بست و ہفتم ماہ
گذشتہ کے جواب مین ہمارے پاس مضمون بعنوان سپاس نامہ بجواب سپاس نامہ مرقومہ مولوی ابو سعید
محمد حسین لاہوری آگیا ہے مگر قلت جگہ کے سبب اس پرچہ مین درج نہین ہوا انشاء اللہ تعالی
آیندہ شایع ہوگا ہم امید کرتی ہین کہ ہماری واجب التعظیم مولانا حبیب اللہ صاحب انصاف کرینگی
کہ مہذبانہ جواب ایسی ہوتے ہین +

پھر تتمہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۷ اکتوبر ۸۸ء مین سپاسنامہ درج فرماکر تحریر فرماتی ہین اگر ہم موحدین کی قابل شایع ہونیکی مضامین چھاپتی ہین تو فریق ثانی کی ناقابل (بلحاظ تہذیب) شایع ہونے سے انکار نہین کرتی ٭

المختصر - موحدین اپنی خیالات کی اظہار مین بدزبانی اور بدتہذیبی کو کام مین نہین لاتی - بلکہ بڑی خوشی سے صبر اور شکر کرتی ہین - وہو ظاہر ٭

پھر تتمہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۲۴ نومبر ۸۸ء مین تحریر فرماتے ہین - ہم بے مبالغہ کہتے ہین کہ ہمارے حضرت مولانا جناب مولوی محمد حسین صاحب لاہوری کا جو کمال درجہ کی حلیم بردبار - صابر - عالم - فاضل ہین خوب انداز ہے اور نہایت پسندیدہ ڈھنگ ہے کہ خود بخود کسی سے نہین الجھتی - اور بیفایدہ جھگڑون کیطرف مطلق قصد نہین کرتی ٭

ناظرین تدین اور امانت سے خود اس امر کی تصدیق کر سکتے ہین کہ فریقین سے کسکی تحریرات شایان علماء [illegible]
[illegible] ہین [illegible] اور کن اسباب [illegible] سے جناب سپاسنامہ لکھتی ہین

ان عبارات و تنبیہات کی نقل کرنی سے ایک غرض ہماری یہ ہے کہ ہماری احباب ہماری عادات کو خیال مین لا کر ان تحریرات مذکورہ کے درج ہونی سے آشفتہ خاطر نہون اور آیندہ بدگوئی کی جواب قلم مین نہ لاوین - غرض دوم یہ کہ ہمارے پرانے دوست اڈیٹر اخبار سفیر ہند اپنی مضامین بالا کو یاد فرما کر اُن تبرائی مضامین بھیجنی والون کو یہ سمجھاوین کہ مولف اشاعۃ السنۃ کا صبر و حلم تمہاری بدگوئی پر غالب آئیگا - اور بدگوئی سے میدان تمہاری ہی ہاتھ کبھی نہ آئیگا بدگوئی کا گولہ اور بارود جلد تمام ہوتا ہے - خصوصاً اس حالتمین کہ فریق ثانی حلم و صبر کی آڑ مین پناہ لیتا ہے - تم یہ طرز مبارزت چھوڑ دو - علمی بات کوئی آتی ہو تو اسکو پیش کرو ٭

اور اگر وہ اڈیٹر صاحب کی نصیحت کو نہ مانین تو اڈیٹر صاحب اُنکی ایسی تحریرون کو درج اخبار نہ فرماوین ایسا نہ ہو کہ وہ اخبار مین متناقض و مختلف البیان خیال کئی جاوین ٭

مولف

بقیہ مقدمات مبحث اثبات نبوت

نمبر خواب	مضمون خواب	پارہ الفاظ حدیث	صفحہ
۱۶	ایکدفعہ آپنی خواب مین دیکھا کہ آپ عقبہ بن رافع کے گھر مین ہین اور آپکے پاس رطب بن طاب (کھجورین) حاضر کی گئین اُسکو یون تعبیر فرمایا کہ دنیا مین خدا ہمکو رفعت دیگا اور عاقبت بخیر کریگا اور دین ہمارا اچھا اور ستھرا ہوچکا ٭	رایت ذات لیلۃ فیما یری النائم کانا فی دار عقبۃ بن رافع فاتینا برطب من رطب ابن طاب الخ	۲۴۴
۱۷	ایک شخص نے آنحضرت کے پاس بیان کیا کہ مین خواب مین اپنا سر کٹا ہوا دیکھتا ہون۔ آپنے فرمایا شیطان تمسے کھیلتا ہے ایسی خواب کسی سے بیان نہ کیا کرو ٭	یا رسول اللہ رایت فی المنام کان راسی قطع الخ	۲۴۳
۱۸	ابن سیرین یا ابوہریرہ سے مروی ہے کہ خواب تین قسم ہین۔ بشارت منجانب اللہ۔ خیالات نفس۔ شیطان کا ڈراوا۔ خواب مین پانون مین بیڑی دیکھنی اچھی ہے۔ جو [illegible]	الرؤیا ثلث حدیث النفس وتخویف الشیطان وبشریٰ من اللہ فمن رای شیئا یکرھہ [illegible] الخ	۱۰۳ ۲۴۱ مسلم

اِس **تفصیل** سے جیسا کہ سچی خوابون کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ ویسا ہی خوابونکی تعبیر کا شرع مین اعتبار ثابت ہوتا ہے۔ پس نیچری مسلمانون کا انکار٭ (عین نیچر انکے متعلق ہو خواہ اُسکی تعبیر کے) محل تعجب و انکار ہے۔ **تعبیر خوابکا قانون** چنانچہ احادیث منقولہ بالاسے مستفاد یہی ہے کہ اگر کوئی خوفناک خواب دیکھے تو اُسکو کچھ چیز نہ سمجھے اور اِس خوف کا (جو اسکو بے اختیار حاصل ہوا) وہ معالجہ جو آنحضرت سے منقول ہوا عمل مین لاوے ٭

٭ اِس انکار مین اُنرائیل سید احمد خان صاحب اُس شخص کی نسبت جسکا انکار صفحہ ۲۵۹ مین منقول ہوا سا بقین اولین مین سے ہین چنانچہ مضمون سحر نمبر ۱۳ و ۲ مندرج نمبر اول تہذیب الاخلاق ۱۲۹۳ھ مین فرماتے ہین۔ نفس انسانی مین ایک ایسی قوت برقی اور مقناطیسی موجود ہے جو خود اِس پر اور اسکے خیال پر اور دوسرون پر اور دوسرون کے خیال پر اثر کرتی ہے اسکے اثر متعدد طرح پر ہوتے ہین۔ ان مین سے یہ بھی ہے کہ شی غیر موجود حقیقتاً موجود معلوم ہوتی ہے خواب مین تمام چیزون کو جو آدمی اپنے خواب مین دیکھتا ہے حقیقتاً موجود سمجھتا ہے۔ حالانکہ کوئی چیز بھی موجود نہین ہوتی ٭ یہانتک تو یہ انکار ہے۔ اور خطبات احمدیہ کے خطبہ بشارت مین نبی کے خوابونکا ایسا اعتبار اقرار کیا ہے کہ گویا لوگونکے بھروسہ کیلئے بشارتونکو اُنہاتک کیا ہے۔ اصل عبارت جناب بضمن نبوت تمثیل دوم آویگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲ حاشیہ

(۲) اور اگر کوئی اچھا خواب دیکھی تو اُسکے مضمون کو سوچی - اگر اسکے اصل ور وجود پہلے سے اپنی خیال یا طبیعت یا اخلاق مین پاوی تو اس خواب کو اپسکا عکس اور صورت مثالی سمجھ لے

(۳) اور اگر اسکی طبیعت یا خیال یا اخلاق مین اس خواب کا سابق وجود اور اصل نہو تو اسکو تعلیم الٰہی خیال کری - اور اسکے تعبیر کی لئے اسکے مناسب معانی تجویز کری +

مثلاً کسی سمی سی معنی اسم سمجھ لی جیسے آنحضرت نے خواب نمبر ۱۲ مین رافع سی رفعت کو سمجھ لیا اور عقبہ سے عاقبت کو یا لازم سی ملزوم - یا سبب سی مسبب یا ایک چیز سی اس سے ملتی جلتی اور مناسبت رکھنی دوسری چیز - جیسے آنحضرت نی خواب نمبر ۱۲ مین سونی کی کنگن سے مسیلمہ کذاب حریص دنیا کو سمجھ لیا - اور نمبر ۱۳ مین تلوار کی دھار سی مسلمانان مقتول کو - جسکو خود تعبیر نہ آوی وہ کسی دانا دوست سی پوچھ لی +

تنبیہ المفترین

جو کچھ ہمنی خواب یا تعبیر خواب کی نسبت کہا ہی یہ سبھی خواب دیکھنی والون کی سبھی خوابون کی نسبت نہین کہا - بلکہ بعض اشخاص کی بعض خوابونکی نسبت کہا ہی - اور عنوان اصل سادس مین خاصکر ملکی صفت انسان کی لئی ایسی صفت کا وجود تجویز کیا گیا دیکھو ص (۲۵۴) سطر (۲۱)

.... رھی یہ بات کہ معیار و مقیاس اس امر کا (کہ سچا اور رحمانی خواب کسکا ہی اور جھوٹا شیطانی کسکا) کیا چیز ہی سو ہماری نزدیک عصمت ہی جس شخص کی خطا سے عصمت ثابت ہو اور اسکی کوئی بات خواب کی ہو خواہ بیداری کی خلاف واقعہ نہو - اس کا خواب سچا تعلیم الٰہی ہی - اور جو خطا و تناقض کا محل ہی اُس کا خواب جبتک امتحان مین پاس نہ ہوجاوی اعتماد و یقین کی لایق نہین ہی +

رہا یہ امر کہ ایسا شخص جو معصوم ہی اور مخالفت واقع سی بری ہی کون ہی سو مسلمانون اور جملہ اہل مذاہب سماویہ کی نزدیک ہر امت کا نبی ہی اسکے سوائی اور اشخاص کے منامات و مقالات کا معیار و محک صداقت اُسی نبی کی تعلیم ہی - جسکا خواب یا خیال قول نبی سی موافق ہوگا - اس کا

خواب سچا و تعلیم الہی سمجھا جاوے گا جو اس سے مخالف ہوگا وہ جھوٹا اور شیطانی وسوسہ متصور ہوگا موافقت کی صورت مین بھی وہ خواب غیر نبی کا اصل اصول احکام نہ ہوگا اور نہ کسی مکلف کو اس سے احتجاج و استدلال جایز ہوگا - بلکہ مدار اثبات حکم و تکلیف خدا و رسول کا قول ہوگا اور وہ خواب محض موجب توقیر و سرور و طمانیت و بشارت خواب دیکھنے والے کا سمجھا جائیگا یہ حکم خواب و کشف غیر نبی کا کتب عقاید اسلام مین بہ بسط مرقوم ہے - اور کچھ اسکی تائید صفحہ رسالہ ہذا نمبر ۲ صفحہ ۱۵۴ وغیرہ سے بھی نکلتی ہے تفصیل اس امر کی کہ نبی معصوم ہوتا ہے - اور اسکے خواب و بیداری کی باتین منجانب اللہ ہوتی ہین بعد اختتام مقدمات مبحث مقصود مین ہوگی اس تنبیہ مین فقط ان لوگون کا متنبہ کرنا مقصود ہے جو خوابونکی اثبات و اعتبار مین حد اعتدال سے متجاوز ہو کر افراط کو پہنچگئے ہین جیسے اہل نیچر انکے انکار کلی سے تفریط مین پڑے ہوئے ہین - یہ لوگ [illegible] ٹھیک ہین پیر پرست و خیال پرست ہین اور اپنی مشائخ و پیرونکی خوابونکو آسمانی وحی بلکہ اس سے بھی زیادہ سمجھتے ہین - خوابون سے یہ وہ احکام نکالتے ہین جو قرآن و حدیث کے مخالف ہوتے ہین +

اس قسم کے لوگ قدیم سے مسلمانون مین چلے آتے ہین - اور اس زمانہ مین بھی ہر ملک مین موجود ہین - پنجاب کے اضلاع سے ضلع لودہانہ اور اسکے نواح مین بکثرت پائے جاتے ہین جو اپنی خوابون کے حکم سے کسیکو دوزخی بتاتے ہین - کسیکو بہشتی - کوئی حکم شریعت سے خارج کرتے ہین کوئی از خود اس مین داخل +

مسلمانان متبعان قرآن ان دونون کے افراط و تفریط سے اجتناب رکھتے ہین اور خوابونکے اثبات و نفی مین بیچ کی راہ چلتے ہین - انبیا علیہم السلام کی خوابونکو واقعات کے متعلق ہون خواہ احکام کے عموماً وحی و تعلیم الہی جانتے ہین - انکے سوا اور ون کی خوابون سے جو واقعات کے متعلق ہون اور نفس الامر کے مطابق نکلین ان کو تعلیم الہی اور وراثت نبوی سمجھتے ہین - اور جو احکام شرعی یا احوال اخروی کے متعلق ہون ان کو کتاب

وسنت کے موافق پاتے ہین تو منجانب اللہ سمجھتے ہین ورنہ وسوسہ شیطانی خیال کرکے اسکو ساقط الاعتبار سمجھتے ہین - صفحہ ۲۵۹ سے یہانتک جو کچھ خوابون کے متعلق نقلی اصول (کتاب اللہ وسنت) کے تمسک سے بحث ہوئی ہے یہ اُن مسلمانون کے (جو باوجود اعتراف صدق مضامین قران اس باب مین افراط وتفریط مین مبتلا ہین) فہمایش کے لئے ہے اور دلیل عام اس باب مین جو ہر ملت ومذہب کے قائلین پر حجت ہو سکے وہی عامہ خلایق کا وجدان (یعنی انکی لوح دل یا دماغ پر سچی خوابون کے نقوش کا پایا جانا) ہے جسکا ذکر شروع تقریر مین گذرا ہے -

یہ استدلال بطور برہان انی ہے اور اس باب مین بطور برہان لمی بھی استدلال ہوسکتا ہے - اس کا بیان معہ شرح برہان انی ولمی کے ضمن ثبوت تمثیل دوم عنقریب آتا ہے - مگر سخت مشکل یہ ہے کہ ہمارے اکثر مخاطبین وناظرین ایسے علمی دلایل کو سمجھ نہین سکتے اور باوجودیکہ ہم ترجمہ مین ہندی کے چند ی [illegible] [illegible]

ایک صاحب اخبار سفیر ہند نمبر ۱۸ مطبوعہ مئی ۱۸۷۹ء مین فرماتے ہین کہ ہم باوجودیکہ بڑے بڑے پیر زور اور نازک وفاضلانہ مضامین سید احمد خان صاحب وغیرہ کو بخوبی سمجھتے ہین تمہاری کلام کا مطلب نہین سمجھتے ایک اور صاحب اسی اخبار مین ایک جگہ فرماتے ہین کہ تمہاری باتون کا مطلب تم ہی سمجھتے ہو - انکے اس نہ سمجھنے کی وجہ یہ ہے کہ ان مضامین کے سمجھنے کو کسی قدر منطق وفلسفہ قدیمہ بکار ہے *

اور ان لوگون مین گو بعض ریاضی وفلسفہ بیکن سے واقفیت رکھتے ہین مگر علوم قدیم سے محض معرے ہین - اس بات کو تہذیب ماہ رجب ۱۲۹۶ھ کا مضمون **قدیم اور جدید علوم** تصدیق کرتا ہے - اس مین بڑے زور وشور سے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ بیکن نے فلسفہ قدیمہ کو معطل کر دیا ہے اور بجاے اسکے طبیعات وریاضیات کو شایع کیا - اور برہان کو اس نے بیکار سمجھکر بجاے اسکے استقرار (جسکو عامی اور بچے بھی سمجھتے ہین) کو استدلال کا مدار ٹھیرایا - پھر یہ لوگ جنکو بیکن ہی کی وراثت پہنچی ہے ہماری براہین عقلیہ کے مضامین کیونکر سمجھین اور اپنے نہ سمجھنے کا قصور

ہماری بیان کی ذمہ کیون نہ لگاوین +

جناب سید احمد خانصاحب کے مضامین کو اس لئے بخوبی و بآسانی سمجھ لیتے ہین کہ وہ مضامین عامیانہ یعنے عام لوگونکی اغراض و خواہشونکی موافق ہوتی ہین +

تکمیلات

(۱) جنے لا الہ الا اللہ کہا گو وہ کیسا ہی فاسق ہو دوزخ مین نجائیگا (۲) انسان اپنی خواہشون و خوشیونکو اصول نیچر کیموافق زندہ رکھی نفس کشی نکریں (۳) گوشہ نشینی و کمخوابی و کم خوری سے مالیخولیا پیدا ہوتا ہے (۴) نعماء دنیاوی سے قدر کفایت پر قناعت نکرنی چاہیے (۵) مذہب کو دنیاوی کامون سے تعلق نہین - دنیاوی کامون مین جو کچہ کسیکی عقل مین آوی سو کری (۶) خدا کی عبادت جسطرح چاہی کری بیچون و بیچگون سمجھکر خواہ اُسکے [illegible] ....

و علی ہذا القیاس اور آزادانہ مضامین ہین جو رجب ۱۲۹۰ کے پرچہ مین موجود ہین

اور چونکہ ان مضامین کو آزادمنش لوگ بلا دلیل مانتے ہین اسلئے جناب ممدوح ان مضامین پر دلایل قایم نہین کرتی - وہ ایک بات موافق ہوائے نفس عامہ خلایق کی فرماتے ہین لوگ بلا دلیل اسپر ایمان لاتی ہین - اور اگر کہین آپ کوئی دلیل بھی لاتی ہین تو وہ بھی عامیانہ خیالات پر مبنی ہوتی ہے - بخلاف اُن مضامین کے جو اُنکے مقابلہ مین اسطرف سی پیش ہوتے ہین - وہ لوگونکی اغراض و ہوائے نفس کی مخالف ہوتی ہین اسلئے انکی سمجھنے و قبول کرنے سی آزادمنش لوگونکے نفوس انکاری ہوتے ہین - پس ہمکو ہندو رولایل عقلیہ سی وہ مضامین ثابت کرنی پڑتے ہین اور ایک فرق ہماری آپکی مضامین مین یہ بھی ہی کہ آپ انکار کی مقام مین کھڑی ہین مثلاً معجزہ کا وجود ثابت نہین - دوزخ بہشت کا وجود جسمانی نہین - فرشتہ - جن - شیطان - انسان سے جداگانہ مخلوق نہین - اور ہم مقام ادعا و اثبات مین قایم ہین اور ظاہر ہی کہ منکر ثبوت دلایل کا چنداں محتاج نہین ہوتا اور بار ثبوت مدعی کے ذمہ ہوتا ہے - پھر جس قسم کا دعوی ہو اسی قسم کا ثبوت دینا پڑتا ہی

دعوی عامیانہ ہو تو اسکے ثبوت مین عامیانہ دلیل کافی ہوتی ہے دقیق و باریک ہو (جسکو انبیا وحی و الہام کی ذریعہ سی پہچے ہون اور عقلا بعمق عقل سے) تو وہ ویسی ہی باریک دلائل سے ثابت کرنا پڑتا ہی ٭

اور ہماری دعاوی باوجودیکہ غالبًا اسی قسم کے ہوتی ہین تاہم اُنکی دلائل کے بیان مین ہم تسہیل کو مد نظر رکھتی ہین اور ایک ایک بات کو کئی کئی تمثیلات سی سمجھاتے ہین - باایہمہ کوئی دقیق بات کسیکے سمجھ مین نہ آوی تو اس کا قصور ہمارے ہی ذمہ نہ لگاوی اپنے فہم و علم کا بھی کچھ دخل سمجھی اور وہ بات کسی عالم سے دریافت کری -

تمثیل دوم - یعنی واقعات غیبی کی نسبت بعض اشخاص کی سچی خبر ونکی ثبوت پر دھی وجدان دلیل ہی - ہم برملا دیکھتے ہین کہ بعض اشخاص ایسی واقعات کی نسبت (جو نہ حواس سے معلوم ہوسکتے ہین نہ فکر و غور عقل سے دریافت ہونی ممکن ہین) ایسی خبرین دیتے ہین جنکو واقعہ کے مطابق [illegible]

تفصیل

اس قسم کی خبرین جو زمانہ قدیم مین ملکے صفت اور مقدس لوگون نے بتائین - اور لوگونکی تجربہ و مشاہدہ مین آئین عہد عتیق و عہد جدید مین مذکور ہین - انکو اسرائیل سید احمد خان صاحب بہادر نے اپنی کتاب خطبات احمدیہ کی خطبہ بشارات مین نقل کیا ہی - مین اسمقام مین انہین کی تحقیقات کو پیش کرنا کافی سمجھتا ہون اس مین نئی تفتیش و تحقیق کو ضروری نہین جانتا ٭

اور ان باتون سے استدلال نہ اس وجہ سے ہی کہ وہ رسولونکی بتائی ہوئی باتین ہین اسلیے اُنکا تسلیم کرنا واجب ہی - بلکہ اس وجہ سے ہے کہ وہ تاریخی واقعات ہین اور بنقل متواتر ثابت ہین - انکا ماننا عقل کا مقتضائی ہی - پس اگر کوئی انکے تسلیم کرنیکو فرع تسلیم نبوت سمجھی اور قبل اثبات نبوت اُن سے استدلال کو مصادرہ علی المطلوب خیال کری تو یہ اُسکی غلط فہمی ہی -

اِن باتون کو سید احمد خان صاحب کی کتاب سے نقل کرنے سے یہ بھی غرض ہی کہ جو کچھ

(249)

جناب ممدوح کے مضامین کانشنس نیچر - مذہب و معاشرت ناہب انسان کا امر طبعی ہی - اور ایکی ایک
ہم مذہب کے مضمون تحقیقات مذہب و صحیفہ فطرت کے منطوق یا مفہوم سے معلوم ہوتا ہی کہ نبوت
صرف غور و فکر عقل کا نتیجہ ہی - اور وحی یا جبرئیل صرف اسی معنی ملکہ نبوت کا نام ہی - اور الہام صرف اسی بات کا
(جو قانون قدرت مین غور کرنے سے دل مین آجاتی ہی) نام ہے - بے سوچے غیب الغیب سے
کسی بات کا منکشف ہو جانا جسکو اہل مذاہب الہام کہتے ہین کوئی چیز نہین ہی - یہ سب کچھ ان باتون
کے خلاف ہی جو آپنے خطبات احمدیہ کی خطبہ بشارات مین فرمایا ہی - اسمین آپنے اس قوت
کے وجود کا جسکے اثبات کی اہتمام مین ہم دبی ہین اثبات کیا ہی اور ان معنی کر الہام (کہ
بے سوچے بدون فکر کی کوئی بات سوتے سوتے یا بیٹھے بیٹھے دلمین آجادے) کا وجود ثابت
کیا ہی - بین نظر افخام و افہام ان حضرات کے ہمنے آپکی کتاب خطبات احمدیہ سے اُن باتونکا نقل
[illegible] باتون
کا خلاف آپکی مضامین مذکورہ بالا مین ندکھتی تو ہم ان حضرات کو منکر حقیقت و معنی نبوت ہرگز نہ
ٹھیراتے - اور یہ تفصیل ان باتونکی تحریر مین نہ لاتے اور بحث اثبات نبوت مین ان لوگون کو
مخاطب نہ بناتے بلکہ جسقدر بحث مارچ ۸۶ء سے ابتک کانشنس کی متعلق ہے آپکے مقابلہ
مین لکھ چکی ہین یہ ہرگز قلم مین نہ لاتی اس نقل و بیان کی گو وضع و ترتیب راقم کیطرف سی ہی ولیکن
مضامین بلکہ بالاختصار الفاظ جناب ہی کے ہین جو تہذیب الاخلاق جلد ششم کے نمبر ۸ و ۹ و ۱۰
مین منقول ہی *

خبر اول جو تہذیب الاخلاق مین

بشارت اول منجملہ بشارات مسیح ہی

حضرت اشعیاہ نے احاز بادشاہ کو خبر کر دی کہ کواری عورت کو حمل ہو گا - اور وہ بیٹا جنیگی - وہ ذرا
ہوشیار ہو گا - تو جو خوف تجھی دشمنون سے ہی جاتا رہیگا - کتاب اشعیاہ باب ۷
اس خبر کا مصداق ایک لڑکا ماہیر شالال ہاشبز نامی پیدا ہوا جب وہ ہوشیار ہوا تو احاز

کا خوف جاتا رہا۔ اور انجیل متی مین لکھا ہی کہ یہ بشارت حضرت مسیح کے ہی جو کواری مریم سے پیدا ہوئے اور انکی بشارت یوسف نجار کو فرشتہ نے خواب مین دی +

خبر دوم جو تہذیب الاخلاق مین

حضرت عیسیٰ کی دوسری بشارت ہی

حضرت میکاہ نی بہت سی باتین آیندہ کی اشارات وکنایات مین کہین کہ یہ ہوگا اور وہ ہوگا اس مین یہ بھی فرمایا ای بیت لحم افراتاہ میری لئی ایک شخص جو بنی اسرائیل مین سلطنت کری گا اور اس کا ہونا قدیم زمانہ سے مقرر ہو چکا ہی تجھسے نکلیگا کتاب میکاہ باب ۵ - آیہ ۲ حضرت متی فرماتے ہین کہ یہ پیشین گوئی حضرت مسیح کی ہوئی جو بیت لحم مین پیدا ہوئے ہین اور گو دنیاوی سلطنت ان کو نہین [illegible]

[illegible]

خبر سیوم جو تہذیب الاخلاق مین منجملہ بشارات

توراۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت اول ہے

حضرت موسیٰ نے خبر دی ہی کہ خدا نے حضرت ابراہیم سے وعدہ کیا کہ مینے تیری دعا اسمعیل کے حق مین قبول کی - ہان مینی اسمین برکت دی اور اُسے بارآور کیا اور اسی بہت فضیلت دی اس سے بارہ امام پیدا ہونگے اور اسکی ترقی کرونگا - باب اول آیہ ۱۸ - ۲۰ - کتاب توریت اسی قسم کی اور آیات توریت سی اسرائیل صاحب نے نقل کر کے انکا آنحضرت کے حق مین بشارت ہونا ماشاء اللہ بڑی زور وشور سی ثابت کیا ہی اور اتنا ہی نہین دو الہامی خوابون سی بھی استدلال فرمایا ہی - **اوّل** یہ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت اسحق سی خواب مین کہا ہی کہ مین تیرے باپ ابراہیم کا خدا ہون تجھی برکت دونگا اور اپنے بندے ابراہیم کے سبب تیری نسل کو بہت کرونگا - **دوم** یہ حضرت یعقوب خواب مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک سیڑھی زمین سی آسمان تک لگی ہوئی ہے اور خدا کے فرشتے اس پر اترتی چڑھتے ہین اسپر خدا نے کھڑے ہو کر کہا کہ مین تیرے باپ ابراہیم اور اسحاق کا خدا ہون یہ زمین جسپر تو سوتا ہے تجھکو اور تیری اولاد کو دیتا ہون الخ

خبر چہارم جو تہذیب الاخلاق مین منجملہ بشارات توراۃ بعنوان بشارت دوم منقول ہی

خدا تعالی نی موسی علیہ السلام کو خبر دی کہ تیری بھائیون مین ایک نبی تیرے سا قایم کرونگا اور اپنا کلام اسکے مونھہ مین دون گا۔ توریت کتاب پنجم باب ۱۸ - ۵ - ۱۰
جناب آنریبل صاحب نی فرمایا ہی کہ ان تیون سی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونیکی ایسی صاف و مستحکم بشارت نکلتی ہی جس سے کوئی انکار نہین کرسکتا اور اسکی وجہ یہ بیان فرمائی ہی کہ یہ دو باتین کہ (۱) مین اسکے مونہہ مین اپنا کلام دونگا اور (۲) وہ مثل موسی ہوگا سوای محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی مین پائی نہین جاتین۔ پہلی اسلئے کہ انبیار بنی اسرائیل پر سوای احکام عشرہ موسی کی جو وحی آتی تھی اسکے لفظ وہی نتھی جو توریت - و زبور - صحف انبیا مین لکھی ہوئی ہین [illegible] اسکو [illegible]
اپنی زبان و محاورہ مین لوگون کے سامنی بیان کرتی تھی اناجیل اربعہ جواب معتمد اور قابل سند عیسائیون مین تسلیم ہوتی ہین انکی الفاظ تو وہ ہین ہی نہین جو حضرت عیسے کی زبان مبارک سے نکلی تھی کیونکہ حضرت عیسی کی عبرانی زبان تھی اور وہ انجیلین یونانی زبان مین تحریر ہوئین ہان البتہ قرآن مجید ایسا ہے کہ اسکی لفظ پیغمبر کے مونہہ مین رکھی گئی تھی اور وہی لفظ پیغمبر نے لوگونکو پڑھ سنائی پس ان الفاظ سی بشارت کے کہ اپنا کلام اسکے مونہہ مین دون گا سوای محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کسی پر صادق نہین آتی دوسری بات کا سوای آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسری شخص مین پایا نہ جانا آپنی بڑی زور و شور سی ثابت کیا ہے اور دس گیارہ وجوہ سی آنحضرت کا موسی علیہ السلام کے مثل ہونا بیان فرمایا ہی ؁
اس بشارتکو امام فن مناظرہ اہل کتاب بھی نو یدجاوید مین لائی ہین اور آنحضرت اور حضرت موسی مین وجوہ مشابہت کا شمار چونتیس ۳۴ تک پہنچائی ہین

خبر پنجم جو تہذیب الاخلاق مین

بلفظ بشارت سوم منجملہ بشارات محمدیہ مندرجہ توریت معتبر ہی

حضرت موسیٰ پیغمبر اور حضرت حبقرق نبی نی بنی امی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے پر اسطرح بشارت دی اور کہا خدا سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا اور فاران پہاڑ پر ظاہر ہوا اسکے دہنے ہاتھ مین شریعت روشن ساتھ لشکر ملائکہ کے آیا توریت کتاب پنجم باب ۳۳ - ۲ آئیگا اللہ جنوب سے اور قدوس پہاڑی سے آسمانون کو جمال سے چھپا دیا اسکی ستایش سے زمین بھر گئی کتاب حبقرق باب ۳ - ۳

آنرابیل صاحب نے فرمایا ہے کہ ان آیتون مین جو کوہ فاران سے خدا کا ظاہر ہونا بیان ہوا وہ علانیہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے پر اور قرآن مجید کے نازل ہونیکی کہ وہی شریعت ہے بشارت ہے ❊

[illegible] اسکے خلاف مین عیسائیون نے توجیہین کی ہین ان کا مدلل جواب ہوا ہے جزاہ اللہ عنا و عن سائر المسلمین احسن الجزاء ❊

خبر ششم

جسکو تہذیب الاخلاق مین بلفظ بشارت چہارم تعبیر کیا ہے

حضرت سلیمان نے اثنا ء مناجات الٰہی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کیا اور فرمادیا وہ بالکل محمد یعنی تعریف کیا گیا ہے - یہی میرا دوست ہے اور میرا محبوب کتاب سلیمان باب ۵ - آیۃ الغایۃ ۱۶

جناب آنرابیل صاحب فرماتے ہین اگرچہ اس مقام پر حضرت سلیمان نے خدا کی تسبیح مین گیت گایا - اور اسکی مناجات کی ہے مگر ضرور وہ ایک بڑے شخص قابل تعظیم و ادب کے آنیکی متوقع ہین اور اسکی بشارت دیتے ہین اور پھر صاف سناتے ہین کہ وہ میرا محبوب محمد ہے - صلے اللہ علیہ وسلم

خبر ہفتم

جسکو تہذیب الاخلاق مین بعنوان بشارت پنجم تعبیر کیا ہے

ابھی نبی ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونیکی اسطرح بشارت دیتے ہین - سب قومونکو ہلا دون گا - اور حمد سب قومون کا آویگا اور اس گھر کو بزرگی سے بھرون گا کہا خداوند نے کتاب حجی نبی باب ۲ - آیۃ - ۷ ؞

جناب آنرایبل نے لفظ حمد سے آنحضرت کا مراد ہونا بخوبی ثابت کیا ہی اور جو عیسائی اسکو حضرت عیسے علیہ السلام کیطرف اشارہ سمجھتے ہین اسکو دو وجہ سے رد کر دیا ہی - پھر فرمایا ہی گاڈفری ہگنس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مین باستدلال قول ریورنڈ پارکہرسٹ صاحب کے لکھا ہی کہ یہ بشارت حضرت عیسے کی نہین ہوسکتی بلکہ اس شخص کی ہی جسکے آنیکی بشارت خود حضرت عیسی نے دی تھی ؞

خبر ہشتم

جو تہذیب مین بعنوان بشارت ہشتم مذکور ہی

حضرت [illegible] پر کرتی ہین - اور ایک جوڑی سوارونکی دیکھی ایک سوار گدھے کا اور ایک سوار اونٹ کا اور خوب متوجہ ہوا - کتاب اشعیاہ - باب ۲۱ - ۷ - جناب ممدوح نے فرمایا ہی کہ اس آیۃ مین حضرت اشعیاہ نے دو شخصونکی طرف اشارہ فرمایا ہے ایک کو گدھے کی سواریکے نشان سے تبلایا ہی - اور اس مین شبہہ نہین کہ اس سے حضرت عیسی کیطرف اشارہ ہی کیونکہ جناب ممدوح بیت المقدس مین گدھے پر سوار ہوکر داخل ہوئے ہین - دوسرے شخص کو اونٹ کی سواری کے نشان سے تبلایا اور اسمین شک نہین کہ اس سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اشارہ ہی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین داخل ہوئے تو اونٹ پر سوار تھے ؞

ہ یہ سید احمد خان صاحب فرماتے ہین ۱۲

خبر نہم

جو تہذیب مین بعنوان بشارت اول منجملہ بشارات انجیل مذکور ہی

جب حضرت عیسے کو معلوم ہوا کہ اب انکا وقت بہت قریب آگیا ہی اور اب وہ گرفتار ہونیوالے ہین تو انہون نے اپنے حواریون کو بہت نصیحتین کین یہ بھی فرمایا - یہ امور مینے تمسے کہے ہین جبکہ تمہارے ساتھ

ہون لیکن پیر یکلیطاس پاک روح جسکو باپ بھیجیگا میری نام سی تمکو ہر بات سکھا دیگا اور یاد دلاویگا تمکو وہ باتین جو مینی تمسی کہی ہین - انجیل یوحنا - باب ۱۴ - آیۃ ۲۶ -

جناب **اسرائیل** نے فرمایا ہی کہ لفظ پیریکلیطاس جو یہان واقعہ ہوا ہی یہ مترجمون کی غلطی ہی حضرت عیسی علیہ السلام کا اصل لفظ فارقلیط ہی جسکا ٹہیک ترجمہ احمد ہی اور اس آیۃ مین آنحضرت کی بشارت ہی پہر اسکو اس دعوی سی کہ ہم اسکو تائید روح القدس نجوبی ثابت کرینگی ثابت کیا ہی اور واقعی اس مین اپنی اطلاع و انصاف کو ظاہر کیا ہی جزاہ اللہ خیراً +

امام فن مناظرہ اہل کتاب نے بھی اس بشارت کو نوید جاوید مین ذکر کیا ہی اور خوب بسط و تفصیل سی لفظ فارقلیط بمعنی احمد ہونا باعتراف علماء نصاری ثابت کیا ہی - ناظرین اس [illegible]

خبر دہم

جو تہذیب مین منجملہ بشارات محمدیہ مذکور انجیل بشارت سوم سے معبر ہی

حضرت یحیی سی یہودیون نی پوچھا تو مسیح ہی وہ بولے نہین - پہر پوچھا تو الیاس ہی وہ بولے نہین پہر پوچھا تو وہ نبی ہی آپنے کہا نہین ۔ انجیل یوحنا باب ۱ - ۲۰ - ۲۵ مختصراً

جناب اسرائیل فرماتی ہین کہ ان آیتون سی معلوم ہوتا ہی کہ علاوہ حضرت مسیح کے ایک اور پیغمبر کے آنیکی بھی امید رکہتی تھی اور وہ پیغمبر ایسا مشہور تھا کہ بجائی نام صرف اشارہ ہی اسکے بتانے کو کافی تھا جیسکہ ہم مسلمان پیغمبر علیہ السلام کے نام کی جگہ صرف آنحضرت اشارہ مین لکھتے بولتے ہین - اور یہ مشہور پیغمبر کون ہوسکتا ہی بجز اسکے جسکی نسبت خدا نے ابراہیم و اسمعیل کو برکت دی اور جسکی نسبت موسی سے کہا تیری بھائیون مین سی تجھ سا پیغمبر پیدا کرون گا اور جسکی نسبت حضرت سلیمان نی کہا میرا محبوب سرخ و سفید سب مین تعریف کیا گیا محمد ہی - اور جسکی نسبت حجی نبی نی فرمایا کہ حمد تمام قومون کا سردار آوی گا اور جسکی

(252)

نسبت حضرت عیسیٰ نے فرمایا میرا جانا ضرور ہی تا کہ فارقلیط آوی - اب مین نہایت مضبوطی سے کہتا ہون یہ نامی اور مشہور پیغمبر حضرت محمد ہین واللہ حضرت محمد ہین - آمنت باللّٰہ و بمحمد نبیہ

امام فن بھی اِس بشارت کو اپنی کتاب مین لائی ہین - اور اِس اشارہ سی آنحضرت مراد ہونا بادلیل ثبوت کو پہنچا ہی ہین ناظرین کتاب نوید جاوید کو صفحہ ۴۴ سی ۶۲ تک ملاحظہ فرماوین اور اِس تحقیق و تفصیل کا لطف اُٹھاوین *

فذلکہ معترضہ مشتملہ علی التماس و نصیحۃ

التماس بخدمت جناب سید احمد خان صاحب اور اُنکی اتباع و اشیاع کی خدمت مین ہی کہ یہ حضرات الفاظ بشارات مندرجہ خطبات احمدیہ کو غور و انصاف سی ملاحظہ مین لاوین - اور سوچ سمجھکر فرماوین کہ جو باتین آیندہ کی انبیاء نے اِن بشارتون مین بتائی ہین وہ عقل و حواس سے کسطرح معلوم [illegible] کنارون اور آسمان کی ستارون وغیرہ اشیا مخلوقہ سی عبارت ہی) مین کہان لکھی ہوئی دکھائی دیتی ہین - جو یہ نہ بتا سکین تو اِس بات کی اقراری ہوجاوین کہ وہ باتین انبیاء نی اپنی اس ملکی طاقت کی ساتھ غیب الغیب سی جان لی ہین اور جہان وہ باتین لکھی ہوئی ہین وہان عقل و حواس کا پہنچنا ممکن نہین - اِس اعتراف کی صورت مین اُنکا یہ قول کہ نبوت صرف فکر و غور عقل کا نتیجہ ہی اور اِس کا ماخذ و مخزن فقط نیچر ہی کیا معنی رکہتا ہی؟ اِن باتون کو آپ بتشریح بیان فرماینگی تو ہم بہت نفع اُٹھاینگے اور ہماری آپکی بہتیری جھگڑے فیصلہ پاینگے -

نصیحت زمرہ موحدین اور اِس کی ناظرین کو ہی کہ مضامین اِس خطبہ بشارات کو ملاحظہ فرماوین اور جو اِسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار و اثبات ہی اِس مین غور فرماوین اور سید احمد خان صاحب کی تکفیر سے باز آوین - یہ کام جو سید احمد خان صاحب سے خطبہ بشارات مین ہوا ہی بجز مومن محب اسلام کسی سی نہین ہوسکتا *

اگر کسیکو یہ شبہہ ہو کہ اقرار لفظ نبوت کس کام آتا ہی جبکہ معلوم ہی کہ سید احمد خان صاحب کو معنی نبوت

سے (چنانچہ ہمنے خود نمبر نہم کے اعلام میں بتصریح کہا ہے) انکار ہی یہ انکار تو ایسا ہی جیسے کوئی لفظ اللہ کو مانے اور اللہ کی الوہیت اور خالقیت سے انکار کرے۔ یا رسول کو رسول مانے پر اُسکی کوئی بات سچی نجانے۔ تو جواب اس کا یہ ہی کہ بے شک و بلا ریب لفظی اقرار معنوی انکار کے ساتھ کام نہیں آتا۔ اور معنی کا منکر لفظ کا تسلیم کرنے والا نہیں سمجھا جاتا۔ ولیکن یہ اس صورت میں ہی کہ وہ انکار عمداً و عناداً ہو نہ خطأً و اجتہاداً۔ یہی وجہ ہی کہ بعض مبتدع فرقے اہل سنت کے نزدیک کافر نہیں گنے جاتے باوجودیکہ وہ اللہ اور رسول کے کلام سے معنی انکار کے سمجھے جاتے ہیں۔ سید احمد خان صاحب کا انکار بھی اسی قسم کا انکار ہی۔ اور اس بات پر کوئی دلیل نہیں ہی کہ سید صاحب کو معنی نبوت سے عمداً و عناداً انکار ہی۔ جائز و محتمل ہے کہ یہ انکار انکی غلط فہمی کا نتیجہ ہو۔ اور جو کارروایاں خلاف تسلیم نبوت و اسلام ان سے ہو رہی ہیں (جیسے نبوت کو فقط عقل کا نتیجہ ٹھہرانا مسلمانوں کو احکام شرعیہ کی قید سے چھوڑنا وغیرہ) وہ بخیال ان کے عمل میں آتی ہیں یعنی خیرخواہی اسلامی و ہمدردی قومی پر مبنی ہوں +

اکثر لوگوں سے میں سنتا ہوں کہ یہ شخص حقیقت میں اسلام کا دشمن و مخالف ہی اور اسلام کے پیرایہ میں یہ اسلام کو بگاڑنا چاہتا ہے۔ اس کا ظاہری اقرار و تسلیم نبوت کا اظہار اسی غرض پر مبنی ہی + ولیکن میں اس بات کو صحیح نہیں سمجھتا اور اسپر یقین کرنیکی کوئی وجہ نہیں دیکھتا۔ اور جناب ممدوح سے ایسی بدگمانی نہیں رکھتا +

اخبار جریدۂ روزگار کے نمبر ۴۲ مطبوعہ ۱۱ اکتوبر ۱۸۷۸ء میں آپکی نسبت ایک مضمون لکھا ہی جسمیں آپکی حق میں یہ متردّدانہ الفاظ مندرج ہیں "یہ شخص یا تو بلا کا مسلمان ہی یا پرلے درجہ کا اسکا دشمن ہی" ان الفاظ سے بھی یہی مستفاد ہی کہ اس شخص کی نسبت قطعی بدگمانی کی کوئی وجہ نہیں + بالجملہ میں جناب ممدوح الصفات کی تکفیر سے لوگوں کو منع کرتا ہوں باوجودیکہ میں انکی اکثر رایوں میں مستلزم تکفیر خیال کرتا ہوں چنانچہ یہ بات میں اشاعۃ السنۃ نمبرہ میں صفحہ ۱۴۴

بھی ظاہر کر چکا ہون تفصیل اسکی پھر کسی مستقل مضمون مین تحریر کرونگا ؀

رجوع بہ مطلب

اخبار عشرہ مذکورہ بالا وہ ہین جو زمانہ قدیم مین ملکی صفت انسانون نے بتائی ہین اور لوگونکے مشاہدہ مین آ گئی ہین - اب وہ خبرین ذکر کیجاتی ہین جو اسلام کے زمانہ مین ایک ملکی صفت مقدس محمد بن عبداللہ عربی نے (جنکو ہم مسلمان خاتم المرسلین و سید الاولین والآخرین سمجھتے ہین صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم) بتائی ہین - اور ہمارے اور اس وقت کے لوگونکے مشاہدہ آئی ہین - یہ خبرین دو قسم ہین - قسم اول - وہ ہین جو قرآن مین (جسکو ہم مسلمان وحی متلو کہتے ہین) مذکور ہین - قسم دوم وہ جو حدیثون مین (جنکو ہم وحی غیر متلو کہتے ہین) موجود ہین - ان اخبار سے بھی استدلال اس وجہ سے ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہوئی ہین بلکہ اس وجہ سے ہے کہ وہ واقعی باتین ہین - اور مشاہدہ مین آ چکی ہین ان اخبار کو ہم نبی کی الہی کہتے ہین نا بلکہ نبی کا نبی ہونا ان اخبار کی سچائی سے ثابت ہو جاتا ہے ہین - پس ان اخبار سے استدلال مقدمات اثبات نبوت کی تائید مین مصادرہ علی المطلوب نہوا

اخبار قسم اول

مخفی نہ رہے کہ اخبار قسم اول قرآن مین بکثرت† پائی جاتی ہین جیسے (۱) قرآن کے محفوظ رہنے کی خبر قرآن

قال اللہ تعالی - انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون حجر ع	کی مثل ایک سورت بنا نے پر انس و جن کے
قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا	قادر نہ ہونیکی خبر -
القرآن لا یاتون بمثله بنی اسرائیل ع	ان مسلمانونکی (جو آنحضرت کے وقت مین جلاوطن
وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات	کئے گئے - اور دشمنون سے سخت تکالیف پائے)
لیستخلفنهم فی الارض النور ع	معزز و متمکن ہونیکی خبر ؀

† ان خبرون کی پہلی اور پانچوین و چھٹی خبر کی وجہ صداقت امام فن مناظرہ نے نوید جاوید مین صفحہ ۱۰ سے تفصیل بیان کی ہے - اور دوسری خبر کی تفصیل حافظ ولی اللہ مرحوم نے کتاب ضیاء الاسلام مطبوعہ لاہور مین صفحہ ... سے ...

انا فتحنا لك فتحا مبينا الفتح ع ۱

انما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا توبہ ع ۴

وما كان للمشركين ان يعمروا مساجد الله توبہ ع ۳

اولئك ما كان لهم ان يدخلوها الا خائفين بقرہ ع ۱۴

يخفون في انفسهم ما لا يبدون لك ص ال عمران ع ۱۶

مکہ فتح ہوجانے کی خبر

مکہ شریف ہمیشہ کیلئے تسلط مشرکین کی اٹھ جانیکی خبر

بیت المقدس سے اہل کتاب کے بیدخل ہوجانیکی خبر

منافقوں کی چھپی باتوں کی خبرین

وعلی ہذا القیاس جنکا صدق و وقوع امتحان مین آگیا۔ اور مخالف و موافق نے مشاہدہ کیا۔ ولیکن معہ ذالک بے انصاف لوگ ان مین کچھ نہ کچھ تاویلین کرتے ہین۔ اور آیندہ کے لئے احتمال خلاف تجویز کرتے ہین اسلئے مین وہ خبرین نقل کرنا چاہتا ہون جنمین انکی تاویل کا مساغ نہ ہو۔ اور احتمال آیندہ بھی تجویز نہ ہو سکے

خبر اول

[illegible] في ادنى الارض وهم من بعد غلبهم سيغلبون في بضع سنين - لله الامر من قبل ومن بعد و يومئذ يفرح المؤمنون بنصر الله الخ الروم ع ۱

غلب فارس الروم فبلغ ذلك المسلمين بمكة فشق عليهم وفرح به كفار مكة - وقالوا للمسلمين انكم اهل كتاب والنصارى اهل كتاب ونحن اميون وقد ظهر اخواننا من اهل فارس على اخوانكم من اهل الروم وانكم ان قاتلتمونا لنظهرن عليكم فانزل الله تعالى هذه الآيات - فخرج ابوبكر الى الكفار فقال فرحتم بظهور اخوانكم فلا تفرحوا

[illegible] کو (جوانکے ہم مذہب تھے) بڑی خوشی ہوئی اور مسلمانوں کو غم ہے آنحضرت صلعم نے بواسطہ وحی یہ خبر دی کہ تین برس سے لیکر نو برس سے پہلے پہلے روم فارس پر غالب ہونگے اور اسدن مسلمان خوشیان منا نیگے۔ ابوبکر صدیق یہ خبر سنکر مشرکین کی خوشی مٹانیکو وہ پیشین گوئی آنحضرت کی گلی کوچہ مین سنانے لگے۔ اُبی بن خلف جو آنحضرت کا سخت دشمن تھا انکے مقابلہ مین مقام انکار مین کھڑا ہوگیا۔ اور اس بات پر شرط لگانے کا خواستگار ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے پانچ یا چھ سالکی مدت پر دس دس اونٹ پر شرط مان لی۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ تو نفط

باقی آیندہ

254

حصّہ دویم

بقیّہ مضمون مذہب و معاشرت

اور چونکہ مسلمانونکی رفارمر جناب سیّد احمد خان صاحب بہادر اِسی طرز و روش یوروپ کو پسند کر چکے ہین اور مسلمانونکی ترقی و بہبودی اِسی طریق کے اختیار کرنیمین منحصر سمجھتے ہین - اِسلئے وہ بزعم خود بڑی ہمدردی قومی و نیک نیتی سے مذہب اسلام کو یوروپین بنانا چاہتے ہین اور مسلمانون کا ہمرنگ اہل یوروپ ہوجانا پسند کرتے ہین - بنا رعلیہ وہ چاہتے ہین کہ مذہب اسلام فقط اعتقاد توحید خالق مین منحصر ہو جاوے - اِسکے سوای جو ہزارہا فروعات قرآن و حدیث نے بیچارے مسلمانونکی گلی مین ڈال رکھی ہین کہ منخنقہ (مردہ) نکھاو - خالص ریشم نہ پہنو - لاٹری وغیرہ انواع سود سے بچو - کفار کی ہئیت و وضع اختیار نکرو - اِن سب بکھیڑون سے مسلمانونکو نجات حاصل ہو - اور مسلمانان اور یوروپین سے صورتہ و سیرتہ [illegible] پکی تعلیمات و ہدایات کو مانتے گئے تو ہندوستان و یوروپ طریق مذہب و معاشرت مین یکسان ہو جاوے گا * اور اُن کا حال بہ بیت من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری - کا مضمون خوب صادق آویگا کوئی لوگون مین یہ تفرقہ کہ یہ مسلمان ہے یا عیسائی نکر سکیگا *

بالجملہ اس خیال سے یا کسی اور وجہ سے جناب ممدوح نے وہ مضمون جسمین احکام معاشرت کو دین سے خارج کیا ہے تحریر فرمایا ہے - **اِس مضمون کا خلاصہ** مطالب و مقاصد چند امور ہین جو غالبًا آپکے الفاظ سے بدفعات ذیل نقل کئے جاتے ہین *

(۱) بانی مذہب کو درحقیقت روحانی اصلاح دینی لگتا ہے (کیونکہ) انبیار علیہم السلام جو کہ بعض ایسی دنیوی باتونکے کرنے نکرنیکی بھی ہدایت کرتے تھے - جنکا اثر روحانی تربیت پر پہنچتا ہے - اِسلئے لوگون کو ہر ایک دنیاوی باتون مین انبیار کی ہدایت کی رغبت ہوتی ہے

(۲) الہامی کتابون مین ایک توریت ہی جسمین دنیاوی احکام بکثرت پائی جاتی ہین مگر ان کا الہامی ہونا نہایت مشتبہ ہی کچھ ثبوت اس کا نہین کہ سوائے احکام عشرہ کی اور تمام احکام جو حضرت موسی نے صادر کئی تھی وہ حضرت موسیٰ کے وقت مین لکھی گئی تھی۔ بنی اسرائیل کو ہر قسم دنیاوی جھگڑے پیش آتی تھے۔ حضرت موسیٰ کو بہ مجبوری اُن جھگڑون کا بطور سردار قوم کے فیصلہ کرنا پڑتا تھا۔ حضرت موسیٰ کے تمام احکام دنیوی مثل ایک انسان کے احکام کے ہین جو بہ صلاح بعض دانشمندون کے بطور مناسب وقت و حالات قوم کے دیئے گئی ہون بنی اسرائیل نے۔ اِن تمام دنیوی احکام کو مذہب مین شامل کرلیا۔ پھر اسکے مقاصد کو چھوڑ کر صرف لفظی معنون کی پیروی کرنا ٹھیٹ یہودی مذہب قرار دیا ہو۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ سخت مجبوری دنیاوی امور مین [illegible] اختیار کرنیکی پیش آئی دنیاوی سرداری متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی مثل حضرت موسیٰ کی اپنے صحابہ کے مشورہ سے اور ضرورت و مصلحت وقت کے لحاظ سی احکام صادر فرماتے ❖

(۴) مسلمان عالمون نے قدم بقدم یہودیونکی پیروی کی اور تمام دنیاوی احکام کو جو درحقیقت مذہب سی علاقہ نہین رکھتے تھے مذہب مین شامل کردیا اور (حدیث) وانتم اعلم بامور دنیاکم کو یک لخت بھلا دیا پھر یہودیون کی تقلید سے اسکے مقاصد کو چھوڑ کر صرف لفظی معنون کی پیروی کرنا ٹھیٹ مذہب اسلام قرار دیا (اسکی مثال یہہ ہے) کہ عرب مین رواج تہا کہ متمول اور سردار بنظر افتخار و تکبر و غرور کے ازار کو ٹخنی سے نیچے زمین پر گہسٹتی ہوئے پہنا کرتے تھے۔ اور یہہ امر گویا نشان انکے تکبر و غرور کا تہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ٹخنے سے نیچے ازار کو منع فرمایا جسکا مقصود تکبر و غرور کو منع کرنا تہا۔ ہمارے ہان کے علما نے ٹہیک یہودیون کیطرح لفظی پیروی کرکے ٹخنے سے نیچے ازار پہننے والیکو گو وہ کیسا مسکین و بے غرور و منکسر ہو۔ اور وہ امر تکبر و غرور کا نشان باقی نرہا ہو جہنم مین ڈال دیا۔ اور لوگون کو

تعجب مین ڈالا کہ یہہ کیسا مذہب ہے کہ دو انگل اونچا ازار پہننے سی بہشت ملتی ہے اور دو انگل نیچے پہننے سے دوزخ مین ڈالا جاتا ہے ÷

(۵) انسانون کی بدبختی کی جڑ دنیوی مسائل کو دینی مسائل مین شامل کر لینا ہے - اس قول کی دلیل یہہ ہے کہ عیسائی قومین جواب (یعنے جب سی انہون نے معاشرت مین مذہب کا اتباع چھوڑا ہے) نہایت اعلے درجہ کے خیال کیجاتی ہین - جب تک وہ اس خیال مین (کہ معاشرت مین مذہب کا خلاف نکرنا چاہیے) رہین روز بروز نکبت کو پہنچتی گئین - ہندو اسی آفت (معاشرت مین مذہب کی پیروی) سے تباہ ہوگئے مسلمان اسی بدبختی کی ذلت مین مبتلا ہوئے - اخیر نتیجہ انکی بربادی کا جو ابہی سلطنت عثمانیہ پر گذرا ہمنے اپنی آنکہہ سے دیکھ لیا تمام چھوٹی بڑی مسلمانی ریاستین اور سلطنتین جو اسوقت موجود ہین اسی وبال مین مبتلا ہین ÷

(۶) لوگون کا یہہ خیال کہ امور معاشرت کو مذہب مین شامل کر لینا انکی دوامی استحکام کا باعث ہے غلطی ہے دینی احکام کا نیچر دنیاوی احکام معاشرت کی نیچر سے بالکل مخالف ہے [illegible] رکھتے ہین دوامی و ناقابل تبدیل ہوتے ہین - کیونکہ خدا نے انسان کی روح کو جس نیچر پر پیدا کیا ہے - جب تک انسان دنیا مین ہے اسکو تغیر و تبدل نہین - برخلاف امور معاشرت و تمدن کے جو روز بروز تبدیل ہوتے ہین خدا کی کبہی مرضی نہین ہو سکتی کہ جب ہم پتے یا جانورون کی کہال پہنتے تہے جب ہمکو سوتی اور اونی اور ریشمی لباس سینا آیا تو اوسکو استعمال نکرین - یا جب ہمکو کوٹ پتلون پہننی آگئی تو جو لوگ اسکو پسند کرتے ہین وہ اسکو نہ پہنین - اور پہنین تو کافر ہون - اسی قسم کے (خیالات والے) لوگون کی بدولت مذہب اسلام کی یہہ ذلت ہوئی ہے کہ بجائے روحانی مذہب کے جسمانی مذہب خیال کیا جاتا ہے - اور مسلمانون مین علوم و صنائع و عقل و خیال و تمدن و معاشرت کی تمام ترقیان یکسر مسدود ہو گئی ہین ÷

(۷) بعض لوگون کا یہہ خیال ہے کہ قرآن مین ہی بہت سی باتین ایسی آئی ہین جو صرف دنیاوی امور سے جو پیش آئے علاقہ رکھتی ہین - اور انکی وحی سے ہونے سے انکار نہین کیا جا سکتا - مگر یہہ انکی غلطی ہے وہ لوگ حقیقت وحی نہین جانتے - اگر مین اپنے ہمنام ملا احمد جونپوری کی تفسیر آیات احکام ہی کو تسلیم کرلون تو صرف پانسو آیت احکام ہین - اور حقیقت مین اتنی ہی نہین - پس دنیاوی احکام کا قرآن مجید

مین ذکر ہونا اسبات کی دلیل نہین کہ دنیاوی معاملات بہی مذہب مین داخل ہین -

یہہ بعینہ الفاظ جناب ہین - اور جو وہ لفظ بعینہ آپکے نہین بلکہ کلام جناب سے مفہوم ہین انپر ایک خط کہینچا گیا ہے اور جو ربط و ضبط کیلئے محض الحاق ہے وہ دو خطوط وحدانی مین محدود ہے اور یہہ مضمون مِن اوّلہ الی آخرہ مغالطات و توہمات سے مشحون ہے - صحت و واقعیت کا اسمین کچہہ رائحہ و شائبہ بہی نہین ہے - اِسکے ہر ایک دفعہ کا جواب بترتیب دفعات نمبر وار دیا جاتا ہے - ناظرین اسکو غور سے دیکہین اور اسمین بلا روُ رعایت داد انصاف دین -

جواب دفعہ اوّل آپکا یہہ قول کہ بانی مذہب کو درحقیقت روحانی اصلاح مقصود ہوتی ہے مسلّم ہے - ولیکن ساتہہ اِسکے آپکا یہہ کہنا کہ دنیوی باتون مین صلاح دینے کیوقت نبی اپنے منصب سے فروتر درجہ اختیار کرلیتا ہے (جسکا مفہوم و لازمہ یہہ ہے کہ دنیاوی باتون مین روحانیت کا تعلق نہین ہے - اور نتیجہ اسکا آپکے نزدیک یہہ ہے کہ دنیوی باتون کے متعلق نبی کی بات دین مین داخل نہین ہے) [illegible] انبیا علیہم السلام دنیاوی باتون [illegible] اصلاح بتانے کیوقت منصب نبوت سے تنزل نہین فرماتے - اور سررشتہ روحانی اصلاح کو ہاتہہ سے نہین چہوڑتے بلکہ جو کچہہ وہ فرماتے اور بتاتے ہین (ٹہیٹ دنیا کے متعلق کیون نہو) اسمین روحانی اصلاح مدنظر رکہتے ہین -

اتنا تو آپ بہی مان چکے ہین کہ انبیا بعض ایسی دنیاوی باتون کے کرنے نکرنے کی ہدایت کرتے ہین جسکا اثر روحانی ترتیب پر پہنچتا ہے"- جسمین صاف اقرار پایا جاتا ہے کہ دنیاوی امور اور منصب نبوت یا روحانی تربیت مین مخالفت و منافرت کلی نہین ہے - اور اسی نظر سے ہمنے آپ کو حاشیہ صفحہ ۲۷۹ نمبر سابق مین اپنی دلیل کا مسلم و قائل ٹہیرایا ہے -

ہم آپکے اس تسلیم سے ایک درجہ بڑہکر مدعی ہین اور بملاحظہ اقوال و احکام شرعی متعلق امور دنیا کے یہہ یقین اور دعوی رکہتے ہین کہ نبی کی ایک بات بہی (گو وہ دنیاوی امور کے متعلق ہو) ایسی نہین ہے جسکا اثر روحانی اصلاح پر نہین پہنچتا اس دعوی کا کسیقدر ثبوت ہم نمبر سابق مین صفحہ ۲۷۹

دی چکے ہین - کچھہ دم نقد بیان بہی ہدیہ ناظرین کرتے ہین اور اگر ہم کل (۱۷۱) احکام کو جو نمبر ۸ و ۹ مین اس رسالہ کے بیان ہو چکے ہین یا اور ہزارہا احکام کو جو کتاب و سنت مین پائے جاتے ہین بتفصیل بیان کرنا چاہین اور اون کا روحانی اصلاح پر مشتمل ہونا ثابت کرین تو ہمارے رسالہ کے دو تین جلدین بہی اس بیان و ثبوت کے لئے کافی نہون - لہذا بطور مشتی نمونہ خروار و دانہ از انبار چند احکام نبوی متعلق احکام دنیاوی جو ان حضرات کو روحانیت سے پرلے درجہ دور نظر آتی ہین اور دین سے اجنبی معلوم ہوتی ہین بیان کئی جاتی ہین اور اونکی وجوہات و اسرار جنسے اونکا روحانی اصلاح پر مشتمل ہونا ثابت ہو قلم مین آتی ہین -

اسمین اگر مین اپنی ہی خیلالات کا اظہار کرون تو شاید ہمارے مخاطبین یا ناظرین جو تقلید کی خوگر ہین یا المعاصرۃ اصل المنافرۃ کی زیر سایہ ہین انکی طرف توجہ کم کرین - لہذا اسمین قول پہلے اکابر کا پیش کرنا مناسب سمجھتا ہون اگر [illegible]
[illegible] کرونگا -

دیکہو ڈاڑہی موچہون کا بڑہانا یا کٹانا بغلون کے بال اکہاڑنا اور اسکی مثل اور خصائل فطرت اور ریشمین لباس پہننا - ازار کو ٹخنی سے نیچے رکہنا اور اسی قسم کے اور احکام جو بضمن نمبر (۸) اشاعۃ السنۃ کے نمبر ۱۴ سے ۱۲ تک احکام سنت مین شمار ہوئی ان حضرات کی نظرون مین کیسے دنیاوی امور اور جسمانی ہین - چنانچہ بضمن دفعہ ۴۶ و ۴۶ جناب مخاطبے الامنا قب ٹخنی سے نیچے ازار اور ریشمین لباس کی نسبت اس بات کا اظہار کر چکے ہین پر اہل البصیرت کی نزدیک یہہ جسمانی امور بہی داخل دین ہین اور روحانی اصلاح پر مشتمل ہین -

حضرت شاہ ولی اللہ محدث اس امت محمدیہ کے حکیم حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۱۸۷ مین حدیث خصال فطرت جو نمبر ۹ مین بصفحہ ۲۵۲ گذر چکی ہے نقل کر کے فرماتے ہین - یہہ پاکیزہ خصلتین حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منقول ہین اور دست بدست اون سب امتون کو جو سلامتی اور راست روی کی طرف بالطبع مایل ہین پہنچی ہین - اور اونکی دلون کو پلائی گئی جنپر وہ زندگی سے موت تک

هذه الطهارات منقولة عن ابراهيم عليه السلام متداولة فی طوائف الامم الحنيفية اشربت فی قلوبهم عليها محياهم ومماتهم عصراً بعد عصر۔ ولذلك سميت بالفطرة۔ ولا بد لكل ملة من شعائر يعرفون بها ويواخذون عليها ليكون طاعتها وعصيانها امرا محسوسا

ہر زمانہ مین قایم رہے ہین۔ اسیواسطے اِنکا فطرتی خصلتین نام رکہا گیا ہے۔ یہی اس دین ابراہیمی کی (جو یکسو و مایل بحق ہے) نشانیان ہین ہر ملت (مذہب) کی لوگون کے لئے (کچہہ نکچہہ) نشانیون کا ہونا لازم ہے جنسے وہ پہچانے جائین اور اسکے موافق اونسے معاملہ ہو تاکہ انکا مطیع مذہب نافرمان ہونا ظاہر (کہلا کہلا) نظر آوے۔

مترجم کہتا ہے کہلا کہلا مطیع و باغی نظر آنا (باوجودیکہ خدا علیم چہپے اسرار جانتا ہے اور دلی اطاعت و بغاوت کو پہچانتا ہی) [illegible]

اور خلیفے جو دنیا مین اسکے احکام جاری کرتے ہین سبہی ہر وقت ہر کسیکے دل کا حال جان نہین سکتے۔ پس خدا تعالی اِنکے لئے علامتین ٹہرا دیتا تو اونسے خدا کی خلافت و نیابت کا کام پورا نہوتا۔

وانما ينبغي ان يجعل من الشعائر ما كثر وجوده وتكرر وقوعه وكان ظاهرا وفيه فوائد جمة يقبل اذهان الناس اشد قبول۔

پہر وہ نشانیان ایسی ہونی چاہئے جنکا وجود کثرت سے اور وقوع تکرار سے ہو۔ اور وہ ظاہر[*] ہی نظر آسکین اور او نمین بہت فائدے معلوم ہون جسکو عامہ خیالات پسند کرین اور بخوبی مان لین

مترجم کہتا ہے اس کثرت اور تکرار اور ظاہر ہونے نشانی کو اسلئے شرط ٹہرایا ہے کہ جو چیز شاذ و نادر ہوتی ہے وہ علامت کے لائق نہین ہوتی اس سے وہ غرض جو نشانی مقرر کرنے سے مقصود ہے (یعنی پہچان)

[*] ظاہر نظر آنے سے مراد یہہ ہے کہ وہ بدن پر ہو نہ فقط دلمین۔ بدن کی چیزین جب چاہین دیکہہ سکتے ہین اور بعض خود بخود نظر آتی ہین دل کی بات دیکہنے کا ارادہ ہو تو بہی کہائی نہین دیتی بنا علیہ ختنہ یا بغلونکے بال اوکہاڑنے کی علامات پر مخفی رہنے کا اعتراض وارد نہوگا۔ حاشیہ

وہ حاصل نہین ہوتی۔ ایسا ہی اگر نشانی چھپی ہو تو وہ شناخت کا کام نہین دیتی۔
مثلاً جس سپاہی کی بدن پر وردی یا چپراس نہو یا جس افیسر کے کوٹ پر کوئی تمغہ یا لوش لگا
ہوا ہو تو اسکو ناواقف شخص سپاہی یا افیسر کب جان سکتا ہے۔

اور اس علامت مین فوایدہ کا موجود ہونا اسلئے مشروط ہوا ہے کہ عامہ نفوس جنکو حقیقت
و انجام سے اطلاع نہین وہ بدون معائنہ ظاہری فوایدہ کے حکم کی اطاعت نہین کرتے پس لطف
خداوندی اسبات کا مقتضے ہوا کہ اُن علامات مین فوایدہ موجود ہون تاکہ اُن علامات کا التزام انکو بترغیب و بسہولت میسر

والجملة فی ذلك ان بعض الشعور النابتة
من جسد الانسان يفعل فعل الاحداث
فی قبض الخاطر ويوجع الانسان فی ذلك
لما ذكر [illegible]
هما من الامراض الجلد يقدانها تحزن
القلب وتذهب النشاط۔

خصائل فطرت کو علامات اطاعت بنانے کی اجمالی وجوہات
یہہ ہین کہ بدن انسانی مین بعض جگہہ کی بال ایسے بغلونکی
طبیعت انسان مین ایسا انقباض پیدا کرتے ہین جیسے
[illegible]) اگر کوئی
تفصیل مفاسد ان بالون پر اطلاع چاہے تو وہ طبیبون کی
تصریحات کو جو اونہون نے بہت خارش وغیرہ جلدی امراض
مین کہا ہی کہ وہ سبب انقباض و رفع نشاط ہوتے ہین ملاحظہ کرے

مترجم کہتا ہے انقباض یا انبساط جو ان بالون کی رکھنے یا دور کرنے سی پیدا ہوتا ہے اسنا ہر
کسے کو (گو وہ علم طب نہ رکہتا ہو) مشاہدہ مین آتا ہے کہ بغلون مین اکثر پسینہ رہتا ہے اور
بالون کے سبب وہ جلد خشک نہین ہوتا۔ اور ساتھ اسکے بدن کی میل کا بہی وہان جمگہہ
ہوتا ہے۔ اس حسن اتفاقی سے بغلون مین ایسا تعفن پیدا ہوتا ہے کہ بغلوالے کو چھوڑ کر۔
اسکے ہم نشین کے روح کو بہی منقبض کر ڈالتا ہے۔ اسی نظر سے انبیاء (روحانی اطباء)
نے بغلون کے بال دور کرنیکو دین مین داخل کیا ہے۔ اور اسمین اس انقباض کے ازالہ سے
روحانی اصلاح کو مدنظر رکہا ہے۔

اس حکم کو دین سے خارج کرنیوالے اور اس تعلیم کو جسمانی بتلانے والے انصاف سے غور کرین

اور غور کے بعد فرماوین کہ یہہ انقباض و انبساط روحانی صفۃ ہے یا جسمانی اور اس حکم مین فقط جسمانی تعلیم ہے یا روحانی اصلاح کے بہی اسمین رعایت ہے

نکتہ لطیفہ

جسمانی اصلاح مین روحانی اصلاح کے متحقق ہونے کا سِر یہہ ہے کہ روح انسانی کو جبتک جسم سے تعلق ہے وہ اپنی کمالات و اوصاف کی اکتساب مین جسم کی محتاج ہے اور جسم اون اوصاف مین اسکا واسطہ فی الثبوت ہی اولاً تو اس معنے کر کہ جس روحانی صفۃ سے جسم موصوف ہوتا ہے وہ در حقیقت روح ہی کی صفۃ ہے اور جسم اس توسط مین سفیر محض ہے جیسے کپڑے رنگنے کے آلات کپڑے کو سرخ کر دیتے ہین اور خود رنگین نہین ہو جاتے۔ اسکو کوئی نمانے تو اس معنے کر اسکا واسطہ ہونا تسلیم کرے کہ جو ایسی صفۃ جسم مین پائی جاتی ہے وہ جسم اور روح [illegible] [illegible] نقل ہوتے والیکی ہاتہہ کہ آپ ہی حرکت کرتے ہین اور نالی کو بھی ہلاتے ہین۔ بنا بر اعلیہ تا بقا اس توسط و تعلق جسم کے روح بلا واسطہ جسم کسے صفۃ کے محل نہین ہو سکتے اور نہ اون صفات سے جنمین جسم اُنکا واسطہ ہے وہ خالی ہے ❖

عوام فہم تمثیلات

جسم کا پہوٹ کہانا دکہہ اوٹہانا روح کا پہوٹ کہانا دکہہ اوٹہانا ہے جسم کا تر و تازہ و خوش ہونا روح کا خوش و خورم ہونا ہے۔ جسم کا پاک ہونا روح کی پاکی ہے۔ جسم کا نجس و خبیث ہونا روح کی خباثت اور ان صفات کا اثر روح کو ضرور پہنچتا ہے۔ پس جو لوگ جسمانی احکام کو روحانی احکام سے مخالف سمجھتے ہین اور جسمانی تربیت و اصلاح کو روحانی نہین جانتے وہ روح اور جسم کی حقیقت اور انکے آپس کی نسبت سے بیخبر ہین ❖

باقی آئندہ

حاشیہ ١٢ — × منطقیونکی اصطلاح مین اس معنے کر واسطہ کو واسطہ فی الثبوت بمعنے اول کہتے ہین۔ اور دوسرے معنے کے راہ سے واسطہ فی الثبوت بمعنے ثانی

یہہ رسالہ نومبر مین چھپا

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

نمبر ۱۱ جلد ۲

مشتہرہ ذی قعدہ ۱۲۹۶ھ نومبر ۱۸۷۹ء

استشہاد

بر رسالہ

اقتصاد فی مسائل الجہاد

جو عام رائے کا آئینہ ہے

نمبر ۹ جلد ۲ اشاعۃ السنۃ مین **جو مضمون** شایع ہوا ہے (جسکا حاصل یہہ ہے کہ حسب منشاء احکام نمبر ۱۰۱ سے ۱۰۴ تک
(منجملہ احکام سنت متعلقہ امور معاشرت مندرجہ اشاعۃ السنۃ) رعایا ریاست برطانیہ کو اس ریاست کی مخالفت و بغاوت حرام ہے
بلکہ اگر کوئی اور مخالف اس ریاست کا مقابلہ کرے تو اُسکی مدد کرنی بھی انپر حرام ہے۔ اور اسپر چند احادیث صحیح بخاری و سنن ابی داؤد
سے (جنسے امن و امان دیگر غدر کا حرام ہونا اور صرف امن جتا کر ایک جگہ مین رہنے یا ملکر سفر کرنے سے امن و عہد کا پایا
جانا اگو زبان کوئی عہد پیمان نہو ثابت ہوتا ہے) استدلال بھی موجود ہے **وہ مضمون** ہمارے رسالہ اقتصاد فی
مسائل الجہاد کا اصل اصول و رکن رکین ہے **اسپر** مین اشاعۃ السنۃ اور اس ضمیمہ کے عامہ ناظرین سے استشہاد چاہتا
[illegible] پرچہ پر اپنے دستخط و مواہیر ثبت فرماوین
بلکہ اور دس بیس سو دو سو اہل اسلام سے جو انکے قرب جوار مین رہتے ہون اور اس مضمون کو پسند کرتے ہون نیز
دستخط کرا کے اصل پرچہ میرے پاس فیروزپور مین بھیجین۔ اور جو صاحب اصل مسئلہ مین یا ہمارے بیان استدلال کی صحۃ مین
کچھ شک و اختلاف رکھتے ہون وہ اپنے شک و اختلاف کی وجہ سے بذریعہ خط ہمکو آگاہ کرین۔ ہم تقریراً یا تحریراً انکی تسلی
کرینگے اور انکی مخالفۃ سے کسی دوسرے کو مطلع نکرینگے۔ واللّٰہ علی ما نقول وکیل۔ وکفی باللّٰہ وکیلا۔ وکفی
باللّٰہ شہیدا **اس استشہاد** کو ہمنے عام رائے کے معلوم کرنیکا آئینہ بنایا ہے۔ اور طبع و تشہیر رسالہ اقتصاد
فی مسائل الجہاد کو اسپر موقوف ٹھہرایا ہے۔ اس رسالہ کو ہمنے شروع سنہ ۱۸۷۶ء مین تالیف کیا اور بہت سا وقت اور روپیہ
خرچ کر کے ہندوستان کا ایک سفر طویل کیا اور اکابر علماء ہندوستان کا اس رسالہ کے مضامین سے توافق رائے حاصل کیا۔
پھر باوجود اس کوشش و مشقت کے اُس رسالہ کو اسوقت تک اس خوف سے شائع نکیا کہ مبادا عوام مسلمان جو حقیقت اسلام
مسائل اسلام خصوصاً مسئلہ جہاد سے واقف نہین اس مسئلہ کو نیا سمجھکر وحشت مین نہ پڑین اور اسکی تکذیب کیطرف متوجہ نہون
تو وہ مقصود جو اس رسالہ کی تصنیف سے مد نظر تھا (یعنے اصلاح خیال عوام) حاصل نہو۔ جب نمبر ۹ ستمبر ۱۸۷۹ء مین وہ مضمون
جو اس رسالہ کا رکن رکین ہے شائع ہوا۔ اور کسی مسلمان سے وحشت ناک کلمہ اس کی نسبت

بلکہ بہت لوگون نے اسکو پسند کیا اور اس رسالہ کا مشتہر ہونا چاہا - اس سے مجھے یقین ہوگیا کہ وہ رسالہ (اقتصاد)
باعث وحشت عامہ مسلمانان نہوگا **اس یقین** کی زیادہ کرنیکو مینے یہ اشتہار شائع کیا ہے جس سے اور بہت
مسلمانان کا توافق رائے میرا مدعا ہے - پس جو صاحب اس مضمون کو صحیح سمجھتے ہین علماء ہون خواہ عوام جو اسکو
خود پڑھ سکتے ہین یا دوسرے سے سنکر سمجھہ سکتے ہین - وہ اپنے توافق رائے سے بذریعہ اپنی مہر یا دستخط کر
مجھے اطلاع دین - اور اس شاہد دلربا (روحانی و ایمانی) کو جو نا آشناؤن کے خوف سے عرصہ چار سال سے
حجاب مین چھپا ہوا ہے مشتاقون کی انجمن مین جلوہ گر ہونے کی اجازت دین - اور جنکو ہنوز اس سے نا آشنائی
ہو وہ بحکم المکتوب نصف الملاقات بذریعہ خط و کتابت اپنی شکوک کے حجاب اُٹھا کر اس سے آشنائی پیدا کرین -
شاید وہ رسالہ جسمین وہ مضمون شائع ہوا ہے کسی صاحب کے نظر سے نگذرا ہو - اسلئے اسکو اس اشتہار مین
بعینہ نقل کیا جاتا ہے - اور ناظرین کو اسپر رائے لگانے کا موقع دیا جاتا ہے

وھو ھذا

(۱۰۱) اپنے عہد و امان کو محفوظ رکھو - اپنی عہدی کے اگر وہ تمہارے مذہب کا مخالف اور کافر کیون نہو) جان و مال سے
تعرض نکرو - بلکہ اگر کوئی اُن سے لڑے تو اسکو مارو اور اُن کافرونکو مدد دو (بخاری ص ۴۲۹ جلد ۲)
(۱۰۲) تمہارے مخالفون کیطرف سے کوئی پیغام لیکر آوے تو اسکو نہ قید کرو اور نہ مار ڈالو (ابو داؤد ص ۲۳ و ۲۴)
(۱۰۳) بلکہ خلعت [illegible] کرو [illegible]
(۱۰۴) اگر کسی سے تمہارا زبانی یا تحریری عہد و پیمان کچھہ نہو فقط ایک جگہہ باہم رہنے کا یا ایک راستہ ملکر چلنے کا اتفاق
ہوا اور ایک دوسرے کیطرف سے امن کے خیال مین ہو تو یہ صورت بھی عہد کے حکم مین داخل ہے - اور ایسے عہد والے
کی جان و مال سے بھی تعرض کرنا غدر و حرام ہے - صحیح بخاری ص ۳۷۹ سنن ابو داؤد ص ۲۵ جلد ۲

مولف کہتا ہے صحیح بخاری مین مسور وغیرہ سے مروی ہے کہ عروہ بن مسعود (مشرکین مکہ کے وکیل) نے مغیرہ
بن شعبہ صحابی کو آنحضرت کے سامنے کہا - اے غادر - کیا مینے تیرے غدر و فساد کی اصلاح مین کوشش نہین کی
اسکے اس کہنے کی وجہ یہ تھی کہ مغیرہ بن شعبہ اسلام سے پہلے ایک قوم کے ساتھہ ہو کر چلا - راستہ مین انکو قتل کیا اور
مال لوٹ لیا پھر آنحضرت کے پاس آکر مسلمان ہوگیا - آنحضرت نے فرمایا کہ تیرا اسلام تو ہمنے منظور کیا لیکن اس مال سے ہمکو کچھہ
تعلق نہین ہے - ابو داؤد کی حدیث مین ہے یہ اسلئے کہ یہ مال غدر ہے قسطلانی نے شرح بخاری مین اسکی تفصیل و غدر ہونیکے
وجہ بیان کی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ بنی مالک مین سے تیرہ آدمیون کے ساتھہ مصر مین مقوقس (بادشاہ یا امیر مصر کا نام ہے)
کے پاس گیا - مقوقس نے ان لوگونکی خاطر کی اور مغیرہ کی نکی مغیرہ کو اس سے حسد پیدا ہوا اسنے راستہ مین سبکو
شراب پلاکر بیہوشی ہونیکے بعد قتل کر دیا اور انکا مال لیکر آنحضرت کے پاس آکر اسلام قبول کیا - جب بنی مالک کو اسکی
خبر پہنچی تو وہ لڑائی کو مستعد ہوئے - تب عروہ بن مسعود مذکور نے تیرہ آدمی کا خونبہا دیکر لڑائی ختم کی [illegible] نے
مغیرہ کو یہ بات فرمائی کہ یہ مال غدر ہے - مین اسکو لے نہین سکتا - اسکی وجہ یہ ہے کہ جب کبھی کسیکے ساتھہ ہو کر چلنا

(298)

تو گویا ایک دوسرے کو امن دیتا ہے پہر ایک کو دوسرے کے جان و مال سے تعرض کرنا غدر ہے۔ اور غدر (کافر کے ساتھ کیون نہو) حرام ہے انتہی۔ یہ حدیث ہمارے رسالہ **الاقتصاد فی مسائل الجہاد** (جسکا ذکر ہم اشاعۃ السنۃ نمبر ششم کے ضمیمہ مین کر چکے ہین) کی رکن رکین ہے۔

اس حدیث کے فتوے سے ہم گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت و بغاوت کو (ان لوگوںکے حق مین جو اُنکے ظل حمایت مین باامن و امان آباد ہین اور انکی طرف سے شعار مذہبی کے ادا کرنے مین خود مختار و آزاد) حرام جانتے ہین اور اس گورنمنٹ کے مخالفونکو مدد دینا ناجائز سمجھتے ہین۔ مین پہلے بھی کہہ چکا ہون اور اب دوبارہ کہتا ہون کہ ان باتونکا اظہار مین اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہون اس سے کوئی غرض دنیاوی مد نظر نہین رکھتا۔

میرے احباب و آشناسب جانتے ہین کہ مجھے اس گورنمنٹ سے عام مسلمانان رعایا سے علاوہ کچھ خاص تعلق نہین ہے۔ نہ مین گورنمنٹ کا ملازم ہون نہ پنشن خوار نہ جاگیر دار نہ کسی کمیٹی کا ممبر نہ کسی مجلس کا رکن و مشیر نہ کسی حاکم وقت کا ملاقاتی نہ کسیکا مصاحب۔ آجتک کسی سے کسی نوع کی منفعت ذاتی نہین اُٹھائی۔ اور آئندہ تحصیل منفعت و تقرب حکام وقت کی نیت نہین رکہی۔ بااینہمہ ان باتونکو مین ظاہر کرتا ہون تو اس سے بجز ادائے اپنے فرض مذہبی کے و خیر خواہی و برادرانہ مسلمان بھائیون کے اور کچھ مقصود نہین رکھتا آگے معاملہ خدا سے ہے لوگ جو چاہین [illegible] ان باتونکو جس غرض پر چاہین محمول کرین۔

(اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۲ صفحہ ۳۷۳ - ۳۷۵ و صفحہ ۳۷۶)

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری